طوق گلے مین جہمیت کا طوق نیم ملا خطرہ ایمان و نیم حکیم خطرہ جان اگرچہ اونکی

سرکوبی کے لئے قدیماً وحدیثاً تالیفات ہوتی رہی ہین اور ہمیشہ علمای اہل سنت

وجماعت ان کی ظلمت دہوتے رہی ہین چنانچہ کتاب العلو ذہبی کہ مشعر

علو باری تعالی ہی اب تک دنیا مین اوسکا بول بالا ہی اور کتاب الصفات بیہقی

مثبت صفات الٰہی ہی کہ آجتک دافع الحاد نامتناہی ہے اور عقیدہ صابونی

صابون چرکہائی درونی ہی اور مصفی عقاید فاسدہ اندرونی ہی کتاب النزول

آج تک پسندیدہ ومقبول ہی جس مین رد مرجہمی بوالفضول ہے حموتہ حاجی عقائد تقویہ ہے

اندنون جو یہ جہمیونکا شر و شور ہوا ہے تو سنیون کو تصانیف ذیل سی زور ہوا ہی اونکے

ایک رسالہ احتوا ہی جس مین نواب صدیق حسن خانصاحب نے جہمیونکا خوب

رد کیا ہی دوسرا قول فاصل ہی کہ پسندیدہ ہر فاضل و عاقل ہی تیسیر النظم رحق

منظوم ہی کہ اوسکی ہر شعر کی قوت معلوم ہے چوتہا قطف الثمر ہی جس مین

تفصیل عقیدہ اہل اثر ہی پانچوان حملہ مردانہ جس مین رد طرفہ زمانہ ہی چھٹا

عقیدہ اہل سنت ہی کہ نعمت بے منت ہے ساتوان لالی البہیہ فی الرد علی الجہمیہ

ہے غرض علمای محققین و محققان محدثین ہر زمانہ مین ان کی سرکوبی اور

گوشمالی کرتے رہی ہین مگر اس زمانہ کی تالیفات مین کوئی حسن ترتیب اور خوبی

ترکیب اور بسط و شرح مین ابتدا سی انتہا تک مثل انتہا فی الاستوا کے دیکھنے مین

نہ آئی مگر بسبب عربی ہونیکے عوام اوس سے منتفع نہ ہوتے تہے اسلئے

جب مین بہ ترک روزگار بہوپال سے حیدرآباد آیا تو بعض برادران دینی

۲

اور طالبان حق گزینی نے اصرار کیا کہ اوسکا ترجمہ اگر زبان اردو سلیس مین
ہوجاوے تو ہزار ہا خلایق کو نفع پہونچا وے غرض مین نے نقتہً باللہ و توکلاً علی اللہ
تکمیل
تکلف کمر سلک کہ اوٹہایا اور اللہ جل جلالہ کو اپنا حامی و مددگار بنایا وہو حسبی ونعم الوکیل

ترجمہ اصل کتاب

سب خوبیان اوس پروردگار کے لئے ہین جسنے بذات خود عرش پر استوا کیا
اور اپنی صفات کاملہ سے مخلوقات کا احاطہ فرمایا اور درود نامحدود ہماری سردار
محمد مصطفے پر جو اشرف مخلوقات ہین اور اون کے آل و اصحاب پر جنہوں نے
اللہ کی رضا حاصل کرنے مین کوشش کی بعد اسکی معلوم ہو کہ ان دنون مسئلہ استوا
مین بڑا جدال و خلاف واقع ہوگیا ہے کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی
ہے اپنی ذات سے اور علم اوسکا ہر مکان کو گہیرے ہوئے ہے جیسا کتاب و سنت
مین وارد ہوا ہے اور اگلے لوگون نے کہ اوسپر درود اور بخشش ہو صاف کہا ہے
اور کوئی کہتا ہے کہ وہ ہر جگہہ ہے اور جیسا کہ عرش پر ہے ویسا ہی فرش پر ہے
اور کوئی کہتا ہے کہ وہ نہ کسی جہت مین ہے نہ کسی مکان مین اور یہانتک اہمین
مبالغہ کرتا ہے کہ وجود رحمن کی نفی لازم آوے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ کسی جہت
اور مکان خاص مین نہین ہے بلکہ ہر جہت اور مکان مین ہے پہر قول
ثانی اور ثالث اور رابع والون کے بہت باتین ایسی ہین کہ آپس مین مختلف
ہین لیکن مآل و نکا اونہی اقوال کیطرف راجع ہے اور سب کے سب جہم
بن صفوان کی بات سے نکلے ہین جسکا فتنہ اول صدی کے آخر مین ظاہر ہوا

اور قبل اسکی اس مسئلہ مین کوئی قیل قال و جنگ جدال نہ تہا بلکہ سب لوگ قول اول پر متفق تہی جیسا کہ ہم آگی اسپنے موقع پر بخوبی بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور ہر گروہ نے اون مین سی بہت رسایل اور کتابین تصنیف کین اور ایک نے دوسری کی تکفیر و تضلیل و تفسیق مین مبالغہ کیا اور باوجود اسکے کسی نے اونمین سے ایسی تقریر نکی جو حصول مقصود کو کافی اور دفع اوہام کو وافی ہو اور موافقین اور مخالفین سب کے دلائل اور براہین پر مشتمل ہو اور تحقیق حق اور رد باطل اوس سے بخوبی ہو جائے سو میرے بعضے دوستون نے درخواست کی کہ مین اس باب مین ایک رسالہ مستقلہ ایسا لکہون کہ اوسکے ہوتے کسی دوسری کی حاجت نہو اور عبارت اوسکی نہ دراز ہو کہ طول کردے نہ مختصر ہو کہ مخل مقصود ہو اور صواب خطا سے روشن ہو جائے اور طالب حق تکلیف سے راحت پاوے اور مین ایک مدت تک اس راہ مین قدم رکھنی سے عذر کرتا رہا اور ہر مجلس مین اس بات کو مین نے ذکر کیا اور اسکے کئی سبب تہے اول یہ کہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کے دل حق کے جانب راغب نہین اگرچہ وہ شہد سی زیادہ شیرین ہو اور باطل پر میلان رکہتے ہین اگرچہ وہ حنظل سے زیادہ تلخ ہو اور حسد و عناد و بغی و فساد اونپر غالب ہو چکا ہے دوسری یہ کہ وہ علوم سی مطلقاً مونہہ پہیری ہوی ہین خصوصاً علوم شرعیہ سے اور اونمین اونہی علوم کا زیادہ رواج ہو رہا ہی جو مفید معاش ہین اور اوسکا سبب یہ ہی کہ اکثر بلاد اسلامیہ پر نصاری کا تسلط ہے اور لوگ اپنے

سلاطین کے چال پر ہوا کرتے ہین حقیقت مین یہ لوگ اوہی لوگون مین ہین جن کے حق مین یہ آیۃ ہی الذین ضل سعیہم الآیۃ یعنی جنکی کوشش دنیا کی زندگی مین برباد ہو گئی اور وہ سمجھتے ہین کہ خوب کام کرتے ہین غرض وہی لوگ زیادہ نقصان والی ہین دوسرے کتب حدیثہ اور تفسیر کے جو سلف سے ماثور ہین مفقود ہین اور جو نصیب بھی ہوتے ہین اونسے معتد بہا کام نہین نکل سکتا اور اسی لئے اس وقت کے مصنفین کے پونجی اوچھی ہی اور یہ خرابی اس سے ہی کہ لوگون کا شوق کم ہی اور ذوق منعدم اور اہل مطابع کو کتب دینیہ کے طبع کا خیال مطلق نہین اسلئے کہ طالب و مشتری اوسکے کم ہین چوتھے یہ کہ امور مالیہ مین مشغول تہا اور خالی وقت بہت کم ملتا تہا اور جب خالی ہوتا تو بعضے دوست میری مجہہ سے تحصیل علوم کرتے پانچوین یہ کہ مین خوب جانتا تہا کہ تالیف آسان ہی مگر مولفین پر جو طعن و تشنیع ہوتے ہین اوسکا اوٹہانا مشکل ہی اسلئے کہ مثل مشہور ہی کہ جسنے تالیف کی وہ ہدف تیر ملامت ہوا اگرچہ عذر میرا اوس کام سے مجہکو روک نہ سکتا تہا اسلئے کہ مین جب حق کو معلوم کر چکا تو کسی کی ملامت سے نہین ڈرتا اور اگر تو کتابون مین نظر کرے تو بخوبی جان لے کہ کوئی امام اگلون سے یا پچہلون سے زبان خلق سے نہین بچا بیت نہ بچا جناب خدا نہ اوسکا رسول ز طعن سے خلق کے تو مین کیا ہون ۔ الغرض جب اکثر احباب نے مجہے گہیرا اور کوئی عذر میرا اون کے اصرار کے آگے نہ چلا علی الخصوص میرے بہتیجے بہائی راحت جان

تحریر برادران حافظ حاجی مولوی محمد فرید الزمان تغمدہ اللہ بغفرانہ نے بہت اسمین اصرار کیا
اور کہا کہ ایک ایسی کتاب جامع اس مسئلہ مین تحریر ہو کہ اوس سے تحقیق بخوبی
ہو جاوے غرض مین نے اوسمین استخارہ کیا اور بقدر طاقت اوسمین کوشش
کی اور دو ثلث جز کے قریب اس کتاب کے تحریر کئے کہ وہ بامر الہی اس ارض فانی
راہی دار آخرت ہوئے اور سترہوین تاریخ کو محرم الحرام کی سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین اس
سرائے بے بقا سے رحلت فرمائی اور ایسی وبا سے جسمین اسہال کی کثرت ہوتی تھی
کیا اور اے میرے برادر جب تو اس کتاب کو مطالعہ کریگا اسکی فضیلت اور حقیقت سے
آگاہ ہوگا اور معلوم کریگا کہ اسنے کسطرح دلائل کو گہیرا ہے اور تو کہیگا کہ اگلون نے
پچھلون کے واسطے کتنی باتین چہوڑ رکہین اسلئے کہ پچہلا اگلون کا خزانہ پاتا ہے
اب ہم بعون ملک ودود اپنا مقصود شروع کرتے ہین ۞ مقدمہ کتاب

کتاب وسنت کی پیروی کی فضیلت مین اور سنت وجماعت کی تعریف

جان تو کہ جب اللہ تعالے نے خلق کو پیدا کیا اور وہ اور دنیا مین جیسے کہانے پینے
اور خورد و نوش اور لباس وغیرہ مین مشغول ہوئی اور اوس اقرار کو بہول گئی
جو بدنون مین آنے سے پیشتر اللہ کے ساتہہ باندہا تہا کہ توحید اور ایمان پر ثابت
رہینگی تب اللہ تعالے نے اون کے طرف رسول بہیجے کہ اونکو ڈراوین اور
بشارت دین اور اچہے کامون کا حکم دین اور بُرون سے منع فرماوین اور نیکی کیطرف
رغبت دلاوین اور یہی غرض کہ اللہ کے نزدیک اون کی کوئی حجت باقی نہ رہے
اور آخرت مین یہ نہ کہنے لگین کہ کیون نہ بہیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول

کہ ہم تیری آیتون پر چلتے ذلیل و خوار ہونے سے پہلے اور جبکہ
یہ ہدایت زبان پہچاننے پر موقوف تھی اسیلئے اللہ تعالے نے ہر رسول کو
اوس قوم کے زبان مین بہیجا تاکہ دلائل توحید و ایمان اون سے بخوبی
بیان کردے پہر اللہ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے
راہ پر لاتا ہے اسی لئے رسول جس زبان مین آتا ہے اوس زبان کے
لوگ سب سے زیادہ اوسکے اشارون اور لفظون اور مقصدون کو جو اوسکی
عبارتون سے نکلتی ہین بخوبی پہچانتے ہین اور جب یہ تمہید خیال مین
آچکی اب مین کہتا ہون کہ اللہ تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عربی
زبان والون مین بہیجا تاکہ اوسکی قوم جو عرب تہے مطالب دین اور مسائل شرع
متین اونسے بخوبی سمجہہ جیسا کہ اونہون نے حکم دیا اور منع فرمایا اور خبر
دی اور سوجہایا اور وہ لوگ ان سب امور کو سمجہہ کر اپنی پچہلون کو سکہادین
اور وہ اپنے پچہلون کو اوسی طرح تار چلا جاوے تاکہ دین مشرق سے مغرب
تک پونہچ جاوے غرض معلوم ہوا کہ سنت و جماعت وہی لوگ ہین جو
صحابہ کرام کی چال پر چلے اللہ اونسے راضی ہوا اور اون کے بعد تابعین اور
اونکے بعد تبع تابعین وغیرہم جو اس امت کے اگلے ہین اس لئے کہ یہ لوگ شریعت کے پونہچنے
مین اور دین کے بٹنے مین وسیلہ اور ذریعہ ہین اور وہ لوگ اہل لسان تہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے اور سفر و حضر مین اون کے
ساتھ نشست و برخاست رکہتے تہے اور اون کے کلام کو خوب سمجہتے تہے

اور جو مشکل ہوتی تھی اوسی دریافت کر لیتے تھے خواہ کتاب میں ہو یا
مین علی الخصوص ایسی کامون کو جو ... پوچھتے تھے جنکی تحقیق کی ... مین
اور دین کی کہتے ہین اور جنہون نے اون کی خلاف چال چلی وہ ... ہوا
گمراہ ہوا اور اسی لئے تو گمراہ فرقون کو دیکھتا ہے کہ وہ آیات اور احادیث
کو سند لاتے ہین مگر چال اون کی صحابہ اور تابعین کی خلاف ہوتی ہے
اور علمای راسخین کے مخالف غرض وہ لوگ اپنے دعوی مین جھوٹے
ہوتے ہین اسلئے کہ قرآن اور حدیث دونو اچھی طرح اور کامل طور پر
اصحاب ابرار اور تابعین اخیار پر منکشف ہوئی تھی غرض قائل اگر ... کہ
کہ شارع علیہ السلام نے اون کی عقلون کے موافق کلام کیا ہے اور حقیقت
مین ایسا نہین ہے جیسا شارع نے کہا ہے اور لوگون نے اون لفظون
جو نصوص مین وارد ہوے ہین معانی ظاہرہ سمجھ لئے ہین جیسے اول نظر مین
خیال مین آتا ہے اور حقیقت مین وہ معنے مراد نہین ہین تو یہ قول
صریح جھوٹ ہے اسمین کچھ شک نہین ہے اور افسوس ہے کہ یہ قائل
اتنا نہین سمجھتا کہ انبیا کا بھیجنا اسلئے ہے کہ خلق گمراہی سے نکلے نہ
اسواسطے کہ اونکو ایسی راہ مین ڈالدے کہ مخالف حق ہو اور اس قائل کے
قول سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل کا ملنا علوم فلسفہ کے سیکھنے پر موقوف ہے حقیقت
مین دین کے خراب کرنیوالے ہین اور عمر برباد کرنیوالے ہین اور وہ خیال نہ کیا
کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو ان فنون سے کنارہ کرنیوالے تھے اور اس ... کو ...

اون کی عقلین پوری نہ تہین ایسے ہکو ایسے خیال سی بچاوی اور ہمکو
جان لے تو کہ یہ وسوسہ شیطان کا ہی جو اپنے دوستونکی دلونمین اوسنی ڈالا ہے
اور عقل سلیم جو نفسانی خواہشونسی نملی ہو وہ اس سی بالکل انکار کرتی ہے
اور اسی واسطے تو ان عالمون کو دیکہتا ہے جو فلسفہ مین اپنی عمر ضایع کر گئے
تہے کہ آخر مین اونہون نی توبہ کی اور قرآن و حدیث کی طرف رجوع کی
اور دل سی یقین کیا کہ جن علوم مین وہ مشغول رہی اوس سی کچہہ کام نکلا
اور اونسے بہو کو سیر نہ کیا اور نہ قریب لایا اور کیون نہو کہ جو رئیس فلسفیون کے
تہے اہل اسلام مین اور نہایت علم کلام مین ڈوبے ہوی اور ساری
عمر علوم حکمت مین مشغول رہی اور رد اہل فلسفہ کے امام تہی یعنی ابو عبد اللہ محمد
بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی التیمی البکری الطبرستانی جو رازی
المولد تہے جنکا لقب فخر الدین ہی اور ابن الخطیب مشہور ہی اونہون نے
اپنی آخر مین عمر کے جب دیکہا کہ سعی اون کی ضایع ہوی اور قدم اونکا
پہسلا تب اونہون نی کہا کہ مین نے کلام والون کی راہ مین تامل کیا اور
فلسفیون کے طریق دیکہی سو وہ سب کے سب نہ کسی بیمار کو شفا دیتی ہین
نہ کسی پیاسے کو سیراب کرتے ہین اور بہت نزدیک راہ اللہ سے ملنی کی
قرآن کی راہ ہے کہ مین اثبات مین تو الرحمن علی العرش استوی پڑہتا ہون اور
نفی مین لیس کمثلہ شیء اور ولا یحیطون بہ علما پہر کہا کہ جسکو میرے
برابر تجربہ ہی وہ اس معرفت کو جانیگا اور یہ بیتین اون سی یادگار زمان

ہین جنکا مضمون مترجم نظم کرتا ہی ابیات انتہا عقلونکی ہی یار و عقالؒ +
عالمونکی سعی اکثر ہی ضلال + روح کو اپنی ہی وحشت جسم سی + حاصل دنیا ہی تکلیف و
وبال + اور ہماری بحث کا حاصل تمام + کچھ نہین اس زیست مین جز قیل و قال
اور بعض ارباب کشف نی کہا ہی کہ وہ صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی مشرف
ہوی اور رازی کا حال پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا او سپر خفگی ہی اور پہر
شیخ بوعلی سینا کا حال پوچھا تو فرمایا کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اللہ تعالی
نے اوسی علم ہوتے ہوی گمراہ کر دیا اور اوسکی دل پر مہر کر دی اور اوسکی کان
اور اوسکی آنکھون پر پردہ کر دیا اور فرمایا کہ مقتول اوسکی تابعون سے بہی بچے
اور مروی ہوا کہ فخر رازی کی جب وفات قریب ہوی تو شیطان آ د
پاس آیا اور کہا تمہاری پاس اگر اللہ تعالی کے توحید پر کوئی دلیل
ہو تو مجھی خبر دو غرض اونہون نی ہزار دلیلین عقلی بیان کین اور شیطان نی
اون سب کا جواب دیدیا اور ہر ایک کو باطل کر دیا آخر اونہون نے
لاچار ہو کر کہا کہ مین نے اپنی معبود کو بلا دلیل پہچانا اور اسی وجہ سی کہا گیا
کہ اللہ پر کوئی دلیل نہین بلکہ اللہ ہر چیز کے دلیل ہی اللہ مراد اس قول کی
دلیل لمّی ہی جس مین علت سے معلول پر استدلال ہوتا ہی اوس مین البتہ مخلوق
اثبات الہی کی برہان ہو سکتی ہی جیسے ایک اعرابی نی کہا کہ مینگنی اونٹ
دلالت کرتی ہی اور پیر کے نشان چلنیوالے کے وجود پر دال ہین پھر زمین
و آسمان کیون نہ اوس علیم و خبیر کے وجود پر دال ہوا اور اسی لئے کہا گیا

حال وفات فخر الدین رازی

بیان دلیل لمی وانی

الله کے قول مین کہ وہ شاہد و مشہود ہی اسی لئی اللہ تعالی نی اپنی ذات کی
قسم کہائی کہ وہ شاہد ہی ہر چیز پر اور ہر چیز شاہد ہی اوسکی ذات مقدس پر
غرض وہ شاہد بہی ہی اور مشہود بہی اور جب فخر رازی سا شخص اپنی جلالت
قدر اور و ناواقت امر کی ساتہہ باوجود اسکی کہ توبہ کرچکا اور تفسیر اور فقہ و تصنیف
کی اور فلاسفہ کا رد کیا اللہ کا معاتب ہوا اور سبب اوسکا صرف اتنا ہی تہا
کہ لایعنی باتون مین مشغول ہوا اور غفلت کی چیزون مین اوقات صرف کی
جب اوسکا یہ حال ہوا تو معلوم نہین کہ اوس کم بخت کا کیا حال ہو جو کہتا ہے
کہ انسان کی رای کامل نہین ہوتی ہی جب تک منطق و حکمت نہ سیکہی اور
علما مین اوسکا شمار نہین ہوتا اور نہ باریک باتین کتاب و سنت کی سمجہہ سکتا ہے
اور اس شخص نی گویا ایک چیز کو اوسکی ضد کی ساتہہ جمع کیا اور چیز کی قوت
اوسکے نقیض سی حاصل کرنا چاہی اور یہ کم فہمی اور بد عقلی کے سوا کچھہ
نہین پایہ یان ہی کہ جسی کوئی انسان قبول نہ کری اور لوگون نی کہا ہی کہ فخر رازی
کی پونچی حدیث سی بہت تہوڑی ہی اور ائمہ نقل اون کی روایتون پر
اعتماد نہین کرتے اور لوگون نی کہا ہی کہ اون کی تفسیر مین سب کچھہ ہے
مگر قران کی تفسیر نہین اور مولینای روم نے کیا خوب کہا ہی جسکا مین ترجمہ
کرتا ہون **بیت** علم حکمت پر اگر ہوتا مدار × دین کا ای صاحبان باوقار
فخر رازی پہر تو ہوتا بر ملا × فخر ملت ای اخی با صفا ۔ اور جب تو دیکہے
اونکی تفسیر تو معلوم ہو کہ اونہونے تمام فلسفیون کی باتین اور حکمت کی

خرافات بھر دے ہین جس سے دین کو ذرا بھی تعلق نہین اور نہ اہل یقین کے نزدیک اوسکا اعتبار ہے - جیسا کہ کشف الظنون مین کہا ہے کہ صاحب علوم عقلیہ خصوصاً امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر اقوال حکما اور اقوال فلاسفہ سے بھر دی ہے اور ایک بحث سے نکل کر دوسری مین جا رہتی ہین کہ اوسکا دیکھنے والا حیران ہوتا ہے کہ کہان سے کہان چلی گئے اور ابوحیان نے بحر مین کہا ہے کہ امام فخر رازی نے اپنی تفسیر مین بہت طویل خبرین بیان کی بھر دین ہین جنکی تفسیر مین کچھ حاجت نہین ہے اور اسی لئے بعض علما نے کہا ہے کہ اوسمین سب چیز ہے مگر قرآن شریف کی تفسیر نہین اور ذہبی جو حدیث مین امام ہین اور راویون کے پرکھنے مین سب کے پیشوا انہون نے کہا ہے کہ فخر الدین خطیب کا بیٹا صاحب تصانیف ذکاوت مین سردار ہے اور عقلیات مین مگر وہ آثار سے خالی ہے اور اوسکے شکوک دینی بڑے مسئلون مین ایسی ہین کہ اوس سے حیرت ہوتی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ النبویہ فی کلام الشیعۃ والقدریہ مین کہا ہے کہ جبریہ سو بعض اون مین سے نفی صفات کرتے ہین اور بعض اوسمین توقف کرتے ہین جیسے رازی اور آمدی ہین اور صفت کی نفی کرنے والے لوگون مین جبریہ سے بعضے ایسے ہین جو نصوص کی تاویل کرتے ہین اور بعضے ایسے ہین جو اون کی معنونکو اللہ کے سپرد کرتے ہین اور عبد الوہاب شعرانی نے کہا شیخ فخر الدین رازی نے اللہ کی راہ ڈھونڈھی تو شیخ نجم الدین

کبری نی فرمایا کہ تو اپنی بت کو جو تیرا علم ہی چھوڑ نہین سکتا سو انہون نی کہا
ای میری سردار مین ضرور چھوڑ دونگا اگر اللہ نے چاہا غرض شیخ اونکو خلوت
مین لیگئی اور اونمین جتنی علوم تھی سب سلب کرلئی تو وہ خلوت مین بڑی
بلند آواز سی چیخنی لگے کہ مین وسکو نہین چھوڑ سکتا غرض اونہون نی خلوت سے
نکال دیا اور فرمایا مجھی تیرا سچ بولنا پسند آیا اور نفاق نکرنا اور بحر العلوم نے
شرح مسلم مین کہا ہی رازی کی عادت تھی کھلی ہوی بات مین شک ڈالنا غرض
وہ شک ڈالنی والون کا امام ہی اور شیخ ابن حجر نے لسان المیزان مین وہی
بات کہی ہی جو ذہبی نی اوپر ہم ذکر کر آئے ہین پھر کہا کہ فخر الدین رازی
باوجود اسکے کہ اصول مین بڑا تبحر رکھتے تھی کہا کرتے تھی کہ جو بڑہی ہونگے
دین پر ہی وہ بڑی مراد کو پہونچا ہی اور کہا ہی ذہبی نی کہ لوگ اونپر عیب کرتی
تھی کہ سخت شبہی لاتی ہین اور اون کی حل کرنی مین قصور کرتی ہین
یہانتک کہ بعض مغاربہ نی کہا ہی کہ شبہہ تو نقد لاتی ہین اور جواب وسکا
قرض پر رکہتی ہین اور ابن وحیہ نی بہی اونکا ذکر کیا ہی اور مدح اور ذم
دونو کی ہی اور ابن شامہ نی ذکر کیا ہی اور اونکی بری باتین بیان کین ہین
اور وفات اونکی ہرات مین ہوی عید فطر کے دن ۶۰۶ھ مین اور
مین نی اکسیر فی علم التفسیر مین جو نجم طوفی کی تصنیف ہی دیکھا ہی اور اوسکا
مضمون یہ ہی کہ تفسیر ونمین کوئی تفسیر ایسی جسمین علم تفسیر زیادہ ہو قرطبی سے
بڑہ کر نہین اور تفسیر امام فخر الدین رازی ہی مگر تفسیر فخر الدین بہت عیبون

والی ہی اور مجھہ سی شرف الدین نصیبی نی کہا اونہون نی اپنی شیخ سراج الدین سی
مغربی سی سنا کہ انہون نی ایک کتاب تصنیف کی دو جلدون مین اور
اوس مین فخر الدین کی تفسیر کی برائیان اور لغویات ذکر کی اور وہ اوپر ان
بہت خفا ہوتی تہی اور کہتی تہی کہ یہ مخالف دین و مذہب کی شبہہ بڑی تحقیق سی
بیان کرتا ہی پہر مذہب اہل سنت کا نہایت ضعف کی ساتہہ اوسکی بعد ملا سی
اور طوفی نی کہا کتب کلامیہ مین یہی اوسکی یہی عادت ہی اور سبب اوسکا
یہ ہی کہ اوسکی عمر اپنی علمون مین گذری ہی کہ اوسکا اثر نہین گیا اگرچہ وہ
اوس سی تایب ہو چکا اور لوٹا اور رجوع کی اور ڈرا مگر اوسکی اصول نہین
بہولتا اور دلایل عقلیہ کو اصل ٹہیرا کر نصوص کو اون کی طرف تاویل کرتا تہا
اور اوحی کی طرف پہیرتا ہی اور لایق یہ ہی کہ جب عقل مخالف نصوص
کی ہووی تو اوسی پہیر کر نصوص کی طرف لیجاوی اور کہی کہ سبحانک لا علم لنا
یعنی اے رب ہمارے تو پاک ہی ہمین علم کہان ہی مگر جتنا تو نے سکہایا تو ہی ہی علم والا
اور حکمت والا جیسے کہ امام بخاری نی اپنی رسالہ مین جسکا نام خلق افعال
عباد و الرد علی اصحاب الجہم و التعطیل ہی ضمرہ بن ربیعہ سی اونہون نے
صدوہ سی نقل کیا ہی کہ انہون نی کہا سنا مین نی سلیمان تیمی سی کہ کہتے تہے
اگر مجھہ سی کوئی پوچہی اللہ کو تو مین کہون وہ آسمان پر ہی پہر اگر کوئی پوچہی کہ عرش
اوسکا کہان تہا آسمان سی پہلی تو مین کہونگا کہ پانی پر جیسا کہ اللہ تعالی
نی فرمایا وہو الذی الآیتہ یعنی وہ اللہ ایسا ہی جسنی بنایا آسمان و زمین

۱۴

۱۵

چهه دن مین اور عرش اوسکا پانی پر تها پهر اگر کوئی پوچهے کہ عرش اوسکا کہان تها پانی سے پہلے تو مین کہونگا کہ مین نہین جانتا کہا ابو عبد اللہ یعنے بخاری نے اور یہ جواب انہون نے اسلئے دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ولا یحیطون الآیۃ یعنے نہین گہیر سکتی وہ اوسکے علم سے مگر جتنا وہ چاہتا ہے یعنے جتنا اوسنے بیان کیا تمام ہوا قول بخاری کا اور ایسے ہی امام آمدی اپنے زمانہ کے فضل سے تہے انہون نے توقف کیا بڑے مسئلون مین اور حیران ہوے اور ایسے ہی خسروشاہی تہے کہ امام فخر الدین رازی کے بڑے شاگردون مین تہے جب وہ بعض فاضلون کے پاس آئے اون سے کہا کہ تم کیا عقیدہ رکہتے ہو انہون نے کہا کہ جو سب مسلمان اعتقاد رکہتے ہین سو فرمایا کہ تو ایسا شخص ہے کہ تیرا سینہ کہولدیا گیا ہے سبات کے لئے اور تو یقین کہنے والا ہے اوسپر یا ایسا ہی کچہ کہا پہر انہون نے کہا کہ ہان وہ تو لی شکر بجا لاوے اللہ کا اس نعمت پر مگر مین نہین جانتا کہ کیا عقیدہ رکہون یعنے عقلی باتون مین اور علم کلام والونکو مسئلون مین قسم ہے اللہ کی مین نہین جانتا کہ کیا عقیدہ رکہون قسم ہے اللہ کی مین نہین جانتا کہ کیا عقیدہ رکہون مین اور روئے یہانتک کہ تر ہوگئی داڑہی اون کی۔ اور یہی حال گذرا خونجی کا جو بڑے ماہر تہے فن کلام اور معقول مین کہ انہون نے کہا اپنی موت کے وقت کہ مین نہین جانتا کیا فایدہ ہے اون علمون سے جو مین نے حاصل کئے سوا اسکے کہ ممکن محتاج ہے طرف مرجح کے پہر کہا کہ محتاج ہونا صفت سلبی ہے مین مرتا ہون اور کچہ نہین جانتا۔ اور یہی حال گذرا ابن رشد حفید کا اور

على الماء وكتب في الذكر كل شيء وخلق السموات والارض يعنے الله تها اور اوسكے سوا كوئي چيز نهين تهي اور اوسكا عرش پاني پر تها اور اوسي

مذاہب فلاسفہ سے اور اون کی باتون سے سب سے زیادہ واقف تھا اونسے اپنی
کتاب تہافت التہافت مین کہا کہ ایسا کون شخص ہے جسنے الٰہیات مین ایسی بات
کہی ہو جس سے کچھ کام نکلے اور ایک اور عالم فلسفی نے کہا کہ مین اپنے بچھونے پر لیٹتا ہون
اور اپنے مونہہ پر لحاف ڈال لیتا ہون اور ان کی اور اون کی دلیلون کو مقابل
کرتا ہون اور فجر ہو جاتی ہی مگر کسی کو اون مین سی ترجیح نہین ہوتی (یعنے
مفت اوقات ضایع ہوتی ہی) اور جو شخص اس حال تک نہین پہونچا
اگر اللہ تعالی کی رحمت اوسکی خبر نہ لے اور خدا کی توجہ اوسپر نہو تو وہ
زندیق ہو جاوے اور اوسکا انجام خراب ہو الغرض دوا دافع اس مرض کی
جو طبیب قلوب ہی یہی ہی کہ علام الغیوب کے آگے گڑگڑائے اور دعا کرے
ان لفظون سی اللہم سے عظیم تک یعنی یا اللہ ای دلونکے پھیرنے والے ثابت
رکھ دل میرا اپنی دین پر اور یا اللہ جو پیدا کرنیوالا آسمانون اور زمین کا ہے
جاننے والا چھپی اور کھلی چیز کا ہی راہ دکھا مجھکو حق کی طرف اپنے حکم سے
جس مین لوگ اختلاف کرتے ہین بیشک تو راہ بتاتا ہی جسکو چاہتا ہے
سیدہی طرف کی طرف اور کچھ نہین ہی طاقت گناہ سی بچنے کی اور نہ
قوت عبادت کرنیکی مگر اللہ بلند ذات عظمت والے سے اور یہی حال
گذرا امام غزالی کا جنکا لقب حجۃ الاسلام ہی کہ اونہون نے ایک مدت
اپنی عمر کی فلسفہ اور کلام اور جدل کے تصنیفون مین کاٹی مگر آخر عمر
مین اونہون نے رجوع کیا اور اوس سی توبہ کی اور اونکا کام صدق اور

تقوی ہو گیا اور قرآن و حدیث کیطرف رجوع ہونا چنانچہ ملا علی قاری نے
شرح فقہ اکبر مین کہا ہی کہ امام غزالی کا آخر مین کام یہ ہوا کہ توقف اور حیرت
کی اونہون نے مسایل کلامیہ مین پہر اعراض کیا ان سب طریقون سے اور توجہ کی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون پر اور انتقال فرمایا اور صحیح بخاری
اون کے سینہ پر تہی اور جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی فلاسفہ پر
رد کیا پہر اونکی طرف سے اعراض کیا اور کبہی اونکا نام نلیا اور علوم شرعیہ
کے طرف بخوبی توجہ کی ولیکن شاد اس علم کا رہا اور علم حدیث مین اونکو
ملکہ راسخہ حاصل نہوا تہا یہانتک کہ اپنی تصانیف
مین اکثر روایات ایسی لکہدی کہ جو ثابت نہین
ہین جیسے کہ احیا کی تخریج سے معلوم ہوتا
ہے جو عراقی نے لکہی ہے اور رکہا
قاضی القضاۃ ابو العباس نے جو اہل
حدیث سے ہین شافعی مذہب کہ
امام الحرمین نے نہایہ مین اور غزالی نے
بسیط مین لکہا کہ یہ حدیث یعنی اذا فسا
احدکم فی صلوتہ آخر حدیث تک مروی
کتب صحاح مین ہے اور یہ سہو ہے اونکا اور ان دونوکو معرفت حدیث

کی نہین اسلئے کہ وہ اس کام کے نہین اور علی قاری نے شرح شفا مین کہا ہے
کہ غزالی کی پونجی حدیث مین بہت اوچھی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے
بہی کہا کہ پونجی اون کی حدیث مین بہت اوچھی ہے اور اسی لئے اون کی
کتابون مین موضوعات بہت بہری ہین اور فلاسفہ کی باتین بہی بہت ہین یہان تک
کہ اونکے رفیق ابوبکر بن العربی جو اونکی بہت تعظیم کرتے تہے اونہون نے بھی
کہا کہ ہمارے شیخ ابو حامد یعنی غزالی فلسفہ کے پیٹ مین گہس گئے اور پہر نکلنا
چاہا مگر نہ نکل سکے اور اسی لئے اونکی تصنیفون کو تو دیکھتا ہے کہ تہوڑا تہوڑا
اصول فلسفہ کی مخالف ہوتی ہین اور کتنی اونکو بیزاری فلسفہ سے ہوتی
جاتی ہے اونہی ہی آخر وقت کی تصنیفونمین فلسفہ کی مخالفت ہوتی جاتی
ہے اور باوجود اسکے رگ فلسفیت کی نہین جاتی اور اللہ اون پر رحم کریگا
اگر چاہیگا اسلئے کہ مسلمانونپر اپنی کتاب احیا سے بہت بڑا احسان کیا ہے
اور دین اور شریعت کو زندہ کیا ہے اور اوسکے سبب سے اللہ تعالی نے
بہت ایسے لوگون کو ہدایت کی ہے جو گمراہی مین پہنس گئے تہے اور یافعی نے
اور اونکے مرید دمیری نے اور تاج الدین سبکی نے طبقات کبری مین
لکہا ہے کہ ابو الحسن بن حرزہم جو عام لوگونمین حرازم کرکے مشہور ہین
وہ امام غزالی کے منکر تہے اونہون نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا
کہ آپنے اونکو کوڑے لگائے شیخ ابو الحسن شاذلی فرماتے ہین کہ جسدن
وہ مرے اوسدن بہی کوڑون کے نشان اونکے بدن پر تہے امام یافعی فرماتے ہین ابن حرازم

کی اولاد مین سے ایک شخص تہا اوسنے مجکو خبر دی کہ میرے دادا ملک مغرب
مین سردار تہے اونہون نے احیاء العلوم کو دیکہا اور کہا کہ یہ خلاف سنت ہے پہر سب علماء کا
اتفاق ہوا کہ اس کتاب کو جلا دیوین یہ بات جمعرات کو ہوی پہر جمعہ کی شب کو انہون نے
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اور آپ کی ساتہہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر تہے
اور اوس جگہہ نور بلند تہا ایکا ایک دیکہا کہ امام غزالی کہڑے ہین
جب اونہون نے مجکو دیکہا کہا یا رسول اللہ یہ میرا دشمن ہے اور اونہون نے
ایک نسخہ احیاء العلوم کا آپ کو دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ کہتا ہے کہ مین آپ کی
سنت کی خلاف کہتا ہون آپ اسکو دیکہین اگر وہی بات ہے جیسا یہ کہتا ہے تو مین
اللہ سے معافی مانگون اور توبہ کرون اور اگر وہی چیز ہے کہ آپ کو پسند ہے
اور مجکو آپ کی برکت سے حاصل ہوی تہی تو میرے دشمن سے میرا حق لیجیے تب
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اول سے اخر تک دیکہا پہر فرمایا یہہ
اچہا ہے پہر آپکا حکم ہوا میرے کپڑے اوتار لیے گئے اور مجکو پانچ کوڑے لگائے
گئے پہر ابو بکر صدیق نے میری سفارش کی اور کہا یا رسول اللہ اس نے
آپ کی سنت مین غور کرکے اور سنت کی تعظیم کی راہ سے یہ کام کیا تہا تب
امام غزالی نے بہی میرا قصور معاف کیا اور مین پچیس شب تک بیمار رہا پہر مین نے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ آپ تشریف لائے اور میرے اوپر
ہاتہہ پہیرا اور مجہہ سے توبہ لی پہر اللہ نے مجکو شفا دی پہر مین نے احیاء العلوم
کو دیکہا تو اوسکو سمجہا جو پہلے نہ سمجہا تہا تمام ہوا کلام امام یافعی کا مگر یہی خیال

رکھنا چاہیئے کہ جیسا العلم میں کچھ باتین اور لوگون نے بھی علا ہین جیسا کہ خفاجی نے قاضی عیاض کی شفا کی شرح مین لکھا ہے اور نواب مولوی سید صدیق حسن خانصاحب نے ابن حزم کے قصہ کو منادی کی کتاب سے مختصر طور پر نقل کیا ہی اور ایسا ہی حال گذرا امام عبدالکریم شہرستانی کا کہ اونہون نے کہا مین نے فلاسفہ اور متکلمین مین سوا حیرت اور ندامت کے اور کچھ نہ دیکھا کیونکہ اونہون نے کہا کہ قسم ہے کہ مین نے تمام مقامات کو دیکھا اور ان علمون کی سب کی سیر کی سو مین نے جسکو دیکھا اپنی گردن ٹھوڑی پر حیرت سے جھکائی ہوئی دیکھا یا ندامت سے دانت پیستا پایا اور یہی حال گذرا امام ابو المعالی عبدالملک بن ابی محمد الجوینی اوستاد غزالی کا کہ وہ بھی ابتدا مین عقلیات مین بہت مشغول تھے پھر سمعیات یعنی کتاب و سنت کیطرف رجوع ہوئے اور اسی پر اکتفا کی اور تاویل کو اور جدل اور کلام مین گھسنے کو چھوڑ دیا اور فرمایا ای لوگو علم کلام مین مشغول نہوا سلئے کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ علم کلام مجھے کہا لیجا کر پہنچائیگا تو مین کبھی اوسکی طرف مشغول نہوتا اور اپنی موت کے وقت کہا کہ مین بڑی گہرے دریا مین پیٹھا اور اہل اسلام کو اور اونکے علمونکو چھوڑ دیا اور ایسی چیزون مین گھسا جس سے مجھے منع کیا تھا اور اگر میرے رب کی رحمت مجھ پر نہوگی تو میں جوینی کی بڑی خرابی ہوگی اور میں لومین

اپنی مان کے عقیدہ پر مرتا ہون یا یہ کہا کہ مین
بڑھیون کے عقیدہ پر مرتا ہون جو نیشاپور مین ہین
اور ملا علی قاری نے کہا کہ امام الحرمین پہلے
تاویل کرتے تھے پھر آخر عمر مین اس سے باز آئے
اور تاویل کو حرام کیا اور تاویل کے منع پر سلف کا
اجماع نقل کیا اور یہی حال تھا امام ابو الحسن
علی بن اسمعیل اشعری کا جو رئیس اور سردار ہین
اشعریون کے کہ وہ بھی ابتدا مین ادلۂ عقلیہ مین ڈوبے
ہوئے تھے اور اوسی مین پڑے تھے اور پہلے
معتزلی تھے پھر اللہ تعالی نے اونکو
توبہ کی توفیق دی اور اعتزال سے باز آئے
اور سنی ہو گئے ولیکن پورا اثر اوسکا نہین
گیا اور کچھ باقی رہا تھا تک کہ ابانہ
تصنیف کی اور محدثین کی موافقت کی اپنے عقیدے
بیان کرکے اور ابن عساکر کی ایک کتاب ہے
اون کی فضیلت مین اور اون کی تہمت دور کرنے
کے لئے ایک کتاب لکھی اور اوسکا نام
تبیین کذب المفتری علی ابی الحسن الاشعری رکھا

اور یہ ابو الحسن ابی علے جبائی معتزلی کے
شاگرد تھے پھر اونسے کتنے ہی مسایل
مین مناظرہ کیا اور جبائی کو چپ کر دیا اور اونکا مذہب
چھوڑ دیا ذہبی نے کتاب العرش والنزول مین کہا ہے کہ اشعری نے سنہ ۲۶۰
مین پیدا ہوے اور سنہ ۳۲۴ مین بصرہ مین انتقال فرمایا اور پہلے معتزلی
تھے پھر توبہ کی اور اصحاب حدیث کے موافق ہو گئے ایسے بہت مسلو مین
جن مین معتزلہ اصحاب حدیث کے مخالف ہین پھر اور بھی اکثر باتو نمین اہل حدیث
کے موافق ہوے جیسے ہم نے اوپر ذکر کیا کہ انہون نے اجماع نقل کیا یعنی
منع تاویل پر اور وہ موافق ہین سب باتو نمین اہل حدیث سے غرض اونکے
تین حال سمجھے ایک یہ کہ معتزلی تھے دوسری یہ کہ سنی تھے بعض
باتون مین اور بعضون مین نہین پھر اکثر مین سنی ہی تھے اور یہ تیسرا حال ہے
غرض یہ کیفیت ہے اون کی جو ہمکو معلوم ہوئی اللہ انپر رحم کرے اور اونکو بخشے
اور سب مسلمانونکو تمام ہوا قول ذہبی کا غرض اب تم ان اماموں کے حال
مین غور کرو کہ سب نے کیسی توبہ کی اپنے مشغولیونسے اور فلسفہ اور اس علم سے جسکو
پہلے علم سمجھا تھا مگر بعد اسکے جان لیا کہ اسکا کچھ مآل نہین سوا تردد اور حیرت کے
اور اوسکو چھوڑ دیا اور حدیث اور قران کی طرف رجوع کی اور یہ بخوبی
ظاہر ہے کہ حدیث اور قران ہمکو بواسطہ صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین کے پہونچا ہے اور وہ لوگ ہم سے زیادہ اوس سے

۲۲

واقف تھی سو تقلید اونکی عمل اور اعتقاد مین ہزارون مرتبہ پچھلون کے
اتباع سی افضل ہی جو فلسفہ مین گھس گئی اور جن پر جدل اور کلام کا غلبہ ہو گیا
غرض مبارکباد ہی اوسکو جو صحابہ اور تابعین کا مقلد ہوا اور خوشخبری ہے
جو اونکی پیچھے چلا اور اسباب مین بہت نصوص اور آثار وارد ہوی جنگی گنتی
نہین اونمین سی بعض کو ہم اس جگہہ ذکر کرتے ہین اوسمین سی ہی قول
اللہ تعالی کا مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ الایہ یعنی جو دی تمکو رسول وہ لیلو اور
جس سی تمکو روکی اوس سی باز رہو اور قول اللہ تعالی کا اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَ
وَّلُوْنَ الایہ یعنی ایمان مین سبقت کرنیوالے اگلی مہاجرین سے
اور انصار سی جو لوگ اون کی تابع ہوی نیکی مین راضی ہوا اللہ اونسے اور
وہ راضی ہوی اوس سی اور قول اللہ تعالی کا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ الایہ یعنی تمکو
رسول اللہ مین بڑی پیروی اچھی ہی اور قول اللہ تعالی کا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
الایہ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور اولی الامر کی اپنی مین
اور قول اللہ تعالے کا وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ یعنی تحقیق یہ میری راہ
ہے سیدہی سو اسی پر چلو اور اور متفرق راہون مین مت چلو ورنہ پھوٹ
پڑجاویگی تم مین اور جدا ہو جاؤگے تم اوس راہ سی اور قول اللہ تعالی کا
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ یعنی اگر تم دوست رکھتی ہو اللہ کو تو میری فرمانبرداری
کرو کہ اللہ تمکو دوست رکھے اور قول اللہ تعالی کا فَلَا وَرَبِّكَ
یعنی قسم ہی تیرے رب کی وہ مومن نہونگے جبتک حاکم نبناویں

تجکو جن چیزون مین کہ وہ اختلاف کرین پہر وہ نپاوین اپنی دلون مین کچہ
تنگی اوس حکم سی کہ تو دیوی اور مان لین اوسکو بخوبی اور قول اللہ تعالی
کا من یطع اللہ یعنی جو کہا مانے اللہ کا اور رسول کا وہ لوگ
ساتہ ہین جنپر اللہ نی انعام کیا یعنی نبی و صدیق و شہید و صالح اور قول
اللہ تعالی کا فالذین امنوا یعنی جو لوگ کہ ایمان لائی اوس رسول
پر اور اوسکو زور دیا اور تابع ہوئی اوس نور کہ اوتارا گیا اوسکے
ساتہ وہی لوگ ہین نجات پانیوالی اور قول اللہ تعالی کا ومن
یشاقق الرسول یعنی جو مخالفت اور ضد کری رسول کی بعد اسکے
کہ کہل جاوی اوسپر سیدہی راہ یعنی حدیث اور پیچہی چلے مومنون کی راہ
کے سوا اور ون کی راہ پر ہم اوسے پہیر دیوینگے جد ہر وہ پہرا اور
داخل کرینگے ہم اوسکو جہنم مین اور برا وہ ٹہکانا ہے باقی رہین حدیثین
سو اونہی مین ہی جو روایت کی اصحاب سنن نی ابی ہریرہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہود متفرق ہوی اکہتر فرقون
اور نصاری بہتر پر اور میری امت متفرق ہوگی تہتر فرقون پر وہ سب
سب دوزخ مین جانیوالے ہین مگر ایک فرقہ لوگون نے عرض کی
یا رسول اللہ وہ کون ہی فرقہ آپنے فرمایا جس پر مین ہون اور میری اصحاب
اور ابن ماجہ کی ایک روایت مین یہ ہی کہ لوگون نی عرض کی کہ وہ کون
یا رسول اللہ تو آپنے فرمایا جماعت والے لوگ یعنی صحابہ کی جماعت

والی اور روایت کی احمدؒ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض بن
ساریہ سے کہ اونہون نے کہا کہ نماز پڑہی ہماری ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک دن پھر متوجہ ہوے ہماری طرف اور ہمکو خوب پوری نصیحت کی
کہ اوس سے آنکھین جوش مارنے لگین اور دل ڈر گئے سو کہا ایک شخص نے
کہ یا رسول اللہ گویا یہ رخصت کرنیوالے کے نصیحت ہے سو ہمکو وصیت
کیجے تو آپنے فرمایا مین تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون اور حاکم
کی بات سننے اور ماننے کی اگرچہ ایک غلام حبشی ہو اسلئے کہ جو تم مین سے
میرے بعد جیئگا بہت اختلاف دیکھے گا سو لازم پکڑنا تم میری سنت
کو اور خلفاء راشدین کی سنت کو جو راہ پائے ہوے ہین چنگل مارو اوسپر
اور پکڑ رہو اوسکو کچلیون سے اور بچو تم نئے کامون سے اسلئے کہ ہر نیا کام بدعت
ہے اور ہر بدعت کا انجام ضلالت ہے اور روایت کی احمد اور نسائی
اور دارمی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے کہا ایک لکیر کہینچی ہمارے
آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے پھر اور
کئی لکیرین کہینچین اوسکے داہنے بائین اور فرمایا کہ یہ شیطان کی راہین ہین
کہ ہر ایک پر اونمین سے ایک شیطان بیٹہا ہے کہ اس راہ کی طرف بلاتا ہے
اور یہ آیت پڑہی وان ھذا سے آخر تک یعنی فرمایا اللہ تعالی نے
کہ یہ میری راہ ہے سیدہی سو اسپر چلو اور راہین مت چلو مجاہد نے بروایت
دارمی یہ کہا ہے کہ مراد اونسے بدعات اور شبہات کے راہین ہین اور امام

مالک نے موطا مین نقل کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین تمہارے
درمیان دو چیزین چھوڑے جاتا ہون کہ جب تک تم اوسپر چلوگے گمراہ نہوگے
ایک کتاب اللہ کی دوسری سنت اوسکے رسول کی اور روایت کی
ترمذی اور دارمی وغیرہما نے معاذ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ
کو یمن کی طرف روانہ کیا فرمایا کہ بتاؤ اگر تمہارے آگے کوئی مقدمہ آوے
تو کیونکر حکم کروگے اونہون نے عرض کی کہ اللہ کی کتاب کے موافق
حکم کرونگا فرمایا اگر اللہ کی کتاب مین نہو عرض کی رسول اللہ کی سنت کے
موافق فرمایا اگر رسول اللہ کی سنت بھی مین نہو اونہون نے عرض کی کہ اوس
وقت مین اپنی رای سے کوشش کرونگا اور کچھہ کمی نہ کرونگا یعنی حق کے
ڈھونڈھنے مین کہا راوی نے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے
سینہ پر ہاتھہ مارا اور کہا سب تعریف اللہ کو ہی جسنے رسول اللہ کے
عامل کو ایسی توفیق دی جو رسول اللہ پسند کرتے ہین اور روایت کی ترمذی
نے بہ اسناد حسن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ سے
کہ اگر تو چاہے کہ پل صراط پر ایک آنکھہ جھپکنے کے برابر بھی نہ ٹھہرے
تو اللہ کے دین مین کوئی بات اپنی رای سے مت نکال اور روایت
کی ابو نعیم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدعت والے
ساری خلق اور مخلوقات سے بدترین اور روایت کی ابو حاتم نے مرفوعا
کہ بدعت والے لوگ دوزخ کے کتے ہین اور روایت کی طبرانی نے

مرفوعاً کہ اسلام خوب پہیلیگا پہر اوسمین کمی ہوجاویگی بسبب غلو اور بدعت
کے سو وہ لوگ دوزخ والی ہین اور روایت کی مسلم نی جابر سی کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم کرو کہ سب
باتون سی بہتر کتاب اللہ ہی اور سب خصلتون سے بہتر محمد کے خصلت ہے
اور سب سے بدتر کام نئی نکلی ہوئی ہین اور ہر بدعت گمراہی ہی اور بخاری
اور مسلم نی روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ نئی بات نکالی ہماری دین مین جو اوسمین نہین ہے
وہ مردود ہی اور مسلم مین ہی کہ جو ایسا کام کرے جسپر ہمارا حکم نہین ہی وہ مردود
ہے اور بخاری نے ابن عباس سی روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے بڑی دشمن تین شخص ہین اول حرم مین الحاد کرنیوالا
دوسری اسلام مین جاہلیت کی رسم ڈہونڈنے والا تیسرے ایک مسلمان
کے خون کا طالب کہ ناحق اوسکے خون بہانی کا ارادہ کرے اور
روایت کی بخاری نے ابوہریرہ سی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میری ساری امت جنت مین جاویگی مگر جو منکر ہوا لوگون نی عرض کی
کہ کون منکر ہوا آپنے فرمایا کہ جسنے میری اطاعت کی وہ جنت مین گیا
اور جسنے میری نافرمانی کی وہی منکر ہوا اور روایت کی بخاری نے جابر سے
کہا اونہون نے کہ آئے چند فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وہ
سو رہے تھے سو کہا اونہون نے کہ تمہارے ان صاحب کی مثال ہے

تو اونکی لئی کوئی مثال بیان کرو تب اونہون نی کہا وہ سوتی ہین اور
بعضون نی کہا کہ اونکی انکہہ سوتی ہی اور دل جاگتا ہی پہر اونہون نی کہا
مثال اون کی اوس شخص کی مانند ہی جسنی ایک گہر بنایا اور اوسمین ایک
کہانا طیار کیا اور ایک بلانے والی کو روانہ کیا سو جسنے اوسکا کہا مانا
وہ گہر مین گیا اور کہانا کہایا اور جسنے اوسکی بات نہ مانی وہ نہ گہر مین
گیا اور نہ کہانا کہایا پہر اونمین سی فرشتون نی کہا کہ اوسکی حقیقت بیان
کرو تاکہ یہ نبی بہی سمجہہ پہر کہا بعضون نی کہ وہ سوتی ہین اور کہا بعضون نی
کہ اونکی انکہہ سوتی ہی اور دل جاگتا ہی سو اونہون نی کہا کہ گہر تو جنت
ہے اور بلانے والی محمد ہین (صلی اللہ علیہ وسلم) سو جسنی اونکا کہا مانا تو اوسنے
اللہ کا کہا مانا اور جسنی اونکی نافرمانی کی اوسنے اللہ کی نافرمانی کی اور
محمد فرق کرنیوالی ہین لوگونمین یعنی دوزخیون جنتیون مین اور روایت کے
شیخین نے انس سی کہا اونہون نی تین شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیبیون کی پاس آئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال پوچہنی لگے
پہر جب اونکو خبر دی گئی تو اونہون نی اوسکو بہت کم جانا اور کہنی لگے
کہ ہم کہان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہان اسلئے کہ اللہ تعالے نے اونکے
اگلی پچہلی گناہ معاف کردی ہین پہر اونمین سی ایک نے کہا کہ مین ساری رات
ہمیشہ نماز پڑہا کرونگا اور دوسری نی کہا مین ہمیشہ روزہ رکہا کرونگا
اور کبہی افطار نہ کرونگا اور تیسری نی کہا مین عورتون سی جدا ہونگا اور کبہی

۲۹

نکاح نہ کرونگا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپنے فرمایا کہ تم ہی لوگون نے
ایسا ویسا کہا ہے آگاہ ہو کہ مین اللہ کی قسم تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہون
اور تم سے زیادہ متقی لیکن مین روزہ بھی رکھتا ہون اور افطار بھی کرتا ہون
اور نماز بھی پڑھتا ہون اور سوتا بھی ہون اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہون
سو جو شخص بیزار ہوا میری طریقے سے وہ میرے گروہ سے نہین اور روایت کی بخاری
اور مسلم نے کہ انہون نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور اوسکی اجازت دی اور بعضے لوگون نے
اوس سے پرہیز کیا اور یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے
خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی اور فرمایا کہ کیا حال ہے اون لوگون کا کہ ایسی
چیز سے پرہیز کرتے ہین جو مین کیا کرتا ہون اور قسم ہے اللہ کی مین اونسے زیادہ
علم رکھتا ہون اور اونسے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہون اور روایت کی مسلم نے
رافع بن خدیج سے کہ اونہون نے کہا آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین
اور لوگ کھجور کے درختون مین نر اور مادہ کا پیوند لگاتے تھے سو آپ نے
فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو اونہون نے عرض کی کہ ہم اسکو ہمیشہ کیا کرتے ہین
آپنے فرمایا اگر تم نہ کرو تو شاید بہتر ہو سب لوگون نے چھوڑ دیا اور کھجور اوس
سال کم پیدا ہوئی اور لوگون نے آپ کی خدمت مین عرض کی تو آپنے
فرمایا کہ مین بشر آدمی ہون جب مین تمکو دین کی کسی کام کا حکم کرون تو
تم اوسے اختیار کر لو اور جب دنیا کے کوئی بات بتاؤن اپنی تجویز سے تو

آخر میں آدمی ہی ہوں اور روایت کی بخاری نے اور مسلم نے ابی موسیٰ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اور اوس چیز کی مثال جو اللہ نے میرے ساتھ بھیجی ہے ایسی آدمی کے مانند ہے کہ وہ ایک قوم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے اور میں ننگا ڈرانیوالا ہوں سو تم اپنی نجات کی فکر کرو اپنی نجات کی فکر کرو پس ایک گروہ نے اوسکی قوم سے کہا مان لیا اور آخر شب سے چل نکلی اور آسانی سے چلے گئی اور نجات پائے اور ایک قوم نے اوسکو جھوٹلایا اور صبح تک وہیں رہی اور صبح کو وہ لشکر وہاں پہونچ گیا اور انکو ہلاک کر دیا اور جڑ سے اکھیڑ دیا غرض یہی ہے مثال جسنے میرا کہا مانا اور فرمانبرداری کی اوسکی جو میں لایا ہوں اور یہی مثال ہے اوسکی جس نے میری نافرمانی کی اور جو میں لایا ہوں اوسکو جھوٹلایا حالانکہ وہ حق ہے اور شیخین نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال میری مانند اوسکی ہے جسنے آگ سلگائی ایک شخص نے پھر جب اوسکا گرد روشن ہوگیا او پتنگے اور یہ کیڑے جو آگ میں گرتے ہیں سب گرنے لگے اور وہ شخص اونکو روکتا ہے اور وے اوسپر غالب ہو جاتے ہیں اور آگ میں گرتے ہیں سو اسیطرح میں تمہاری کمر پکڑتا ہوں اور آگ سے روکتا ہوں اور تم اوسمیں گرے پڑتے ہو اور مسلم نے یہ بھی زیادہ کیا کہ یہ مثل ہے میری اور تمہاری کہ میں تمہاری کمر پکڑتا ہوں اور آگ سے روکتا ہوں کہ ادہر آؤ آگ سے ادہر آؤ آگ سے سو تم غالب آتے ہو مجھپر اور اوسمیں گرے

پڑہتے ہو۔ اور روایت کی بخاری اور مسلم نے ابی موسے سے کہ فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے جو چیز کہ الله نے میری ساتھہ بہیجی ہے ہدایت وعلم سے اوسکی مثال ایک بڑے مینہہ کے مانند ہے جو ایک زمین میں پڑا اور اوسمین ایک ٹکڑا اچہا تہا کہ اوسنے پانی قبول کیا اور گہانس اوگائی اور بہت چارہ اوگایا اور اوسمین ایک ٹکڑا سخت اور گہرا تہا کہ اوسنے پانی کو روک رکہا اور الله نے اوسکی سبب سے لوگون کو نفع دیا کہ لوگون نے اوس سے پیا اور جانورون کو پلایا اور کہیت باڑی کی اور ایک ایسی زمین کو پونہچا جو بالکل پٹ پڑ تہی کہ نہ اوسنے پانی کو روکا اور نہ اوسنے گہانس اوگائی غرض یہی مثال ہے اوس شخص کی جسنے سمجھ دین مین سمجہہ پیدا کی اور جو چیز الله نے میری ساتہہ بہیجی تہی وہ اوسکو مفید ہوئی اور اوسنے علم حاصل کیا اور لوگون کو تعلیم کیا اور مثال اوسکی ہے جسنے اس علم کی طرف سر اوٹہا کر نہ دیکہا اور نہ قبول کی الله کی راہ جسکی ساتہہ مین بہیجا گیا ہون اور مسلم نے عبد الله بن عمرو سے روایت کی کہ انہون نے کہا ایک دن دوپہر کو گیا مین رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے پاس سو آپنے دو شخصون کی آواز سنی کہ ایک آیت مین اختلاف کر رہے تہے سو آپ ہمارے پاس نکلکر آئے اور آپکی چہرہ سے غصہ معلوم ہوتا تہا اور فرمایا کہ جو تم سے اگلے تہے وہ کتاب مین اختلاف ہی کرنے کے سبب سے ہلاک ہوئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتاب کی تفسیر ویسی ہی کرنا چاہئے جیسے سلف نے کی ہے اور اوسمین اپنی رائے سے کچہ بڑہانا نچاہئے اور نہ ایسی تاویل کرنا چاہئے جو عقل سے ہو جسپر کتاب وسنت شاہد ہو۔ اور روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ مین بہت دجال ہونگے او رجھوٹے کہ وہ ایسی باتین لاوینگے
جو نہ تم نے سنی ہین نہ تمہارے باپ دادون نے سو تم اونسے دور رکہو اپنے تئین اور دور رکہو
اونکو اپنے سے کہ وہ تمہین گمراہ نکرین اور فتنہ مین نہ ڈالدین اور اس حدیث مین اپنے
خبر دی گمراہ فرقون کی جو نئی نئی باتین نکالینگے کہ کتاب اللہ مین اور
سنت مین رسول اللہ کی نہون اور لوگونکو اوس سے گمراہ کرینگے اور روایت
کی مسلم نے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نبی ایسا نہین
ہے اللہ نے اوسکی امت مین بہیجا ہو مجہہ سے پہلے مگر ہوتے ہین اوسکی امت
مین رفیقان خاص اور ایسے یار جو اوسکی سنت پر چلتے ہین اور اوسکے حکم کی
پیروی کرتے ہین پہر اوسکے بعد کچہہ ناخلف لوگ ایسے ہوتے ہین کہ کہتے ہین جو نہین
کرتے اور کرتے ہین جسکا حکم نہین ہوا سو جسنے اونسے جہاد کیا اپنے ہاتھ
سے وہ مومن ہے اور جسنے جہاد کیا زبان سے وہ مومن ہے اور جسنے جہاد کیا
دل سے وہ مومن ہے اور اسکے سوا ایک رائی کے دانہ برابر بہی ایمان نہین اور روایت
کی مسلم نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے ہدایت کی
طرف لوگون کو بلایا اوسکو تابعون کی برابر اجر ہے اسطرح کہ اونکی اجرون مین
سے کچہہ نہین گہٹیگا اور جسنے ضلالت کی طرف بلایا اوسکو تابعون کی برابر
گناہ ہے کہ اونکے گناہون مین سے نہین گہٹیگا کچہہ اور روایت کی ابوداود اور
ترمذی اور ابن ماجہ نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین
ابورافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین تم مین سے کسیکو ایسا نہ پاؤن

میں نپاؤں کہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے ہوئے ہو یعنی تکبر سے کہ آوے اوسکے پاس
کوئی حکم میرے حکموں میں سے جسکا کہ جس سے میں نے حکم کیا ہو یا
میں نے اوس سے منع کیا ہو پھر وہ کہنے لگے کہ ہم جو کتاب اللہ میں پاوینگے
اوسی پر چلینگے یعنے حدیث کی ضرورت نہیں مترجم کہتا ہی کہ جیسے
بعض جہلا اسچور وغیرہ کے بہی کہتے ہیں اللہ اونکو ہدایت کرے انتہے
غرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت مفسر قرآن عظیم الشان ہے اور
واجب ہے کہ قرآن کے مشکلات کو حدیث سے حل کریں اور روایت کی
ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مجھے قرآن دیا گیا ہے
اور مثل اوسکے بہی قرآن کے ساتھہ یعنے حدیث
اور بیشک جو چیز کہ حرام کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ایسی ہی ہے
جسکو حرام کہا اللہ نے اور حدیث دراز ہے اور روایت کی ابوداؤد نے
عرباض بن ساریہ سے کہا انہوں نے کہ کہڑے ہوے یعنے خطبہ پڑہنے کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کیا دوست رکہتا ہے کوئی تم میں کا کہ تکیہ
لگائے ہوا اپنی مسند پر اور گمان کرتا ہو کہ حرام فقط وہی چیزیں ہیں جو قرآن میں ہیں خبردار
سنو کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نے بیشک حکم کیا ہے اور نصیحت کی ہے اور منع کیا ہے ایسی بہت
چیزوں سے کہ وہ قرآن کے مثل ہیں یا اوس سے زیادہ ہیں اور بیشک اللہ تعالی نے نہیں حلال کیا تمکو
کہ تم اہل کتاب کے گہروں میں داخل ہو مگر اون کے حکم سے اور نہیں حلال کیا اون کی عورتوں کا مارنا
اور نہ اون کے پہل کہانا جب وہ تمکو ادا کر دیا کریں جو اون پر ہے یعنے جزیہ دیدیں اور

دیوین اور روایت کی بغوی نی شرح السنہ مین اور نووی نی کتاب الحجہ مین اور کہا کہ صحیح ہوا ہی عبد اللہ بن عمرو سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہرگز مومن نہین ہوتا کوئی تم مین کا جب تک کہ خواہش اوسکی تابع نہو جاوے اوسکی جو مین لایا ہون یعنی حدیث و قرآن کی روایت ہے ابن ماجہ اور ترمذی نی عمرو بن عوف مزنی سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی میری ایک سنت زندہ کی جو مٹ گئی تہی میری بعد تو اوسکو اون لوگون کے مانند ثواب ہی جنہون نی اوسپر عمل کیا بغیر اسکی کہ اونکی ثوابون سی کچہہ گہٹے اور جسنی کوئی بدعت نکالی گمراہی کی جسکو اللہ اور اوسکا رسول پسند نہین کرتا اوسپر مانند اون لوگون کی گناہ ہوگا جنہون نی اوسپر عمل کیا ہی بغیر اسکے کہ اونکی گناہون سے کچہہ گہٹے اور روایت کی ترمذی سنے عمرو بن عوف سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دین سمٹ آویگا حجاز کیطرف جیسی کہ سانپ سمٹ آتا ہی اپنے سوراخ کی طرف اور دین پناہ لیگا حجاز مین جیسی جنگلی بکری پناہ لیتی ہی پہاڑ کی چوٹی پر اور دین شروع ہوا ہی غریب اور پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا ہی سو مبارکباد ہی غریبونکو اور غریب وہی لوگ ہین جو درست کرتے رہتی ہین میری اون سنتونکو جنکو بگاڑ دیا ہی لوگونے میری بعد اور روایت کی ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سی کہ فرمایا مجہہ سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای میری بیٹی اگر تجہہ سی ہو سکے کہ تو صبح کری اور شام کری اور تیری دل مین کسی کی طرف سی بغض نہو تو ہو کر پہر فرمایا کہ اے بیٹے یہ میرا طریقہ ہے

اور جس نے میرے طریقہ کو دوست رکھا اوسنے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ ہوگا جنت مین اور روایت کی بیہقی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری سنت کو اختیار کیا میری امت کے بگڑنیکے وقت اوسکو سو شہیدونکا ثواب ہے اور روایت کی احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین جابر سے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمرؓ آئے اور عرض کی کہ ہم یہود سے اکثر ایسی باتین سنتے ہین جو نہایت پسند ہوتے ہین ہمکو کیا ہم اوسکو لکھہ لیا کرین تو آپ نے فرمایا کیا تم بھی ایسے حیران ہوا چاہتے ہو جیسے یہود و نصاریٰ حیران ہوئے ہین مین تو تمہارے پاس ایسی ملت لایا ہون جو نہایت سفید چمکتی ہوئی ہے اور اگر موسےٰ زندہ ہوتے تو اونکو میری پیروی کے سوا کچہ نہ بن پڑتا اور روایت کی ترمذی نے ابی سعید خدری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پاک مال کہاوے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اوسکے شر سے بےخوف رہین جنت مین داخل ہو تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایسے لوگ تو اجکل بہت ہین آدمیون مین آپ نے فرمایا اور قریب ہے کہ ہونگے میرے بعد کے زمانون مین - اور روایت کی ترمذی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم ایسے زمانہ مین ہو کہ جو تم مین سے دسوان حصہ احکام کا چھوڑ دے ہلاک ہو جاوے اور ایک زمانہ ایسا آویگا کہ جو دسوان حصہ احکام بجا لاویگا نجات پاویگا - اور روایت کی احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی امامہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قوم ہدایت کے بعد گمراہ

نہین ہوتے مگر جہگڑے کو یعنے بے فائدہ تقریرین کرتے ہین پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیتہ پڑہی ماضربوہ لک الا جدلا یعنے نہین بیان کرتے ہین وہ لوگ تجہکو
مثال تجہہ سی مگر بے فائدہ جہگڑنے کو بلکہ وہ لوگ جہگڑالو ہین اور روایت کی ابو داود
نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے کہ تم اپنی جانون پر سختی نکرو
نہین تو اللہ تعالی بہی تم پر تشدد کریگا اسلیے کہ ایک قوم نے اپنی جانون پر تشدد
کیا تہا تو اللہ تعالی نے بہی اوس قوم پر تشدد کیا یہ لوگ اونہی مین سے بچے ہین صومعون
اور گرجاؤن مین جیسے بیان مین اللہ تعالی فرماتا ہے رہبانیۃ الآیہ یعنے اونہون نے
درویشی نکالی جو ہم نے اون پر فرض نکی تہی اور روایت کی احمد بن حنبل نے ابن
عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا مین کام تین طرح کے ہین ایک
وہ ہے جسکی خوبی کہل گئی اوسکو بجالاؤ دوسرا وہ ہے جسکی برائی کہل گئی اوس سے
بچنا تیسرے وہ ہے جسمین اختلاف ہے اوسے اللہ پر چہوڑ دو اور روایت کی
احمد نے غضیف بن حارث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم
نے کوئی بدعت نہین نکالی مگر اوسکی برابر ایک سنت اوٹہہ گئی سو بہر حال سنت
پر چلنا بہتر ہے بدعت نکالنے سے اور روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین
ابراہیم بن میسرہ سے مرسلا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے بدعت
والے کی توقیر کی اوسنے اسلام کے ڈہانے مین مدد دی اور روایت کی ابن ماجہ نے
حذیفہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدعت والے کے
نہ روزہ نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل کچہہ اللہ قبول

نہین رہا اور وہ اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال اور روایت
کی ابن ماجہ نے عبداللہ بن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللہ تعالی صاحب بدعت کے عمل قبول کرنے سے مطلق انکار کیا ہے جبتک
وہ اپنی بدعت چھوڑے اور روایت کی عبداللہ بن عمرو سے کہ سنا انہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کا کام خوب چلتا
رہا یہانتک کہ انمین غیر قومون کے اولاد ہونے لگی اور لونڈی بچے کئی
گروہون کے پھیلے اور انہون نے اپنی رائے سے مسئلہ نکالے سو آپ بھی
گمراہ ہوئے اور لوگون کو بھی گمراہ کیا اور روایت کی احمد نے اور بیہقی نے
شعب الایمان مین اور ترمذی اور رزین نے اور یہ لفظ رزین کی ہین
ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے سیدھی راہ
کی ایک مثال بیان کی کہ اوس راہ کی دونو طرف دیوارین ہین اونمین دروازے ہین کھلے ہوے
اور دروازون پر پردے پڑے ہوے ہین اور راہ کے سرے پر ایک پکارنیوالا پکار رہا ہے اور کہتا ہے کہ راہ
پر سیدھے چلیو اور ٹیڑھی مت کرو اور اوس راہ کے اوپر ایک پکارنیوالا اور ہے کہ جب کوئی بندہ
کسی دروازے کے کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے تیری خرابی ہے اسکو مت کھول اوسے
جہان تو نے کھولا اسمین داخل ہوا پھر آپ نے اسکی حقیقت بیان کی اور خبر دی کہ راہ
تو اسلام ہے اور دروازے کھلے ہوے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزین ہین اور اوپر جو
پردے پڑے ہین وہ اللہ کی سزائین مقرر کی ہوئی ہین اور وہ پکارنیوالا
راہ کے سرے پر قرآن عظیم الشان ہے

اوتڑا اوپر سے پکار نے والا ایک اعظم ہے اللہ کیطرف سے ہر مومن کے دلمین اور روایت ہی

کی دارمی نے جابر سے کہ عمر بن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے

ایک توراۃ کا نسخہ لیکر اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ توراۃ کا نسخہ ہے اور حضرت

چپ ہے اور وہ اوسے پڑہنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بدلنے لگا

تب ابوبکر نے کہا تم پر روئے والیان روئین تم دیکھتے نہین ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا چہرہ کیسا ہو رہا ہے تب حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے چہرہ کو دیکھا اور کہا مین پناہ مانگتا ہون اللہ کے غضب سے اور رسول

کے غضب سے اور راضی ہوا مین اللہ کے رب ہونیسے اور اسلام کے دین ہونے

اور محمد کے نبی ہونیسے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اوس

خداوند تعالی کی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے کہ اگر موسی تم پر ظاہر ہون اور

تم اوسکے پیچھے چلو اور مجھے چھوڑ دو تو البتہ سیدہی راہ سے بہٹک جاؤ اور اگر وہ

زندہ ہوتے اور میری نبوت پاتے تو البتہ میری چال چلتے اور روایت کی شیخین نے

حذیفہ بن یمان سے کہ اونہون نے کہا مین نے عرض کی یا رسول اللہ ہم جہالت مین

اور شر مین تہے پہر اللہ تعالی یہ خیر لایا یعنی ایمان عنایت فرمایا پہر بہلا اس خیر کے بعد

شر ہے تو آپ نے فرمایا ہان پہر مین نے عرض کی کہ آیا اس شر کے بعد پہر خیر ہے آپ نے

فرمایا ہان مگر اوسمین سستی ہے مین نے عرض کی کیا سستی ہے آپ نے فرمایا کچھہ لوگ

ہونگے کہ وہ میری سنت کے سوا اور چال چلینگے اور میرے طریقہ کے سوا اور طریقہ

اختیار کرینگے بعضی بات اونکی تو اچھی ہوگی اور بعضی بری اور روایت کے

مسلم نے اپنی صحیح مین جریر سے ایک حدیث دراز مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جس نے نیک طریقہ اسلام مین ایجاد کیا اوسکو اپنا ثواب ہے اور اونکا بھی جنہون نے اوسپر عمل کیا اوسکے بعد بغیر اوسکے کہ اونکے ثوابون مین سے کچھ گھٹے اور جسنے برا طریقہ نکالا اوسکے اوپر ہے وبال اوسکا اور وبال اونکا جنہون نے اوسپر عمل کیا ہے بغیر اسکے کہ اونکا وبال گھٹے اور روایت کی ابن ماجہ نے انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے گروہ کے پیچھے چلو اسلئے کہ جو اکیلا چلا دوزخ مین گرا شیخ ابن قیم نے ابی شامہ سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا جب حکم ہوا کہ جماعت کو لازم پکڑو تو مراد اوس سے لزوم حق اور اتباع حق ہے اگرچہ اوسپر چلنے والے تھوڑے ہون اور مخالف بہت اسلئے کہ حق وہی ہے جسپر پہلی جماعت تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اصحاب کے زمانہ سے اور اہل باطل کے کثرت کا اعتبار نہین جو اسکے مالون کے بعد ہوے ہین اور بعض اہل علم سے امام محمد بن اسلم کے زمانہ مین سوال کیا کہ سواد اعظم سے جو حدیث مین آیا ہے کیا مراد ہے تو انہون نے جواب دیا کہ امام محمد بن اسلم طوسی ہی سواد اعظم ہین اور امام شعرانی نے میزان مین کہا ہے کہ سفیان ثوری نے فرمایا کہ مراد اعظم سے وہی لوگ ہین جو اہل سنت اور جماعت ہین اگرچہ ایک ہی شخص ہو اور ایک روایت مین سفیان سے مروی ہے کہ ایک فقیہ پہاڑ کی چوٹی پر ہو تو وہی جماعت ہے اور روایت کی احمد نے معاذ بن جبل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک شیطان بھیڑیا ہے انسان کا جیسے بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے کہ

کہ وہ اکیلی دور چرتی گلہ سے پھرتی کو لیلیتا ہے اور بچو تم گھاٹیون میں چلنے سے

اور لازم پکڑو جماعت کی ساتھہ رہنے کو عام راہ کو مین کہتا ہون جماعت سے

صحابہ کی جماعت مراد ہے یا جو لوگ کہ اون کے بعد ہوئے ہین سلف صالحین

سے کہ جنکی خیر کی گواہی دی گئی ہے اور مشہور اماموں نے یہی تصریح کی ہے

اور روایت کی احمد اور ابو داؤد نے ابی ذر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے جو جماعت سے ایک بالشت جدا ہو گیا او سنے رسی اسلام کی اپنی گردن سے

نکالدی اور روایت کی ترمذی نے اور حسن کہا اسکو اور روایت کی

احمد نے اپنی مسند مین حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ نے فرمایا میرے بعد

ابی بکر اور عمر کے پیروی کرو اور ایک لفظ مین ہے کہ آپ نے فرمایا مین نہین جانتا

کہ تم لوگون مین کب تک ہون گا سو تم میرے بعد ابی بکر اور عمر کی چال چلیو

اور ایک لفظ مین ہے کہ آپ نے فرمایا عمار کی چال چلو اور ابن مسعود کی

بات سچ جانو اور روایت کی یہ ابن عدی نے کامل مین انس بن مالک

کی سند سے اور روایت کی ابن عدی اور ابن عبد البر نے بیانہ

ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب

کی مثال تارون کی مانند ہے کہ اون کو دیکھکر راہ پاتے ہین غرض جنکا

قول کو تم نے لیا راہ پائی اور ایک لفظ مین رزین نعوی نے عمر سے

روایت کی کہ آپ نے فرمایا صحابہ سے جنکی اقتدا کرو گے راہ پاوگے اور اسحدیث

ایک لمبی گفتگو کی ہے میرے اوستاد بزرگ نے اپنی رسالہ مین جسکا نام تحفۃ الاخیار

نے احیاء مین سید الابرار پہ اور خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے موضوع
نہین ہے اور روایت کی مسلم نے ابی بردہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہا اونہون نے
کہا ہم نے مغرب پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ پہر ہم نے کہا ذرا
بیٹھے رہین تا آپ کے ساتھہ عشا بہی پڑہ لین غرض ہم بیٹھہ گئے اور آپ نکلے
اور فرمایا کہ جب سے تم یہین ہو ہم نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ نماز پڑہی
ہم نے آپ کے ساتھہ مغرب کی پہر کہا کہ بیٹھہ رہین ہم یہان تک کہ آپ کے ساتھہ عشا
بہی پڑہ لین آپ نے فرمایا خوب کیا تم نے اور بہت اچھا کام کیا اور آپ نے
اپنا سر آسمان کی طرف اوٹھایا اور اکثر آپ آسمان کی طرف سر اوٹھاتے تہے اور فرمایا
کہ تارے آسمان کی امان ہین پہر جب تارے گئے آسمان کا وعدہ آگیا اور مین
اپنے اصحاب کی امان ہون جب مین گیا میرے اصحاب کا وعدہ آگیا اور
میرے اصحاب امان ہین امت کی جب اصحاب گئے میری امت کا وعدہ آگیا اور
روایت کی بیہقی نے مدخل مین ابن عباس سے اور دارقطنی نے فضائل مین اور ابن
عدی نے کامل مین جابر سے اور عبد بن حمید نے اپنی مسند مین عمر سے اور دار
قطنی نے بہی عمر سے اور سجزی نے ابانہ مین اور ابن عساکر نے بہی انہی سے اور
حاکم نے اور کہا کہ یہ روایت صحیح ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ سوال کیا مین نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے اختلاف کا جو میرے بعد ہوگا
تو میری طرف اللہ تعالی نے وحی فرمائی کہ اے محمد اصحاب تیرے میرے
نزدیک ایسے ہین جیسے آسمان مین تارے کہ بعضے قوی ہین لیکن نور ہین اور بعضے

کم اور ہر ایک بات نور سی سوجھنی ایسی چیزلی جسپر وہ ہین اونکی اختلافی باتونمین سی وہ میری نزدیک ہدایت پر ہین صواقع مین کہاہی کہ پیروی اونکی ہدایت ہے اور اونکا پیرو اہل سنت ہی اور وہی لوگ راہ پر ہین اور مذہب اونکا سچا ہے اور باقی فرقون کی مذہب باطل ہین اور روایت کی شیخین نی عمران بن حصین سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بہتر زمانہ میری امت کا میرا زمانہ ہی پہر جو اونسے ملا ہوا ہی پہر جو اونسے ملا ہوا ہے پہر اونکی بعد ایسے لوگ ہین جہوٹی گواہی دیتے ہین اور کوئی اونسی گواہی نہین مانگتا اور خیانت کرتے ہین اور کرتی ہین اور نذر کرتی ہین اور پوری نہین کرتی اور ظاہر ہوگی اونمین فربہی اور ایک روایت مین ہی کہ قسم کہاتی ہین بغیر اسکی کہ قسم اونسی لیجاوی اور ایک روایت مین مسلم کی ابوہریرہ سے یہ ہی کہ پہر انکی بعد ایسی لوگ ہین کہ فربہی کو دوست رکہتی ہین اور روایت کی نسائی نی اور اسناد اسکی صحیح ہے کہ حضرت عمر نی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میرے یارونکی تعظیم کرو اسلئی کہ وہ تم مین کے نیک لوگ ہین پہر اونکی بعد وہ لوگ ہین جو اونکی نزدیک ہین پہر جو اونکی نزدیک ہین پہر اونکی بعد ظاہر ہوگا جہوٹ یہانتک کہ آدمی بی اسکی کہ قسم اوس سی لیجاوی قسم کہانی لگیگا اور گواہی دیگا قبل اسکی کہ اوس سی گواہی طلب کیجاوی آگاہ جسکو خوش لگی جنت کا بیچ سوچاہی کہ جماعت کی ساتھ رہی اسلئی کہ شیطان اکیلی کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو آدمی سی بہت دور رہتا ہی آگے حدیث دراز ہی اور روایت کی ترمذی نی

اور سنا جب بعض لوگون سے ... ولیا وغیرہ ... سے کبری ... والومحمد ... غوث الاعظم محی الدین عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین مین فرماتے ہین ... اور غنیۃ الطالبین ...

۴۲

سے جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ نہ لگے گی اوس مسلمان کو
جس نے مجھے دیکھا یا اوسکو دیکھا جسنے مجھے دیکھا اور روایت کی ترمذی نے عبد اللہ
بن مغفل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے میرے
اصحاب کے باب مین اونکو نشانہ ملامت مت بناؤ میرے بعد سو جسنے اونکو
چاہا میری چاہت کے سبب سے چاہا اور جسنے اونسے دشمنی کی تو میری دشمنی
کے سبب سے اونسے دشمنی کی اور جسنے اونکو ایذا دی اوسنے مجھے ایذا دی اور
جسنے مجھے ایذا دی اوسنے اللہ کو ایذا دی اور جسنے اللہ کو ایذا دی تو لگتا ہے کہ اللہ
اوسکو پکڑے اور روایت کی بغوی نے شرح السنہ مین انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت مین میرے صحابہ کی ایسی مثال ہے جیسے کھانے
مین نمک کہ کھانا بغیر نمک کے درست نہین ہوتا حسن فرماتے ہین جو اب بھی ہین
کہ اب ہمارا نمک جاتا رہا ہمارا کام کیونکر بنے اور روایت کی ترمذی نے عبد اللہ
بن بریدہ سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کوئی صحابی میرا ایسا نہین ہے جو کسی زمین مین مرے مگر یہ کہ وہ آوے گا قیامت
مین اوس زمین والون کو اپنے ساتھ لئے ہوئے اور اونکا نور ہوگا اور روایت کی
ترمذی نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم اون
لوگونکو دیکھو جو میرے یارون کو برا کہتے ہین تو کہو اللہ کی لعنت ہے تمہارے
شر پر اور روایت کی شافعی اور دارمی نے اور بیہقی نے مدخل مین ابن مسعود
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تازہ رکھے اوس شخص کو جو

میری بات سنے اور اوسکا خیال رکھے اور یاد رکھے اور دوسرونکو پہونچاوے اسلئے کہ اکثر اوٹھانے والے فقہ یعنی سمجھ کے ناسمجھ ہوتے ہین اور بہت سے اوٹھانے والے فقہ کے اونکو پہونچاتے ہین جو اونسے زیادہ سمجھدار ہوتے ہین تین چیزین ہین کہ اونمین مسلمان کا دل خیانت نہین کرتا اول خالص کرنا عمل کا اللہ کے واسطے اور دوسری مسلمانون کی خیر خواہی اور تیسری مسلمانونکی جماعت مین رہنا اسلئے کہ دعا اونکی اونکے سوا سب لوگونکو گہیر لیتی ہے اور روایت کی ترمذی نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے قران مین کوئی بات اپنی عقل سے کہی وہ اپنی جگہہ دوزخ مین ڈہونڈ لے اور ایک روایت مین ہے کہ جسنے قران مین بے جانے کوئی بات کہی وہ اپنی جگہہ دوزخ مین ڈہونڈ لیوے اور روایت کی ترمذی اور ابو داود نے جناب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قران مین اپنی رائے سے کوئی بات کہے اور وہ ٹہیک بہی ہو جب بہی خطا کی اور ان دونون حدیثون سے یہ بات نکلی کہ تفسیر قران کی صرف اپنی رای سے بغیر اسکے کہ کتاب وسنت یا اثار سلف ویکی گواہی دیوین بالکل ناجایز ہے جیسے بعض پچہلے متکلمین اپنے تمکن تاویلین کیا کرتے ہین اور لازم ہے کہ قران کی تفسیر وہ ہی کیجاوے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور صحابہ اور تابعین نے اللہ اونسے راضی ہوا اور روایت کی ترمذی اور دارمی نے حارث کی سند سے علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار رہو کہ بہت سے فتنے ہونگے تو مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اونسے نکلنے کی راہ کیا ہے آپ نے فرمایا کتاب اللہ اسلئے کہ اسمین خبر ہے

تمہاری اگلونکی اور خبر ہی تمہاری پچھلون کی اور حکم ہی تمہاری وقت کا اور
وہ دو ٹوک بات ہی دل لگی کی بات نہین جس ظالم نی اوسکو چھوڑ دیا اللہ اوسکو
ریزہ ریزہ کر ڈالیگا اور جسنی اوسکی سوا کہین اور سی راہ ڈہونڈہی اللہ اوسی گمراہ کریگا
اور وہ مضبوط رسی اللہ کی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ وہ لٹکی ہوئی رسی
اللہ کی ہی آسمان سی زمین تک اور وہ سیدہی راہ ہی اور وہ ایسی کتاب ہی
کہ اوسکو نفسانی خواہشین کج نہین کر سکتین اور کوئی زبان اوس سی مل نہین سکتی
اور عالمون کی سیری اوس سی کبہی نہین ہوتی اور وہ بار بار پڑہنی سی
پرانا نہین ہوتا اور اوسکی عجائب کبہی تمام نہین ہوتی جس نی اوسکی
بات کہی سچ کہی اور جسنی اوس پر عمل کیا ثواب پایا اور جسنی اوسکے موافق
حکم کیا عدل کیا اور جسنی اوسکی طرف بلایا سیدہی راہ کی طرف ہدایت
کی اور روایت کی احمد اور ابو داؤد نی ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی ناحق جہگڑنا قران مین کفر ہی اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ
عمرو بن شعیب سی وہ روایت کرتی ہین اپنی باپ سی وہ اپنی دادا سی کہ البتہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ لوگ قران کی بعض آیتون کو بعض سی رد کرتی ہین
تو فرمایا کہ تم سی اگلی لوگ جو ہلاک ہوئی ہین تو ایسی وجہ سی کہ اونہون نی بعض
کتاب اللہ کی بعض سی ٹکرائی حالانکہ اللہ کی کتاب اسطرح نازل ہوئی ہی
کہ ایک ٹکڑا دوسری کی تصدیق کرتا ہی یہ ایک آیت سی دوسری کو مت جھٹلاؤ
اور جتنا تمکو معلوم ہو کہو اور جتنا اوسکی جاننی والی پر چھوڑو اور روایت

کی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علم تین قسم ہے آیت محکم یعنی جسمین نسخ و تاویل کا احتمال نہو اور سنت جاری اور
فریضہ جو انصاف کے ساتھہ ہو اور اسکے سوا جو کچھہ ہے حاجت سے زیادہ ہے
اور روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین ابی ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پانچ قسم پر اوترا ہے حلال و حرام و محکم و متشابہ و
امثال اب سنو کہ حلال پہ عمل کرو حرام سے بچو محکم کے تابع ہو متشابہ پر
ایمان لاؤ امثال سے عبرت لو مین کہتا ہون اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ
متشابہات کے معنی معلوم ہین نہین تو متشابہہ پر ایمان لانا کیونکر ہو سکتا ہے
لیکن اوس مین کسی قسم کی خفا ہے اسلئے اوسکو متشابہ کہا ہے اور وہ
خفا یا تو وقت مین ہے جیسے قیامت کے آنے مین یا کیفیت مین ہے جیسے آیات
صفات باریتعالی مین اور اگر یون کہے کہ اوسپر ایمان لانیکے معنی یہی ہین کہ
اتنا یقین کرلے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسمین متشابہات کی کیا تخصیص ہے اور اس
تخصیص سے کیا فائدہ ہوا اسلئے کہ اتنا جاننا کہ یہ اللہ کیطرف سے ہے یہ تو محکم اور حلال و
حرام وغیرہ سب قسمون مین کتاب اللہ کے ضرور ہے اور شیخین نے روایت
کی حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ہو الذی انزل علیک الکتاب یعنی وہ اللہ ہے
کہ اوتاری ایسی کتاب کہ اوسمین بعض محکم ہین کہ وہ جڑ ہین کتاب کی اور
دوسری متشابہہ ہین آخر روایت تک پہر فرمایا جب تم دیکھو اون لوگونکو

جو متشابہہ کی پیچھے پڑے رہتے ہین تو جان لو کہ یہی لوگ ہین جن کا اللہ نے نام لیا

غرض اونسے بچتے رہو مین کہتا ہون کہ یہان متشابہ سے اوائل سور مراد ہین اسلیئے

کہ اونکے معنونکا علم سوا خدا کے اور اوسکے رسول کے اور کسی کو نہین

اور یہی مذہب مختار ہے یا وہ جہت مراد ہے جسمین خفا ہے متشابہہ ہین یعنی

کیفیت یا وقت جیسے ابہی اوپر گذرا اور آگے اسکا بیان بخوبی آتا ہے

انشاء اللہ تعالی اور روایت کی بیہقی نے مدخل مین ابراہیم بن عبد الرحمن سے

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم دین کو ہمیشہ پچھلے عادل لوگ

اوٹھاتے رہینگے جو دور کرتے رہینگے اوس سے تحریف حد سے بڑھنے والون

کے اور بدل ڈالنا باطل والونکے اور تاویل جاہلونکی اور روایت کی

دارمی نے وہب بن عمرو جمحی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلب

کرو بلا کو قبل اوترنے کی کیونکہ اگر تم جلدی نہ کروگے بلا کے اوترنے سے پہلے

تو ضرور کوئی نہ کوئی مسلمانونمین سے ایسا ہوگا کہ جب بلا اوتریگی اور وہ کہیگا

تو اوسکو توفیق دیجائیگی اور اوسکی بات صحیح نکلیگی اور جو جلدی کروگے تو جدا جدا

ہوجائینگی خواہشین تمہاری اور ایسا ہوگا کوئی ادہر اور کوئی اودہر اور اشارہ کیا آپ نے

اپنے سامنے اور اپنے داہنی طرف اور اپنی بائین طرف اور روایت کی اونہون نے ابی سلمہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے کسی نے پوچھا ایسے کام کو جو نہ کتاب مین ہو نہ سنت مین ہو تو آپ نے فرمایا

اوس مین عابدان مومنین فکر کرلین یعنے اوسکے حسن و قبح مین غور کرین

اور روایت کی انہون نے ثوبان سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گمراہ کرنیوالے سردارون

اپنی امت پر بہت ڈرتا ہوں اور انکی ایک روایت مین ہے ابی الدردا سے کہ آپ نے فرمایا مین سب سے زیادہ اپنی امت کے لئے گمراہ کرنیوالے سرداروں سے ڈرتا ہوں اور روایت کی ابن ماجہ ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مین تمکو حکم دوں وہی اختیار کرلو اور جس سے منع کروں باز رہو اور روایت کی اونہی نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنے میرا کہا مانا اونے اللہ کا کہا مانا اور جسنے میری بات نہ مانی اونے اللہ کی بات نہ مانی اور روایت کی اونہی نے عروہ بن زبیر سے کہ عبد اللہ بن زبیر نے اونسے بیان کیا کہ ایک شخص انصار کی قبیلہ کا زبیر سے جھگڑنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اون نہر کے پانی مین جو حرہ سے آتی تہی جس سے لوگ کہجور کے درخت سینچتے تہے تو انصاری نے کہا کہ پانی چہوڑ دو کہ چلا آوے یعنی میری کہیت تک اور زبیر نے اس سے انکار کیا یعنے کہا کہ میرا کہیت اوپر ہے پہلے مین پانی لیلوں پہر تیری لئے چہوڑوں غرض ان دونوں کا جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ ای زبیر تم سینچ لو پہر چہوڑ دو اپنے ہمسایہ کی لئے سو انصاری غصہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ یہ بات آپنے اس لئے فرمائی کہ وہ آپ کی پہوپہی کے بیٹے ہین غرض اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بدل گیا اور فرمایا کہ ای زبیر تم اپنی کہیت مین پانی دیکر پہر روک رہو یہانتک کہ وہ دیوار ون تک پہر جاوی کہ اوسکے

کہ زبیر نے کہا قسم اللہ کی مین گمان کرتا ہون کہ یہ آیت اسی باب مین اوتری ہے فلا وربک سے آخر تک یعنی قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہون گے جب تک کہ تجھے پنچ نہ بناوین اون سب باتون مین جن مین اونکو اختلاف ہو پھر نہ پاوین اپنے دلومین تنگی اوس حکم سے کہ جو تو کر دیوے اور مان لیوین تیرے حکم کو بخوبی ظاہراً و باطناً اور روایت کی شیخین اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی علم کو ایسا نہین اوٹھا ویگا کہ بالکل ایکبارگی چھین لیوے سب لوگون سے بلکہ اسطرح اوٹھا دیگا کہ علما اوٹھتے جا وینگے او جب کوئی عالم نرہیگا لوگ جاہلون کو سردار بناوینگے اور اونسے مسئلہ پوچھینگے اور وہ فتوے دیوینگے بغیر علم کے سو آپ بھی گمراہ ہونگے اور اورون کو بھی گمراہ کرینگے ملا علی قاری نے مرقات مین کہا ہے کہ علم سے یہان کتاب و سنت کا علم مراد ہے اور جو اوسکے لگ بھگ ہو مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ کے مقلدین کے فتوے جو کتاب و سنت سے مطلق خبر نہین رکھتے سوافقہ مروجہ کے واقعی مصداق ضلوا و اضلوا مین خدا اونسے بچا رکھے انتہی اور روایت کی دارمی نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تم مین سے فتوے دینے پر زیادہ جرات رکھتا ہے وہ دوزخ مین جانے پر بھی زیادہ جرات کرتا ہے باقی آثار وہ بھی اس بارہ مین بہت ہین چنانچہ روایت کی رزین نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے فرمایا جو تم مین سے کوئی چال چلے تو لازم ہے کہ اونکی چال چلے جو مر گئے ہین اسلیے کہ جو زندہ ہے اوسکو فتنہ سے بچاؤ نہین اور جو مر چکے ہین وہ صحابہ تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ اصحاب ہیں سب سے افضل تھے اور دل انکے
نہایت نیک اور علم انکا گہرا ہے اور تکلف کم اللہ نے انکو واسطے نبی کی صحبت کے
لیے چن لیا تھا اور اپنے دین قایم کرنے کے لیے سو انکی بزرگی پہچانے رہو اور
انکے قدموں پر چلو اور انکی خصلتیں اور عادتیں جہانتک ہو سکے اختیار کرو اسلیے
کہ وہ سیدہی راہ پر تھے اور روایت کی دارمی نے عون بن عبد اللہ سے کہ انہوں نے
فرمایا کہ میں دوست نہیں رکھتا کہ اصحاب نبی کے اختلاف نہ کرتے اسلیے کہ اگر وہ ایک
امر پر جمع ہوتے اور کوئی چھوڑ دیتا تو وہ سنت کو چھوڑ دیتا اور جب وہ مختلف
ہوے تو جسنے انکی کسی قول کو لیا اوسنے گویا سنت پر عمل کیا یعنی دایرہ شرع
کا اختلاف صحابہ سے وسیع ہو گیا یہ عجیب حکمت ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ
نے اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے اس آیت کی
تفسیر میں **یاایها الذین امنوا** الایہ یعنے ای ایمان والون اطاعت کرو
اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے سردارونکی غرض مجاہد نے کہا
سردار وںسے مراد اصحاب محمد ہیں کہ عقل اور دین والے ہیں اور روایت کی
عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم او ما ابن عساکر نے اسی آیۃ مذکور کے
تفسیر میں کہ مراد اولی الامر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور روایت کی
عبد بن حمید نے کلبی سے اولی الامر کے تفسیر میں کہ مراد اولی الامر سے ابو بکر و
عمر و عثمان و علی و ابن مسعود ہیں اور روایت کی سعید بن منصور نے عکرمہ سے
کہ اونسے پوچھا کہ ام ولد آزاد ہے یا نہیں تو اونہوں نے کہا کہ ہان وہ آزاد ہیں

اور انہیں سے صحیح کیا ہے اور وہ شاگرد
شیخ محمد طاہر کے ہیں جو شیخ ابراہیم کردی
کی صاحبزادی تھی
مولانا صاحب کا سلسلہ علم حدیث میں
ابراہیم کردی سے ملتا ہے

۵۰

یعنے اپنی جی کی چاہت پر چلنے والی لوگ گمراہی والی ہیں اور میں اونکا ٹھکانا دوزخ ہی دیکھتا ہوں اسلئے کہ اونمیں سے کسی کو نہیں دیکھتا کہ اوسنے کوئی قول نکالا ہو یا کوئی بات ایجاد کی ہو کہ انجام اوسکا تلوار تھوا ہوا اور نفاق کی کئی قسمین تھین پھر یہ آیتیں پڑھیں ومنھم من عاھد الله ومنھم من یلمزک فی الصدقات ومنھم الذین یعنی منافق لوگ اپنی باتوںمیں مختلف تھے مگر شک اور تکذیب میں سب متفق تھے اور یہ حال حضرت کے زمانہ کے منافقوں کا ہے اور یہ لوگ یعنی اہل ہوا اپنی قولوں میں مختلف ہیں مگر تلوار نکالنے میں متفق ہیں اور میں نوح کے سوا اون کی حکمیں کہیں نہیں دیکھتا اور کہا حماد نے پھر کہا ایوب نے اس حدیث کے بعد یا حدیث اول کے بعد کہ قسم ہے اللہ کی ابو قلابہ فقہای ذوی الالباب میں سے تھے اور روایت کی ابن مسعود اور حذیفہ سے کہ وہ دونوں بیٹھے ہوے تھے کہ ایک شخص نے آنکر اون دونوں سے سوال کیا کسی چیز کا یعنے اونکی رای کسی مسئلہ میں دریافت کی تو ابن مسعود نے حذیفہ سے کہا کہ تم دیکھتے ہو یہ لوگ مجھسے کیا پوچھتے ہیں حذیفہ نے کہا جانتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں پھر ابن مسعود اونکی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ اگر تم اللہ کی کتاب سے کوئی بات پوچھو تو البتہ جو ہمکو معلوم ہو بتا دیں یا سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو تو ہم بتا دیں باقی جو تمنے نئی نئی باتیں نکالیں اوسکی ہمکو طاقت نہیں اور نزال بن سبرہ سے روایت کی کہ اونہوں نے کہا عبد اللہ نے جب خطبہ پڑھا کوفہ میں میں حاضر رہا اور ایک دن میں نے سنا کہ ایک شخص نے اونسے سوال کیا حکم اوس شخص کا جو آٹھ طلاق دیوے اپنی بیوی کو یا اوسکی مانند

۵۴

کوئی او بات تھی تو اونہون نے کہا وہ ویسا ہی جیسا اوس نے کہا پہ طلاق اللہ تعالی نے اپنی کتاب
اوتاری اور اوسکو خوب بیان فرمایا پھر جو اوسکے بعد روشن آیا اوسکی لئے وہ خوب
روشن ہوگئی اور بعضی اوسکا خلاف کیا تو قسم اللہ کی خلاف کی طاقت نہین رکھتے
اور ابن سیرین سے روایت کی کہ انکی عادت تھی کہ وہ کبھی اپنی رای سے کبھی کچھہ نہین
فرماتی تھی صرف وہی کہتی تھی جو سنا تھا اور اعمش نے کہا مین نے ابراہیم کو کبھی اپنی
رای سے کچھہ کہتے نہین سنا کسی مسئلہ مین اور قتادہ سے روایت کی کہ اونہون نے
کہا مین نے تیس برس سے کوئی بات اپنی رای سے نہین کہی اور ابو ہلال نے
کہا چالیس برس سے اور عبد العزیز بن رفیع نے کہا عطا سے کوئی چیز پوچھی
تو اونہون نے کہا مین نہین جانتا لوگون نے کہا آپ اپنی رای سے کچھہ نہین
فرماتی اونہون نے کہا مین اللہ سے شرماتا ہون کہ اوسکی زمین مین میری رای کو
دین قرار دین اور شعبی سے روایت کی کہ ایک شخص نے اونکے پاس آن کر کچھہ پوچھا تو اونہون نے
فرمایا کہ ابن مسعود اسمین ایسا کہتے تھے اوسنے کہا مجھے آپ اپنی رای سے اس بارہ مین خبر
دین اونہون نے لوگون سے کہا کہ تم تعجب نہین کرتے اس شخص پر کہ مین نے اوسکو
ابن مسعود کی بات سے خبر دی تو وہ میری رای پوچھتا ہے اور میرا دین مجھکو اس سے
زیادہ پیارا ہے اور قسم ہے اللہ کی کہ مین اگر ایک گیت گاؤن تو میرے نزدیک بہتر
ہے اس سے کہ مین اوسکو اپنی رای سے خبر دون اور شعبی سے روایت کی کہ اونہون نے
فرمایا تم بچتے رہو قیاس کرنے سے اور قسم ہے اللہ کی اگر تم قیاس کرنے لگوگے تو حرام کو حلال کرلوگے
اور حلال کو حرام کرلوگے بلکہ جو تم کو پہونچا ہے اون لوگون سے جنھون نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ

سے تھے تو اونھون نے فرمایا اس سے زیادہ ناگوار یہ بات ہے اوس کے نزدیک جسکو اللہ تعالے
نے عقل دی ہو کہ مین فتوے دیدون بغیر علم کے یا روایت کرون کسی غیر ثقہ سے اور
مسیب بن رافع نے کہا کہ صحابہ کی عادت تھی کہ جب اونکے یہان کوئی امر ایسا آتا
کہ اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت نہوتی تو سب جمع ہوتے
اور سب ایک بات پر اتفاق کرتے پھر حق بات وہی ہے جو
انھون نے مناسب جانا آور قاسم نے کہا کہ تم لوگ بہت باتین ایسی پوچھتے ہو کہ ہم اونکو
کبھی نہ پوچھتے تھے اور ایسی کھوج لگاتے ہو بعضی بات مین کہ ہم کبھی نہ لگاتے تھے
اور ایسی باتین پوچھتے ہو کہ ہم نہین جانتے کہ وہ کیا ہین اور اگر جانتے ہوتے تو ہمکو
حلال نہوتا اوسکا چھپانا آور عمر بن خطاب نے فرمایا کہ عنقریب لوگونپر ایسا زمانہ آویگا
کہ تم سے لڑینگے قرآن کے شبہون سے سو اونکو سنتون سے قایل کرو اسلئے کہ سنت والے
قرآن خوب جانتے ہین خطابی نے کہا اصحاب سنن سے یہان جاننے والے حدیث مراد ہین
اور جو حدیثون پر اطلاع کافی رکھتے ہین جیسے ائمہ مجتہدین ہین اور تمام اتباع اونکے
اسلئے کہ یہی لوگ خوب سمجھتے ہین اون باتون کو جنکو سنت شامل ہے احکام سے آور
عروہ بن زبیر نے کہا بنی اسرائیل کا کام جب تک سنبھلا رہا اوس مین کسی طرح کی
خرابی نہین آئی یہانتک کہ اونمین غیر قومونکے لوگ پیدا ہوے اولاد اون قومونکی قیدیونکی
ایسی عورتونکی اولاد جو بنی اسرائیل کی قید مین آئین تھین غیر قومونکی غرض اونھون
نے رای سے باتین نکالین اور اونکو گمراہ کیا مین کہتا ہون مانند اسکی مرفوعاً
گذر چکا ہے ابن ماجہ سے اور روایت کی زید منقری سے کہ اونھون نے کہا ایک

۵۵

شخص ابن عمر کے پاس آیا اور اونسے کچھہ سوال کیا کہ اوسی مین نہین جانتا تو ابن عمر نے کہا جو نہین واقع ہوا ہے اوسکا سوال مت کرو اسلیے کہ مین نے عمر بن الخطاب سے سنا ہے کہ وہ لعنت کرتے تھے اوس شخص کو جو بغیر واقع ہوے کسی شی کے سوال کرے اور روایت زہری سے کہ زید بن ثابت کی عادت تھی کہ جب اونسے کچھہ پوچھا جاتا تو وہ کہتے کہ یہ حادثہ ہوا ہے یا نہین اگر لوگون نے کہا کہ ہان ہوا ہے تو وہ بیان کر دیتے جو جانتے یا جو سمجھتے اور اگر کہا کہ نہین ہوا ہے تو کہتے کہ چھوڑ دو جب تک یہ حادثہ واقع نہو اور عمار سے روایت ہے کہ عمار بن یاسر سے کوئی مسئلہ پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ یہ ہوچکا تو لوگون نے کہا نہین اونہون نے فرمایا چھوڑ دو ہمکو جب تک وہ نہو اور جب ہوگا تو ہم تمہارے لیے اوسکی تلاش مین کمر باندہینگے اور طاوس سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے زیادہ حرج ڈالنے والا اللہ کے دین مین بجہہ اوس شخص ہے جو ایسی چیز پوچھے جو ابھی نہین ہوی ہے اسلیے کہ اللہ تعالی بیان فرما چکا ہے جو چیزین ہونیوالی ہین اور ابن عباس سے روایت کی ہے اونہون نے فرمایا مین نے نہین دیکھا کسی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارونسے بہتر اور اونہون نے سوال نہین کیا مگر تیرہ مسئلون مین یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور وہ سب سوال قرآن مین ہین کو رہنا و نہین مین شہر حرام مین قتال کا سوال اور حیض مین صحبت کرنیکا سوال اور ہمیشہ وہ ایسی ہی سوال کرتے تھے جو اونکو نفع دیوین یعنی قبل وقوع کے سوال کرنا نفع اور بے سود ہی اور سعد بن اسحاق نے کہا کہ جنکو مین نے پایا ہی حضرت کے یارون سے وہ زیادہ ہین اون سے جنکو نہین

۵۶

پایا ہے مین نے کسی قوم کو اونسے زیادہ نرم خصلت والا نہ پایا اور نہ کم سختی والا اور روایت ہے
رجاء بن ابی سلمہ سے کہ اونہون نے کہا سنا مین نے عبادہ بن نسی الکندی سے اور اونسے
پوچھا گیا مسئلہ اس عورت کا جو ایک ایسی قوم کے ساتھ مرگئی جن مین کوئی اوسکا
ولی نہین تو اونہون نے فرمایا کہ مین نے ایسی قوم کو پایا ہے کہ وہ تمہاری سی سختی
نہ کرتی تھی نہ تمہاری سی مسئلہ پوچھتی تہی اور ہشام بن مسلم قرشی نے کہا کہ مین ابن
محیریز کے ساتھ تہا مرج دیباج مین (نام مقام کا ہے) سو مین نے اونکو اکیلا پایا تو
ایک مسئلہ پوچھا اونہون نے فرمایا تم مسئلہ پوچھکر کیا کروگے تو مین نے کہا اگر مسایل نہون
تو علم ہی جاتا رہے تو اونہون نے فرمایا کہ علم کا جانا زبان پر لا اسلئے کہ علم نہین جا سکتا
جبتک قرآن پڑہا جاتا ہے ولیکن اگر کم ہوگا تو سمجہہ کم ہوگی یعنی علم کم نہین ہوسکتا جب
تک قرآن ہے اور روایت ہے شعبی سے کہ عمر نے کہا اے لوگون ہم نہین جانتے شاید ہم بہت
سی چیزین جسکا ہم حکم کرین تمکو وہ تمہین حلال نہون اور شاید بہت سی چیزین جو حرام ہون تم
ہم تم پر حلال کرین تم پہچان لو کہ اخیر مین جو اوترا ہے قرآن سے وہ آیت ہے ربوا کی اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اوسکو بیان نہین فرمایا یہانتک کہ وفات فرمائی سو تم
چھوڑو جسمین تمہین شک ہو اور اوسکو کرو جس مین تمہین شک نہین اور روایت ہے
کی ابن ادریس نے اپنے چچا سے کہ کہا اونہون نے مین ابراہیم کے پاس سے نکلا اور میرے
آگے حماد آگئے اور مین نے اونسے آٹھہ مسئلہ پوچھے تو اونہون نے چار کا جواب دیا اور
چار کو یونہین چھوڑ دیا اور روایت ہے زبید سے کہ اونہون نے کہا مین نے ابراہیم
سے جب کوئی بات پوچھی اونکے چہرہ سے کراہیت معلوم ہوی اور روایت ہے ابن عمر

انہون نے کہا اور ذی بن نے کسیکو شعبی سے بڑھکر اس بات مین نہ پایا کہ جب اوس سے کچھ پوچھا کہا مین نہین جانتا اور ابن عون نے کہا مین نے عمر بن ابی زائدہ سے سنا کہ وہ شعبی کا ذکر کرتے تھے کہ جب اونکے پاس کوئی سوال آتا تو وہ بہت اپنے آپکو بچاتے اور ابراہیم بہت جواب دیتے اور ابو عاصم نے کہا کہ شعبی اس باب مین بہت بہتر تھے ابن عون کے نزدیک ابراہیم سے اور روایت کی شقیق نے کہ عبداللہ سے کوئی چیز پوچھی تو انہون نے فرمایا کہ مین اوسکو برا جانتا ہون کہ تمہارے لئے کسی چیز کو حلال کر دون کہ اللہ نے تجھ پر حرام کی ہے یا حرام کر دون جسکو اللہ نے تجھ پر حلال کیا ہے اور روایت کی حمید بن عبدالرحمن سے کہ انہون نے فرمایا کہ مین اگر سائل کو اوسکے جہل کے ساتھ لوٹا دون تو یہ بہتر ہے اس سے کہ مین نئی بات بتاؤن کوئی بات بنا کر کہ اون اور روایت کی عامر سے کہ وہ کہتے تھے ابی بن کعب سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہون نے فرمایا کہ اے بیٹے جو بات تم پوچھتے ہو وہ ہو چکی ہے اوسنے کہا نہین انہون نے فرمایا کہ مجھکو مہلت دو جب تک کہ وہ ہووے پھر جب ہوگی ہم اپنی جان پر محنت کر کے تمکو بتا دینگے اور روایت کی مسروق سے کہ انہون نے کہا مین ابی بن کعب کے ساتھ جاتا تھا تو انہون نے مجھسے فرمایا کہ کیت لوگ کہتے ہیں کہ چچا فلانی بات کیسی ہے فلانی بات کیسی ہے اے میرے بھتیجے کیا یہ ہو چکی ہین مین نے کہا نہین تو انہون نے فرمایا اے میرے بھتیجے مجھے معاف کر جبتک کہ وہ واقع ہووے اور روایت کی ابراہیم سے کہ جب اونسے کوئی سوال کیا جاتا تو اتنی ہی بات کا جواب دیتے جتنی پوچھی تھی اور روایت کی ابن سیرین سے کہ وہ فرج سے

باب مین کسی سوال کا جواب نہ دیتے تہے جس مین کسی طرح کا اختلاف ہو اور
روایت کی صلت سے کہ مین نے طاؤس سے ایک مسئلہ پوچہا تو اونہون نے کہا یہ حادثہ
ہو چکا ہے مین نے کہا ہان اونہون نے کہا اللہ کی قسم مین نے کہا اللہ کی قسم پہر
اونہون نے فرمایا کہ مجہے میرے یارون نے خبر دی ہے معاذ سے کہ اونہون نے کہا اے
لوگون بلا کو مت مانگو قبل اوترنے کے نہین تو تم کو اودہر اودہر پریشان کر دیگی
اگر تم بلا کو قبل اوترنے کے نہ مانگو گے تو ہمیشہ مسلمانون مین ایسے لوگ رہینگے کہ جب اونسے
سوال کیا جاوے تو سیدہا اور ٹہیک جواب دین اور جب بات کہین تو موافق حق
کے کہین اور روایت کی جعفر بن ایاس نے کہا کہ مین نے سعید بن جبیر سے کہا تم
طلاق کے بارہ مین کچہہ جواب نہین دیتے اونہون نے کہا مین اوسمین پر چیز کو چہوڑ رکہا ہے
مگر مین بچا جاتا ہون کہ مین حرام کو حلال کر دون یا حلال کو حرام کر دون اور روایت کی کہ
عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے تہے کہ مین نے اس مسجد مین ایک سو بیس شخصون کو انصار سے
پایا کہ ہر ایک حدیث روایت کرنیکو چاہتا تہا کہ دوسرے پر ڈالدے اور جب
کسی سے فتوے پوچہا جاتا تہا تو ہر ایک دوسرے پر ٹالتا تہا اور روایت کی داؤد سے
کہ اونہون نے کہا مین نے شعبی سے پوچہا کہ تم لوگ کیا کرتے تہے جب کوئی تم
سے مسئلہ پوچہتا تہا اونہون نے کہا تم نے خبر دار سے سوال کیا ہم لوگون کا یہ حال تہا
کہ جب کوئی مسئلہ پوچہا جاتا تہا تو ہر ایک دوسرے سے کہتا کہ تم بتاؤ اور یونہی
لوٹ پوٹ چلا جاتی تہی یہانتک کہ سائل پہر پہلے شخص کے پاس آتا اور روایت
کے ابن منکدر سے کہ اونہون نے کہا کہ عالم اللہ اور بندہ کے بیچ مین ہوتا ہے تو اپنے

نکالسی کی راہ ضرور ہی کہ نکال لی یعنی ٹھیک جواب دی ورنہ لا ادری کہدے
اور روایت کی مشعر سی کہ اونہون نی کہا معن بن عبد الرحمن نی ایک کتاب نکالی
اور قسم کہائی کہ اونکی باپ کے ہاتھ کی لکہی ہے اور اوسمین مین نی دیکہا تو لکہا تہا
کہ عبد اللہ نی کہا قسم ہی اوس معبود کی کہ جسکی سوا کوئی معبود نہین کسی کو مین نے
کسی کو زیادہ سخت نہین پایا بات کی کہال نکالنی والون پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بڑہ کر اور کسی کو زیادہ سختی کرتی نہین دیکہا او نپر ابوبکر و عمر سے بڑہ کر اور
مین نی عمر کو دیکہا کہ وہ سب سے زیادہ ڈرتی تہی اونکی اوپر یا یون کہا کہ اونکو سے اور
روایت کی عثمان بن حاضر ازدی سی کہ اونہون نی کہا مین علی بن عباس کے
پاس گیا اور کہا کہ مجہی وصیت کرو تو اونہون نی کہا اچہا تو اللہ سی ڈرتا رہ اور
حق پر قایم رہ اور سنت کا پیرو رہ اور بدعت نہ نکال اور روایت کی ابن
سیرین سی کہ اونہون نی کہا کہ جب تک کوئی روایت پر ہے وہ راہ پر اور انکی ایک روایت
مین اونہی سی روایت ہی کہ کہا لوگ اوسیکو راہ پر سمجہتی تہی جو روایت پر ہوا اور عبد اللہ
بن مسعود سے روایت کی کہ اونہون نی کہا تم علم سیکہتی رہو اس سی پہلی کہ اوٹہہ جاوے
اور علم کا اوٹہنا یہ ہی کہ علم والی اوٹہہ جائین اور خبردار بچو تم بات کی کہال نکالنی سی اور
باتونمین بیفایدہ غور کرنیسی اور بدعتین نکالنی سی اور لازم پکڑو تم پرانی باتون کو اور
اونہی سی روایت کی ہے کہ کہا علم حاصل کرلو قبل اسکے کہ اوٹہہ جاوی اور اوٹہنا
اوسکا یہ ہی کہ لوگ اوسکی اوٹہہ جاوین لازم پکڑو علم کو اسلئی کہ کوئی نہین جانتا
کہ کب اوسکا محتاج ہوگا یا لوگ اوس علم کی محتاج ہون گی جو اوسکی پاس ہے

بیشک تم بعض لوگون کو پاؤگی که وه دعوی کرتے ہین کہ ہمکو کتاب الله کی طرف بلاتے
ہین اور اونہون نے کتاب الله پیٹہہ پیچہے ڈالدی ہی سو لازم پکڑو تم علم کو اور بچو بدعتین
نکالنے سے اور بچو باتون کی کہال نکالنے سی اور بچو تم بنیادون باتون مین غور کرنے سی اور لازم
پکڑو پرانی باتون کو یعنی سنت کو اور روایت کی سلیمان بن یسار سی کہ ایک شخص
تہا صبیغ وه مدینه مین آیا اور قران کی متشابهه پوچہنے لگا سو حضرت عمر نے اوسے
بلوایا اور اوسکے لئے کہجور کی شاخین تیار کین اور اوس سی پوچہا که تو کون ہے
اوسنے کہا مین الله کا بنده صبیغ ہون غرض حضرت عمر نے ایک شاخ اون مین
سے لے اور اوسے مارنے لگے اور کہا که مین الله کا بنده عمر ہون پہر یہانتک مارا
که اوسکا سر خون آلوده ہوگیا اور اوسنے کہا که ای امیر المومنین بس کیجئے اور اب وه
مرض جاتا رہا جو مین اپنے سر مین پاتا تہا اور روایت کی نافع سی که صبیغ عراقی
قرآن کی چند باتین مسلمانون کی لشکرون مین پوچہتا پہرتا تہا یہانتک که مصر مین آیا اور
عمرو بن العاص نے اوسکو عمر بن الخطاب کی پاس روانه کردیا غرض جب قاصد
حضرت عمر کے پاس آیا اور آپ نے خط پڑہا فرمایا وه کہان ہے لوگون نے کہا وه اپنی
فرودگاه مین ہے آپ نے قاصد سے فرمایا دیکہه اگر وه کہین بہاگ گیا تو مین تجہے دردناک
سزا دونگا غرض اوسکو حضرت عمر کے پاس لایا اور اونہون نے فرمایا که تو
نئی نئی سوال کرتا ہے اور حضرت عمر نے ہری چہڑیان کہجور کی منگوائین اور
اوسکی پیٹہه پر مارا که اوسکی پیٹہه سوج گئی پہر چہوڑ دیا که پیٹہه اوسکی اچہی ہوگئی
پہر مارا پہر چہوڑ دیا که پیٹہه اچہی ہوگئی پہر بلایا که مارین تو صبیغ نے کہا اگر تم مجہے

مارنا چاہتی ہو تو اچہی طرح مار ڈالو اور اگر صیر اصلاح کیا چاہتی ہو تو میرا علاج ہو چکی
ہو گیا اللہ کی قسم تب حضرت عمر نے اوسکو وطن جانیکی اجازت دی اور ابو موسےٰ
اشعری کو لکہا کہ مسلمانونمین سے کسیکو اسکے پاس نہ بیٹہنے دینا اور یہ امر اوس
شخص کو بہت ناگوار ہوا اور ابو موسیٰ نے حضرت عمر کو لکہا کہ اوسکا حال اب
اچہا ہو گیا تب حضرت عمر نے لکہا کہ اسکے ساتہہ لوگونکو بیٹہنے کی اجازت دیدو
اور روایت کی ابن عباس سے کہ اونہون نے فرمایا جس شخص نے ایسی رائے نکالی
کہ کتاب اللہ مین نہین ہے اور سنت رسول اللہ مین بہی نہین آئی معلوم نہین کہ
اللہ کے ملنے کے وقت اوسکا کیا حال ہوگا اور روایت کی میمون بن مہران سے
کہ اونہون نے کہا ابو بکر کے پاس جب کوئی جہگڑا آتا تو وہ کتاب اللہ مین نظر
کرتے اگر اوسمین مل جاتا تو اوسکے موافق حکم فرماتے اور اگر کتاب اللہ مین اوسکا
حکم نہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مین اوسکا حکم پاتے تو اوسکے
موافق حکم فرماتے پہر اگر نہ پاتے اور دونون مین نہ پاتے تو نکلکر مسلمانون سے
پوچہتے اور کہتے کہ میرے پاس ایسا ایسا مقدمہ آیا ہے آیا تمکو معلوم ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسبارہ مین کچہہ حکم فرمایا ہے پہر کبہی ایسا ہوتا کہ صحابہ اونکے
پاس جمع ہوتے اور ہر ایک ذکر کرتا کہ اسبارہ مین حضرت نے ایسا حکم دیا ہے
تب حضرت ابو بکر فرماتے کہ سب تعریف ہے واسطے اللہ کے جسنے ہم مین ایسے لوگ پیدا کئے
کہ وہ ہماری نبی کی بات یاد رکہتے ہین اور روایت کی ابی نضرہ سے
اونہون نے کہا کہ جب ابو سلمہ بصرہ مین آئے مین اور حسن بصری دونون اونکے پاس

گئے اونہون نے حسن سے کہا تم حسن ہو مین بصرہ مین سب سے زیادہ تمہارے ملنے کی
آرزو رکہتا تہا اور سبب اوسکا یہ تہا کہ مین نے سنا تہا کہ تم اپنی رای سے فتوی دیتے ہو
سو ہرگز اپنی رای سے فتوی نہ دو جب تک سنت نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے یا کتاب اوتری ہوی نہو اور روایت کی جابر بن زید سے کہ ابن عمر اونسے ملے
طواف مین اور کہا اے ابو الشعثاء تم فقہای بصرہ سے ہو پس کبہی فتوی نہ دینا مگر
قرآن ناطق سے یا سنت جاری سے اگر تم نے کچہہ اور کیا تو آپ بہی ہلاک ہوے
اور اونکو بہی ہلاک کیا اور روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے کہا ہمارے اوپر
ایسا زمانہ آیا کہ ہم حکم نہین دیتے اور ہم اس مقام کے نہین اور اللہ تعالی نے ایک امر
اندازہ کیا ہے کہ ہم اوس تک پہونچے ہین جیسا تم دیکہتے ہو سو اندنون کے بعد جسپر کوئی
مسئلہ آجاے تو چاہیے کہ کتاب اللہ کے موافق حکم دے اور اگر ایسا مسئلہ ہو کہ کتاب اللہ
مین اوسکا حکم نہو تو وہ حکم دے جسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہو پہر اگر
ایسا مقدمہ ہو کہ اوسکا حکم نہ کتاب اللہ مین ہو نہ سنت رسول اللہ مین تو وہ حکم
دے جو نیکون نے حکم دیا ہو یعنے خلفاے راشدین وغیرہم نے اور یہ نہ کہے کہ مین ڈرتا
ہون یا مین رای سے کہتا ہون اسلئے کہ حرام کہلا ہوا ہے اور حلال کہلا ہوا ہے اور ان دونو کے
درمیان بہت سے امور شبہے کے ہین سو چہوڑدے تو جسمین شبہہ ہے اور لے لے
وہ چیز جس مین شبہہ نہین یعنے حرام قطعی کی طرح مشتبہات ظنی بہی چہوڑدے
اور روایت کی عبد اللہ بن ابی یزید نے کہ ابن عباس سے جب کوئی بات پوچہی
جاتی اور وہ قرآن مین ہوتی تو اوس سے خبر دیتے اور اگر قرآن مین نہوتی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہوتی تو اوس کی خبر دیتے اور نہین تو ابوبکر وعمر سے اور نہین تو پھر اپنی رای سے کچھ کہتے اور روایت کی شریح سے کہ عمر بن خطاب نے اونکو لکھا کہ اگر تیری پاس ایسی بات آوے جسکا حکم کتاب اللہ مین ہو تو اوسکا حکم دیدے اور ہرگز لوگ اوس سے تجھے اور طرف مخاطب نہ کرین اور اگر ایسی بات ہو کہ کتاب اللہ مین نہو تو سنت رسول اللہ مین نظر کر اور اوسکے موافق حکم دے اور اگر ایسی بات ہو کہ نہ کتاب اللہ مین ہو نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تو نظر کر کہ لوگ یعنے صحابہ کسپر اجتماع کئے ہوے ہین سو اوسکو لیلے اور اگر ایسی ہو کہ نہ کتاب اللہ مین ہو نہ سنت رسول اللہ مین اور نہ بات کی ہو اوس مین کسی نے تجھ سے پہلے تو اون دو باتون مین سے ایک بات اختیار کر اگر چاہے تو اجتہاد کر اپنی رای سے پھر آگے بڑھ جا یعنی حکم دیدے اور اگر چاہے تو پیچھے ہٹ جا یعنے حکم نہ دے اور پیچھے ہٹنا تیرے لئے مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے فرمایا اے لوگو عنقریب تم نئی باتین نکالوگے اور لوگ تمہاری لئے نئی باتین لاوینگے سو تم جب نئی بات دیکھو تو اگلی کا کام یاد رکھو یعنی سنت کا اور روایت کی شقیق سے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ اے لوگو اوس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو ایسا ایک فتنہ ڈہانپ لیویگا کہ بڑا اوسی مین بوڑھا ہوگا اور چھوٹا اوسی مین بڑا ہوگا یعنی برسون رہیگا اور لوگ اوسی کو سنت سمجھ لیوینگے پھر جب اوس سے کوئی بدلیگا تو لوگ کہینگے کہ سنت کو بدل دیا لوگون نے کہا اے ابا عبد الرحمن یہ کب ہوگا اونہون نے کہا جب تمہاری قاری بہت ہونگے اور دین مین سمجھنے والے کم ہونگے اور سردار

بہت ہو نگی امانتدار کم ہونگے اور لوگ آخرت کا کام کر کے دنیا طلب کرینگی اور روایت
کی شریح سے کہ کہا کہ خرابی ہو تیری سنت تمہاری قیاسون سے آگی بڑہ گئی سو تو
پیروی کر سنت کی اور بدعتین مت نکال اسلئے کہ تو کبھی گمراہ نہوگا جب تک
عمل کریگا روایت پر اور روایت کی معاذ بن جبل سے کہ اونہون نے کہا کہ آدمی
ایسا کہیگا کہ مین ان کے پاس ایسی بات لاون جسکو نہ کتاب اللہ مین پا وین
اور نہ رسول اللہ سے سنے ہو شاید جب تو میری پیروی کرونگی معاذ نے
کہا سو تم اوس سے بچو اور جو وہ لایا ہے اوس سے بہی جدا رہو اسلئے کہ وہ
جو لایا ہے گمراہی ہے اور روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرمایا اونہون نے اللہ سے بڑکر
کوئی سچا نہین اور سب سے اچہی راہ راہ ہے محمد کی اور بدبخت وہ ہے
جو ماں کے پیٹ سے بدبخت ہوا اور بدتر سب باتونسے جہوٹی باتین ہین اور
سب کاموں مین بدتر نئی کام ہین اور جو آنے والی شے ہے وہ قریب ہے اور
روایت ہے ابن سیرین سے کہ اونہون نے کہا جسنے بدعت کو لیا پہر کبہی
سنت کی طرف نہ لوٹا اور روایت ہے عائشہ سے کہ اونہون نے کہا مین نے
ابن مسعود کو دیکہا کہ مردون اور عورتون کو وصیت کرتے تہے اور کہتی تہے جو اختیار
کرے تم مین سے مرد ہو یا عورت تو لازم ہے کہ اگلون کی خصلت اختیار کرے
اسلئے کہ ہم لوگ یعنی صحابہ فطرت پر ہین عبد اللہ نے کہا کہ سمت سے راہ مراد ہے
اور روایت ہے زیاد بن حدیر سے کہ اونہون نے کہا مجہہ سے حضرت عمر نے
فرمایا تو جانتا ہے کہ اسلام کو کیا چیز ڈہا دیتی ہے تو مین نے کہا نہین فرمایا ڈہا دیگی

٦٥

زلت عالم کی اور منافق کا جہگڑنا قرآن لیکر اور گمراہ اماموں کی حکومت اور
روایت ہے محمد بن علی سے کہ اونہون نے کہا جہگڑالو لوگون کے ساتہہ نہ بیٹہو کہ وہ لوگ
بیفائدہ اللہ کی آیتوں مین بال کی کہال نکالتے ہین اور روایت ہے حسن بصری سے
کہ اونہون نے کہا اوس اللہ کی قسم ہے جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ تمہاری سنت
بڑہنے والی اور گہٹنے والی کے بیچ مین ہے سو اسپر جمے رہو اللہ تم پر رحم کرتا ہے اسلئے
کہ سنت پر چلنے والے سب لوگونسے کم تہے اگلون مین بہی اور کم ہونگے پچہلون مین
بہی جو عیش کرنیوالونکے ساتہہ نہین ہوتے اونکے عیش مین اور نہ بدعت
والونکے ساتہہ ہوتے ہین اونکی بدعت مین اور اپنی سنت پر ثابت رہتے ہین
یہانتک کہ ملین اپنے پروردگار سے ایسے ہی اگر اللہ نے چاہا تو تم بہی ہوجاؤ اور
روایت کی عبداللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے فرمایا سنت مین بیچ بیچ کے
چال چلنا بدعت مین محنت کرنیسے بہتر ہے اور روایت کی ... سے کہ اونہون نے
کہا اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے لوگون مین جو
حاکم ہو اور کہا کہ اولی الامر سے علم اور فقہ والے لوگ مراد ہین اور اطاعت
رسول سے کتاب و سنت کے پیروی مراد ہے اور روایت کی عمر بن عبدالعزیز
سے کہ اونہون نے کہا جب کسی نے اونسے پوچہا نفسون کی خواہشون کو کہ
تو لازم پکڑ لے دین گنوارونکا اور لڑکونکا جو کتاب مین ہو اور اوسکے
سوا سبکو بہول جا اور روایت کی اوزاعی سے کہ اونہون نے کہا شیطان نے
اپنی دوستونسے پوچہا کہ تم بنی آدم کے پاس کیونکر آتے ہو اونہون نے کہا ہر طرف

اور کہیں ایسا نہین فرمایا ہے کہ اللہ نے
عوض پڑہا ہے جیسا کہ فرمایا الرحمن
علی العرش استوی جناب شیخ
ابراہیم کردی رحمۃ اللہ علیہ
خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنی
ذات کی راہ سے ...
نہین اور کوئی مکان

۶۶

سے شیطان نے کہا استغفار کی طرف سے بہی آتے ہو اونہون نے کہا بہلا یہ کہان ہو سکتا ہے استغفار تو توحید سے ملی ہوی چیز ہے شیطان نے کہا مین نے مین ایسی چیز پہیلاتا ہون جو کبہی وہ استغفار نہ کرین اسسے غرض اون مین جہوٹے خیال پہیلائے اور روایت ہے کی مجاہد سے کہ اونہون نے فرمایا مین نہین جانتا کہ کون سی نعمت مجہہ کو عمدہ ملی ہے اسلام کی طرف ہدایت دینے سے اور جہوٹے خیالات سے بچایا اور روایت ہے کی ابی قلابہ سے کہ اونہون نے کہا اہل ہوا کی ساتہہ نہ بیٹہو اور نہ اونسی جہگڑو اسلئے کہ مجہکو خوف ہے کہ کبہین وہ تمکو اپنی گمراہیون مین ڈبو دین یا جس چیز کو تم پہچانتے ہو اوسمین شبہے ڈالدین اور روایت ہے کی ایوب سے کہ مجہے سعید بن جبیر نے دیکہا کہ مین طلق بن حبیب کی پاس بیٹہا ہون تو مجہہ سے فرمایا کہ تو اوسکی پاس نہ بیٹہا کر مولف کہتا ہے کہ طلق بن حبیب مرجیوں مین کا تہا اور بدعت والون مین کا اور روایت ہے کی ابن عمر سے کہ اونہون کی پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلان شخص تمکو سلام کہتا ہے اونہون نے کہا مجہہ خبر لگی ہے کہ اوسنے کوئی نیا کام دین مین نکالا ہے سو اگر اوسنے نیا کام نکالا ہو تو میرا سلام اوس سے ہرگز نکہنا اور روایت ہے کی ابراہیم سے کہ وہ کہتے تہے بدعتی کی غیبت غیبت نہین اور روایت ہے شعبی سے کہ اونہون نے کہا ہوا کو ہوا اسلئے کہتے ہین کہ وہ آدمی کو اوڑا لیجاتی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ وہ آدمی کو دوزخ مین اوڑا لیجاتی ہے اور روایت ہے کی ابی جعفر محمد ابن علی سے کہ اونہون نے کہا جہگڑنے والون پاس نہ بیٹہا کرو اسلئے کہ وہ بنا ئین اللہ کی

اتیون مین کہتی ہین اور روایت کی حسن اور ابن سیرین سی کہ ان دونو نے کہا بدعتیون کی ساتھ مت بیٹھو اور نہ اونسی تقریر کرو اور نہ اونکی بات سنو اور روایت کی سعید بن جبیر سے کہ اونہون نے ایکدن ایک حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی تو ایک شخص نی کہا اللہ کی کتاب مین اسکے خلاف ہی تو اونہون نی فرمایا کہ مین تجہہ سی کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اور تو کتاب اللہ کو سنو مگر اوسکو خلاف ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ کو تجہہ سی زیادہ جانتی تہے اور روایت ہی کہ اونہون نی کہا سعید بن مسیب نے ایک شخص کو دیکہا کہ بعد عصر کے دو رکعت اکثر پڑہتا ہے اور وہ سعید سی کہنی لگا کہ کیا اللہ تعالی مجہکو نماز پر عذاب کریگا تو اونہون نی فرمایا کہ نماز پر نہین تجہی خلاف سنت عمل پہ عذاب کریگا اور روایت کی بخاری نی انس بن مالک سی کہ اونہون نی حضرت عمر سی سنا جب مسلمانون نے ابوبکر سی بیعت کی تہی اوسکی دوسری دن کہ حضرت عمر منبر پر چڑہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تشہد پڑہا ابوبکر سی پہلی اور کہا بعد حمد ونعت کی سنو کہ اللہ تعالی نی پسند کیا اوس چیز کو جو اوسکی پاس تہی اور نہ پسند کیا اوس چیز کو جو تمہاری پاس تہی اپنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لیئ اور وہی کتاب ہے اللہ کی جس سی اوسنے اپنی رسول کو راہ بتائی سو اوسی پر چلو کہ تم راہ پا جاوگے اوس چیز کی جسکی راہ بتائی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہ کی حکم سے اور روایت کی بخاری نی ابن عون سی کہ اونہون نی کہا تین چیزون کو مین

اپنی واسطے دوست رکہتا ہون اور اپنی بہائیون کی واسطے بہی ایک تیسری سنت
کہ اوسکو سیکہین اور اوسکو پوچہا کرین دوسری قرآن کہ اوسکو سمجہین اور اوسکو
پوچہا کرین اور تیسری یہ کہ لوگونکا ذکر نہ سنو مگر بہتر کی ساتہہ اور روایت کی
رزین نی ابن عباس سی کہ اونہون نی فرمایا جسنی اللہ کی کتاب سیکہی اور پہر اوسپر
چلا اللہ اوسکو ہدایت کریگا اور گمراہی سی بچالیگا دنیا مین اور قیامت کی دن
بچا دیگا سخت حساب سی اور ایک روایت مین ہی کہ اونہون نی فرمایا جسنی
پیروی کی اللہ کی کتاب کی وہ نہ دنیا مین گمراہ ہوگا نہ آخرت مین بدبخت
ہوگا پہر یہہ آیت پڑہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو کوئی میری ہدایت پر چلا نہ گمراہ ہوگا نہ
بدبخت ہوگا اور روایت کی امام ابو القاسم نی کتاب الحجۃ فی بیان المحجہ مین سعید
بن مسیب سی کہ اونہون نی فرمایا عمر بن خطاب نی لوگون مین کہڑی ہوئی اور فرمایا
کہ ای لوگون آگاہ ہو کہ رای چلنے والی لوگ سنت کی دشمن ہین احادیث کی
یاد کرنی سی عاجز ہین اور اوسکی حفاظت مین تہکاتی ہین اور شرماتے ہین اس سی
کہ کہین ہم نہین جانتی جب اونسی کوئی چیز پوچہی جاتی ہین پہر سنت کی مخالفت
کرتی ہین اپنی رایون سی اور آپ بہی گمراہ ہوتے ہین اور لوگون کو بہی
گمراہ کرتی ہین اور قسم اوسکی ہی جسکے ہاتہہ مین عمر کی جان ہی
کہ اللہ تعالی نے اپنی نبی کو دنیا سے نہین اوٹہایا اور وحی کو موقوف
نہین کیا جب تک کہ خلق کو رای سی بے پرواہ نہ کردیا اور اگر دین
رای سی نکالا جاتا تو موزہ کا تلوا مسح کی لئے اوسکی پیٹہہ سی اولی ہوتا

سوجھ تو راہ پاؤ گے اون سے اور دور رکھو انکو اپنے سے اور روایت کی دارقطنی نے کہ عمر بن خطاب نے ابو موسی کو لکھا کہ بعد حمد و صلوۃ کے جان لو کہ قضا وہ ہی جو منسوخ نہوا ہو اور وہ سنت ہی جو جاری ہو آگے روایت طویل ہی اور روایت کی صاحب صواعق نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اونہون نے فرمایا بہتر سب لوگون کا وہ ہے جو بچا ہو یعنی فتنہ سے اور نگہبان کیا ہو اوسنے اپنا کتاب اللہ کو اور روایت کی رزین نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اونہون نے فرمایا تم چہوڑ دیے گئے ہو ایک راہ پر چلو جو نکالی گئی ہی ام الکتاب سے اور اوسی مین سے ہی جو روایت کی ابن ماجہ اور دارمی نے عون بن عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے فرمایا جب مین تم سے حدیث بیان کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو تم گمان کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی چیز جو نہایت درجہ کی خوشگوار ہو اور بڑی ہدایت کی ہو اور نہایت تقوی کی یعنی یہ تینون امور حضرت ہی کی سنت مین منحصر سمجہو اور روایت کی ترمذی نے اپنی جامع مین مجاہد سے کہ اونہون نے فرمایا کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ایک مسجد مین گیا کہ اوسمین اذان ہو چکی تہی اور موذن نے تثویب کی یعنی دوبارہ بعد اذان کے لوگون کو پکارا تو عبد اللہ بن عمر نکلے اوس مین سے اور فرمایا مجہہ سے کہ نکل تو میرے ساتھ اس مبتدعی کے پاس سے عبد اللہ بن عمر اور بعض سلف کا یہی مذہب تہا کہ یہ لیٹنا بعد سنت فجر کے بدعت ہی اور تفصیل اس مسئلہ کی زاد المعاد مین خوب مذکور ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین ابی الصدیق ناجی سے کہ ابن عمر نے کچھ

لوگون کو دیکھا کہ وہ لیٹے فجر کی سنتون کی بعد سو اونکی طرف ایک آدمی بہیجا اور اونکو
اوس سی منع کیا اوہنون نی کہا ہم بہ ارادہ سنت لیٹے ہین ابن عمر نے اونہی کہلا
بہیجا کہ یہ بدعت ہے اور روایت کی ترمذی نی اپنی جامع مین نافع سی کہ ایک شخص
چہینکا ابن عمر کی بازو مین اور اوسنے کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ تو ابن
عمر نے کہا مین بہی کہتا ہون الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ مگر چہینکنے کی وقت
مین ایسا مسنون نہین بلکہ سکہایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم ہر حال مین
الحمد للہ کہا کرین اور روایت کی احمد نے اپنی مسند مین ابن عمر سے کہ وہ کہتے
تہے کہ تمہارا دعا مین بہت ہاتہہ اونچا اوٹہانا بدعت ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے سینہ سی زیادہ نہین اوٹہایا یعنی اتنے سے زیادہ تی بہی صحابہ روا
نہ رکہتے تہے اور روایت کی بخاری نی اپنی صحیح مین عکرمہ سے کہ اوہنون نے
کہا ابن عباس نی کہا کہ نظر کر دعا مین سجع کرنیسے اور بچ تو اوس سی کہ مین نے
اور اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اقرار کیا کہ ایسا نکرین گی اور روایت
کی طبرانی نی اپنی مسند سی قیس بن حازم سی کہ اوہنون نی کہا ابن مسعود سی ایک
واعظ کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات کو بیٹہتا ہی اور لوگون سی کہتا ہی ایسا کہو ایسا کہو یعنی
کچہہ پڑہوتا ہی جو مسنون نہین تو ابن مسعود نی کہا جب تم اوسکو دیکہو تو مجہے
خبر کرو پہر لوگون نی اونکو خبر دی اور عبد اللہ آئی اپنے مونہہ پر کپڑا اڈالے
ہوی یعنی جیسے کوئی دہوپ مین نکلتا ہی اور کہا جسنے مجہے پہچانا پہچانا
اور جسنی نہ پہچانا ہو تو مین عبد اللہ بیٹا مسعود کا ہون لوگ جانتی ہین کہ ہم رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اونکے اصحاب سے زیادہ ہدایت پائی ہوئی ہین یعنی تم جو
بدعت کی ضلالت مین لپٹی ہوئی ہو تو حضرت اور حضرت کے اصحاب سے زیادہ
اپنی کو ہدایت والا جانتے ہو اور ایک روایت مین ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ تم عجب بات
کرنے لگے ظلم کی راہ سے اور کیا تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے علم مین زیادہ ہو گئے ہو اور روایت کی ابو عبد الرحمن سلمی نے اپنی کتاب
مین کہ عمرو بن عتبہ بن فرقد سلمی اور معضد اپنے چند یارون کے ساتھہ ایک مسجد
مقرر کی تھی کہ اوسمین عشا اور مغرب کے درمیان سبحان اللہ پڑھا کرتے اور
لا الہ الا اللہ پڑھا کرتے اور الحمد للہ سو اسکی خبر لگی عبد اللہ بن مسعود کو سو جنہے
خبر دی تھی اوس سے عبد اللہ نے کہا کہ جب وہ لوگ بیٹھے ہون تو مجھکو آگاہ کرنا
پھر اونکو آگاہ کیا سو عبد اللہ اپنا باران کوٹ اوڑھے ہوئے آئے اور اون مین
داخل ہوئے اور باران کوٹ سے سر نکالا پھر کہا کہ مین ام عبد اللہ کا بیٹا ہون
اور تم لوگ ظلم کی راہ سے ایک بدعت لائے ہو سو کیا تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے علم مین زیادہ ہو گئے ہو سو معضد نے کہا اور وہ بڑا یا تونی تھا کہ قسم ہے
اللہ کی ہم کوئی بدعت نہین لائے ظلم کی راہ سے اور نہ اصحاب محمد سے زیادہ
علم رکھتے ہین تب عبد اللہ نے فرمایا کہ اگر تم اونکے پیچھے چلو تو وہ تم سے آگے
بڑھ چکے ہین بخوبی اور اگر تم داہنے بائین جھکے تو بیشک تم گمراہ ہوئے اللہ دور
پڑے اور روایت کی ابن نجیم مصری نے بحر مین جو اونکی کتاب ہے ابن مسعود سے
کہ اونہون نے ایک قوم کو سنا کہ وہ مسجد مین جمع ہوئے اور لا الہ الا اللہ

پڑھنے لگی اور درود بہیجنے لگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پکار پکار کر سو عبد اللہ اونکی
طرف گئے اور اونسے کہا کہ یہ رسم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
نہین دیکہی اور مین تمہین بدعتی سمجہتا ہون غرض عبد اللہ اونکو یہی کہتے رہے یہانتک
کہ اون کو مسجد سے نکالدیا اور روایت کی بخاری نے اپنی جامع صحیح
مین ابی بکر صدیق سے جمع مصحف کے بیان مین کہ اونہون نے کہا مین نے
عمر سے کہا کیونکر تم وہ کام کروگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا
مگر عمر نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ بہتر ہے پہر عمر مجہہ سے بار بار یہی کہتے رہے یہانتک
کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ کہول لیا اس بات کے لئے اور مجہے بہی یہی
مناسب معلوم ہوا جو عمر کو مناسب معلوم ہوا تہا اور روایت کی بخاری نے
جمع مصحف کے بارہ مین کہ زید بن ثابت نے کہا مین نے ابو بکر سے کہا تم کیونکر
وہ کام کروگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا اونہون نے کہا یہ
کام اللہ کی قسم بہتر ہے غرض ابو بکر مجہہ سے بار بار یہی کہتے رہے یہانتک کہ
اللہ تعالی نے میرا سینہ کہولدیا جیسا ابو بکر کا سینہ کہولدیا تہا مترجم ان روایتون
کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ سب کے سب ایسے کام سے نہایت ڈرتے تہے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہوا تہا اگرچہ وہ سراسر خیر ہو جیسا قرآن کا
جمع کرنا مگر جب سوچ سمجہکر جان گئے تہے کہ اس کام کی ضرورت ہے یا کچہہ دین کے
مصلحت ہے تو اوسکو ضرور کرتے تہے یہان سے بدعت حسنہ
کی حقیقت کو سمجہہ لینا چاہئیے اور روایت کی ابن محمود موصلی نے

اختیار ہین جو اون کی کتاب ہے علی رضی اللہ عنہ سی کہ وہ نکلے عیدگاہ کو
اور چند لوگون کو دیکھا کہ وہ نماز پڑہ رہی ہین تو پوچھا یہ نماز کیسی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ مین نہ تہی اور امام بزار نے اپنی مسند مین کہ ولید بن سریع ...

کہا کہ ہم نکلے ساتھہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب رض کی عید کے دن تو آپکی ساتھہ والون مین سے
کچہ لوگون نے آپ سے پوچھا اور بولی یا امیر المومنین آپ کیا فرماتی ہین عید کے دن نماز پڑہنے مین
نماز سی پہلی اور اوسکی بعد آپنے اونکو کچہ جواب نہ دیا پہر کچہ لوگ آئے پہر اونہون نے پوچھا پہر آپنے
اونکو جواب نہ دیا پہر جب ہم عیدگاہ تک پہونچے آپنے لوگونکو نماز پڑہائی پہر لوگونکو خطبہ سنایا
پہر اوترے پہر سوار ہوے پہر لوگ پہونچے یا امیر المومنین یہ لوگ نماز پڑہ رہے
ہین آپنے فرمایا پہر مین کیا کرون تمنی مجہہ سے سنت کا طریقہ پوچھا تو حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین نماز پڑہے نہ عید کی نماز سے پہلے نہ اوسکی بعد پہر جو شخص
چاہے کرے اور چاہے نکرے کیا تم دیکہتے ہو کہ مین منع کرون
اون لوگون کو جو نماز پڑہتے ہین اور اوس کی طرح ہو جاون جسنے منع کیا
ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑہتا ہی اور اسحاق ابن اسویہ نے علاء بن بدر سے روایت کی
کہا کہ حضرت علی رض عید سے گئے اور روایت کی ترمذی نے اپنے جامع مین
عمارہ بن رویبہ سی اور بشر بن مروان خطبہ پڑہ رہا تہا سو اوسنے خطبہ مین
دعا کی وقت دونو ہاتہہ اوٹہائے سو عمارہ نے کہا اللہ تیری ان ناکار
ہاتہون کا برا کرے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا ہی کہ وہ اس سے

زیادہ کچھہ اور نہ کرتی تھے کہ کلمہ کی اونگلی سی اشارہ کرتے ہون اور شہیم نی
اپنی اونگلی سی اشارہ کیا اور مسلم نی بہی اسی کی مثل روایت کیا ہے
فائدہ دعا کرنیکا یہی طریقہ ہے کہ اونگلی سے اشارہ کرکے دعا کری امام محمد
اپنی موطا مین فرماتے ہین کہ بہلائی ہے دعا مین اشارہ کرنیکا ہمکو خبر دی مالک
نے کہ مجکو خبر دی عبد اللہ بن دینار نے کہا مجکو خبر دی ابن عمر رض دیکھا کہ مین
دعا کر رہا تہا اور اپنے دونو انگلیون سے اشارہ کر رہا تہا ہر ہاتھہ کی
ایک اونگلی سے تو اونہون نے مجکو منع کیا کہا امام محمد نے کہ ہم
ابن عمر رض کے قول کو لیتے ہین چاہیئے کہ ایک
اونگلی سے اشارہ کرے اور یہی قول ہے
ابو حنیفہ کا .... داور روایت کی بخاری اور مسلم
اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتابون مین حفص بن عاصم
سے کہ انہون نی کہا مین ابن عمر کے ساتھہ تہا سفر مین سو انہون نے ہمکو دو رکعتین ظہر کی
یعنی فرض کی پڑہائین اور اپنی کجاوہ کی لکڑی پر تکیہ لگا لیا اور کچھہ لوگون کو نماز مین کہڑے
دیکھا سو انہون نی مجھہ سے کہا کہ یہ لوگ کیا کرتے ہین مین نی کہا سنتین پڑہتے
ہین تو اونہون نی فرمایا اگر مجھے سنتین پڑہنا ہوتین تو اپنا فرض ہی نہ پورا
کرتا ای میری بہتیجے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہا یہانتک
کہ اونہون نی انتقال فرمایا اور انہون نے سفر مین دو رکعت فرض سے
زیادہ نہ پڑہی پہر یہ آیتہ پڑہی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

یعنے تم کو رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اور روایت کی بخاری نے ابن مسعود سے کہ
اونہون نے کہا علم کو سیکھو اون لوگون کے آنے سے پہلے جو خیال کرینگے دین مین گمان
اور رائے سے باتین کرینگے اور روایت کی امام شعرانی نے میزان مین کہ عبد اللہ
بن عباس اور مجاہد اور عطا وغیرہم اپنی باتون مین رائے کہنے سے بہت
ڈرتے تہے یہانتک کہ عبد اللہ بن عباس اور محمد بن سیرین سے جب کوئی رائے
کرنے لگتا اور کہتا اونسے کہ کوئی مسئلہ ہمکو لکہوا دو تو اوس سے کہتے کہ اللہ تعالی نے
مومنون کی عزت ریزی حرام کی ہے سو ہم اوسکو حلال نہین کرسکتے ولیکن
اللہ تعالی تجہکو بخشے یعنی تو جو ہماری برائی کرتا ہے اللہ تعالی معاف کرے
اور روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ وہ کہا کرتے تہے کہ کوئی شخص دین
مین کسی کی تقلید نہ کرے اسلئے کہ اگر وہ مومن تہا یہ مومن ہوا اور اگر کافر تہا
یہ کافر ہوا یعنی حقیقت مین اور نفس الامر مین معلوم نہین کہ کیا ہے پہر ایسے
شک مین کیون پڑنا اور فکر کرو تم خود اپنے دین مین اور روایت کی بیہقی نے
مجاہد اور عطا سے کہ اون دونو نے کہا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکا بعض
کلام لیا گیا اور بعض پہینکدیا گیا نہو سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے
اونکا سب کلام مقبول ہے اور روایت کی شعرانی نے میزان مین مالک بن انس سے
کہ اونہون نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکا بعض کلام لیا گیا اور بعض پہیر دیا
گیا نہو مگر صاحب اس روضہ مطہر کا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت
کی امام جعفر صادق سے کہ وہ فرماتے تہے کہ سب سے بڑا فتنہ امت پر یہ ہوگا

که ایک گروہ امور شرعیہ مین اپنی رای سے قیاس کرنے لگینگے اور حرام کرینگے
جسکو اللہ نے حلال کیا ہے اور حلال کرینگے جسکو اللہ نے حرام کیا ہے اور
روایت کی حضرت عمر سے کہ وہ فرماتے تھے اوس پروردگار کی قسم ہے جسکے
ہاتھ مین میری جان ہے کہ اللہ نے کسی نبی کی روح قبض نہین کی اور نہ وحی کو موقوف
کیا جب تک اوس کی امت کو رای سے بے پرواہ نہ کردیا اور روایت
کی شعبی سے کہ وہ کہتے تھے اب ایسے لوگ آوینگے کہ امور شرعیہ مین اپنی رای سے
قیاس کرینگے سو اسلام اس سے گر جاویگا اور اوسمین رخنہ پڑ جاویگا اور وکیع کہتے تھے
لازم پکڑو تم اتباع ائمہ مجتہدین کا اور محدثین کا اسلئے کہ وہ لکھتے ہین جو اونکے
حجت ہوتی ہے دوسرے پر اور جو دوسرے کی حجت ہوتی ہے اونپر بخلاف اہل
الرای کہ وہ کبھی نہین لکھتے جو اونپر حجت ہے اور شعبی اور عبدالرحمن
دونو جھڑکتے تھے اور خفا ہوتے تھے جسکو دیکھتے تھے کہ وہ رای کو دین ٹھہراتا ہے
اور اکثر یہ دو شعر عربی پڑھا کرتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے ابیات دین احمد
مصطفیٰ ای دوستو + خوب ہے دل سے اسے تم چلو + رہروان دین کا ای
دل ہا کیا راکب ہے یہ آثار پیغمبر سے تو تو ہو بیزار رای سے تاکہ کبھی + از احادیث نبی
ای متقی + رای تیری اک شب تاریک ہے - اور حدیث اک آفتاب ای
نیک پے + اور روایت کی احمد بن سریج سے کہ وہ کہتے تھے اہل حدیث کا مرتبہ فقہا
سے بہت بڑا ہے اسلئے کہ اہل حدیث اصول کو جمع کرتے ہین اور اونکی رعایت کرتے ہین
عامر بن شعبی کہا کرتے تھے کہ دنیا تمام ہوگی جب تک علم جہل ہو جاویگا

اور جہل علم نہو جائیگا اور اعمش کہتے تہے تم ملازمت سنت اختیار کرو اور دینی
لڑکونکو سکہاؤ اسلئے کہ وہ لوگون کا دین بنائینگے جب اونکا وقت آویگا اور
روایت ہی ابی سلیمان خطابی سی کہ وہ کہتے تہے تم حدیث مین اور اقوال
ایمہ مین جہگڑنا چہوڑ دو اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ نہین جہگڑتے اللہ کے
آیتون مین مگر وہی لوگ جو کافر ہین اور کبہی زندقہ یا بدعت یا کفر یا دلگیری
اللہ کی باتون مین نہین ہوئی مگر جہگڑنے اور علم کلام کے سبب سے اور روایت
کی ہے عمر بن عبد العزیز سے کہ وہ کہتے تہے کہ جب دیکہو تم ایک جماعت
کو کہ وہ کانون مین باتین کرتے ہین اپنے دین کی مقدمون مین تو گواہی دو
کہ وہ گمراہی اور بدعت ہی اور وہ کہا کرتے کہ سب لوگون مین بزرگ
اہل سنت ہین اور سب مین ذلیل اہل بدعت ہین اور بعض لوگون نے
ابن مسعود سی نقل کیا ہی کہ اونہون نے کہا بچو تم اون چیزون سی جو نئی نکالی گئی
ہین بدعات سے اسلئے کہ دین دلون سی ایکبارگی نہین نکل جاتا ولیکن شیطان
تمہاری لئے بدعات نکالتا رہتا ہے یہانتک کہ ایمان تمہاری دلون سے
نکل جاتا ہی اور اقوال مجتہدان کے در تبعیت غیرہم سو روایت کی شیخ محی الدین نے
مکیہ مین اپنی سند سی جو امام اعظم تک پہونچتی ہی کہ اونہون نے فرمایا بچو تم اللہ کے
دین مین اپنی رای سی بات کرنیکو اور لازم پکڑو تم فرمانبرداری سنت کے
اسلئے کہ جو سنت سے نکلا گمراہ ہوا اور امام شعرانی نے امام اعظم سی نقل
کیا ہی کہ اونہون نے فرمایا قدریہ اس امت کے مجوس ہین اور [illegible]

دجال کا اور فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیل نجانتا ہو اوسکو میری قول پر فتوی دینا
حرام ہی اور حضرت امام جب فتوی دیتے تھے فرماتے تھے کہ یہ ابو حنیفہ کی رای ہے
اور وہ بہتر ہے اون سب باتوںمین جو ہم سے ہوسکی ہین سو جو اوس سی اچھی بات
لاوے وہ صواب مین اوس سی زیادہ ہی اور فرماتے تھے کہ بچو تم لوگون کی
رای سی اور ایکبار اونکی محفل مین ایک شخص کوفہ کا آیا اور حضرت امام کے
محفل مین حدیثین پڑہین جاتی تھین تو اوسنے کہا کہ ان حدیثون کو چھوڑو
اور امام نے اوسکو پھر نہایت جھڑکا اور فرمایا کہ اگر سنت نہوتی تو ہم مین سے
کوئی قرآن کو ہرگز نہ سمجھتا پھر اوس سی کہا کہ تو بندر کی گوشت کو کیا کہتا ہے
اور اوسکی دلیل قرآن مین کہا ہے سو وہ شخص چپکا ہوگیا اور اوسنے امام
سے کہا کہ آپ اوسمین کیا فرماتے ہین کہا وہ بہیمۃ الانعام سے نہین ہے
یعنی اسوجہ سے حرام ہی اور ہمیشہ فرماتے تھے کہ آثار سلف کی لازم پکڑو
اور لوگون کی رایون سے بچتے رہو اگرچہ وہ اپنی باتون کو بہت زینت دین
اسلیے کہ جب حق و باطل کہلیگا جب ہی کہلیگا اور تم اوسوقت سیدہی
پر ہوگے اور فرماتے تھے کہ بچو تم نئی بات سی اور بے فائدہ غور کرنیسے
اور لازم پکڑو پرانی اگلی بات فائدہ اسلئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اول اول توراۃ وغیرہ انبیاؤنکی دیکہنے سی منع فرمایا تہا کیونکہ یہود اور نصارا اوسکو
بدل دیتے ہین اور بعضی جگہہ لفظین بدل دیتے ہین پھر اخیر مین حضرت نے اجازت دی اور ایکبار اون سے
کہا گیا کہ اس علم مین آپ کیا کہتے ہین جو لوگ جوہر اور عرض

اور جسم مین گفتگو کرتے ہین سو آپنے فرمایا کہ یہ فلسفہ والون کی باتین ہین سو تم
لازم پکڑو آثار اور طریقہ سلف کو اور بچو ہر نئی بات سی کہ وہ بدعت ہے
ایکبار اونسی کہا گیا کہ لوگون نی حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور سماع حدیث مین
مشغول ہین تو آپنے فرمایا حدیث کا سننا بھی ایک عمل ما بحدیث ہے
اور فرماتے تھے کہ لوگ ہمیشہ خیر و خوبی سے رہینگے جب تک اونمین
طالبان حدیث باقی رہینگے پھر جب حدیث کی سوا اور علمو نسے علم طلب
کرینگے بگر جاوینگے اور ہمیشہ کہتے تھے کہ اللہ تعالی عمرو بن عبید کو
ہلاک کرے کہ اوسنے دروازہ لایعنی علم کلام کا لوگون پر کہولدیا اور فرماتے
تھے کہ کسی کو لائق نہین کہ کوئی بات زبان سے نکالے جب تک معلوم
کہ شریعت محمدیہ اوسکو قبول کرتے ہین اور ہمیشہ علما کو جمع کیا کرتے تھے
اپنے مسلون کی لئی جسمین کتاب و سنت کی صراحتہً نپاتے تھے اور
جسپر علما متفق ہوتے تھے اوسپر عمل کرتے تھے اور ہمیشہ جب حکم کتاب و سنت کے
اشارون سے نکالتے تھے اوسکو لکھتے نہ تھے جب تک علمای
زمانہ اوسپر متفق نہو جاوین پھر اگر سب اسکو پسند کر لیتے تھے تو ابو یوسف سے
کہتے کہ اوسکو لکھ لو اللہ اونسی اور اونکی سچی تابعون سی راضی ہو تمام
ہوا مضمون شعرانی مترجم سچے تابع اونکے وہی ہین جو طالب عامل حدیث
نبوی ہین اور باقی متعصبان حنفی جھوٹے مدعی ہین انتہی اور زاہد سے
اور قاری نی کہا ہے کہ ابو حنیفہ سچی بات مین جھگڑنے کو برا جانتے

تھے یہانتک کہ ابو یوسف سے مروی ہے کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ اونکے پاس کچھ لوگ آئے اور دو آدمیون کو اپنے ساتھ پکڑے ہوے لائے اور کہا کہ ایک تو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے اور دوسرا اوس سے جھگڑتا ہے اور غیر مخلوق کہتا ہے آپنے فرمایا کہ ان دونو کے پیچھے نماز نہ پڑھو سو مین نے عرض کی کہ پہلا اول شخص تو برا ہے کہ قرآن کے قدیم ہونے کا قائل نہین ہے مگر دوسرے کا کیا قصور ہے جو اوسکے پیچھے نماز نہ پڑھین انہون نے فرمایا کہ یہ دونون جھگڑتے ہین اور دین مین جھگڑنا بدعت ہے مین کہتا ہون کہ مراد امام کی اس مقام مین وہ جھگڑنا ہے جو کتاب و سنت کی دلیلون سے نہو جیسے پچھلے لوگون نے اپنی عقلون کے ساتھ جھگڑنا اختیار کیا ہے متکلمین مین سے اور اونکی کتابین اون خرافات سے بھری ہین اور جو جھگڑنا کتاب سنت کی دلیلون سے ہو اور اوس سے اظہار حق مقصود ہو وہ سلف سے ثابت ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اہل کتاب سے جھگڑو بہ احسن وجوہ سو اوسمین غور کرلو اور روایت کی بیہقی نے مدخل مین باسناد صحیح ابن مبارک سے کہ اونہون نے کہا سنا مین نے ابو حنیفہ سے کہ وہ فرماتے تھے جب کوئی بات آجاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ ہماری سر آنکھون پر ہے یعنی ماننا ضرور ہے اور جب آوے اصحاب سے تو اونکے قولون مین سے ہم عمدہ قول چھانٹ لینگے اور جب آویگی تابعین سے تو اونکے ہم برابر کرینگے اور روایت کی امام ابو جعفر الشیز باری نے اپنی سند متصل سے

جو امام ابو حنیفہ تک پہونچتی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم ہم پر جھوٹ باندھا
اور بہتان کیا جسنے یہ کہا کہ ہم قیاس کو مقدم رکھتے ہین نص پر اور خوب جان لو
کہ نص کے بعد پھر قیاس کی حاجت کب ہوتی ہے اور امام صاحب ہمیشہ فرماتے
تھے کہ ہم نہین قیاس کرتے ہین مگر انتہا کی ضرورت کے وقت اور یہ یون ہوتا ہے
کہ اول ہم دلیل اوس مسئلہ کی کتاب و سنت مین دیکھتے ہین یا قضایای صحابہ
مین پھر اگر کوئی دلیل نہین پاتے تو اوس وقت بہ مجبوری قیاس کرتے ہین ایک
امر مسکوت عنہ کو منطوق پر جب دونون مین ایک علت ایسی پاتے ہین
جو جمع کر دے اون دونو کو ایک حکم مین اور ایک روایت مین امام سے مروی ہے
کہ ہم پہلے کتاب کو لیتے ہین پھر سنت کو پھر صحابہ کے فتوون کو اور عمل کرتے ہین
اوسپر جسپر لوگ متفق ہوتے ہین پھر اگر لوگ مختلف ہوتے ہین تو ہم قیاس کرتے ہین
ایک حکم کو دوسرے پر جسمین ایک علت جامعہ دو مسئلون مین پائی جاتی ہو
یہانتک کہ معنی اوسکے واضح ہو جائین اور ایک روایت مین ہے کہ اونہون
نے کہا ہم عمل کرتے ہین پہلے کتاب اللہ پر پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پھر ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی روایتون پر اور ایک روایت مین ہے
کہ وہ کہتے تھے جو روایت آجاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وہ سر آنکھون پر ہے میرے باپ مان آپ پر قربان ہین اور ہمکو کسی طرح اوسکی
مخالفت کی گنجایش نہین اور جو اونکے اصحاب سے آوے اوسمین ہم چن
لیتے ہین اور جو اونکے سوا اورون سے آوے تو وہ بھی آدمی ہین اور

ہم بہی آدمی اور ابو المطیع بلخی کہتے تہے کہ مین نی امام ابو حنیفہ سی کہا کہ خبر دیجیے مجہے اس سی کہ آپنے ایک رای سی بات کہی اور ابو بکر نے بہی کیا تم اپنی رائے اونکی رای کے آگے چہوڑ دوگی اونہون نی کہا کہ ہان پہر مین نی کہا کہ بہلا آپنے ایک رای سی بات کہی اور حضرت عمر نے ایک بات کیا آپ اپنی رای اونکی رای کی آگے چہوڑ دینگے اونہون نی کہا کہ ہان اور پہر کہا کہ مین اسی طرح اپنی رای چہوڑ دونگا عثمان و علی اور تمام صحابہ کی رای کے آگے سوا ابوہریرہ اور انس بن مالک اور سمرہ بن جندب کے تمام ہوا قول اونکا امام شعرانی نے کہا اور شاید یہ بات اسلئے ہو کہ معرفت ان اصحاب کے مراتب اجتہاد مین کم ہے مگر اس امر سی اونکی عدالت مین کوئی نقصان نہین آتا اور ابو مطیع نے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ کی پاس تہا جامع کوفہ مین سو اونکی پاس سفیان ثوری اور مقاتل بن حیان اور حماد بن مسلمہ اور امام جعفر صادق آئے اور اور فقہا بہی اور اون سب نے امام صاحب سے کہا کہ ہم کو خبر لگی ہی کہ تم دین مین قیاس بہت کرتے ہو اور ہمکو بہت خوف ہی اوسکا کہ تجہے اس سے ضرر نہ پہونچے اسلئے کہ اول جسنے قیاس کیا تہا وہ ابلیس تہا غرض اونسے تقریر کی امام نے جمعہ کی صبح سے زوال تک اور اپنا مذہب اونکی آگے بیان کیا اور کہا کہ مین کتاب اللہ پر پہلے تو عمل کرتا ہون پہر سنت پر پہر اقضیہ صحابہ پر اور ان مین سی جو امر اون کی نزدیک متفق ہوتا ہے اوسکو مقدم کرتا ہون اوسکے بعد وہ لیتا ہون جسمین وہ مختلف ہون پہر اوسوقت قیاس کرتا ہون تو سب نے

کہا کہ آپ سب علما کے سردار ہین اور اونکے ہاتھہ اور گھٹنے چومے اور کہا کہ ہمارا
کہا سنا معاف کیجے جو ہم نے تمہاری نسبت کہا ہو سو امام نے کہا اللہ تعالے ہم کو
تمکو سب کو معاف کرے اور خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہ کے پاس
کہلا بھیجا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ آپ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہین تو انہون
نے جواب دیا کہ نہین ہرگز ویسی بات نہین ہے جیسی آپکو پہنچی ہے اے امیر المومنین
ہم پہلے تو کتاب اللہ پر عمل کرتے ہین پھر سنت رسول اللہ پر پھر صحابہ کے
فیصلون پر جیسے ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہین پھر باقی اصحاب کے
فیصلون پر پھر جب ان مین پتا نہین نکلتا اوس مسئلہ کا تو ہم قیاس
کرتے ہین جب لوگ اوسمین مختلف ہون اور اللہ اور خلق مین کچھہ قرابت
نہین تمام ہوا مضمون روایت کا امام شعرانی نے کہا شاید اس سے مراد یہہ ہے
کہ اللہ کو دین مین کسی کی مروت اور رعایت نہین ہے بلکہ جو بات حق ہووے
اوسکو بجا لانا ضرور ہے ساری خلق کو اور اللہ اپنے بندون کی بات خوب جانتا ہے
اور امام ابو محمد بن حزم نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کے تمام یارون نے اتفاق
کیا ہے کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہی ہو جب بھی قیاس اور اجتہاد پر مقدم ہے اور
امام ابو جعفر شیزبانی نے بہت کلام طویل کیا ہے امام کے اس امر سے بری
کرنیکو کہ وہ بغیر ضرورت کے قیاس کرین اور رد کیا ہے اونپر بخوبی اس
امر کو کہ وہ مقدم کرتے تھے قیاس کو نص پر اور کہا ہے کہ روایت
صحیح بھی ہے امام صاحب سے کہ حدیث سب پر مقدم ہے اوسکے بعد

آثار صحابہ اوسکے بعد اگر ضرورت ہو تو قیاس کرین غرض قیاس کیا جائیگا
مگر جبکہ کسی امر کا حکم کتاب و سنت اور صحابہ کے فتووں میں نہ ملے غرض یہی امر مقبول
اور صحیح ہوا ہی امام ہی اور ایسے ہی اعتماد کرا ہو کسی بات پر کان آور آنکہہ نہ لگا اور
کہا ہی کہ قیاس کی خصوصیت کچہہ امام کیساتہہ نہین ہی بلکہ جمیع علماء جب لاچار
ہو جاتی ہین قیاس کرتی ہین جب اونکو کسی مسئلہ مین کتاب و سنت اور اجماع اور
اقضیہ صحابہ کا کوئی نص نہین ملتا اور تصریح نہین ہاتہہ آتی آخر تک اونکے
قول کی اور روضۃ العلما مین نقل کیا ہی کہ امام ابوحنیفہ سے پوچہا کہ جب آپ
ایک بات کہین اور کتاب اللہ کے خلاف ہو تو آپنے فرمایا کہ میرا قول چہوڑدو
کتاب اللہ کی آگے پہر لوگون نے کہا اگر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خلاف ہو تو آپنے کہا میرا قول چہوڑدو حدیث کی آگے پہر کہا اگر قول صحابہ
کے خلاف ہو تو آپنے کہا میرا قول چہوڑدو صحابہ کی قول کی آگے مترجم
کہتا ہے کہ حضرت امام کا تو یہ ارشاد ہی کہ صحابہ کی آگے بہی میرا قول چہوڑدو
مگر اسوقت کے برادران احناف رسول اللہ کی حدیث بہی اونکے قول کے
آگے نہین مانتی اور اونکا قول چہوڑ نیکا تو کیا ذکر ہے بلکہ اونکی آگے رسول
مختار کے قول کو رد کرتی ہین مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
انتہی اور امام ابو یوسف نے جب بشر مریسی سے مناظرہ کیا کہا کہ علم کلام
سراسر جہل ہی اور کلام کو نجاننا سراپا علم ہی اور یہ بہی کہا کہ جس نے علم کو کلام
سے حاصل کرنا چاہا وہ زندیق ہو گیا اور جسنے کیمیا سے مال طلب کیا وہ مفلس

ہو گیا اور جسنے غریب حدیثون کی طلب کی وہ جہوٹ مین پڑ گیا اور یہہ بہی

کہا کہ نماز جائز نہین متکلم کی پیچہے اگرچہ وہ سچی بات بہی کہے اسلیے کہ وہ بدعتی

ہے اور نماز بدعتی کی پیچہے روا نہین ملا علی قاری نے کہا مین فی اس روایت

کو اپنی اوستاد کی آگی پیش کیا تو اونسے کہا تاویل اسکی یہہ ہے کہ غرض اوس متکلم

کی اظہار حق نہو روایت کی یہہ ذہبی نے کتاب العرش مین اور نسبت کی اس

روایت کی عبد اللہ بن ابی حنیفہ وہوسی کی طرف اور کتاب السنہ مین امام شافعی

سے مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا جسنے اس علم کلام مین یا اور ہوا کی امور مین

کلام کیا اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاکر اصحاب تک کوئی پیشوا نہین

اسلیے کہ اوسنے اسلام مین ایک نئی بات نکالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے فرمایا ہے کہ جسنے ہماری دین مین نئی بات نکالی یا کسی نئی بات کو جگہہ

دی اسلام مین اوسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور سب آدمیون کی

اوسکا فرض اور نفل کچہہ قبول نہین اور بیہقی نے اپنی سند سے امام شافعی

سے روایت کی کہ اونہون نے فرمایا کہ جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی صحیح ہو جاتی پہر اوسکو کسی کی حاجت نہین یعنی قابل قبول اور اتباع

ہے اور پہر اوسکو کسی مددگار کی ضرورت نہین اسلیے کہ سنت قران پر حاکم

ہے اور قران سنت پر اور سنت قران کی مجمل کو بیان فرماتے ہین اور روایت

کی شعرانی نے میزان مین کہ امام شافعی سے ایکبار سوال کیا کہ محرم اگر

زنبور کو مارے تو آپنے فرمایا جو تمکو دیا ہے رسول نے سو لیلو اور جس سے

تو یہہ عبادت دیکھنی مین نہین آتی ... بہجۃ الاسرار ... بیٹھین مجالس جو آپ کی وعظ کی کتاب ... اوسکی مین تیسوین مجلس مین ہے کہ آپنے فرمایا تمہاری عبادت زمین مین نہین داخل ہوتی وہ تو آسمان ہی پر چڑھتی ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ... طرف چڑھتی ہین پاک کلمے اور جو کام اچھا وہ اوسکو اوٹھا لیتا ہے

منع کیا ہے اوس سے باز رہو اور امام محمد کوفی نے فرمایا دیکھا مین نے امام شافعی
کو مکہ مین اور فتوی دیتے تھے اور دیکھا مین نے احمد اور اسحق کو کہ وہ بھی حاضر تھے
غرض امام شافعی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ
عقیل نے ہماری کوئی گھر چھوڑا بھی ہے پھر کہا اسحق نے کہ روایت پہونچی
ہے ہمکو حسن اور ابراہیم سے کہ وہ اسبات کو جایز کہتے تھے اور ایسا ہی
عطا اور مجاہد تب امام شافعی نے فرمایا کہ اگر تمہاری جگہہ کوئی اور ہوتا
تو مین اوسکا کان مروڑتا کہ مین تو کہتا ہون فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور تو کہتا ہے کہ عطا اور مجاہد اور حسن نے ایسا کہا اور کسی کی بات
چل سکتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے آگے اور حجت ہو سکتی ہے
میرے باپ مان آپ پر فدا ہوون اور امام احمد نے فرمایا کہ مین نے امام شافعی
سے قیاس کو پوچھا تو اونہون نے فرمایا عند الضرورت جایز ہے اور کہا کرتے
تھے کہ اگر ہوتی لکڑی والی حدیث کی تو بیچ دین منبرون پر خطبے پڑھتے اوسکو
کہا کرتے کہ اصول کا لینا اور اختیار کرنا ذوی العقول کا کام ہے اور لازم ہے
کہ اصول کی کسی بات مین چون و چرا نکرے پھر کسی نے اونسے کہا ایکبار کہ اصول
کیا چیز ہے تو اونہون نے فرمایا کتاب و سنت اور قیاس انہی پر اور وہ
کہتے تھے کہ جب حدیث تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بسند
متصل پہونچ جاوے تو وہی سنت ہے مگر اجماع کا درجہ اوس سے زیادہ ہے
مگر جب حدیث متواتر ہو جاوے اور فرماتے تھے کہ حدیث اپنے ظاہر معنی

محمول ہی مگر جب کئی معنی اوس مین پائی جاتے ہون تو اوسوقت اولی معنے
وہی ہین جو موافق ظاہر کے ہون اور وہ کہتے تہے کہ اہل حدیث ہر
زمانہ مین مانند بارش کی ہی اپنے زمانہ مین (یعنے جیسے بارش سے
بقای عالم ہی ویسے ہی اونسے بقای دین ہے) اور کہتے تہے کہ جب مین کسی
اہل حدیث کو دیکہتا ہون تو گویا صحابی کو دیکہتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور فرماتے تہے کہ بچو تم اوس حدیث کے لینے سے جو اہل اسکے
شہر سے آئی ہی مگر بعد تفتیش کے اور فرماتے تہے کہ جو علم کلام مین گہسا
وہ دریا مین اوترا اوسکی طغیانی کے وقت سو لوگون نے کہا کہ ای ابو عبد اللہ
(یہ کنیت ہے امام شافعی کی) وہ علم توحید مین ہی تو اونہون نے فرمایا کہ
مین نے امام مالک سے پوچہا توحید کو تو اونہون نے فرمایا کہ توحید وہی ہے
جسکے ساتہہ آدمی مسلمان ہو اور اوسنے اپنی جان اور مال جسکی سبب سے
بچایا ہو نمازیون کی ہاتہہ سے اور وہ یہی قول ہی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد
الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونہون نے فرمایا کہ جب تم دیکہو کسی کو
کہ وہ کہتا ہی کہ اسم اور ہی اور مسمی اور ہی یا دونون ایک ہین تو گواہی دو
کہ وہ زندیق ہی اور روایت کی امام غزالی نے پہر ملا علی قاری بہی
نے کہ اونہون نے کہا جب تم سنو کسیکو کہ وہ کہتا ہی کہ اسم اور ہی اور مسمی اور
ہے تو گواہی دو کہ وہ اہل کلام سے ہے اور وہ بے دین ہے اور یہ بہی
اونہون نے فرمایا کہ اگر لوگ جان جاوین کہ علم کلام مین کیا خرابی ہے

فضائی اقتوں کی نوضرور راویں تو بہا گین جیسی شیر غران سی بہاگتی مین اور روایت
کی حاکم نے اور بیہقی نے امام شافعی سے کہ وہ کہتی تہی جب حدیث صحیح
ہوجائی تو وہی میرا مذہب ہے ابن حزم نی کہا کہ مراد اس سی یہ ہی کہ اونکی نزدیک
صحیح ہوجائی یا اور کسی امام حدیث کی نزدیک صحیح ہوجائی اور ایک روایت
یہ ہے کہ اونہون نی فرمایا جب میرا کلام تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد کے بموجب عمل کرو اور میرا کلام دیوار پر مارو اور ایکبار
اونہون نی ربیع سے کہا کہ ای ابو اسحاق تم میری ہر بات مین تقلید نہ کیا
کرو اور خود بہی اپنی لئی غور کیا کرو اسلئے کہ یہ دین ہے اور وہ جب کسی
حدیث مین توقف کیا کرتے تہے تو یون کہتے تہے کہ اگر یہ صحیح ہو جاے
تو ہم قائل ہوجاوینگے (یعنے اسپر عمل کرینگے) اور روایت کی بیہقی نے
امام شافعی سے مستحاضہ کی حدیث کی باب مین کہ وہ خون کا اثر دہو ڈالے
اور نماز پڑہی اور وضو کیا کری ہر نماز کے لئے کہ اونہون نی کہا اگر حدیث ثابت
صحیح ہوجاوی تو ہم اسکے قائل ہوجاوینگے اور ہم کو اس سے بہتر
ہو تا کہ قیاس کرین اور پہر سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
وضو کے باب مین کہ وضو واجب ہی جب کچہہ آگے یا پیچہے سے نکلی
اور فرماتی تہی کہ جب کوئی بات ثابت ہوجای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
تو میری ماں باپ فدا ہون آپ پر پہر اوسکا چہوڑنا ہمکو حلال نہیں
ہے اور براذین کے باب مین (براذین ترکی گہوڑی) حصہ کی غنیمت

کی مال ہی اونہون نی صاف تصریح کی اور کہا کہ اگر ثابت ہوجاوی ہمارے
نزدیک مثل اس حدیث کی تو ہم اوسکا خلاف ہرگز نہ کرین اور ایک روایت
مین ہی کہ اگر ہماری نزدیک اسکی مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہوجاوی تو ہم اوسیکو اختیار کرین اس لئی کہ وہ سب کامونسی ہماری نزدیک
اولی اور بہتر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی سوا کسی کا
قول حجت نہین اگرچہ قایل اوسکی بہت ہون اور نہ کسیکا قیاس حجت ہے
اور نہ اور کوئی چیز مگر اطاعت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب
دلسی مان کر ذکر کی یہ روایت بیہقی نی اپنی سنن مین جس باب مین خاوند
جورو مین سی ایک کے مر جانی کا ذکر ہے جسکا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اوسی
روایت کی ہی باب السہو مین کہ فرماتے تہے اگر یہ حدیث ثابت ہوجاے
تو پہر اسکے آگے کسی کی حجت چل نہین سکتی اور فرماتے تہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آنکہونمین اس سی زیادہ پیاری ہین کہ ہم اونکی حکم
کے سوا اور کچہہ دوست رکہین اور امام شافعی نے باب الصید مین
کہا ہے کہ جو مخالف امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ ساقط الاعتبار ہے
اور حضرت کی حکم کی مقابل نہ کسی کی رای قایم ہوسکتی ہی نہ قیاس اسلئی کہ اللہ تعالے
نے سب عذر کاٹ دئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی آگی سوا ب
اون کی آگے نہ کسیکا امر چلسکتا ہی نہ کسی کی نہی اونکی حکم کی ہوتی
اور سگ معلم کی شکار کے باب مین جو شکار رہین سی کچہہ کہا جاوی اونکو

فوق عبادہ وھو القاھر

یخافون ربہم من فوقہم

نے فرمایا ہے کہ جب ثابت ہوجاوے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو پھر
اوسکا چھوڑنا حلال نہین ہرگز کسی طرح اور اس باب مین اونہون نے فرمایا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے آگے کسیکا قول حجت نہین گرچہ
بہت لوگ ہوون اور روایت کی امام الحرمین نے نہایہ مین کہ اونہون نے
یعنے امام شافعی نے فرمایا کہ جب تمکو خبر صحیح پہونچ جاوے یعنے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور میرا مذہب اوسکے خلاف ہو تو اوسی خبر کی اتباع
کرو اور جان لو کہ وہی میرا مذہب ہے نقل کیا ہے اوسکو شاہ ولی اللہ نے عقد الجید
مین پھر کہا کہ صحیح ہوا ہے بخوبی کہ اونہون نے فرمایا کہ جب میرا مذہب تمکو پہنچے
اور کوئی حدیث تمہارے نزدیک اوسکے خلاف صحیح ہوجاوے تو جان لو کہ میرا مذہب
اوسی حدیث کے موافق ہی جو مضمون حدیث ہے اور ابن الصلاح نے
علوم حدیث مین نقل کیا کہ امام شافعی نے اپنے رسالہ قدیم مین فرمایا
بعد صحابہ کی تعریف کی اور ایسی تعریف صحابہ کی جو اونکی شان کے لایق ہے اور کہا کہ صحابہ
رضی اللہ عنہم ہم سے درجہ مین اوپر ہین ہر علم مین اور اجتہاد مین اور ورع مین اور
عقل مین اور ہر امر مین جسکو علم کے ذریعہ سے آدمی دریافت کرسکتا ہے
اور اونکی رائین ہمارے واسطے بہتر ہے محمود اور اولی ہین ہماری رایون سے اور ایسے
ہی اونکی رائین اولی ہین ہماری رایون سے اور روایت کی ابو عبد اللہ حاکم نے
کہ سنا مین نے اصم سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنا مین نے امام شافعی سے کہ فرماتے
تھے جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کیجاوے اور تم صحیح

دیکھو کہ مین اوسی اختیار نہین کرتا تو گواہی دو کہ میری عقل جاتی رہی اور لسان المحدثین مین ہی کہ امام مالک بن انس یہ بیتین اکثر پڑہا کرتے تہے جنکا مضمون یہ ہی شعر سنتین بہتر ہین سب سے دین مین اور محدث ہین بہت شر الامور اور امام شعرانی نے روایت کی ہی میزان مین کہ وہ کہتی تہی کہ بچو تم لوگون کی رایونسے مگر جسپر اجماع ہوچکا ہو اور پیروی کرو اوسکی جو اوترا تم پر تمہاری پروردگار اور جو مروی ہوا تمہاری نبی سے اور اگر تم اوسکی معنے نہ سمجہو تو اوسی جاننے والونکی سپرد کرو اور جہگڑا مت کرو اسلئے کہ جہگڑا دین مین تقبیہ نفاق ہے اور فرماتی تہی کہ سپرد کرو علم کی باتون کو اماموں کی طرف اور مت جہگڑو اون سی پہر اگر ہم مین یہ بات ہوجائے کہ جب ایک شخص ہماری پاس آدمی اور دوسری سے جدل مین زیادہ ہو کہ ہم اوسکی تابع ہوجاوین تو خوف اوسکا ہی کہ ہم اوسکی تابع ہوجادین کہ تو خوف اسکا کہ ہم اوسکی رد کر جاوین جسکو جبریل امین لائی ہین رب جلیل کے پاس سی اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی عادت تہی کہ جب کوئی حکم نکالتے تہے اپنی لوگون سی فرماتی تہے کہ اسمین خوب فکر کرو اسلئے کہ یہ دین مین ہی اور کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکی بعض بات مردود اور بعض مقبول نہو مگر صاحب اس قبر کا یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابن حزم نے اون سی نقل کی ہی کہ جب اونکی وفات ہوئی تو اونہون نے فرمایا کہ جتنے مسئلہ مین نے اپنی رای سے کہین ہین مین دوست رکہتا ہون کہ ہر ایک کے عوض مین مجہی ایک کوڑا مارا جای اور نہ ملاقات

کرون مین ایسی حال مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ اونکی شریعت مین مین کچھہ پایا ہو یا اونکی ظاہر شرع کا خلاف کیا ہو اور روایت کی غزالی نی پہر ملا علی قاری نی کہ فرمایا امام مالک نے کہ گواہی اہل بدعت اور ہوا کی روا نہین ہی ہوا سے بعض یارون نی اوسکی تاویل کی اور کہا کہ وہون نی اہل ہوا سے اہل کلام کو مراد لیا ہی چاہی وہ کسی مذہب پر ہون اور روایت کی بیہقی نے کہ امام احمد بن حنبل سے جبکوئی مسئلہ پوچھا جاتا وہ فرماتے کہ کوئی رسول اللہ کی آگی کلام کرسکتا ہے اور امام شعرانی نے میزان مین نقل کیا ہی کہ امام احمد نہایت درجہ بیزار ہوتے تھے لوگون کی رایون سی اور فرماتے تھے کہ ہم روا نہین رکھتے کسی کی لئے کہ اکثر رایون کی کتب دیکھا کری مگر کچھہ نہ کچھہ اوسکی دل مین اسی کا اثر ہو جاویگا اور اونکی صاحبزادی عبد اللہ سے منقول ہی کہ اونہون نی کہا مین نے حضرت امام سی پوچھا کہ ایک شخص ایسی بستی مین ہو جہان ایک صاحب حدیث ایسا ہو کہ صحیح و سقیم کو بخوبی نجانتا ہو اور ایک صاحب رای ہو تو مسئلہ کس سے پوچھی اپنے دین کا تو اونہون نے فرمایا کہ اصحاب حدیث سی پوچھی اور صاحب رای سی ہرگز نہ پوچھی اور اکثر یہ فرماتے تھے کہ ضعیف حدیث بہی ہمکو لوگون کی رای سی اچھی معلوم ہوتی ہی اور امام شعرانی سے یواقیت و الجواہر مین نقل کی ہی کہ امام احمد فرماتے تھے کہ اللہ و رسول کی ہوتے ہوی کسیکو کلام کی مجال نہین اور تقلید کر تو میری نہ مالک کی نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی کی اور نہ اونکی سوا کسی اور کی اور لے تو احکام شرع کو جہان سی ان لوگون نے

۹۳

لیا ہی کتاب و سنت سی امام شعرانی نے کہا ہی اوسکی لئی ہی جسکو قوت استنباط احکام
کی ہی کتاب و سنت سے اور نہین تو علما نے بیان کر دیا ہی کہ عامی کو تقلید علما
کی واجب ہے تاکہ وہ اپنی دین مین گمراہ نہو جاوے اور روایت کی غزالی نے
پہر قاری نے کہ امام احمد نے فرمایا کہ علمای کلام زنادقہ ہین اور یہ بہی کہا ہی کہ صاحب
کلام نجات نپاویگا کبہی اور ہمیشہ تو دیکہی گا اوس شخص کی دل مین خلل کو
جس نے کلام مین نظر کی ہی اور اسی مین حضرت امام نے اسقدر مبالغہ کیا کہ حارث
بن اسد المحاسبی کو چہوڑ دیا باوجود اونکی زہد و ورع کی اسلیئے کہ اونہون نے
ایک کتاب تصنیف کی تہی مبتدعین کی رد مین اور حضرت امام نے اوسی فرمایا
کہ تیری خرابی ہو تو اونکی بدعتون کو نقل کرتا ہے پہلے پہر رد کرتا ہی کیا تو لوگون
کو بدعتون کی مطالعہ پر مستعد نہین کرتا اور اونکی شبہون مین فکر کرنے پر
اور یہ مطالعہ اور فکر اونکو رای اور بحث اور فتنہ کے طرف بلاویگا اور روایت
کی بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال عباد مین جس مین رد کیا ہے صحاب
جہم اور تعطیل کو کہتا ہو نعیم کہ امام احمد نے اور اونکی اتباع نے جو اہل علم سے ہے
سب نے کہا ہی کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور ماسوا اوسکے سب مخلوق ہے
اور اونہون نے اسمین بحث کرنیکو اور باریک باتون کی کہودنی کو مکروہ جانا ہے
اور ہلاکت نہ الا سمجہا ہی ان لوگون کو جو کلام کرتے ہین اور بیفائدہ غور کرتی ہین
اور جہگڑتے ہین مگر اوس چیز مین جسکا علم آچکا ہے یعنے خدا کی کتاب
مین اور بیان کر دیا ہی اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نقل کی

امام شعرانی نے داود طاہری سے کہ ایک شخص نے اونسے مشورہ پوچھا کسی عالم کی
تقلید کرنیکو جو اوسکی زمانہ مین تہا تو اونہون نے فرمایا میری بہی تقلید نہ کر چاہیے
امام احمد سے اور پرندکور ہوا وہ سب کہدیا اور آگی ہو چکاہی کہ سفیان ثوری نے فرمایا
کہ سواد اعظم اہل سنت ہین اگرچہ ایک شخص ہو اور بعضون نے ثوری سے روایت
کی ہی کہ اونہون نے کہا بدعت ابلیس کو تمام معاصی سے زیادہ محبوب ہے اسلیے
کہ اور معاصی والا اپنی معاصی سے توبہ کرتاہی بخلاف صاحب بدعت کے کہ وہ اپنے
بدعت سے کبہی توبہ نہین کرتا اور نہ اوس سے مغفرت مانگتاہی بلکہ اوسکو اچہا
جانتاہی اور روایت کی سہل سے کہ اونہون نے اس آیہ کی تفسیر مین لا تجد قوما
یومنون بالله والیوم الآخر کہاہے کہ جسکا ایمان صحیح ہو گیا اور توحید خالص
ہو گئی ہی وہ مبتدع کی ساتہہ نہین بیٹہتا ہی نہ اسکے ساتہہ کہاتاہی بلکہ اپنی ذات سے
اوس سے عداوت اور بغض ظاہر کرتاہی اور جسنے ان امور مین بدعتی کی ساتہہ
سستی کی اللہ تعالی اوس سے حلاوت یقین کی لیجاتاہی اور جسنے قبول کی بات مبتدع
کی طلب عز و غنا کی لیے دنیا کی اللہ تعالے اوسکو ذلیل کریگا اوس عزت کی
وجہ سے اور محتاج کردیگا اوس غنی کی بعد اور جو بدعتی کا منہہ دیکہکر ہنسا اللہ تعالے
اوس کی دل سے نور ایمان سلب کرلیتاہی اور اوزاعی کا قول آگی ہو چکاہی جسکو
کہ دارمی نے روایت کی ہی جس مین یہ مضمون ہی کہ پہر ابلیس نے اونکی اہوا
پیدا کیے اور جو آیتین اور حدیثین اور آثار اور اقوال ائمہ مجتہدین اتباع سلف
اور اجتناب عن البدعت کی باب مین ہم نے نقل کیے ہین کہ ایسے

95

کان اللہ تعالی فهو منزه عن ذلک علوا کبیرا
والقرار فقبل خلق العرش این
ولو صار محتاجا الی الجلوس
ایجاد العالم وتدبیره
فلو کان محتاجا لما قدر علی
لحافظ العرش وغیر العرش
حاجة واستقرار علیه وهو
استوی من غیر ان یکون له

کہ ایسی کافی ہین کہ اب تجھکو اور قولون کے لانے کی حاجت نہین ہی اور اگر ہم اور اقوال کے جمع کرنیکا ارادہ کرین تو ایک دفتر کبیر کی ضرورت ہو کر ہمنے اسی پر اختصار کیا اور جتنا بادی النظر مین تھا لکھدیا اب ہم کچھ اقوال علماے متصوفین کاملین متاخرین سے لیکے لکھتے ہین بعد اوسکے مقصود کو شروع کرینگے انشاء اللہ تعالی سنو کہ کیا شیخ اجل امام ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی نے کتاب غنیۃ الطالبین مین کہ عقلمند مومن دانشمند کو بہتر یہی ہی کہ سنت کا تابع رہی اور بدعتین نہ نکالے اور نہ کسی امر مین شرعی سے آگے بڑھے نہ بیفائدہ غور کری نہ تکلف کری تاکہ گمراہ نہو جاے اور اوسکا پیر نہ پہسل جاوی کہ یہہ ہلاک ہو جاویگا چنانچہ عبد اللہ بن مسعود سے فرمایا ہی کہ پیروی سنت کرو اور بدعتین مت نکالو اسلیے کہ سنت تمکو کفایت ہے تمام ہوا مضمون غنیہ کا اور دوسری مقام مین فرمایا ہے کہ مومن کو اتباع سنت اور جماعت لازم ہی اور سنت وہ ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کر دی اور جماعت وہ ہی جسپر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذری خلافت مین خلفای راشدین مہدیین کی زمانہ مبارک مین اور اہل بدعت کے بہت ہونے پر توکچہ التفات نہ کر اور جناب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے فرمایا ہی کہ مسلمان کو لازم ہی کہ جب ایسے کسی شخص سے ملاقات کرے جو کہ اہوا اور بدعتون کو لے رہا ہے اور سنتون مین سستی کرتا ہے تو اوسکو برا کہی اور اوس سی بیزار رہی اور اوسکو جیتی ہوئی چہوڑ دے

اور جب اوس سی ملے تو اوسکو سلام نہ کرو اور جب وہ سلام کری تو جواب نہ دے جب تک وہ اپنی بدعت کو نچہوڑ دی اور حق کی طرف نہ پہری اور اگر بدعت پر مرجاوی تو اوسکے جنازہ مین شریک نہو اور مجدد الف ثانی محبوب ربانی شیخ احمد سرہندی نی اپنی مکاتیب مین ایک عبارت طویلہ کی بعد زبان فارسی مین لکہا ہے کہ ایسے قیاس پر اور سب بدعات ہین اور نئی کام نکلی ہوی کہ وہ سب سنت پر زیادہ ہین اگرچہ کسی جہ سی ہون اور زیادت موجب نسخ ہی اور نسخ حکم کو مٹاتا ہے تو گویا بدعات مین جانا سنت کو مٹاتا ہے سو لازم پکڑو تم پیروی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کفایت کرو صرف اقتدا سے اصحاب پر اسلئے کہ وہ تارے ہین کہ جنکی چال چلوگے ہدایت پاؤگے مگر قیاس اور اجتہادیہ بدعت نہین اسلئے کہ وہ معنی نصوص کے ظاہر کرنیکا نام ہی اور وہ کسی امر زاید کو ثابت نہین کرسکتا سو عبرت پکڑو ای بصیرت والون اور سلام ہی اوسپر جو ہدایت پر چلا اور لازم پکڑی جسنی متابعت مصطفے صلعم کی اونپر رحمتین ہون اللہ پاک و برتر کی اور سلام علامہ عارف باللہ ابو الخیر خراسانی نے اپنی کتاب شرعۃ الاسلام مین کہا ہے کہ آثار مشہورہ مین آیا ہی کہ چنگل مارنیسے سید الخلایق کی سنت پر فساد امت کے وقت اور جب اختلاف مذاہب و ملل کا ہو سو شہید کا ثواب ملتا ہے پہر لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ سو شہید ہم مین کی یا سو شہدا اون مین کے ثواب دینے فرمایا نہین بلکہ سو شہید تم مین کی اور وہ شخص تو ایسے تکلیف مین ہوتا ہے

جیسے کوئی چنگاری آگ کی اپنی ہاتھہ مین لئی ہو کہ نہ اوسکو چہوڑ سکتا ہو نہ پکڑ رکھتا ہو اور مراد اس سنت سے جسکے اختیار کرنیکا حکم ہوا ہے وہ طریقہ ہی جسپر اوس زمانہ کی لوگ تہی جنکے خیر اور صلاح اور ارشاد کی بشارت دی گئی ہی اور وہ اونکا زمانہ ہی جو خلفائی راشدین کی وقت مین تہی جو ہم عصر تہے سید الخلائق کے پہر جو اونکی بعد تہی تابعین سے پہر جو اونکے بعد تہے پہر جو کام ظاہر ہوا ان تینون زمانونکے بعد اونکی طریقونکی خلاف وہ بدعت ہی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت برا جانتی تہی اوس شخص کو جسنے کوئی نیا کام نکالا ہوتا تہا یا کوئی بدعت ایجاد کی ہوتی یا ایسے رسم جو عہد نبوت مین نہ تہے خواہ وہ بات تہوڑی ہو یا بہت معاملہ مین یا عبادت مین یا ذکر مین الغرض سنت مین یہ امر بہی داخل ہی کہ آدمی اوسمین بحث اور تفتیش نکری جسمین سنت آچکی ہو جب اوسکی سند صحیح ہوجاوی اور متن ثابت ہوجاوے یعنی بلا تکرار مان لے اسلئی کہ اوس مین بحث کرنا تعمق فی الدین مین داخل ہے اور تعمق گمراہی کی کنجی ہی اور اگلی امتین نہین ہلاک ہوئین مگر طول جدال سے اور کثرت قیل و قال سے بلکہ ضرور ہی کہ آدمی اپنی کچلیون سی تہام لے اوس کام کو جو سنت سے ثابت ہوا ہو اور اوسپر عمل کری اور اوسکی طرف خلق کو بلاوے اور راہ سکے موافق حکم دیوی اور اہل بدعت کی بات ہرگز نہ سنے اور نہ اونکی طرف جہکی اور دوسری جگہہ اوسی کتاب مین کہا ہے سلف صالح کی سنت سے ہے دور رہنا اہل ہوا اور اہل بدع سے اسلئے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اہل ہوا کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ اہل بدع کے ساتھ اہلی
کہ اونمین ایک نشانی ہی جیسے کھجلی والی مین ہوتی ہی اور منع کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے قدریہ کو ابتدا السلام کرنے اور اونکی بیماروں کی عیادت سے اور اونکے
جنازوں پر حاضر ہونے سے اور اون سکی بات سننے سی پہر اگر ہوسکے تو
اونکو نہایت سخت زبانی سی جہڑکے اور اونکی انتہا درجہ کی ذلت کرے
اسلیے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جس نے صاحب بدعت کو جہڑکا اللہ
تعالے اوسکا دل ایمان سی بہر دیگا اور امن سی یعنی فتنوں سی بدعت کی
محفوظ رہیگا اور جس نے صاحب بدعت کی
ذلت کی اوسکو اللہ تعالے قیامت مین بڑی گہبراہٹ سی جو نفخہ اولی کے وقت
ہوگی اوس سی بچاویگا اور دوسری جگہہ کہا اور آدمی کو لازم ہے کہ سواد اعظم
کو لازم پکڑے ہر خیر مین اور ایک بالشت اوسی جدا نہو اسلیے کہ اللہ تعالی اس
امت کو گمراہی پر متفق نکریگا اور اونکو حق بات سمجہاتا رہیگا جہان کہین ہوں
اسلیے کہ بدتر آدمی وہ ہی جو اکیلا ہو اور اپنی سمجہہ پر پہولا ہوا ہو اور اپنی عقل کے کہلا
کو بجا لاتا ہو اور اگر جماعت مین رہکر آدمی کسی عمل مین خطا بہی کرجاوے
تو عفو کے اور صواب کے نزدیک ہے بہ نسبت اوس شخص کے جو سب کو چہوڑکر
اکیلا ہو رہا ہو قوم سے اور سواد اعظم وہی گروہ ہے جو امر الہی پر
قایم ہو اور متمسک ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اور خلفاے
راشدین مہدیین کے طریق پر ہو جو حضرت کی بعد تہے اور کہا شیخ علامہ کامل

عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین اور یمین فی اسبات سے بخوبی جان لیا کہ ٹہیری رہنما

اوس حد پر جو وارد ہوچکی ہی یعنی شارع سے اوسی ہی بدعت نکالنی ہے اور اگر

استحسان بہی کیا جو ایک قسم ہی قیاس کی تو کبہی ایسا ہوتا ہی کہ شارع اوسکو

پسند نہین کرتا خواہ وہ زیادت تحریم مین ہو خواہ وجوب مین اور دوسری

جگہہ مین کہا ہی کہ مجہکو ظاہر ہوگیا ای میری بہائی ان روایتون ہی جو ہم نے

ایمہ اربعہ وغیرہم سے نقل کی ہین کہ جمیع ایمہ مجتہدین اولہ شرعیہ کی گرد

گہومتی ہین جد ہر وہ اولہ جاوین اور وہ سب کے سب اللہ کی دین مین اپنی

رای سے بات کہنے سے مبرا اور پاک ہین خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کہ وہ بہت دور ہین اللہ کی دین مین اپنی رای سی بات کہنی سے اور ایسی بات

جس پر ظاہر کتاب وسنت گواہ ہو تمام ہوا مضمون اونکا بطور اختصار رکہ

اور فرمایا شیخ عارف کامل واصل الی اللہ شیخ ولی اللہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ

مین کہ مین کہتا ہون فرقہ ناجیہ وہی لوگ ہین جو عقیدہ اور عمل مین سب مین

ظاہر کتاب وسنت کو اختیار کرتی ہین اور اوسپر مین جسپر جمہور صحابہ اور تابعین تہے

اگرچہ وہ مختلف ہون آپسمین ایسی چیزوںمین جسمین کوئی نص نہین ہی اور نہ صحابہ

کا اتفاق اوسمین کسی جانب ظاہر ہوا ہے اور اختلاف اونکا استدلال

مبنی ہو ساتہہ اون چیزون کی جو یہان مذکور ہوئین یا تفسیر مجمل پر اور غیر ناجیہ

وہ فرقہ ہی جو چلا گیا ایسے عقیدہ پر جو خلاف عقیدہ سلف ہے یا اختیار کرلیا

ایسے عمل کو جو اونکے عملونکے سوا ہی اور دوسری مقام مین فرمایا ہے

جناب شاہ صاحب نے کہ صواب وہی ہی جو صحابہ اور تابعین کی نزدیک تہا اور وہ یہ ہے
کہ آدمی ٹہیرا رہی ظاہر سنت پر اور جو مرتبہ مین ظاہر کے برابر ہے جیسی ایما اور اقتضا اور
فحوی ہی اور بہت غور نکری اور اجتہاد مین مگر جب تک اشد ضرورت نہوا اور
کوئی حادثہ واقع نہوا سلیے کہ اللہ تعالی کہولدیتا ہی اوسوقت علم کو بنظر عنایت
کے جو لوگون پر ہی اور پہلے سے طیار رہنا قبل وقوع حادثہ کے اسین گمان ہے
کہ غلطی مین پڑجانے کا اور دوسری جگہہ کہا ہے کہ پہر ایک گروہ مسلمانون مین کا
گہس پڑا اور صفات مین بحث کرنے لگا اور اوسکی معانی کی تحقیق مین پڑگیا
بغیر کسی نص یا دلیل قطعی کے اور زبان درازی کی ان گہسنے والون پر اور بہت
والون کے اور اونکا نام مجسمہ اور مشبہہ رکہہ دیا اور کہنے لگے کہ وہ بتکفہ
کے آڑ مین ہین اور مجہپر تجربی واضح ہوگیا ہی کہ اونکی زبان درازی محدثین
کے نسبت لغو ہی اور وہ اپنے طعنون مین خطا کرنے
والے ہین از روی روایت کے بہی اور انکی طعنونمین بڑے غلطی ہین جو اونکے
بدی پر پیشی کرتے ہین تمام ہوا مضمون شاہ صاحب کا بطور اختصار کے
اور کہا شیخ علامہ ابو محمد الدمیاطی شافعی نے نظم مین کہ مضمون اوسکا یہ ہے
ابیات کتاب اور سنت مین ہی علم برحق کلام اور منطق مین ہی جہل مطلق
سکوت اور خموشی مین ہی خیر سارا * کلام اور منطق مین ہی شر تمہارا * اور فرمایا
کہ وہ امر جسکے سبب سے اون ہی انکار کیا گیا ہے اور وہ برای جو اونکی نزدیک
بہلائی ہو رہی ہی علم فضول کا پڑہنا پڑہانا ہے اور معقول مین مشغول

رہنا اور منقول سے غافل ہوجانا اور اوسی منطق پر گر پڑنا اور اونکی خیال مین یہ امر ہی کہ جو منطق نہ پڑہا ہو وہ بات ہی نہین کر سکتا سو مین نہین جانتا کہ امام شافعی اور امام مالک نے اوسکو پڑہا تہا یا ابو حنیفہ نے اوسکو حاصل کیا تہا یا احمد بن حنبل نے اس مین توغل رکہا تہا یا سفیان ثوری اس مین مشغول تہی یا ایاس نے اپنی ذکاوت اسی سے حاصل کی تہی یا عمر نے اپنی ہوشیاری اسی کی کمائی تہی یا قس نے اور سحبان نے اپنی بلاغت اسی سے انتہا کے درجہ کو پہونچائی تہی اور اگر یہ علم نہوتا تو یہ لوگ فصاحت کو نہ پہونچتی کیا تو دیکہتا ہے کہ اس قوم کے عقلین بیمار ہوگئی تہی اور اونکی فطانت علیل ہوگئی تہے ہرگز یہ ایسا نہین ہے اونکی عقلین اس سے زیادہ تیز تہین کہ منطق کی قید مین پہنسین اور اس سے زیادہ مشیار ہے اسلئے کہ یہ قوم بیکار شے مین گرفتار ہوگئی ہین اور ایسی شی کا اونہون نے اپنے کو محتاج بنایا ہے جس سے مستغنی اور بے پرواہ کی گئی تہی اور شیطان اونکو وعدہ اور آرزوئین لاتا ہے اور وعدے دیتا ہے اور آگاہ ہو پہلے یہ تہا کہ کوئی کوئی اہل علم مین سے ان کتابونکو چھپا کر دیکہتا تہا اور پوشیدہ اونکا مطالعہ کرتا تہا اسلئے کہ سب سے پہلی آفت ان کی یہ ہے کہ انسان کو ایک بیفائدہ امر مین مشغول کر دیتی ہے اور پروردگار نے جس سے بے پرواہ کیا ہے اوسکا محتاج بنا دیتی ہے مگر ان لوگون نے اب اوسکو سب مقاصد سے بڑا سمجھ لیا ہے اور بڑی ثواب کی چیز ون سے اور مسلمات سے خیال کر رکہا ہے پہر اب اوس مین بہت

کثرت سی اوقات خراب کرتے ہین اور اوسکی تحصیل مین عمرین ضایع کرتے ہین آ

اوسکی کیا اونہون نی داعی ہدی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہین سنی

کہ وہ غصہ ہوی جب حضرت عمر اونکی پاس توراۃ ایک تختے پر لکہکر لائے اور فرمایا

ہر یاد رکہنی والی کے لئے کہ اگر موسی علیہ السلام زندہ ہوتے تو اونسی کچہہ نہ بن

پڑتا سوا میری اطاعت اور پیروی کی غرض اونہون نے کوئی عذر نچہوڑا

اوس کتاب کے لئے جیسے موسی لائے تہے اور نور تہے تو اب تو اوسکے

ساتہہ کیا خیال کرتا ہے جسکو خبطیون نی بنایا ہی شک کی ظلمتون مین پڑے

پڑے اور اقرار کیا ہے کہ وہ کذب و زور ہے پس ہای اللہ کیا خرابی

ہو گئی اولٹی عقلون کی کہ وہ ڈوب گئین فلسفہ کے گمراہیون مین

تمام ہوا مضمون و میاطی کا اور فرمایا امام حافظ ابن عبد البر نے جو مالکی

ہین کہ مضمون اونکا یہ ہی **ابیات** کون ہی جو ردی ہم پر دائے * علم دین

اور خبر کو ای باوفا * ہم نہین ہین جانتے غیر کتاب * یا احادیث نبی یا صحو

جو رسانید صحیحہ سی ہین * اور صحت کے ساتہہ ای صاحب ملین * علم

اگلو نکا یہی تہا دایا * ناقدین تہی وہ ای صاحب وفا * پہر کیا لوگون

نے اب اوسکا خلاف * رای سے اور فکر سے با اعتساف *

الغرض سمجہا سے اب علم دین * ہے یہی رونیکا باعث بالتعین اور

امام حجۃ الاسلام ابو حامد الغزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے کہ تجکو

جان لو کہ حاصل علم کلام کا جو ایسی دلیلین کہ نفع دیتی ہین وہ خود قرآن

اور اخبار صحیحہ میں موجود تہا اور جو اسکے سوا اور واہیات علم کلام میں پیدا ہوئے

وہ محض ادلہ مذمومہ ہی اور وہ بدعت ہے اور جو امور اوس میں ایسے مذکور ہیں کہ اون

فرقون سے متعلق ہیں اور اونکی باتون کو رد کرتے ہیں اور اوسمیں بڑی لمبی لمبی

تقریریں اور بڑی بڑی باتیں مذکور ہیں وہ سراسر بکواس اور بڑ ہیں کہ طبیعتون

کو فریب دیتی ہیں اور کانون کو تہکا دیتی ہیں اور بہت باتیں اوسمیں ایسے

ہیں کہ وہ بیفائدہ غور کرنا ہی ایسی چیزونمیں جسکو دین سے کچہہ تعلق نہیں اور

زمانہ اول میں اونکا کوئی نشان بہی نپایا جاتا تہا اور اوس میں گہسنا محض

بدعت ہے تمام ہوا مضمون امام غزالی کا بطور اختصار کے اور دوسرے

مقام میں اوسی کتاب میں کہا ہے کہ لوگ علم کلام میں مختلف ہیں سو

بعضون نے تو کہا ہے کہ وہ بدعت ہے اور حرام ہی اور اوسی طرف گئی ہیں

امام شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور سفیان ثوری اور تمام محدثین

سلف کی چنانچہ ابو عبد الاعلی نے کہا ہے کہ سنا میں نے امام شافعی سے

کہ وہ کہتے تہے جسدن اونہون نے مناظرہ کیا تہا حفص فرد سے کہ وہ

متکلمین معتزلہ میں سی تہا کہ اگر کوئی شخص ملاقات کری اللہ عز و جل سے

ساتہ تمام گناہون کے سوا شرک کے تو بہتر ہے اس سے کہ ملاقات کرے

تہوڑا بہی علم کلام لیکر اور البتہ میں نے حفص سے ایک ایسی بات

سنی کہ میں اوسکو زبان پر نہیں لا سکتا اور کہا اونہون نے کہ میں نے

اہل کلام سے ایسی باتیں دیکہی ہیں کہ میں اونکا گمان بہی نہین رکہتا تہا

١٠٤

اگر اللہ تعالی کسی بندہ کو تمام گناہون مین گرفتار کردے سوا شرک کی تو بہتر ہے
اس سے کہ وہ نظر کرے علم مین کلام کی اور کرابیسی نے نقل کیا ہے کہ امام شافعی سے
سوال کیا علم کلام سے تو غضب ہو گئے اور کہا کہ ایسی باتین حفص فرد سے پوچھنا
چاہیے اور اوسکے لوگون سے اللہ اونکو خراب کرے اور جبکہ امام شافعی بیمار
ہوے حفص فرد اونکے پاس آیا اور اوسنے کہا کہ مین کون ہون امام صاحب نے فرمایا
کہ تو حفص ہے پھر فرمایا کہ اللہ نہ تیری حفاظت کرے نہ رعایت جب تک تو
توبہ نکرے اوس بات سے جس مین گرفتار ہے اور اونہون نے یہ بہی فرمایا کہ اگر
لوگ جان لیوین کہ علم کلام مین کسقدر خواہشین نفسانی بہری ہوئی ہین تو اوس سے
ایسا بہاگین جیسے شیر سے بہاگتے ہین اور یہ بہی فرمایا ہے کہ جب تو کسیکو سنے
کہ وہ کہتا ہے کہ اسم عین مسمی ہے یا غیر مسمی تو گواہی دے کہ وہ اہل کلام مین
سے ہے اور بیدین ہے اور زعفرانی نے کہا کہ امام شافعی نے فرمایا
کہ اہل کلام والون مین میرا فتوی یہ ہے کہ اونکو چہڑیون سے مارے اور
تمام گروہون اور جماعتون مین پہرادے اور کہتا جاوے کہ یہ سزا ہے
اوسکی جسنے کتاب وسنت کو چہوڑ دیا اور کلام کے پیچھے پڑا اور احمد بن حنبل نے
کہا کہ کبہی نجات نپاویگا صاحب کلام اور کسی ایسے شخص کو تم نہ دیکہوگے
جسنے علم کلام مین نظر کی ہوگی مگر تم اوسکے دل مین دغا دیکہوگے اور
مبالغہ کیا اونہون نے ایسا رد مین یہانتک کہ چہوڑ دیا اونہون نے حارث
محاسبی کو باوجود اوسکے زہد اور ورع کے اسلئے کہ اوسنے اونہون ایک کتاب

تصنیف کی بقید یقین کی رد مین تھی اون سی امام احمد نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری
تو اونکی بدعت کا ذکر کرتا ہی پہلے پھر اوسکو رد کرتا ہے تو تو لوگون کو مستعد
کرتا ہے اپنی اس تصنیف سی بدعت کی مطالعہ پر اور فکر کرنے پر اونکی شبہات
مین تو ملاتا ہے اونکو یہ امر طرف رای کی اور بحث کی اور امام احمد نے
فرمایا کہ علمای کلام زنادقہ ہین اور امام مالک نے فرمایا کہ تو نہین دیکھتا کلام والے
گو کہ اگر کوئی شخص اوسکے اوس سی زیادہ جھگڑنے والا آجاوے تو وہ
اپنا دین چھوڑ دیتا ہے غرض ہر روز اوسکا نیا دین ہوتا ہے مراد
یہ ہے کہ ان جھگڑالو لوگون کے اقوال قوت اور ضعف اور برای اونکے بہلانے
مین کم و بیش ہوتی ہین اور امام مالک نے فرمایا گواہی اہل بدع کی اور اہل ہوا کی
روا نہین ہی اور کہا ہے بعض اصحاب نے اونکے کہ مراد اس سی اہل کلام ہین
خواہ وہ کسی مذہب کے ہون اور امام ابو یوسف نے کہا کہ جسنے علم الکلام کی ساتھ
طلب کیا زندیق ہو گیا اور امام حسن بصری نی فرمایا کہ مت تقریر کرو اہل ہوا کے
اور نہ بیٹھو اونکی ساتھہ اور نہ اونکی بات سنو اور متفق ہوی اہل حدیث سلف
کے اس پر اور منحصر نہین ہو سکتی جو جو سختیان اسبارہ مین اونسی مروی ہین اور
اونہون نی سب نے کہا کہ اصحاب باوجودیکہ حقایق کو خوب جانتے ہین اور
ترتیب الفاظ کو اپنی غیر کے بہ نسبت زیادہ سمجھتے تھے مگر پھر اونکے حقایق
کو جو بیان نہین کیا تو اسی وجہہ سے کہ اوس سے شر پیدا ہوتے ہین اور
اسیوجہ سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک ہو گئے بات کی کہال نکالنے والے

دانتین یا آپ نے یہی فرمایا مراد اوس سی یہ تجربات کی تقریر مین غور کرکے بیفائدہ جی
بہر کر بحث کرنیوالی اور یہ بہی دلیل لائی ہین کہ اگر یہ حقایق جو متکلمین بیان کرتی ہین
دین مین داخل ہوتے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے حکم کیے ہین
اون سب سے زیادہ اسمین اہتمام فرماتے اور اوسکا طریقہ ہمکو سکہاتے اور اوسکے
اور اوسکے لوگونکی تعریف فرماتے اسلیے کہ آپنے استنجا سکہایا اور حفظ فرائض
کی ترغیب دی اور اون لوگون کے تعریف کی اور اونکو تقدیر مین کلام کرنے
روکا اور فرمایا تقدیر مین بحث کرنیسے باز رہو اور اسیپر تمام صحابہ گذری اللہ
اونسے راضی ہو غرض زیادت استاذونپر سرکشی اور ظلم ہے اور صحابہ اور
اور پیشوا ہین اور ہم لوگ سب تابع اور شاگرد ہین تمام ہوا کلام غزالی کا اور کہا
فاضل رومی نے مجالس الابرار مین کہ یہ جو نہی آئی ہے کہ کوئی بہائی کسی بہائی
مسلمان کو تین دن سے زیادہ نچہوڑ دے یہ اوسکے حق مین ہے جو حقوق صحبت
اور عشرت مین تقصیر کرے سوا اوس شخص کے جسکے دین مین قصور ہو کہ چہوڑنا
اور ترک ملاقات کرنا اہل بدعت اور اہل ہوا کا ہمیشہ کو ہے جب تک
وہ اپنی ہوا اور بدع سے توبہ نکرے اسلیے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین اور علمای اہل سنت سب کے سب اسپر اجماع کیے ہوے ہین اور متفق
ہین کہ اہل بدعت کی عداوت اور ترک ملاقات ضرور ہے اور علامہ
فاکہانی نے کہا کہ نئی بات نکالنا دین مین ہرگز مباح نہین یہ اجماع مسلمین
اور علامہ ابن حاج نے مدخل مین بعد ذکر مولد کے کہا ہے کہ یہ

بدعت ہی اسلیئے کہ یہ زیادتی ہے دین مین سلف صالح کی عمل سے نہین
اور اتباع سلف کا اولی ہے اور احمد بن محمد مصری مالکی نے معتقد مین کہا ہے
کہ ہم پچھلے لوگونکی بات نہین مانتے ایسے امور مین جو سلف نے نہین کی
اسلیئے کہ پچھلون کو صرف اتباع کافی ہے پہر بدعت نکالنے کی کیا ضرورت
ہے اور شرعتہ آلہیہ مین ہی کہ ہم خلف کی بات نہین مانتی اون چیزون کو
جو سلف نے نہین کین اسلئی کہ پچھلون کو فقط اتباع کافی ہے پہر بدعت نکالنے
کے کیا ضرورت ہی اور ابن الفضل نے بہی یہی کہا ہے اور احمد بن الحسن
نے اپنی ملفوظ مین کہا ہی کہ یہ عمل یعنی مولد نہین منقول ہوا سلف
سے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی اول مین
جو اصلاح ہوگی وہ اخر مین ہوگی اس قول کو ابن النقط سے نقل کیا ہے
اور فرمایا قاضی محمد بن علی الشوکانی نے اپنی کتاب بل الغمام علی شفاء الاوام
فی احادیث الاحکام مین کہا ہے کہ جو آتے ہین فضائل اعمال مین یعنی
احادیث موضوعہ جب اوس عمل کو جسکی وہ حدیث مقتضی ہے
اوس حدیث سے ایسی نسبت دی جو مدلول
کو دلیل سے ہوتی ہے تو ہمین شک نہین کہ اوسکے عامل نے کوئی
اور عمل نہین کیا سوا اسکی کے جیسے نماز و روزہ یا ذکر سے
مگر وہ شخص بدعتی ہے اس فعل مین اپنی عقیدہ کے رو سے کہ وہ عقیدہ
رکہتا ہے ایسی چیز کے مشروع ہونیکا جو مشروع نہین اور ثواب اس

عمل کا اوسکے وبال ابتداع کے ساتھہ برابر نہین ہوتا پس اوس فعل مین جو کہ

وہ ثابت نہین مصلحت خالصہ نہین ہوتی بلکہ مفسدہ بدعت کی گناہ کا

اوس مین مل جاتا ہے اور بچنا گناہ سے مقدم ہے منافع کے حاصل

کرنے پر تمام ہوا قول شوکانی کا اور اسی فاضل نے فوائد المجموعہ مین مسئلہ خلق

قرآن کی بارہ مین کہا ہے کہ یہہ حدیث موضوع ہے جرات کی اسکی وضع پر

اوس شخص نے جسکو الله سے مطلق شرم نہی جب یہ قول نکالا تہا یعنے قرآن کی مخلوق

ہونیکا مامون کے زمانہ مین اور اس قول کے سبب سے لوگو پر بڑی محنتین

پڑین اور اندہی بہرے فتنہ پیدا ہوئی اور کلام اس مسئلہ مین بدعت ہے

اور برا ہی اسلیئے کہ قرآن عظیم مین اور سنت مین اسبارہ مین ایک حرف بہی وارد

نہین ہوا اور سلف سے اسمین کچھہ ثابت نہین ہوا اس مقدمہ مین شخص کہتا ہے کہ قرآن

مخلوق نہین اوسکا مطلب تو یہہ ہوتا ہے کہ اسکا بولنا مخلوق نہین

وہ بولنا اوسکی صفت ہے وہ ذات سے جدا نہین اوسکا یہ مطلب

ہوتا ہے اور سننے والا یہ سمجہتا ہے کہ یہ قرآن جو بندونکی

زبان سے نکلتا ہے اور سب دیکہتے ہین یہ معاذ الله

مخلوق نہین ایسی لئے عام لوگونکو اس باریک بات مین

بحث کرنا بدعت ہے اور تعظیم اور اکرام جان کو حضرت صلی الله علیہ وسلم کی تعظیم اونکے پیرو

مین ہے اور اون حکمونکے مقید رہنے مین ہے جو وہ لائے ہین اور جنکو اون کے سنت نے

پہیلایا ہے اور اون کے طریقہ زندہ کرتے ہین اور بندگان خدا کو اوس طریقہ کے

طرف بلانے مین غرض اسی مین نجات آخرت ہی اور تعلیم اونکی بدعت منع کرنی مین ہے خواہ وہ بدعت یادق کے راہ سے نکالی گئی ہو یا کمی کی راہ سے **ابیات** سب سی بہتر ہین امور اگلو نکے یار ہے ہدایت کا اونہین مین کاروبار ۃ اور بدتر ہین امور محدثات ۃ اور نئی ہووی نکالی جوکہ بات۔

اور شیخ عبد المحسن الحلبی الکاتب دمشقی نی کہا ہے **ابیات**۔

ہو بدل طالب حدیث پاک کا	ہے تجھی گر عقل اور فہم و ذکا
ہے مراد دین اسی مین کر یقین	علم دین بیشک یہی ہے بہترین
اور اسی سے نیکنامی ہی تمام	اہل دین یعنی اسے مری عالیمقام
ہے قیاس و رای ظلمت سر بسر	اور جو بدعت ہے وہ ہے پرخطر
ہے وبال آخرت محدث جو ہے	بچ تو اوس سے ای اخی نیک پے

اور کہا ہے شیخ علامہ شمس الدین ابن القیم حنبلی نے اغاثۃ اللہفان مین او شیطان کی مکرون سی ہے وہ امر جو لوگون کی خیال مین آگیا ہے پریشان اونکی سے اور بہتیرے خیالون نے یہانتک کہ اونکو یہ خبط سوجہا ہے کہ کلام اللہ تعالی کا بطور ظاہر کے سے ہے اور مفید یقین کا نہین اور دلایل قطعیہ وہی امور عقلیہ ہین یا طریقے فلسفیہ یا طرق کلامیہ غرض حایل ہوگیا یہ خبط اونکا اور مانع ہوگیا اونکو قرآن کی چراغ ہدایت اور یقین حاصل کرنے سے اور جہکا دیا اونکو منطق یونان پر یہانتک کہ اونہون نے اللہ کی کتاب کو پیٹہون کے پیچھے پہینکدیا اور اوندہی موہنہ گر پڑی اسی خیالات پر کہ وہ کو تراستے تہے اونہین کی اور

١١٠

اور نجاست تہی فکرونکے اور ہمین اور جہاگ ہتی کہ اوٹہاتی تہی سیاہ ولون پریشان
سے تیسیح کیہو کیباز مرسے پہلا رشتیان اونکو اوپی کرسے لیگیا یہانتک
کہ ایمان سی باہر کردیا اور دین تو جیسے بال گوندہے آٹے سے اور فرمایا
شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمارا قول وہی ہے جو
فرمایا اللہ جل جلالہ نے اور اوسکے رسول نے کہ فرمایا اللہ نے والسابقون
الاولون یعنی اور اگلے لوگ جو پہلے ایمان لاے ہین مہاجرین سے اور
انصار سے اور جو اونکی پیرو ہوی نیکی مین اور جو کہا ہے امہ ہدی نے ان
مہاجرین اور انصار کے بعد کہ اجماع کیا مسلمانون نے اونکی ہدایت پر
اور ان کی توجیہ پر اور یہی اجب ہے خلق پر اسباب مین اور راہ ونکی سوا اور الوا
مین اسلی کہ اللہ تعالی نے بہیجا محمد صلی اللہ علیہ سلم کو ہدی اور دین حق کی ساتھ تاکہ
نکالین لوگون کو ظلمتون سے نور کے طرف اون کی رب کے حکم سے عزت آ
تعریف والے اللہ کی راہ کیطرف اور گواہی دی اوس اللہ نے اسپر کہ بہیجا ہے
اونکو اپنے حکم سے اور حکم کیا اونکو کہ فرمادین کہ یہہ راہ میری ہے
کہ بلاتا ہون مین اللہ کیطرف خوب دیکہہ بہال کر مین بہی اور جو میرے
تابع ہین غرض عقل اور دین کی روسے محال ہے یہ کہ وہ چراغ روشن
کہ جسکے سبب سے اللہ نے لوگون کو ظلمتون سے نور کیطرف نکالا ہو اور
اوسکی ساتہہ بہیجی کتاب اوتاری ہو تاکہ وہ حکم کرے لوگون مین جس مین
وہ مختلف ہون اور حکم بہی کیا اللہ تعالے نے لوگون کو بیچ امور متنازع فیہ

مین اوسکی طرف رجوع کرین اپنی امور دنییہ مین اور رجوع کرین اوسکی کتاب و حکمت کے
طرف جو اوسکی ساتھہ بہیجی گئی ہے اور وہ بلاتا ہی ہو اللہ کی طرف اور اوسکی راہ
کیطرف اوسکی حکم سے دیکہہ بہالکر اور اللہ نے یہ خبر دی ہی کہ اوسنے اس
نبی کا دین پورا کر دیا اور اوسکی امت کا اور اوپر نعمت تمام کر دی غرض محال ہے
ان سب باتون کی ہوتے ہوئے اور امور کے ہوتے ہوی کہ اوس نبی نے ایمان
اور علم کا باب ایسا مبہم چہوڑ دیا ہو کہ جس مین ہزارون شک اور شبہی پڑے
ہوی ہون اور نہ بیان کرے اور نہ جدا کرے اون پیاری نامون کو اور
اوس بلند صفتون کو جنکو اللہ دوست رکہتا ہے اور جو درست ہین اور
جنکو برا جانتا ہے اسلئے کہ ان صفتون اور نامونکا جاننا دین کی اصل ہے
اور ہدایت کی جڑ ہے اور اون سب علمون سے جو دل نے کمائے ہین
یا نفسون نے حاصل کئے ہین یا عقلون نے دریافت کئی ہین زیادہ تر
افضل اور واجب ہے غرض کیونکر یہ بات ہو سکتی ہے کہ ایسی کتاب اور
ایسا رسول اور ایسے لوگ جو ساری خلق اللہ سے افضل ہین بعد انبیا کے
اونہون نے اس باب مین اعتقاد اور قول کے راہ سے کوئی حکم ندیا ہو
اور یہ بہی محال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہر ایک شی
سکہائی ہو یہان تلک کہ پاخانہ مین بیہٹنا بہی اور فرمایا ہو کہ مین تمکو ایسی
ملت روشن پر چہوڑے جاتا ہون کہ اوسکی رات اوسکے دن کے مانند
روشن اور اوسکے ہوتے ہوئے گمراہ نہین ہوتا میرے بعد مگر وہی جو

ہلاک ہونیوالا ہے اور فرمایا ہے آپنے اون باتون مین جو اونسی صحیح ہو چکی ہین کہ اللہ تعالے
نے کوئی نبی نہین بہیجا مگر اوسپر واجب کردی یہ بات کہ دلالت کری اپنی امت کو
اونکی بہتر باتون پر جسپر وہ ہین اور جہ اکر دیوی اونکی دین مین جو شر ہین اور سکہا دے
اونکو اور فرمایا ابو ذر نے کہ جبتک وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے او
ایک جانور بہی جو آسمان کیطرف اپنے پر ہلاتا ہوا ایسا نچہوڑا کہ جسکا ایک علم ہم سے
بیان نہ کیا ہو اور فرمایا عمر بن الخطاب نے کہ کہڑے ہوی ہماری درمیان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقام مین اور ذکر کیا ابتدائی خلقت کا یہانتک کہ داخل
کردیا اہل جنت کو اونکی مکانونمین اور اہل نار کو اونکی مکانونمین پہر جنسے اوسکو
یاد رکہا یاد رکہا اور جو بہول گیا بہول گیا روایت کی بخاری نے اور یہ محال ہی کہ جب
آپنے ہر ایک شے جس مین دینی منفعت ہے اگرچہ بہت کم ہو سب سکہائی تو ایسی چیز کو
چہوڑ دین جسکو لوگ اپنی زبانون اور دلونسے پڑہتے ہین اپنے رب اور معبود کے
باب مین جو رب ہے سب عالمونکا اور ایسا ہے کہ اوسکی معرفت پر انتہا ہے تمام
معرفتون کی اور اوسکی عبادت اشرف ہے تمام مقصدونسے اور اوس تک پہونچنا
انتہا ہے تمام مقاصد اور مطالب کی بلکہ اللہ کی معرفت خلاصہ ہے ساری
دعوت نبوت کا اور خلاصہ ہے تمام دعوت الٰہیہ کا پہر کیونکر یہ وہم آسکتا ہے
اوسکے دل مین جسکو ذرا بہی ایمان کا اثر ہے کہ اسکا بیان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے بخوبی تمام واقع ہوا ہو پہر جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپنے
خوب بیان کردیا پہر یہ محال ہی کہ قرون فاضلہ یعنے صحابہ جن مین رسول اللہ

۱۱۳

اوسکا خیال تو کوئی مسلم اور عاقل جو اون اکابر کے حال سے واقف
ہو گا کبھی نہین کرسکتا اور کلام اسباب مین بہت ہے کہ اس فتوے
مین نہین آسکتا اور یہ بات طلب اور تتبع سے دریافت ہوسکتی ہے
اور یہ بہی نہین ہوسکتا کہ پچھلے لوگ معرفت آلہی کو اگلون سے
زیادہ جاننے والے ہون جیسے بعض کند ذہن کہتے ہین جو
قدر سلف کے اور بزرگی اون کی نہین جانتے اور نہ اللہ کو پہچانتے
ہین نہ اوس کے رسول کو اور نہ مومنون کو جانتے ہین اور
ہرگز وہ معرفت کسی کے نہین رکہتے جیسے معرفت کا حکم ہوا ہے
غرض اون احمقون کا قول یہ ہے کہ طریقہ سلف کا سلامتی
والا ہے اور طریقہ خلف کا علم وحکمت والا اور اگرچہ یہ
عبارت صادر ہوئی ہو بعض علما سے اور لوگ اوسکے
کچھہ معنے صحیح بہی بیان کرتے ہون مگر یہ لوگ بیشک مبتدع
ہین جو فضیلت دیتے ہین طریقہ سلف پر طریقہ خلف کو کہ
ماخوذ ہے فلسفیون سے اور جو اون کے قدم بقدم ہین
اور گمان کرتے ہین کہ طریقہ سلف کا صرف الفاظ
قرآن اور حدیث پر ایمان لانا ہے بغیر سمجھے

ابو حنیفہ پر طعن کرتے ہین اور اونہون نے بادشاہ سے جا کر کہا کہ وہ امام اپنی کتابون مین شریعت کی باتون مین فلسفی لوگون کی باتین ملا دی ہین اور چند کلمے کتاب مشکوۃ الانوار مین بدلکر بادشاہ کو دکہلائی بادشاہ نے امام غزالی کو بلوا بہیجا [illegible] امام رضا علیہ السلام کی درگاہ مین حاضر ہوئے اور بادشاہ کے پاس جا کر [illegible] سے انکار کیا [illegible]

١١٦

ماننا اور امیون کے جن کی حق مین اللہ تعالے فرماتا ہے ومنہم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی یعنے بعضے اون مین بے علم ہین کہ نہین جانتے کتاب کو مگر کچہہ خیال باندہ لئے اور طریقہ خلف کا معانی نصوص کا نکالنا ہے جو اپنے حقیقی معنون سی پہیرے گئے ہین کئی قسمون کی مجازات اور غرایب لغات سے غرض یہ خیال محض فاسد ہے اور اس خیال کی رو سے اور اس قول سے لازم آتا ہے کہ اسلام کو پیٹہ کے پیچہے پہینکدیا اور اگلے سلف والون پر جہوٹہ باندہا اور اس گمراہی مین پڑ گئے کہ طریقہ خلف کو اوس سے زیادہ صواب اور اولی سمجہے اور یہ سب باتین اونہون نے جمع کین ایک تو طریقہ سلف کا نہ جاننا دوسرے اونپر جہوٹ باندہنا تیسرے آپ جاہل رہنا جو سبب گمراہ ہونا یہ سب خرابیان طریقہ خلف کے صواب جاننے سے لازم آئین اور سبب اوسکا فقط یہی ہے کہ اونہون نے اعتقاد کر لیا کہ نفس الامر مین ایسی کوئی صفت اللہ مین نہین ہے جسپر یہ نصوص دلالت کرتے ہین اور منشا اسکا وہ شبہات ہین جن مین اونکے بہائی کافر بہی شریک ہین پہر جب اونکے خیال مین یہ امر جم گیا کہ نفس الامر مین کوئی صفت ایسی اللہ مین نہین ہے اور لازم ہوئی یہ بات کہ نصوص کے کچہہ معنے ہون جن مین وصفات مذکور ہین تو اب وہ مترددہی ان دونو باتون مین ایک تو لفظ پہ ایمان لانے مین اور اوسکے معنے اللہ تعالے کو سونپنے مین اور اوسیکو اونہون نے طریقہ سلف کا مقرر کیا دوسرے یہ کہ بیان کرنے مین معانی اون نصوص کے بہ تکلف بنا بنا کر اور اوسکو طریقہ خلف کا مقرر کیا غرض یہ خیال باطل

مرکب ہوا فساد عقل سے اور دلائل سمعیہ کے انکار سے اسلئے کہ انہون
نے صفات منصوصہ کے نفی مین اعتماد کیا امور عقلیہ پر جسکو محض غفلت اور
شبہ سمجھنا ضرور ہے اور دلایل سمعیہ مین انہون نے کلام کی تحریف کرنا شروع
کی اور بات کو اپنی موقع سے پلٹا غرض جب انکا کاروبار انہین جہوٹون
مقدمون پر مبنی ہوا تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگلے سلف کے سب جاہل تہے اور نہایت
بیوقوف اور یہ اعتقاد کرنا ضرور پڑا کہ وہ لوگ امی تہے جیسے امت کے نیک لوگ بہولے
بہالے سیدہے سادے ہوتے ہین عوام مین سے کہ انکو حقایق علم الٰہی معلوم
نہین ہوتے اور علم الٰہی کی باریکیان وہ غریب نہین سمجہتے اور یہ پچہلے لوگ فاضل ہین
کہ علم وفضل مین سب سے آگے ہوگئے ہین پہر اس بات کو جب آدمی خوب
غور کرے تو انتہا درجہ کی گمراہی اس مین پائیگا اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے کہ یہ
پچہلے جنکا اضطراب ابواب دین مین بہت سخت ہے اور اللہ کی معرفت سے
بڑے بڑے پردہ انپر پڑ گئے ہین اور جوانکے پوری دوڑ پر واقف ہوگیا ہے
وہ کہتا ہے یعنے امام شہرستانی ابیات چہانٹ ری مین نے پچہلے سب گروہ ایک ایک سے
اونہین نپایا حق پژوہ جسکو دیکہا ایک پریشانی مین تہا ÷ ہاتہہ سر پر رکہے
حیرانی مین تہا ÷ اور اقرار کیا ہے اونہون نے کسی کا شعر نقل کیا ہو یا خود تصنیف کیا ہو جیسے اونکے
بعض روسا نے کہا ہے اپنی تصانیف مین چنانچہ ایک اونہین کہتا ہے یعنے امام
فخر الدین رازی ابیات عقل کی ہے انتہا عجز و کلال ÷ اور اکثر سعی مردم ہے ضلال ÷
روح کو وحشت ہے یار وجسم سے ÷ ہمکو حاصل کچہہ نہین غیر از ملال ÷ بحث ساری

عمر کی ضایع گئی حصول ہم نے لیا نا حق و بال - اور دیسرا کہتا ہی کہ مین ایک دریای بیداکنار
مین کودا اور اہل اسلام کو اور انکی علوم کو چہوڑ دیا اور ایسی غار مین گہسا جس سی مجہکو منع
کیا تہا اور اب اگر اللہ کی رحمت میری دستگیری نہ کری تو میری خرابی ہے اور اگا وہ
کہ مین اپنی ماں کی عقیدہ پر مرتا ہون اور ایک اون مین سے کہتا ہے کہ اکثر لوگون نے
شکایت کی ہی موت کی وقت اہل کلام کی اور متکلمین کے جو مخالفہ مین سلف کے پہر
جب مین نے اونکی حقیقت امر دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اونکی پاس اللہ کی خالص
پہچان اور علم کی ایک بہی خبر نہین ہی اور اوسکی معرفت کا ذرا دہبا اور نشان بہی
نہین غرض جب اون کاملون کا یہ حال ہے جو اوس مین کمال کہتی تہی پہر ان متعصبین
کا کیا حال ہوگا جو پردہ غفلت مین طریقہ خلف کو فضیلت دی رہے ہین سلف کے
طریقون پر اور کہلے ہوی حیران ہو رہے ہین یہ لوگ بہلا اللہ کے ساتہہ زیادہ علم رکہنے
والے اور اوسکی اسماء اور صفات کو زیادہ جاننے والے اور اوسکی ذات کو مضبوطی
سے پہچاننے والے کیونکر ہو سکتے ہین اور اوسکی آیتون مین محکم راہ کیونکر پا سکتی ہین اون
اگلون نے جو مہاجرین اور انصار تہے یا جو اونکی پیرو ہوی نیکی مین وارثان انبیا سے اور
خلفای رسل سی کہ وہ نشان تہے ہدایت کی اور چراغ تہے اندہیرے کے اونکی ہاتہون سے
قائم ہوی کتاب اور وہ قائم ہوی کتاب پر عمل اور عقیدہ رکہنے کو اور اونکی زبان پر نہین
کتاب اوتری اور اونہون نے کتاب کے موافق کہا اونکو اللہ نے وہ علم اور حکمت
عنایت فرمائی کہ تمامی انبیا کے تابعون سے وہ بڑہ گئی اور ایسے حقایق معارف
اور باریک حقیقتون کو اونہون نے اپنے عقل سے گہیر اکہ اگر اورون کی حکمتون

سب کے سب تمیع کیا دین نو اونکی مقابل ہونیسے شرمادی اور پھر کیونکر یہ بات ہو سکتی ہے
کہ خیر القرون کے لوگ امت میں علم و حکمت دونوں میں ناقص ہوں علی الخصوص اللہ کے
پہچاننے میں اور اوسکی ناموں کی علم میں اور اوسکی آیتوں کی جاننے میں ان جہت ہونیے
اور کیونکر یہ بات ہو سکتی ہے کہ چوزہ فلاسفہ کے اور پیرو اہل ہند اور یونان کے
جو وارث ہیں مجوس اور مشرکین کی اور یہود و نصاری ضلالت پژوہوں کی اور صابئین
وغیرہم کے یا جو لوگ اونکے مشابہ اور مانند ہیں وہ اللہ کی پہچاننے میں زیادہ ہو جاوین
وارثان انبیا سے اور قرآن اور ایمان والی لوگوں سے تمام ہوا قول علامہ ابن تیمیہ کا اور قاضی ثناء اللہ
پانی پتی نے تفسیر مظہری میں فرمایا ہے کہ علم والی اہل سنت اور جماعت میں
جنہوں نے مخالفت کتاب و سنت کو کبھی سے نہ اپنایا ہی اور پیروی کی ہی انہوں نے تفسیر
قرآن میں اجماع سلف کے صحابہ اور تابعین سے جو ساری امت میں بہترین ہیں اور
پھیر انہوں نے منہ بدعات کی طرف سے اور ... اونہوں نے اہوا اور شبہات
کو تمام ہوا قول جناب قاضی صاحب کا اور خلاصہ میں ہے کہ علم کلام کا سیکھنا اور اوس
میں بطور مناظرہ کے گفتگو کرنا حاجت سے زیادہ منع ہے اور کہا اونہوں نے کہ سنا میں نے
قاضی امام کو کہ اگر ارادہ کرے کوئی اوس علم کے سیکھنے سے اپنے مقابل کا شرمندہ
کرنا تو کافر ہو جاوے گا اور اونہوں نے کہا کہ میری نزدیک کافر نہو گا مگر کفر کا خوف
البتہ ہے تمام ہوا قول اونکا بطور اختصار کے اور کہا امام علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں
اور خلاصہ کلام اور اصل مقصود اتنا ہے کہ عقاید صحیحہ اور جو اونکی قوی کرنے والی
چیزیں ہیں یعنی دلائل کتاب و سنت کے جیسے اثر کرتے ہیں لوگوں میں درجہ وسطے ہیں

119

کے قائل ہیں کہ
عرش وہ موقف خالی ہو جاتا ہے تو
وہ یہ کہتے ہیں کہ علی ہی اچھے ہیں
یعنی امام احمد
ہوا ہمیں سے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
جواب دیتے ہیں کہ رسالہ احمد بن حنبل
کا جو اونہوں نے مسدد ابن مسرھد
کی طرف لکھا ہے وہ صحیح

بہت لوگوں سے چنانچہ قاضی ابو
سنا اور اوسکو ... جانا اور اوسکو
ابن بطہ نے کتاب الابانہ میں

کمال ایمان اور یقین کا ایسے عقاید باطلہ بہی اثر کرتے ہین دل مین اور دلکو سخت کرتے ہین اور درڈالدیتے ہین پروردگار کی حضور سے اور سیاہ کر دیتے ہین دلکو اور بوداکردیتے ہین یقین کو اور ہلادیتے ہین آدمی کی دین کو بلکہ وہ عقائد باطلہ بڑی قوی سببون مین سے ہین سوا خاتمت کی ہم اللہ سے عفو اور عافیت مانگتے ہین تو دیکہا نہین کہ جب شیطان چاہتا ہے کہ آدمی کا ایمان سلب کرے تو نہین سلب کرسکتا مگر ساتہہ عقائد باطلہ کی کہ اوسکی دلمین ڈالتا ہے اور دوسری جگہہ کہا ہے آفات علم کلام کی نقل کرنیمین کہ ایک آفت اوس مین یہ ہے کہ کلام حکیمون کا سننا پڑتا ہے اور اونکی اتباع کا جو نہایت بیوقوف و احمق تہے اور حماقت اونکی ظاہر ہے اس سے کہ جو آیات آسمان سے نازل ہوے ہین اونسے موہنہ پہیرکر ایسے لوگون کے ساتہہ غوطہ لگایا کہ جو نہایت درجہ کے جاہل ہین اور گمان کیا جاتا ہے اون کی ساتہہ کہ وہ عقلا ہین اور علما ہین اور اللہ تعالے نے ایسا شخصون کے خبر دی ہے اپنی کتاب مین جہان فرمایا ہے **واذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا** یعنے جب دیکہے تو اون لوگون کو جو بری طرح غور کرتے ہین ہماری آیتون مین یعنے تاویلات فاسدہ کرتے ہین اور بری بری تعبیرین کرتے ہین آیتونکی **فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ** سو کنارہ کر تو اونسے یہانتک کہ وہ اور باتین کرنے لگین اور معنی اس آیت کی ان لوگون کو بہی شامل ہین یعنے یہ لوگ اون مین داخل ہین اسلئے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور تاویلات باطلہ اور تحریفات بیکار کبہی تو کفر ہوجاتی ہین اور کبہی فسق ہوجاتے ہین اور کبہی معصیت ہوجاتے اور کبہی خوک جانا شہرتا ہے اور جوک جانا اس مقدمہ

مین معاف نہین ہے اور وہ جوک جانا جو دین کی شاخون مین یعنے سوچ سمجھکر مشکل
مسئلونکی سمجھنے مین ہوتا ہے اوسمین گناہ نہین بلکہ ایک ثواب ملتا ہے اور
اسی سے ظاہر ہوا فرق بدعتیون کی سمجھہ کی بات کہنے مین اور اہل سنت
کی سوچ سمجھکر بات کہنے مین اگرچہ اوسپر سبکا اتفاق ہوجاوے اور اسی
طرف اشارہ کرتا ہے قول اللہ تعالی کا کہ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا وننزل
من القران ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا یعنے
اللہ گمراہ کرتا ہے اپنے کلام کے باعث سے بہتون کو اور راہ سجھاتا ہے
اوسکی باعث سے بہتون کو اور ہم اوتارتے ہین قران مین سے وہ
چیز کہ وہ شفا ہے اور رحمت ہے ایمان والونکو واسطے اور وہ چیز نہین زیادہ
کرتی بے انصافونکو مگر نقصان اور حدیث شریف مین ہے کہ قران
حجت ہے تیرے واسطے یا تیرے اوپر سو وہ دریاے نیل کی طرح سے
ہے اللہ کے پیارون کے واسطے پانی ہے اور جنپر پردہ پڑا ہوا ہے
اونکے واسطے خون ہے سو سب مسلمانون پر واجب ہے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم جو سب پیغامبرونکے سردار ہین اور جو کلام وہ لاے ہین وہ سب
نبیونکے عقیدہ کے موافق ہے اور صاف صاف کتابونکا مطلب اونسے
سے کہلتا ہے اونکی راہ پر چلین اور اللہ پاک نے اونکی بزرگی اور
اونکی قدر و منزلت کہولدی جہان قسم کہا کر فرمایا کہ قسم ہے تیرے رب
کی وہ ایماندار نہین ہوسکتے یہانتک کہ تجکو فیصلہ کرنے والا ٹہیراوین اپنے

آپس کے جہگڑون مین پہیر نہ پاوین اپنے دلمین تنگی تیرے فیصلہ سے
اور مان لیوین اچھی طرح مانکر اور اللہ نے یہہ بھی خبر دی کہ منافق یعنے ظاہر داری
کے مسلمان یہ چاہتے ہین کہ کسی اور کے پاس فیصلہ کے لئے جاوین اور
جب اللہ کیطرف بلائے جاتے ہین یعنے اوسکی کلام کیطرف اور اوسکے پیغامبر کیطرف یعنی اوسکے
حکم کیطرف تو اوس سے ترک رہتے ہین اور اوس کیطرف سے بالکل منہہ
پہیر لیتے ہین اور اونکا گمان یہ ہے کہ وہ نیکی اور موافقت اور یقین اور
تحقیق چاہتے ہین جیسے کہ بہت سے علم کلام والے اور فلسفہ والے
وغیرہ کہتے ہین کہ ہم یہ چاہتے ہین کہ سب پیغمبرون اور حکیمون کے
کلام کو مطابق کرلیوین اور اسیطرح بہت سے حاکم اور امیر کہتے ہین کہ اچھی
طرح تا درسند و بست کو اور شریعت کو اچھی طرح مطابق کردیوین پہر جو
چاہے کہ دین کے کسی امر مین حکم کرے سوا اوسکے جو حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہے اور گمان کرے کہ یقین کی بات ہین یہ بات
اچھی ہے اور اس مین دونو باتین اکہٹی ہو جاتی ہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی لائی ہوی شریعت اور جو عقلی دلیلین اوسکے خلاف ہین جنسے یونانی
اوسکو اس گمراہی مین کا ایک حصہ ملا اور وہ ترقی سے محروم رہا
کیونکہ جو کچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لاے ہین وہ کافی اور شافی اور
کامل ہے اوسمین ہر سچ اور جہوٹہہ کا حکم کہل جاتا ہے اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ مت ملاو سچ کو جہوٹہہ سے اور مت چہپاو حق کو اور تم

جانتے ہو اور یہی طریقہ تہا اگلے لوگونکا جو پہلے ستہے اور یہی طریقہ تہا اصحابونکے شاگردونکا اور جو انکے بعد امام ستہے دین کی باتونمین غور کرنیوالے اور قران کے معنے کے بڑے بڑے بیان کرنیوالے اور بڑی بڑی حدیث جاننے والے اور اچھی اچھی درویش جو اگلے وقت کے ستہے جیسے داود طائی و الحارث المحاسبی او رسری سقطی اور معروف کرخی اور جنید بغدادی اور پیچہلے وقت کے جیسے ابو نجیب سہروردی اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور صاحب عوارف المعارف اور ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہم اور جلال الدین نے عقائد عضدیہ کی شرح مین کہا ہے کہ نجات پانیوالا فرقہ یہی اشعری لوگ اور وہی اگلے اچھے لوگ ہین حدیث جاننے والونمین سے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثونکے پہچاننے والے ہین اور وہ حدیثین جو پکے معتبر لوگون سے یا اچھے لوگونسے یا کچے لوگونسے پہونچے ہین طرح طرح کی حدیثونکا فرق پہچانتے ہین اور جو حدیثین لوگون نے بنائی ہین اونکو پرکھتے ہین اور ہر فرقہ گمان کرتا ہے کہ وہی نجات پانیوالا ہے مین کہتا ہون کہ اس بات کا بیان یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگ اون باتون کے تابع ہین جو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انکے اصحابونسے روایت کی گئی ہین اور یہ تعریف اونہین اشعریون پر مطابق پڑتی ہین کیونکہ وہ پکڑے ہوے ہین اپنے عقیدون مین اون حدیثونکو جو پکے معتبر لوگون سے ہین اور اونکے

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپکے اصحاب سے تحقیق روایت کی گئی ہین اونکے
ظاہری معنے سے آگے نہین بڑہتے ہین بغیر ضرورت کے اور اپنی عقلون کیطرف رجوع نہین کرتے
ہین مانند معتزلیون کے اور جو اونکے قدم بقدم چلنے والے ہین اور شیخ مرتضے حسینی نے اپنی
کتاب عقود الجواہر مین کہا ہے کہ راے دو طرحکی ہے اچھی اور بُری اور بُری
راے کا بیان کئی طرح پر لوگون نے کیا ہے کچھ لوگون نے کہا ہے کہ وہ
بدعتین جو عقیدے مین ہین حدیثون کے برخلاف جیسے کہ رای جہم کی اور اوسکے تابعون
کی اور رای معتزلیون کی جنہون نے اپنی راے کے بہروسے پر حدیثون اور
روایتون کو نہ مانا یہ راے بُری ہے چھوڑ دینے کے لائق ہے اوسکا دیکھنا
اور اوسمین مشغول ہونا حلال نہین اونکے قول کو آخر تک دیکھو اور امام ابو الحسن اشعری
جو اشعریون کے سردار ہین اونہون نے اپنی کتاب ابانہ فی الاصول الدیانہ مین
فرمایا ہے کہ ہم مانتے ہین صحیح روایتون کو جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آئی ہین جبکہ معتبر لوگون نے ایک معتبر نے دوسرے معتبر سے
روایت کیا ہے یہانتک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک
پہونچی ہین اور ہم سچا جانتے ہین اون سب روایتونکو جنکو نقل کرنیوالے
ثابت کرتے ہین کہ خدا کا آسمان تک اوترنا اور اوسکے سوا روایتین خلاف
اوسکے جو کج عقل اور گمراہ لوگون نے کہا ہے اور جس بات مین کوئی کچھ
کوئی کچھ کہتا ہے اوسمین ہم رجوع کرتے ہین اپنے رب کی کتاب کی
طرف اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کیطرف اور ہم اللہ کے

دین مین نئی بات نہین نکالتے جسکا اوسنے اذن نہین دیا اور رحمہم اللہ
اور وہ بات نہین کہتے جو ہمکو معلوم نہین تمام ہوا اُنکا قول مختصر

پہلا باب اس بیان مین کہ بہت سے اگلون لوگونکا کیا عقیدہ تہا اللہ
عرش پر بیٹھے ہین اور یہ کہ اوسکا ساتہہ ہونا یہ ہے کہ سب چیزونکو
جانتا ہے تو جان لے کہ آیتین اور حدیثین اور اصحابونکی قول سب
متفق ہین کہ اللہ تعالے اپنی ذات پاک کی ساتہہ عرش کے اوپر
اور اگلے لوگ سب اسکی قائل تہے اور اسپر ایمان رکہتے تہے اور وہ
آیتین اور وہ حدیثین جو اس بات مین کہ اللہ سبکی ساتہہ ہے
خلاف نہین ہے کیونکہ عرب کی زبان مین ساتہہ ہونے کے بہت
مین جو شخص اپنے جگہہ سے غائب نہین ہوتا اوسکو کہتے ہین کہ وہ
ہماری ساتہہ ہے جیسا کہ عرب بولتی ہین کہ ہم چلے جاتے ہین اور
سورج ہماری ساتہہ ہے اور چاند ہماری ساتہہ ہے اور جو شخص
کسی مرد کی مدد کرتا ہے اوسکو کہا جاتا ہے کہ وہ اوسکی ساتہہ ہے
تو اللہ کا تمام خلق کی ساتہہ ہونا یہ ہے کہ وہ سبکو جانتا ہے اور
اوسکا ایمانوالونکی ساتہہ ہونا یہ ہے کہ وہ اونکا مددگار ہے اور بہت
نیک لوگونکی ساتہہ اوسکا ہونا یہ ہے کہ اونکو اوسنے بڑا درجہ دیا ہے
جیسا کہ چہٹے باب مین انشاء اللہ تعالے اسکا پورا بیان اویگا
علم والون نے یہی معنے لئے سب جگہہ اون آیتون اور حدیثون کے

جن مین ساتھ ہونیکا لفظ ہے اور اونکا مقصد اس سے یہ ہے کہ کوئی شخص ساتھ ہونے سے مکان مین نزدیک ہونا اور اوسمین ایک جانا نہ سمجھے کہ پہر وہ یہ کہنے لگے گا کہ اللہ تعالی عالم کے اندر ہے کسی شئے کے اندر یا کسی شے کے اوپر اور اس سے یہ مطلب نکلے گا کہ کوئی مکان یا زمانہ اوسکو گہیر لے گا اور یہ اس بات کے برخلاف ہے جو شریعت والونکے نزدیک ٹہیری ہوی ہے کہا ذہبی نے کتاب العرش العلو مین کہ یہ بات کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر ہے مخلوقات سے سب سے الگ ہے کسی شے کے اندر داخل نہین اور یہ بات کہ اوسکا علم ہر مکان مین ہے اسپر دلیل ہے قران اور حدیث اور اتفاق اصحاب اور اونکی شاگردونکا اور ہدایت پائی ہوی اماموںکا اور ذہبی نے دوسرے مقام مین کہا کہ ہمکو اجازت دی احمد بن سلامہ نے وہ ابو القاسم بن یوسف سے کہا کہ ہمکو خبر دی ابو طالب سیوتی نے کہ ہمکو خبر دی اسحاق برمکی نے کہ ہمکو خبر دی علی بن عبد العزیز نے کہ ہمسے بیان کیا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کہا کہ مین نے پوچہا ابو حاتم اور ابو زرعہ سے جو دونو ری کے رہنے والے تھے کہ مذہب اہل سنت کا اصول دین مین کیا ہے اونہون نے کہا اون دونون نے پایا علم والون کو سب شہرونمین حجاز مین اور عراق مین اور مصر مین اور شام مین اور یمن مین اور اون سب کا مذہب یہ تہا کہ اللہ تعالے عرش پر ہے اپنے خلق سے الگ ہے جیسا کہ اوسنے اپنی ذات پاک

کا بیان کیا یہ نہ کہو کہ کیونکر ہے اور اوسنے اپنے علم میں ہر شئے کو گھیر لیا ہے اور کہا
شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے اوس رسالہ میں جسکا نام عقیدہ واسطیہ ہے کہ یہ اعتقاد ہے
اوس فرقہ کا جو نجات پانیوالا ہے قیامت کی قائم ہونے تک اونکی مدد ہونیوالی ہے
جو اہل سنت اور جماعت ہین کہ اللہ پر ایمان لاتے ہین اور جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب میں خبر دی
اور اوسکی پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اونکا تار خبرین آئین اور امت کی اگلون کا اوس پر اتفاق
ہوا کہ اللہ پاک اپنے آسمانونکے اوپر اپنے عرش پر ہے اپنی خلق پر اونچا ہے اور وہ اونکی
اونکی ساتھ ہے جہان کہیں وہ ہون وہ سب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہین جیسا کہ
اوسنے ان دونو باتونکو اکٹھا بیان فرمایا اپنے اس قول میں ہو الذی خلق السموات
والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج
منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا وہو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر
یعنے وہی ہے جسنے بنایا آسمانونکو اور زمین کو چھ دن میں پھر ٹھہرا تخت پر وہ
جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو نکلتا ہے اوس سے اور جو اوترتا
ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اوسمین اور وہ تمہاری ساتھ ہے جہان کہیں
تم ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ تمہاری ساتھ ہے
اسکی یہ معنی نہیں ہین کہ وہ خلق سے مل گیا ہے کیونکہ عرب کی زبان میں یہ معنے
نہیں ہین اور یہ اوس بات کی برخلاف ہے جسپر امت کے اگلے لوگونکا اتفاق ہے اور اوسکے
برخلاف ہے جسپر اللہ نے خلق کو پیدا کیا ہے تمام ہوا قول اونکا اور کہا ذہبی نے کتاب
العرش العلو میں کہ ہمکو خبر دی عبد الواسع ابہری وغیرہ نے انہون نے ہمکو لکھ بھیجا روایت

کرکو ابو الفتح ہمدانی نے کہا کہ ہمکو خبر دی عبید اللہ نے جو بیٹے ہین محمد کے اونکو بیٹے ہین امام ابو بکر بیہقی کی انہون نے
کہا کہ ہمکو خبر دی میرے دادا نے کہا کہ ہمکو خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجکو خبر دی محمد بن علی جوہری نے
نے بغداد مین کہ ہمسے بیان کیا ابراہیم بن ہیثم نے کہ ہمسے بیان کیا محمد بن کثیر مصیصی نے
کہا کہ مینے سنا اوزاعی سے اونہون نے فرمایا کہ جسوقت اصحابونکی شاگرد بہت سے تہے اوسوقت مین ہم
کہا کرتی تہے کہ اللہ تعالی اپنی عرش کی اوپر ہے اور جو صفتین اللہ کی حدیث مین آئی ہین اون پر ہم
ایمان لاتے تہے اور اسکو روایت کیا بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین کہا ذہبی نے کہ اسکے
راوی سب امام لوگ ہین معتبر لوگ ہین اور بیہقی اسی کے قائل ہین اور کہا تفسیر لکہا ابن راہویہ نے
کہ کہا اسحاق نے کہ علم والون نے اتفاق کیا ہے ... اسپر کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر بیٹہا ہے اور ہر شئے
کو جانتا ہے اور یہی قول ہے قرنی کا اور بخاری کا اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
ابو یعلی اور بیہقی وغیرہ کا جو حدیث کے امام ہین اور کہا عثمان بن سعید دارمی نے اوس کتاب
مین جو اونہون نے بشر مریسی کی دلیلونکی توڑنے کو لکہی ہین کہ سب مسلمانون کا اس بات
اتفاق ہے کہ اللہ تعالی اپنی عرش کے اوپر اپنی آسمانون کے اوپر ہے اور دوسرے مقام مین کہا
کہ اہل سنت نے کہا کہ اللہ اپنی عرش کے اوپر ہے جانتا ہے اور سنتا ہے عرش کے اوپر ہے خلق کی کوئی
چہپی بات اوس سے چہپی نہین ہے اور کوئی شئے خلق کو اللہ سے نہین چہپا سکتی اور کہا غزالی نے
احیاء العلوم مین کہ جن آیتون مین ساتہہ ہونیکا لفظ ہے اونکے معنے سب کے نزدیک یہی
ہین کہ اللہ تعالی کا علم سبکو گہیرے ہوئے ہے اور یہ تحقیق ظاہر ہو جائیگا اگلے اور
کہ پچہلے لوگ بہی اس مین برخلاف نہین ہین کہ جن آیتون مین ساتہہ ہونیکا لفظ ہے
اونکے یہی معنے ہین کہ وہ سب کو جانتا ہے نہ یہ کہ اوسکی ذات سبکی ساتہہ ہے اور ہر مکان

روایت کیا ہے اور اوس سے
جی بن عمارہ اور علی بن جعد اور
بہت لوگ روایت لیتے ہین ابن مبارک
نے فرمایا اوسکی تفسیر بہت اچھی ہے
اگر ثقہ ہوتا امام شافعی نے فرمایا کہ تفسیر
مین لوگ مقاتل کے محتاج ہین
امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جہم اس بات
مین حد سے گیا کہ اوس نے
۱۲۸

یہ لفظ ہین کہ عرب کی زبان مین اونکا معنے نہین جیسے الم اور المر اور الٓمص کہ یہ لفظین اسرار ہین اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتہہ

اور ایسا ہی ابن عباس سی مروی ہی اور مقاتل بن حیان سے اسلئے کہ لفظ تشابہ کا شبہ سے نکالا گیا ہے جو شین ضمہ سے ہی اور معنی اوسکے خفا ہین یعنی پوشیدگی اور ان حروف مین کمال خفا ہے معنی اور کیف دونون کی رو سے تو یہ زیادہ تر مستحق ہین کہ اونکو تشابہہ کہین باقی رہا لفظ استواوہ ایک لفظ موضوع ہے عرب کے زبان مین پڑا ہوا اور مواضع مختلفہ مین بولا جاتا ہے جیسے کہتے ہین استوی جالسا یعنی سیدہا بیٹھا اور استوی علی الفرس یعنی خوب بیٹھا گھوڑے پر اور استوی علی المکان سیدہا بیٹھا مکان مین اور استوی علی العراق یعنے غالب ہوگیا عراق پر استوی علی سریر الملک یعنی سیدہا بیٹھا بادشاہ کی تخت پر اور قرآن مین بھی یہ لفظ کئی جگہہ آیا ہے اور ہر جگہہ ایک معنی اوسکے معنون مین سے مراد ہے جیسا اللہ تعالے فرماتا ہے ثم استوی الی السماء یعنے پہر متوجہ ہوا آسمان کیطرف اور فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی یعنی رحمان عرش پر بیٹھا اور فرماتا ہی فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک یعنے جب تو بیٹھا اور جو تیری ساتھہ ہین کشتی مین یہ خطاب ہے حضرت نوح علیہ السلام کو اور فرماتا ہے واستوت علی الجودی یعنے ٹہیر گئی کشتی نوح علیہ السلام کی جودی پہاڑ پر اور فرماتا ہے فاستوی علی سوقہ یعنے سیدہا کھڑا ہوگیا اپنے تنہ پر یعنے درخت اور فرماتا ہے فاذا استویتم علیہ یعنے جب تم سیدہے بیٹھہ لو جانور پر تو کہو سبحان الذی سخر لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین یعنے پاک ہی وہ پروردگار جسنے ہمارے اختیار مین دیدیا اوس جانور کو اور ہم اوسکو دبا لینے والے نہ تہے اور فرماتا ہے

۱۲۹

ولما بلغ اشده واستوی یعنے جب پہونچا وہ اپنی قوت کو اور اعضا
اوسکے برابر ہوئی اور فرماتا ہی لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ
یعنے برابر نہین ہونگے دوزخ والے جنت والون کے اور فرماتا ہے ہل یستوی الذین
یعلمون والذین لا یعلمون یعنی کیا برابر ہین جو لوگ جانتے ہین اور جو نہین جانتے غرض
اب جو ہماری زمانہ کے عوام لوگون مین سے گمان کرے کہ استوا کے معنے مجہول
ہین جیسے الم کے معنے مجہول ہین یا جیسے اور حروف مقطعات جو اوائل سورتون مین
واقع ہین تو بیشک وہ صریح گمراہ ہوگیا اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ حروف
تہجی مین اور ایسے لفظ مین مطلق فرق نہ کیا جس سی بہت سے الفاظ موضوعہ جو
معانی مین مستعمل ہوتی ہین مستنبط ہوئی ہین اور وہ معانی بہی برابر بدل ہوتے ہین
اور عرب کے لوگون مین بخوبی مشہور رہین اور خاص عام سب اوسے بخوبی جانتے
ہین اور اگر استوا اوائل سور کے مانند مجہول ہوتا تو اہل لغت اوسکو اپنے
کتب مین کیونکر ذکر کرتے اسلیے کہ ظاہر ہے کہ اہل لغت کا ذکر کرنا خاص معانی
کے بیان کرنیکو ہوتا ہے نہ فقط لفظ کے ذکر کرنیکو اور معنے کے ترک کر دینے کو
جیسے کہ تو دیکھتا ہے چنانچہ فیروز آبادی نے قاموس محیط مین کہا ہے
استوی یعنی معتدل ہوا اور آدمی اپنے قوت پر پہونچا یا چالیس برس کا ہوگیا
اور استوی الی السماء یعنی آسمان کی طرف چڑہا یا ارادہ کیا یا قصد کیا یا اوسطرف
متوجہ ہوا اور غالب ہوا اور کہا ہے امام احمد بن محمد بن علی الرافعی نے مصباح المنیر
مین استوی الطعام یعنے کہانا پک گیا اور استوی القوم فے الحال

عرب جب کہا ہے کہ اوس قوم کا ہر شخص اپنی غیر پر کوئی فضیلت نہ رکہتا ہو اور سب کے سب برابر ہو جاوین اوس حال مین اور وہ سب کا سب ایک حال مین برابر ہو جاوین

اور استوی جالسا اور استوی علی العرش اس سب کے معنے یہ ہین کہ قرار پکڑا اور استوی المکان یعنے جگہہ برابر ہو گئی اور سویتہ یعنی برابر کیا مین نے اوسکو اور استوی علی العراق عراق کا قصد کیا اور استوی علی سریر الملک یہ کنایہ ہے اوس ملک پر حاکم ہو جانے کا اگرچہ وہ حاکم تخت پر نہ بیٹھے اور زمخشری نے کہا ہے کہ استوا کے معنے اعتدال اور استقامت کی ہین جیسے کہتی ہین استوی العود وغیرہ یعنی برابر ہوی لکڑی وغیرہ جبکہ وہ سیدہی کہڑی ہو جاتی ہے اور برابر ہو جاتی ہے پہر کہا جاتا ہے استوی الیہ کالسہم المرسل یعنے قصد کیا اوسکا جیسے چلا ہوا تیر یہ جب کہتے ہین جب قصد کیا کسی چیز کا برابر بغیر اسکے کہ جہکے اور متوجہ ہو کسی اور کیطرف اور اسی سے استعارہ کیا گیا ہے ثم استوی الی السماء یعنی قصد کیا اوسکے طرف اپنا ارادہ اور مشیت کے ساتہہ بعد اسکے کہ زمین کی سب چیزین پیدا کر لین اور فرا نے کہا استوے یعنے جب بیٹہا اور جوہری نے صحاح مین کہا واستوی من اعوجاج واستوے علی ظہر دابتہ یعنے سیدہا ہو گیا ہے اور سیدہا سوار ہوا اوسکی پیٹہہ پر یعنی قرار پکڑا واستوی الی السماء یعنے قصد کیا اور استوی یعنے مستولی اور غالب ہوا اور استوی الرجل یعنے تمام ہوا شباب اوسکا اور استوی الشی یعنے برابر ہوی وہ چیز اور حکایت کی ابن عبد البر نے ابی عبیدہ سے اللہ تعالے کے اس قول مین

الرحمن علی العرش استوی کہا اونہون نے علا یعنے اوپر ہوا ایک شاعر نے کہا تھا وردتہم ما یفیقا فعرہ وقد خلق النجم الیمانی فاستوی ای علا ارتفع یعنے بلند ہوا اور ناظرعین الغریبین نے کہا استوی الی السما یعنے قصد کیا اسمان کی طرف اور متوجہ ہوا اوس طرف ابن اثیر نے نہایہ مین کہا اور صراح مین جو خلاصہ ہے صحاح کا اور کہا قاضی بیضاوی نے اصل استوا کی طلب سوا ہے اور اطلاق اوسکا اعتدال پر ہے اسلئے کہ اسمین تسویہ ہی ہے ارکان کی رکہنے کا اور ابو البرکات نے کہا استوا کے معنے اعتدال ہے یا در استقامت یعنی سیدہا ہونا کہا جاتا ہے استوی العود ای یعنے لکڑ بیا سیدہی اور برابر ہو گئی پہر کہا جاتا ہے استوی الیہ کالسہم المرسل یعنے سیدہا ہوا طرف اوسکے جیسے چہوٹا ہوا تیر جب قصد کرتا ہے آدمی کسی چیز کا قصد پورا ایسا کہ وہ کسی اور طرف جہکے اور مجاہد جو بڑے تابعین سے ہین اونہون نے کہا ہے استوی بمعنی علا ہے یعنے اونچا ہوا اور کلبی نے اور مقاتل نے کہا استقر یعنے قرار پکڑا اور ابو عبیدہ نے کہا صعد یعنی چڑہ گیا اور ابن عباس نے کہا یہ ایسی بات ہے جیسے تم مین سے کوئی کہے کسی شخص بیٹہی آدمی کو کہ وہ سیدہا کہڑا ہو گیا اور ابو العباس ثعلب نے کہا استوی علی العرش علا یعنے عرش پر بلند ہوا اور استوی الوجہ یعنے مونہہ درست ہو گیا اور استوی القمر یعنے چاند پورا ہو گیا اور استوی زید وعمرو یعنے زید اور عمرو مشابہ ہو گئے اور استوی الی السماء قبل یعنے آسمان کے طرف متوجہ ہوا اور ابو العباس

نے کہا استوی علا ارتفع یعنے اوپر ہوا اور بلند ہوا اور یہی اسحاق بن راہویہ نے کہا اور طبری نے اور خلیل نے بھی کہا استوی الی السماء ارتفع یعنی آسمان کے اوپر مرتفع ہوا اور ایک شاعر نے کہا شعر استوی بشر علی العراق یعنے غالب ہوا بشر عراق پر اور دوسرے نے کہا فلما علونا واستوینا علیہم یعنے پہر غالب ہوئے ہم اور چڑہے ہم اونپر اور عرب کہتا ہے استوی الماء والخشبۃ یعنی برابر ہو گیا پانی لکڑی کے غرض اب غور کرو ابن عباس اور ابی عبیدہ اور ابی العالیہ اور اسحق بن راہویہ اور مجاہد اور کلبی اور مقاتل وغیرہم کے قولوں میں جو اکابر سلف اور اعاظم مفسرین سے ہیں کہ اونہوں نے کیسے استوا کے معنے بیان کیے ہیں اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ وہ مہمل اور غیر موضوع ہے اور اوسکے کچھہ معنے نہیں یا اوسکے معنے معلوم نہیں اور اتفاق کیا اس امر پر تمام لغت کی اماموں نے جیسے خلیل اور فرا اور ابو العباس اور فیروزآبادی اور جوہری وغیرہم ہیں اور نظر کرو متاخرین مفسرین کی طرف جیسے زمخشری اور بیضاوی اور ابی البرکات اور اونکے سوا اور لوگ ہیں جنکے گننے سے شغل ہے کہ آگے ہم بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور اوسمیں پوری بات کہیں گے غرض جو اسمیں تہوڑا سا بہی تامل کریگا جو ہم نے ذکر کیا ہے تو جان لیوی کہ استوا لغت عرب میں معانی متعددہ کے لیے موضوع کیا گیا اور قرآن میں جابجا وارد ہوا ہے سو ضرور ہے کہ اوسکے ہر ایک جگہہ ایسے معنے لیے جائیں جو مناسب ہوں اور یہ لفظ بے معنے چہوڑ دیا جاوے اسلیے کہ قرآن سب کلاموں سے زیادہ فصیح ہے اور نظام اوسکا سب نظاموں

۱۳۳

سے بڑھ کر بلیغ ہے پھر کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ اوس میں کوئی لفظ بہرتی کے لیئے
بیکار ہو اور نہیں تو قران پر اوس میں نقصان لازم آتا ہے برتر اللہ تعالی اس سے
اور بہت پاک ہے اور جب یہ تمہید تمام ہو چکے تو ہم کہتے ہیں کہ کلام اس مقام میں
متعلق ہے معانی استوا سے جو وارد ہوا ہے اللہ تعالی کے اس قول میں
الرحمن علی العرش استوی اور جو دوسری آئتیں اسکے برابر اور مثل ہیں اور ہم کو
اور مقامات باقیہ سے غرض نہیں ہی تو اب ہم ذکر کرتے ہیں اون اقوال کو جو ائمہ
سلف اور خلف سی مفسرین کی اسبارہ میں وارد ہوی ہیں ساتھ تحقیق حق اور تردید
باطل کے اور اللہ تعالی مددگار اور معین ہی اور ہم اوسے مدد چاہتے ہیں
اور ہر باب میں اوس سے طالب صواب ہیں پہلے جو بخاری نے کہا ہے اپنی صحیح
میں کہ مجاہد نے کہا استوی علی العرش علا علی العرش یعنے اوپر
ہوا عرش کی کہا ابن حجر نے کہ فریابی نے اوسکو متصل کردیا ہے اور وہ روایت کرتے
وہ روایت کرتے ہیں ابن ابی نجیح سے وہ مجاہد سے اور ذہبی نے کہا اسناد اوسکے
صحیح ہے ابن حجر نے فتح الباری میں کہا کہ ابن بطال نے کہا ہے کہ تفسیر استوا
کی علا کرکے صحیح ہے اور یہی مذہب حق ہے اور قول ہے اہل سنت کا
اسلیئے کہ اللہ سبحانہ موصوف ہے ساتھ علا کے اور فرمایا اوس خدا وند تعالے
نی سبحانہ وتعالی عما یشرکون یعنے پاک ہی اور بلند و برتر ہے اون چیزوں سے
جنکو وہ شریک کرتے ہیں اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں کہا ہے
ثم استوی علی العرش ای علا وارتفع یعنے پہر استوا کیا عرش پر

یعنے بلند ہوا اونچا ہوا اور حکایت کی ابن عبدالبر نے ابی عبیدہ سے اس قول کی تفسیر میں الرحمٰن علی العرش استوی اور کہا علا یعنے اوپر ہوا ذکر کیا اوسکو قرطبی نے اپنی تفسیر میں اور دارقطنی نے روایت کی اسحٰق کادی سے کہ اونہوں نے سنا ابو العباس ثعلب سے کہ وہ کہتے تھے استوا علی العرش میں علا یعنی اوپر ہوا اور قرطبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ استوا کلام عرب میں علو اور استقرار یعنے بلندی اور ٹھیرنے کے معنوں میں ہے اور ابن بطال نے کہا ہے لوگوں نے اختلاف کیا ہے استوا میں جو اسجگہ مذکور ہے سو معتزلہ نے کہا ہے معنے اوسکے استیلا یعنی غلبہ کے ہین اور بعض اہل سنت نے کہا معنے اوسکی اوپر ہوا تمام ہوا قول ابن بطال کا اور کہا ہے مصابیح میں کہ جو کہا ہے مجاہد نے کہ معنے اوسکے اوپر ہوا پسند کیا ہے اوسکو بہت اماموں نے اہل سنت کی اور دفع کیا اعتراض اوس شخص کا جسنے کہا علا اور ارتفع کا ایک ہی مطلب ہے اور تم نے ارتفع کو باطل کیا ہے کیونکہ ظاہر ہے اوس سے حرکت پستی سے بلندی کی طرف معلوم ہوتی ہے اور وہ محال ہے اسطرح سے کہ اللہ نے اپنی نفس کی صفت علو سے بیان کی ہے اور ارتفاع سے نہین بیان کی ایسا ہی کہا قسطلانی نے ارشاد میں ایسا ہی ہین دوسرے ارتفع یعنے اوپر ہوا اور بلند ہوا چنانچہ بخاری نے اپنی صحیح مین کہا ہے کہ ابو العالیہ نے کہا استوی الی السماء یعنے بلند ہوا سو برابر کیے اوسکی پیدائش اور کشمیہنی کی روایت میں ہے کہ فسواھن یعنے پیدا کیا

اسمانون کو اور وہ موافق اوس نقل کے ہے جو ابو العالیہ سے بلفظ فقضاہن عردی ہو یعنے پورا کیا اونکو جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبری نے ابی جعفر رازی کے روایت سے ابو العالیہ سے تفسیر مین اللہ تعالے کے اس قول کے ثم استوی الی السماء کہا ارتفع یعنے بلند ہوا اور اوسکی تفسیر مین فقضاہن کہا کہ پیدا کیا انکو اور یہی قول قابل اعتماد ہے اور بغوی نے اپنے تفسیر مین کہا ہے ثم استوی الی السماء کہا ابن عباس نے اور اکثر مفسرین نے سلف سے کہ یعنے بلند ہوا آسمان کی طرف اور ذہبی نے کہا کتاب العرش و العلو مین کہ کہا اسحاق بن راہویہ نے کہ سنا مین نے کئی مفسرون سے کہ وہ کہتے تہے الرحمن علی العرش استوے یعنے رحمن عرش پر بلند ہوا اور کہا محمد بن جریر الطبری نے اللہ کے اس قول مین ثم استوی علی العرش الرحمن ای علا وارتفع یعنے اوپر ہوا اور بلند ہوا اور روایت کی ابن جریر نے ربیع بن انس سے کہ اونہون نے کہا استوا کے معنے ارتفع یعنے بلند ہوا اور خلیل بن احمد نے کہا ثم استوی الی السماء یعنے بلند ہوا اور یہ بہی پوشیدہ نہ رہے کہ علا اور ارتفع دونو کے ایک ہی معنے ہین جیسے لغت کا تقاضا ہے چنانچہ قاموس مین کہا ہے علو بہ معنے رفعت ہی اور علا النہار کے معنے دن مرتفع ہوا یعنے چڑہ گیا اور علا مانند سما کے رفعت کے معنو نمین سے ہے اور ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے ابن بطال سے نقل کرکے کہ اونہون نے کہا جسنے تفسیر کی ارتفع کرکے اوس مین تامل ہے اسلئے کہ اللہ تعالے نے

اپنا وصف ارتفاع نہین فرمایا مین کہتا ہون کہ وصف کیا اس لفظ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہان فرمایا ہے ثم یرتفع تبارک و تعالی علی کرسیہ ویرتفع معہ النبیون یعنے پہر مرتفع ہوجاویگا پروردگار برکت والا اور بلند ذات والا اپنی کرسی پر اور مرتفع ہوجاوینگے اوسکے ساتہہ پیغمبر لوگ روایت کی یہ عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب الرد علی الجہمیہ مین عبد الاعلے بن حماد سے اونہون نے عمر بن یونس سے اونہون نے جہضم بن عبد اللہ سے اونہون نے ابو طیبہ سے اونہون نے عثمان بن عمیر سے اور روایت کی یہ لیث بن ابی سلیم نے عثمان بن عمیر سے اور اوس مین یہ لفظ ہین ثم یرتفع تبارک و تعالی علی کرسیہ ویرتفع معہ النبیون اور ذکر کی یہ روایت فیروز آبادی نے سفر السعادت مین اور منسوب کیا اسکو ابن ابی الدنیا کیطرف بسند صحیح اور روایت کی ابو یعلے موصلی نے انس سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کتاب العرش مین حسن بن علی سے اونہون نے قاسم بن اشعث سے اونہون نے ابی حنیفہ یمانی سے اونہون نے عمر بن عبد الملک سے کہا کہ خطبہ پڑہا ہم پر علی رضی اللہ عنہ نے یہانتک کہ کہا فرمایا مجہہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کے طرف سے کہ فرمایا اوسنے قسم ہے میری عزت اور جلال کی اور میرے ارتفاع کی میرے عرش پر آخر حدیث تک اور روایت کی یہ ابو احمد غسال نے کتاب المعرفتہ مین احمد بن حسن سے اونہون نے حلوانی سے اور روایت کی مالک بن دینار نے انس سے کہ اونہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی مجکو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے کہ وہ فرماتا ہے قسم ہے

مجکو میرے عزت کی اور میرے جلال کی اور میرے استوا علی العرش کی
اور میری بلندی مکان کی مین اپنی بندی سے شرماتا ہون اور اپنی باندی سے
کہ بوڑہے ہو جاوین وہ اسلام مین اس بات سی شرماتا ہون کہ اونہی عذاب
کرون روایت کی یہ حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب مین ابی بکر بن سندی
سے روایت کی ہم سے جعفر بن محمد بن الصباح نے انہون نے
یحیے ابن حزام سے انہون نے محمد بن عبد اللہ انصاری سے انہون
نے مالک بن دینار سے یہ سب واتیین ذہبی نے کتاب العلو
والعلو مین ذکر کی ہین اسپر کہ ہم محتاج نہین اسکے کہ یہ لفظ وارد ہوا ہو
لسان شارع مین اسلئے کہ جب ہم قطع نظر کرین اون روایتون سے
جو ہم نے ذکر کی ہین یعنے جس مین لفظ ارتفاع کا وارد ہوا ہے
جب بہی ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ارتفع بمعنے علا ہے پہر جب اطلاق
علا کا اللہ پر جائز ہوا تو اطلاق ارتفع کا بہی جائز ہوا اسلئے کہ ان دونو
معنے مین کوئی فرق نہوا اور کیونکر نہ جائز ہو جب خود لفظ ارتفع احادیث
متعددہ مین وارد ہو چکا ہوا اسلئے کہ یہ امر اس سے زیادہ نہین ہے
کہ علا کی تفسیر ارتفع سے کرین تاکہ دونون کا ایک ہونا ثابت ہو جاوے
حسب تصریح امام لغت اور یہ تو ایسی بات ہے جیسے استوا کی تفسیر کوئی فارسی مین
کرے جیسی کہا ہی عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمہ استوا مین قرار گرفت
و مستقر شد بر عرش اور اون کے صاحبزادے عبد القادر نے اپنے ترجمہ ہندی مین کہا ہے

ٹہا اور ایسا ہی کہا اونکے بہائی رفیع الدین نے اللہ اونکی درجہ بلند کرے درجات
خلد مین اور ان معنونکا کوئی انکار نہین کرتا جسکو ذرا بہی بہرہ عقل ہی اور اسکی منع مونہ سکو
زبان سے نہین نکالتا جسکو ذرا بہی عقل چہو گئی ہو اور ابن تیمیہ نے کہا ہی استوی معلوم ہی معنے
اوسکی سب جانتے ہین اور دوسری زبانونمین اوسکا ترجمہ کیا جاتا ہی مگر کیفیت اوسکی
مجہول ہی اور جسنے احتیاط کی اسکی ترجمہ نکرنے مین تو اوسکی احتیاط کسی دلیل سے مستنبط نہین اور
سوا اسکی اور امر نہین ہی کہ ایسی احتیاط اس روایت مین داخل ہی جو ہم نے مقدمہ مین ذکر
کی ہی بروایت شیخین کہ ایک قوم نے ایسی بات سے پرہیز کیا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کیا تہا سو آپنے فرمایا کیا حال ہی اون لوگون کا کہ پرہیز کرتے ہین ایسی چیز سے جو مین
کرتا ہون اور قسم ہی اللہ کی مین اون سے زیادہ اللہ کا علم رکہتا ہون اور اونسے زیادہ اوس سے
ڈرتا ہون اور جب یہ امر واضح ہو گیا کہ اوسکو رسول نے اوسکو ارتفاع کی ساتہ معنے
کیا ہی تو پہر کون امر ہمکو مانع ہو سکتا ہی اسکی اطلاق کرنے سے اللہ سبحانہ تعالی پر اور اگر
ہم بہی اس سے پرہیز کرین تو اونہی لوگون مین ہین جن پر یہ حدیث صادق آئی
اللہ ہمکو پناہ دے اس سے اور جو منقول ہوا حضرت امام سے
فقہ اکبر مین اور جو علما نے ذکر کیا ہے فارسی مین اللہ کے
صفتون مین سے بزرگ ہین اوس کے اسما اور صفات
سو اوسکا زبان پر لانا روا ہے سوا ید کے کہ اوسکا فارسی
مین ذکر کرنا روا نہین باوجود اسکے کہ یہ بہی
ایک ترجیح بلا مرجح ہے کہ کوئی مرجح اوسکا ہمکو

اس مقام مین نہین ملتا اور ذکر کیا قاری نے اوسکی شرح مین منع اسکو کہ
امام کیکر اوپر کوئی دلیل جو ید سکے ترجمہ سے منع کی ایسے نہین ذکر کی اور
صحیح بات مطابق عقل سلیم کے یہی ہے کہ ید مانند وجہ کے ہے اور
مانند تمامی صفات کی پہر جب سکا ترجمہ روا ہوا اوسکا بہی روا ہوا اور اس سے
زیادہ تعجب کی بات یہہ ہے کہ امام صاحب اوس مین فرماتے ہین کہ ید کہنا بدون
خدا بلا تشبیہ وکیفیت روا ہے اور یدکا ترجمہ منع ہے اور یہہ تحکم اور ترجیح بلا
مرجح کے اور کیا ہے اور شاید کلام امام کا کوئی اور مطلب ہو کہ شریعت
مین آیا ہو اور اسد اپنی بندون کی خبر خوب جانتا ہے اور یہہ بہی پوشیدہ
نہین کہ کلام ابن بطال کا جو ہم نے نقل کیا ہے ابہی اوپر کہ جسکے ارتکاب
مین تامل ہے سراپا باطل ہے ہرگز اوسکو قبول لینا اور جیسے رہنا اوسپر روا
نہین جیسے ابن حجر جیسے شہر ہ ہے اور قسطلانی نے بہی اسکو ذکر کیا ہے
ارشاد الساری مین ساتہہ کسیقدر زیادت کے جو مصابیح سے نقل کی ہے
اور اونہون نے اوسکا ابطال نکیا اور شاید وجہ اسکی یہ ہو کہ بطلان اوسکا
ظاہر او بدیہی ہے کہ بغیر فکر و تدبر کے ہر ایک پر واضح ہو سکتا ہے جیسے
ہم نے اوپر نقل صحیح اور عقل صریح سے مفصلاً اوپر بیان کر دیا اور
جو کلام ہے صاحب مصابیح کے ظاہر معنی ہے جسکو نقل کیا ہے ارشاد
الساری مین وہ یہ ہے کہ ید تعالی مین ایک دلالت ظاہری اسپر پائی
جاتی ہے کہ منتقل ہوا ہو وہ تعالی سے اسفل سے اعلی کو اور وہ محال ہے

اللہ تعالے کے لیے غرض تفسیر یعنی ارتفع کے رو مین بہا ہے
ضعیف ہے اسلئے کہ یہ امر بعینہ علا مین بہی ہر کوئی کہہ سکتا ہے اسلئے کہ
ارتفع اور علا دونون مرادف ہین بحسب لغت اور دونون صیغے ماضی کے ہین
کہ تجدد اور حدوث کے لیے آتے ہین پہر جو ہم کہتے ہین علا مین کہ علو
اوس تعالی کا محمول ہے ظاہر معنے پر بلا کیف اور بلا تشبیہ کہ وہ علو جسام
کے علو سے مشابہ نہین یہی جواب ہمارا ارتفاع مین بہی ہے کہ ارتفاع بہی
اوس تعالی کا ویسا ہی ہے جیسا کہ اوسکی ذات مقدس کو لائق ہے بلا کیف
اور بلا تشبیہ اسلئے کہ تو نے بخوبی معلوم کیا ہے کہ ارتفع کے معنی وہی علا
کے ہین بغیر کسے فرق کے اور ان دونون لفظون مین سے کسی طرح کا فرق اور تفاوت
نہین اور جیسا کہ اوسکے اوپر اطلاق علا کا جائز ہے ایسا ہی اطلاق ارتفع
کا بہی روا ہے اسیوجہ سے تم دیکہو گے ابن عباس اور ابی العالیہ اور طبری
اور اسحق بن راہویہ اور ربیع بن انس وغیرہم کو ائمہ سلف سے جو مفسرین ہین اور
خلیل وغیرہ کو جو ائمہ لغت ہین کہ وہ سب تفسیر کرتے ہین استوا کو ارتفاع کے
ساتہہ جیسے تفسیر کرتے ہین علا کے ساتہہ اور ذکر کیا اسکو بغوی وغیرہ نے
اپنی تفاسیر سے اور متاخرین مفسرون نے ذکر کیا ہے اپنی تفسیرون مین بغیر
انکار کے غرض یہ معنے ثانی بہی طرف معنی اول کے راجع ہین گویا
وہ دونو ایک ہی ہین اور اللہ خوب جانتا ہے اور تامل کرو اور شکر بجا لاؤ
تفسیر سے استقر یعنے قرار پکڑا سیوطی نے اتقان مین کہا ہے کہ حکایت

کی مقاتل اور کلبی سے وہ ابن عباس سے راوی ہین کہ استوی
یعنی استقر ہوا اور اپنی تفسیر مین جو ابن عباس کے طرف منسوب ہے
اوسمین ہے ثم استوی علی العرش یعنی قصد کیا طرف عرش کے
پیدا کرنیکی اور بعضون نے استقر کہا ہے اور بغوی نے کہا ہی اپنی
تفسیر مین کہ مقاتل ور کلبی نے کہا قرار پکڑا اور شیخ ولی اللہ نے کہا استقرار
شد بر عرش یعنے پہر عرش پر قرار پکڑا اور اون کے صاحبزادے مولوی
رفیع الدین صاحب نے کہا پہر قرار پکڑا اوپر عرش کے یعنی استقر اور
قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ استوا کلام عرب مین علو اور
استقرار کو کہتے ہین اور آگے جوہری کا قول مذکور ہو چکا ہی کہ انہون نے
کہا استوی ہوا دابہ پر یعنے قرار پکڑا اوپر اور اوسی معنے مین ہے قول
اللہ تعالی کا واستوت علی الجودی یعنی کشتی نے قرار پکڑا جودی پر اور علمانے
بہت اوسمین کلام کیا ہی اور اسکی تردید کی ہے اور ضعیف کہا ہی اوسی قبیل سے ہی قول ابن
حجر کا جو بطور نقل ابن بطال سے کہتے ہین کہ قول مجسمہ کا فاسد ہی اسلئے کہ
استقرار صفات اجسام مین سے ہی اور اس سے حلول اور تناہی لازم آتی ہے
اور وہ محال ہی اللہ تعالی کے حق مین اور مخلوقات کے لائق ہی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک اور فرماتا ہی لتستووا علی ظہوره ثم
تذکروا نعمة ربکم اذا استویتم علیه الآیة یعنی جب تو برابر بیٹھ جاوے اور جو لوگ تیرے
ساتھ ہین اور فرمایا جب تم بیٹھ لو اون سواریون کی پیٹھ پر اور یاد کرو نعمت اپنے

پروردگار کی جب تم اوسپر خوب جم جاؤ اور اسی قبیل سے ہی قول قسطلانی
کا ارشاد الساری مین کہ مجسمہ نے کہا ہے معنی استوا کے استقر ہین یعنی قرار پکڑا
اور یہ معنی رد کیا گیا ہی اس تقریر سے کہ یہ صفت اجسام کی ہی اور اس سی حلول
لازم آتا ہی اور وہ محال ہے اللہ تعالے کے حق مین اور اسی قبیل سی ہے
قول سیوطی کا اتقان مین کہ انہون نے کہا اگر یہ معنی صحیح ہو تو محتاج ہے
تاویل کا اسلئے کہ استقرار مشعر تجسیم کا ہی اور امام اعظم نے اپنی کتاب وصیت
مین فرمایا کہ ہم اقرار کرتے ہین کہ وہ تعالے نے عرش پر استوا کیا ہے
بغیر اسکے کہ اوسکو عرش کی طرف کچہ حاجت ہو یا وہ اوسپر مستقر ہو اور
وہ حافظ ہی عرش کا اور غیر عرش کا اور اگر وہ محتاج ہوتا تو ایجاد عالم
پر قادر نہوتا اور اوسکی تدبیر نکر سکتا جیسے مخلوق یہ نہین کر سکتی اور
اگر وہ جلوس اور استقرار کیطرف محتاج ہوتا تو قبل عرش پیدا ہونیکے
کہان رہتا غرض وہ پاک ہے ان سب باتون سے اور بہت بلند
ہی تمام ہوا قول امام کا اور پوشیدہ نرہی کہ یہ سب جو ذکر کیا ہی اس سے رد نہین ہوتا
اوسکا قول جو قائل ہی کہ استقرار بلا کیف ہی یعنی وہ استقرار ہی جو اوسکی ذات مقدس کے
لائق ہی نہ ویسا استقرار ہی کہ جیسے اجسام کو ہوتا ہو اور اسی لئے تمام امام کے قول کو دیکھو ہی کہ
وہ اوس استقرار کو رد کرتی ہین جو احتیاج کے معنون مین ہی اور محدثین لوگ جو استقرار
کے قائل ہین وہ یہ نہین کہتی کہ استقرار معنی احتیاج کے ہی اور وہ تعالی معاذ اللہ عرش
کیطرف محتاج ہے یا عرش اوسکا حامل ہے بلکہ وہ کہتے ہین

کہ حامل عرش اور غیر عرش کا وہی اللہ تعالے ہے اور عرش اور حاملان عرش
سب اوسکے محتاج ہین اور وہ اون سب سے بے پرواہ ہے بلکہ اس سے وہ قول
اون مجسمہ کا رد کرتے ہین جو کہتے ہین کہ رب اونکا ایک جسم ہے اجسام سے
اور استقرار اوسکا مانند استقرار اجسام کے ہے اور اوسنے ہمکو کچھہ
بحث نہین اور شاید مقصود اونکا استقرار کے رو سے وہی استقرار ہو
جو مانند اور اجسام کے ہے جیسے کہ دیکھتے ہو تم ابن حجر اور قسطلانی
کو کہ دونو نے تصریح کی ہے اس مقام مین مجسمہ کے رد پر اور نہین تو کیونکر
متصور ہوگی نسبت اس قول کے ابن عباس کی طرف جو امام ہین اہل سنت
کے فن تفسیر مین اور مبالغہ کیا ہے فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین
استقرار کے رد مین اور بہت سے دلائل اسکے ذکر کئے ہین کہ وہ حجت
ہین مجسمہ پر نہ اوسپر جو استقرار بلا کیف کا قائل ہے عرش پر اسلئے کہ
جتنی اونہون نے باتین ذکر کی ہین وہ کوئی اونکی طرف متوجہ نہین ہوتین
یعنے جو بلا کیف کے قائل ہین جیسے کہ ظاہر ہوگا تم پر جب تم اوسے
دیکھوگے اور اب آگے اسکی تفصیل اور زیادہ آویگی آگے کے
بابونمین انشاء اللہ تعالے اور ایک بات میرے ہی خیال مین آئی
استقرار کے شستت ہونیکے اور وہ یہ ہے کہ استقرار کا لفظ کہین قرآن مین اور
کلام رسول مین نہین وارد ہوا صلے اللہ علیہ وسلم اور ظاہر مین اس سے ایک
وہم ہوتا ہے اوس معنے کا جو مجسمہ کے مراد ہے اسلئے اطلاق اسکا

الله پر مستحسن نہین اور جو منقول ہے مقاتل اور کلبی سے وہ معتبر نہین اسلئے
کہ یہ علما کے نزدیک ضعیف ہین اور علما نے کہا ہے کہ ان مین مذاہب
مردودہ کی باتین ہین فقاتل چوتھے معنے استوا کے قعد مین یعنے
بیٹھا اور فرانی یہی کہا ہے اور ابن عباس سے بہی منقول ہوا ہے
روایت کیا اسکو بیہقی نے اسماء والصفات مین اور ذکر کیا ذہبی
نے کتاب العرش والعلو مین اور مراد اس قعود سے وہی معنے لغوی
ہین لیکن قعود الله جل جلاله کا اوسکی مخلوق کی قعود سا نہین ہے بلکہ قعود
اوسکا ویسا ہے جیسا اوسکو لائق ہے جیسے ہم نے تمام معانی مین ذکر
کر دیا ہے اور اسی تقریر سے ہم مجسمہ سے جدا ہو جاتے ہین اور مشبہہ سے بہی
اسلئے کہ ان لوگون نے تشبیہہ دی الله جل جلاله کو اور اوسکے صفات
عالیہ کو خلق کے ساتھہ اور ہم یہ نہین کہتے بلکہ ہم کہتے ہین کہ لفظ قعود کا محمول
ہے اپنی موضوع پر مگر وہ متفاوت ہے کہ قعود مخلوق کا ایک
طور پر ہے اور قعود خالق کا دوسرے طور پر
کہ اوس طور کو سوای اوس تعالی کے کوئی نہین جانتا جیسے وجود
مین دیکھو کہ وجود ہمارا ویسا نہین ہے جیسا وجود باریتعالی کا ہے از روے
کیفیت کے اور اگرچہ لفظاً اور معناً دونون متحد ہین یعنے دونو سے وہ
مراد ہے جسکے لئے لفظ وجود وضع کیا گیا ہے لغت مین اور یہ
معنے استوا کا صحیح ہے کہ اسمین کسی طرح کا ضعف نہین اور نہ سستی ہے

اور اسی لئے مولوی عبد القادر صاحب نے موضح القران مین استوے علی العرش کے مضمون کا ترجمہ یون کیا ہے کہ بیٹھا تخت پر یعنی قعود کیا اور عرش پر اور وارد ہوا ہے یہ لفظ کئی حدیثون مین سوا اسمین یہ وہم نہ کہ یہ لفظ اللہ جل جلالہ کے لئے وارد نہین ہوا یا تفسیر استوا مین یہ لفظ بولنا روا نہین ہے چنانچہ اون روایتون مین سے جن مین قعود مذکور ہے یہ روایت ہے جو طبرانی نے کبیر مین مرفوعاً نقل کی ہے اور اوس مین یہ مذکور ہے اذا قعد علی کرسیہ لفصل عبادہ کہ جب بیٹھیگا وہ پروردگار جل جلالہ وعم نوالہ اپنی کرسی پر اپنے بندون کا فیصلہ کرنیکو اور روایت کی ابو عبد الرحمن نے جو بیٹے ہین احمد بن حنبل کے اپنے باپ سے کتاب السنۃ والرد علی الجہمیہ مین اونہون نے عبد الرحمن بن مہدی سے اونہون نے سفیان ثوری سے اونہون نے ابی اسحق سبیعی سے اونہون نے عبد اللہ بن خلیفہ سے اونہون نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اونہون نے کہا آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت اور عرض کی واسطے کہ اللہ سے آپ دعا کرو کہ مجھے داخل کرے وہ جنت مین سو آپ نے تعظیم بیان کی پروردگار کی اور فرمایا جب کہ بیٹھتا ہے وہ پروردگار اپنی کرسی پر اوس مین سے آواز آتی ہے جیسے نئے پالان سے آدمی کے بیٹھنے کے وقت آواز آتی ہے اور روایت کی عباس بن محمد العظیم نے ... سے اونہون نے اسرائیل سے اونہون نے ابی اسحاق سے اونہون نے عبد اللہ بن خلیفہ سے اونہون نے

عمر سے اور اوسکی لفظون مین یہ ہے کہ کرسی رحمٰن تعالیٰ شانہ کی آسمانون سے اوپر ہے اور وہ اسکے اوپر بیٹھتا ہے سو کرسی مین کہلی جگہہ نہین رہتی مگر چار انگل کہا امام ذہبی نے کتاب العرش بن العاد مین یہ حدیث محفوظ ہے ابی اسحق سبیعی سے جو امام ہین کوفیون کے اپنے زمانہ کے کہ اونہون نے یہ حدیث سنی ہے کئی صحابیون سے اور شیخین نے اونکے حدیث صحیحین مین روایت کی ہے لئے ایسے معتبر ہین کہ شیخین اونکی روایت لیتے ہین اور وقات کی ایکسو ستائیس سنہ ہین متفرد ہوی وہ اس حدیث کی روایت مین عبد اللہ بن خلیفہ سے جو قدما تابعین سے ہین اور ہم اونکی حال کو جرح اور تعدیل کی راہ سے نہین جانتے ولیکن اس حدیث کو ابو اسحق سبیعی نے روایت کیا اور اقرار کیا اسکا جیسے اور حدیثون کا اقرار کیا جو صفات مین وارد ہوی ہین اور روایت کی یہ سفیان نے بہی اسی طرح اور روایت کی ابو احمد زبیری نے اور یحیی بن ابی بکر نے اور وکیع نے اسرائیل سے اور کہا امام عبد اللہ بن احمد حنبل نے اپنی کتاب مین جسکا نام رد علی الجہمیہ ہے کہ روایت کی مجہہ سے میرے باپ نے اونہون نے وکیع سے حدیث اسرائیل کی اونہون نے ابی اسحق سے اونہون نے عبد اللہ بن خلیفہ سے اونہون نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جب بیٹھیگا پروردگار کرسی پر تو وہ مین کہڑے ہوگئے ایک شخص کے کہ اوسکا نام لیا میرے باپ نے یعنے یہ حدیث سنکر اور وہ شخص نزدیک تہا وکیع کے سو غصہ ہوے

وکیع اور کہا اونہون نے پایا ہم نے اعمش کو اور سفیان ثوری کو کہ وہ بہی
اس حدیث کو روایت کرتے تہے اور انکار نہ کرتے تہے ۵ شاید وہ
شخص جسکی رونگٹے کہڑے ہوگئے وہ منکر صفات تہا اور اس روایت کو
بیان کرنا خدا کی درگاہ مین اوس نادان سفیہ نے گستاخی اور بیادبی جانی جیسے
ہماری زمانہ کے بعض جہلا منکران صفات ہین معاذ اللہ من ہذا الانکار انتہی
قول المترجم پہر کہا امام ذہبی نے اوس کتاب مین کہ یہ حدیث صحیح ہے نزدیک
ایک جماعت کی محدثین سے اور روایت کیا ہے اسکو حافظ ضیاء الدین
مقدسی نے اپنی صحیح مین اور وہ ابن حبان کی شرط پر ہے اور ابن حبان نے مین
جانتا ہون کہ اوسکو روایت کیا یا نہین اسلئے کہ اون کے نزدیک شرط یہ ہے
کہ جب ایک راوی عادل حافظ کسی راوی سے روایت کرے جو جرح
کے ساتہہ مشہور نہو تو وہ سند صحیح ہے پہر جب ان اماموں نے جیسے
ابو اسحق السبیعی ہین اور ثوری اور اعمش اور اسرائیل اور عبد الرحمن بن مہدی
اور ابو احمد الزبیری اور وکیع اور احمد بن حنبل وغیرہم ہین کہ اون سبکا ذکر
کرنے مین ایک طول ہوتا ہے اور گنتی گننا باعث تطویل سے اور یہ سب
لوگ ہدایت کی چراغ ہین اور رفع ظلمت کے لئے آفتاب ہین جب ان لوگون
نے اوسکو قبول کرلیا اور روایت کیا اور کسی نے انکار نہ کیا اور نہ طعن
کی اوسکی اسناد مین تو ہم کون مین جو اوسکا انکار کرین اور اوسپر بتبدعی کرنیکا
ارادہ کرین بلکہ ہم کو ضرور ہے کہ اوسپر ایمان لاوین اور اوسکی کیفیت کا علم

الله کو سونہین جیسی فرمایا ہے امام احمد بن حنبل نے کہ ہم کوئی صفت اپنے پروردگار
کی صفتون مین سے نہین چھوڑتے ہین بسبب اوس طعن کے جو ہم پر ہو
یعنے اہل بدعت کے جانب سے اور اگر تمکو اس صفت کی سننے سے نفرت ہوتی
ہے تو وکیع بن جراح کے طرف دیکھو جو خلیفہ تھے سفیان ثوری کے اور وارث
تھے اونکے علم اور فضل کے اور انگشت نما تھے لوگون مین کہ یہ
سفیان کے جانشین ور رہے رہین غرض اونکو کیسا غصہ آیا اوس دن پر
جسکے روبرو مین کھڑے ہوتے دیکھا اور ضرور اس حدیث کا ذکر صحابہ مین
ہوگا اسلئے کہ اونکی اقوال مین داخل ہے یہ بات کہ اللہ آسمان پر ہے اپنے عرش کے
غرض یہ حدیث حکم مین احادیث مرفوعہ کے ہے اسلئے کہ اصحاب
رضی اللہ عنہم ایسی بات ہرگز نہین کہہ سکتے مگر جب سنی ہو اونہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلئے کہ اونکو اس مین گنجائش اجتہاد کے
نہین اور نہ وہ ایسی بات اپنی رائے سے کہہ سکتے ہین اور سوا اسکے
کوئی امر نہین ہے کہ اونھون نے اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے تمام ہوا مضمون امام احمد کے قول کا پانچوین معنی استوا کے صعد
ہین کہ ابو عبیدہ نے کہے ہین روایت کی یہ بغوی نے اپنی تفسیر مین اور وہ
مثل قعود کے ہے بلا کیف اور ثابت ہوا ہے احادیث صحیحہ مین نزول
پروردگار کا اپنے عرش سے آسمان دنیا تک پہر جیسے نزول سے
محمول ہے اپنے ظاہری معنی لغوی پر اور ایسا نزول بھی جو اوسکی ذات

مقدس کی لایق ہی ایسا ہے صعود یعنے چڑہ جانا اوسکا بہی ویسا ہی ہے چنانچہ سیوطی نے اتقان مین کہا ہے تیسرے یہ کہ وہ استوی بمعنی صعد کے ہو جیسے ابو عبیدہ نے کہا اور رد کیا گیا ہے یہ قول اونکا اسلئے کہ وہ خداوند تعالی منزہ ہے صعود سے بہی مین کہتا ہون کہ یہ رد کرنا خود قابل رد ہے اسلئے کہ صعود حدیث مین وارد ہوا ہے جیسے مروی ہے عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے کہ اونہون نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عبد الاعلے بن حماد سے روایت کی اونہون نے عمرو بن یونس سے اونہون نے جہضم بن عبد اللہ القیشی سے اونہون نے ابو طیبہ سے اونہون نے عثمان بن عمیر سے اونہون نے انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جمعہ کا دن ہوتا ہے اوترتا ہے اللہ تعالی عزوجل علیین سے اپنی کرسی پر پہر کرسی کی گرد منبر نور کے بچہائے جاتے ہین پہر انبیا لوگ آتے ہین اور اوسپر بیٹہہ جاتے ہین پہر اوسکے گرد کرسیان سونے کی بچہائی جاتی ہین پہر صدیق اور شہید آتے ہین اور اوسپر بیٹہہ جاتے ہین پہر جنت کے اور لوگ آتے ہین اور وہ ٹیلون پر بیٹہہ جاتے ہین پہر اونپر پروردگار ایک تجلی فرماتا ہے یہانتک کہ وہ سب اوسکے چہرہ پر انوار کو دیکہتے ہین اور وہ فرماتا ہے کہ مین وہی ہون جسنے اپنا وعدہ تم سے سچا کیا سو مجہہ سے کچہہ مانگو سو وہ مانگنے لگتے ہین یہانتک کہ اونکی سب آرزوئین پوری ہو جاتی ہین اور اونپر ایک دروازہ ایسی چیز کا

کہو لا جاتا ہے جسے کسی آنکھہ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی آدمی کے دل مین اوسکا خیال گذرا اور وہ دروازہ اوپر مفتوح رہتا ہے اوس دن تک جتنی دیر مین لوگ جمعہ سے تحلیہ پہرا کرتے ہین یعنی دنیا مین پہر پروردگار جل جلالہ و عم نوالہ چڑہ جاتا ہے اپنی کرسی پر اور چڑہ جاتے ہین اوسکے ساتہہ صدیقین اور شہدا اور ذکر کیا آخر حدیث تک خداوند اپنے فضل و کرم سے مجہے اور مولف رسالہ اور میرے سب برادران ہم عقیدہ کو اوس جماعت مین داخل فرماوے جو اپنے پروردگار کے ساتہہ اوپر چڑہ جاوینگی اور منکران صفات کو ہدایت کرے انتہے۔ قول المترجم امام ذہبی نے کتاب العرش و العلو مین کہا ہے کہ یہ حدیث محفوظ ہے اور اوسکے شواہد سنن مین موجود ہین اور اوسکے معانی یہ بات ہے کہ صعود مانند نزول کے ہے اور جب نزول ثابت ہوگیا تو صعود کے ثبوت کا کون مانع ہے اسلیے کہ دونون بنسبت ذات مقدس باری تعالے برابر ہین اور ثابت ہو چکا ہے نزول روایات متعددہ سے کہ قریب تیس کے ہین امام ذہبی نے کہا ہے کہ اوسکو بیس پر چند اصحاب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور مین نے اوسکے بیان مین ایک جزء مستقل لکہا ہے مین کہتا ہون کہ ابن تیمیہ کا ایک رسالہ شرح حدیث نزول مین اور دوسرے اماموں نے بہی اس مین تالیفین کی ہین اور رسالے لکہے ہین سو اون کی طرف رجوع کرو اگر چاہو اور جب آگے یہ بات گذر چکی ہے کہ استوا بمعنے صعود لغت مین بہی آچکا ہے ....

۱۵۱

اور حدیث مین بہی وارد ہو چکا ہے جیسا ہم نے روایت کیا ہے
تو اب اسکی صحت مین کچہہ شک نہین رہا مگر استوا بمعنے صعود جب اوسے
تو اوسکا تعدیہ الی کے ساتہہ چاہیئے جیسا صاحب قاموس کی قول سے
اوپر گذر چکا مگر یہ کہا جانے کہ صعد علی الجبل بہی کلام عرب مین مستعمل ہے
اور موید ہے اسبات کے جو حدیث میں وارد ہوا ہے لفظ علی کا جیسے کہ
اوپر گذر چکا اور صاحب قاموس نے کہا ہے کہ عرب کہتا ہے صعد فی
الجبل و علیہ اور تصریح کی ہے ایسا ائمہ لغت نے تو اس مین کسی طرح کا بعد نہین
اور کسی قسم کی استبعاد نہین جبکہ استوا کے معنے اقبل ہین یعنے متوجہ
ہوا عرش کی پیدا کرنیکے طرف اور ارادہ کیا اوسکے پیدایش کا جیسے
اللہ تعالی فرماتا ہے ثم استوی الی السماء وہی دخان یعنے پہر قصد کیا طرف آسمان کے
اور وہ ایک دہوان تہا ذکر کیا اوسکو سیوطی نے اتقان مین اور کہا کہ یہ
قول ہے فراء کا اور اشعری کا اور ایک جماعت کا اہل معانی سے اور
اسمعیل ضریر نے کہا ہے کہ وہ صواب ہے پہر رد کیا اوسکو سیوطی نے کہ
اگر استوا اقبال اور قصد کی معنو مین ہو تو وہ متعدی بہ الی ہونا چاہیئے
نہ بہ علی اور یہ معنے یعنے ارادہ اور اقبال کے ثم استوی الی السماء مین خوب
چسپ ہوتی ہین اس قول مین اللہ تعالے کے ثم استوی علی العرش اور امام
سیوطی نے اس مقام مین بہت عمدہ بات کہی اور اوسکی موید وہ بہی
ہے جو صاحب قاموس نے کہی ہے استوی الی السماء یعنے چڑہا

یا ارادہ کیا یا قصد کیا غرض نہیں تجی کرسکتے معنے قصد و عمد کے مگر وہین جہان تعدیہ
بالی ہوا ہے اور ایسا ہے جوہری نے ذکر کیا ہے صحاح مین جیسا کہ اوپر گذرا
اور ذکر کیا زمخشری نے کشاف مین معنی قصد اور اقبال کو اللہ تعالے کے
اس قول مین ثم استوی الی السماء اور نہین تجی کرسکتے یہ معنے ثم استوی علی العرش
مین اور ایسا ہی ذکر کیا بغوی نے اپنی تفسیر مین اور یہ دلیل ہے اسپر کہ معنی قصد کے
خوب چسپان نہین ہوتے جہان تعدیہ علی کے ساتھہ ہے غرض اب کوئی
عاقل اس مین شک نہین کرتا کہ جنے معنے قصد کے لئے ایسی جگہہ جہان تعدیہ
علی کی ساتھہ ہے اوسنے لغت عرب کے اور اونکی بول چال کی بالکل مخالفت
کی اور ایسے شخص کا قول قابل اعتبار نہین اور یہان کوئی والا یہی
کہہ سکتا ہے کہ سیوطی کا لانا جب ٹھیک ہوتا ہے کہ استوا سے قصد کے
معنے لئے جاوین مگر جب اوسکے معنے اقبال کے لئے جائین تو اس صورت
مین البتہ ٹھیک نہین ہوتا اسلئے کہ اقبال علی کی ساتھہ متعدی ہوتا ہے اور
موید ہے اسکا قول صاحب قاموس کا اقبل علیہا استولے یعنے موتہہ کیا اوسکے
طرف اور غالب ہوا اور جواب دیا ہے اس کا یہ کہ ارادہ سیوطی کا اون کے
سارے قول پر ہے یعنی اقبل علی خلق العرش و عمد الی خلقہ اور اسکے فاسد
ہونے مین کچھہ شک نہین اور جب اوس سے صرف اقبال ہی مراد لیجئے
تب بھی فاسد محض ہے اگرچہ اسکا کوئی قائل نہین اور فساد اوسکا کئی وجہہ
ظاہر ہے اول یہ کہ اقبال علی العرش سے کچھہ معنے نہین بس ضرور ہوا

سکو لفظ خلق کو بغیر ضرورت مقدر کرینا وہ سبب ضرورت تقدیر کرنا خوب نہین ہے
اسلئے کہ علا اور ترتفع کے معنے لینے مین مطلب بخوبی حاصل ہوتا ہے اور یہی
مذہب مختار ہے دوسرے یہ کہ اگر لفظ خلق کو مقدر بہی کرین تو بہی لازم
آتا ہے کہ پیدایش عرش کی سموات و ارض کے بعد ہو اور یہ امر خلاف نصوص
ہے اسلئے کہ اللہ تعالی سورہ ہود مین فرماتا ہے وہو الذی خلق السموات
والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء یعنے وہ ایسا شخص ہے کہ پیدا کیا اوسنے
آسمانون کو اور زمین کو چہ دن مین اور عرش اوسکا پانی پر تہا اور روایت کی بخاری
نے عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تہا اور کوئی
چیز نہ تہی پہلے اوس سے اور عرش اوسکا پانی پر تہا عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ اگر تم کہو کہ عرش اور
پانی دونو پہلے مخلوق ہین پہر ان مین سے پہلے کون پیدا ہوا تہا تو مین کہونگا
پانی اسلئے کہ احمد اور ترمذی نے روایت کی اور صحیح کہا ابی رزین عقیلی کے
روایت سے مرفوعا کہ آپنے فرمایا کہ پانی عرش سے پہلے پیدا ہوا ہے اور
روایت کی سدی نے اپنی تفسیر مین اسانید متعددہ سے کہ اللہ تعالے
نے اپنی مخلوقات مین سے کوئی چیز پانی سے پہلے نہین پیدا کی غرض اس
صورت مین تکلف یون دور ہو سکتا ہے کہ کہین لفظ ثم کا یہان ترتیب کے
لئے نہین بلکہ صرف نعمتون کی شمار کے لئے ہے جیسے کوئی کسی سے کہے
مین نے تجہے بڑی بڑی نعمتین دین پہر تیری قدر بلند کی پہر تیرے دشمنون
کو دور کیا غرض یہان لفظ پہر جو ترجمہ ثُمَّ کا ہے ترتیب کے لئے نہین ہے
ایسا ہی ذکر کیا رازی نے تفسیر کبیر مین اور صاحب کشاف نے کہا

١٥٥

اس آیت کے ذیل مین ثم استوی الی السماء کہ ثم استعمال مین صرف اسلئے ہے کہ وہ فوق مخلوقات مین تفاوت اور فضیلت ہے آسمانون کی پیدا کرنیکی زمین کے پیدا کرنے پر اور ثم کا لفظ اس سبب سے نہین ہے کہ وقت مین تراخی ہوجیسے اس آیت مین ثم کان من الذین آمنوا اور بیضاوی نے بھی اسی کی پیروی کی ہے اور صاحب مدارک وغیرہ بھی متاخرین مین سے غرض لفظ ثم یہان بھی اسی معنی پر حمل کرنا ضرور ہے مگر یہ امر بھی پوشیدہ نہ رہے کہ حمل ثم کا اس معنی غیر مشہور پر باوجود اوسکے کہ حمل اوسکا معنی مشہور پر ہو سکتا ہے ایسی بات ہے کہ طبیعتین اسکو قبول نہین کرتین اور کان اوس سے محظوظ نہین ہوتے غرض ایسے تکلفات کلام آلہی مین ضرور نہین اور جو نظیر اونے بیان کی ہی وہ مطابق نہین ہے اسلئے کہ خلق سموات وارض مین اور اقبال کرنے مین خلق عرش کو کچھ مناسبت نہین ہے بخلاف خلق ارض اور خلق سموات کے کہ ان دونون مین مناسبت ظاہر ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا ثم استوی الی السماء یعنے بعد بنانے زمین کے قصد کیا آسمانون کے بنانے کا دور ایسا ہی ہے جو ذکر کیا رازی نے اسلئے کہ وہانپر ایک نسق واحد ہے اور وہ ذکر کرتا ہے نعتونکا آیے خوب غور کرو تنبیہ بعض قاصر فہم لوگ ہماری زمانہ کے جنکو تاویل رازی کے سمجھنے کا شعور نہوا اور صاحب کشاف وغیرہ متاخرین کے بھی تاویلہ کو مطلق نہ سمجھے انہون نے کہا کہ میری خیال مین یہ بات نہین آتی کہ

کران بڑی بڑی لوگون نے آسمان و زمین وغیرہ کے پیدا کرنے کے بعد عرش
کے پیدا ہونے سے کیا مراد لیا تیسرے یہ کہ اس صورت مین آیت خالی
ہوجاتی ہے اس امر کے ثابت ہونے سے کہ اللہ تعالی عرش پر ہے اور
یہ خلاف تصریحات سلف کے ہے یعنے وہ سب اس آیت سے اللہ تعالے کا
عرش پر ہونا ثابت کرتے ائین ہین امام شمس الدین ذہبی نے
کتاب العرش و العلو مین غنیۃ الطالبین سے نقل کیا ہے وینبغی
اطلاق صفۃ الاستواء من غیر تاویل وانہ استوی الذات
علی العرش یعنے صفت استوا کو اسطرح بولنا چاہیئے کہ مطلب
دوسری طرف نہ پھیرا جاوے اور بیشک استوا ذات کا ہے
عرش پر وکونہ سبحانہ وتعالے علی العرش مذکور فی کل
کتاب انزل علے کل نبی ارسل بلا کیف اور اللہ تعالے
کا عرش پر ہونا ہر کتاب مین موجود ہے جو کتاب
اللہ کے کسی بھیجے ہوے نبی پر اوتری ہے مگر یہ
نہین نہ کہو کہ کیونکر ہے ساتوین معنے استوا کی اعتدال
ہین یعنے عدل کے واسطے قائم اور مستعد ہوا جیسے
فرماتا ہے قائما بالقسط تفسیر مین قایم ہونا اوسکا قسط عدل کے

ساتھہ ہی اوسکا استوا ہے گویا مراد اس آخیا استوا کی اس صورت مین یہ ہوگی کہ ادسنے ہر چیز کو اپنی قدرت غزیزسے پیدا کر کے اپنی پوری حکمت سے اعتدال کی ساتھہ بنایا ذکر کیا اسکو سیوطی نے اتقان مین اور ابن اللبان سے نقل کیا اور اوسپر سکوت فرمایا مین کہتا ہون کہ اس معنی مین کئی خلل ہین اول یہ کہ معنی استوا کے لغت مین اعتدال ہین آئے نہ قائم بالعدل اور اس معنی کی اثبات کے لئے فقط ابن لبان کا تنہا قول کافی نہین ہے بلکہ نقل صحیح ائمہ لغت سے لانا ضرور ہے مترجم کہتا ہے میری نزدیک تو ابن لبان کے قول کو روا نہ رکھنا چاہئے اسلئے کہ اوسمین آیت مذکور فوقیت الٰہی کے مثبت نہین ہوتی اور یہ تمام سلف کی خلاف ہے چنانچہ خود مولف کہتا ہے انتہی دوسرے یہ کہ یہ معنی خلاف اجماع سلف وخلف اور مخالف اتفاق محققین سابقین ولاحقین کے ہے اسلئے کہ ان سبنے تصریح کی ہے کہ استوا ایک صفت فعلی ہے کہ اوسکو اللہ تعالےٰ نے کیا آسمان وزمین بنانے کے بعد تیسرے یہ کہ قیام اللہ کا ساتھہ عدل کی ایک صفت ازلی ہے کہ وہ متاخر نہین آسمان و زمین بنانے سے اور حمل ثم کا اسجگہ بمعنی تفاوت رتبہ صحیح نہین ان وجوہ سے کہ جو اوپر ذکر کر چکے ہین ہم سو تم غور کر لو آٹھوین معنے الرحمن علی العرش استوی کے یہ ہین کہ تقدیر اس آیت کی یون ہے کہ رحمن بلند ہوا اور عرش اوسکے لئے سیدہا ہو گیا حکایت کی یہ اسمٰعیل ضریر نے اپنی تفسیر مین اور لائے ہین اوسکو سیوطی اتقان مین اور کہا ہے

کہ یہ معنے مردود ہے دو وجہون سے اور مین کہتا ہون کہ اوسکی ایک تیسری وجہ بہی ہے کہ آخر مین ابہی مذکور ہوگی اول یہ کہ اس قائل نے علی کو اس جگہہ فعل بنایا اور حالانکہ وہ یہان حرف ہے بالاتفاق اسلیے کہ اگر فعل ہوتا تو الف سے لکہا جاتا جیسے علا بعضہم علی بعض اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اوس نے عرش کو مرفوع پڑہا حالانکہ کسی قاری نے اوسے مرفوع نہین پڑہا ہے اب تیسری وجہ سنو جو مولف فی ثربائی نے کہ مولف کہتا ہے اس تکلف کی کچہہ حاجت نہین ہے جب علا الله جل جلالہ کا مسلم ہوچکا اسلیے کہ کافی ہے یہان کہ استوی کے معنے علا لیے جاوین اور معنی آیتکے یہ ہوجاوین الرحمن علا علی العرش یعنے رحمن عرش کے اوپر ہوا غرض یہ تطویل لاطایل ہے کہ کلام الہی کو اوس سے محفوظ رکہنا لازم ہے برتر ہے وہ پروردگار ان تکلفات سے نوین یہ ہین کہ کلام الرحمن علی العرش پر پورا ہوگیا اور پہر دوسرا جملہ یہان سے چلا استوی لہ ما فی السموات وما فی الارض اور سیوطی نے اسکو دوطرح رد کردیا ایک تو اسطرح کہ آیت اپنے نظم سے گرجاتی ہے اور مراد سے دور ہوجاتی ہے اور آیتونکے قافیون مین جو آخر مین مذکور ہین خلل آجاتا ہے دوسرے یہ کہ یہ تاویل فقط اسی سورہ کے آیت مین یعنے طہ مین ہوسکتی ہے کہ اوس مین مذکور ہے الرحمن علی العرش استوی لہ ما فی السموات وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثری اور دوسری آیتون مین جیسے ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النہار

اس مین نہین چل سکتی دوسرے یہ کہ معنے استوی کے استولی ہین اور معتزلہ کا مقولہ
یہی ہے اور اسی طرف فخر الرازی بھی پہسل گئے ہین اور بغدادی وغیرہ متاخرین
بہی چنہون نے علم کلام غالب ہوگیا ہے اور یہی قول ہے غزالی کا احیاء مین اور رد
اسکو رد کیا ہے محققین نے اہل سنت کے اگلے ہون خواہ پچھلے اور یہان
اونکے کچھ تہوڑی اقوال مذکور ہوتے ہین روایت کی لالکائی نے کتاب السنۃ
مین ابن الاعرابی سے کہ اونسے کسی نے معنا ستوی کے پوچھے تو اونہون نے
فرمایا وہ اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اونہون نے خبر دی تو لوگون نے
کہا کہ ای ابو عبد اللہ معنے استوی کے استولی ہین اونہون نے کہا چپ رہ یہ
نہین کہہ سکتے کہ وہ رحمن غالب ہوا عرش پر مگر جبکہ اوسکا کوئی دشمن مقابل
ہو جب ان دونون دشمنون مین سے کوئی غالب ہووے تو کہتے ہین عرب
استولی اس قول کو سیوطی نے اتقان مین اور ذہبی نے کتاب العرش
والعلو مین نقل کیا ہے اور روایت کی ذہبی نے کتاب العرش مین محمد بن
احمد بن النضر سے کہ سنا مین نے ابن الاعرابی سے جو صاحب لغت تہے
کہ وہ کہتے تہے کہ ارادہ کیا مجہہ سے ابن ابی داؤد نے کہ مین ڈہونڈہون
اوسکے واسطے بعض لغات عرب مین اور اوسکے معانی مین کہ الرحمن
علی العرش استوی مین استوی بمعنی استولی کے ہے تو مین نے اوسے
کہا کہ اسکی قسم یہ مجہہ سے کبھی نہو گا اور مین نے اوسکو جواب دیا اور کہا
ذہبی نے کتاب العرش مین اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالی کا

159

ہو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء یعنے وہ پروردگار ایسا ہے جسنے آسمان و زمین بنایا چھہ دن مین اور عرش اوسکا پانی پر تہا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک وقت ایسا تہا کہ اللہ تہا اور اوسکے ساتہہ کوئی شی نہ تہی اور عرش اوسکا پانی پر تہا اور اوسنے لوح محفوظ مین ہر چیز لکھہ دی روایت کی یہ بخاری نے غرض پیدایش عرش کے قبل پیدایش آسمان و زمین کی ہے پہر پیدا کیا آسمان و زمین کو نص کتاب و سنت کے روسے اور اس مین کوئی شک نہین ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے کہ وہ اللہ ایسا ہے کہ اوسنے پیدا کیا آسمان و زمین کو چھہ دن مین پہر چڑہ گیا عرش پر غرض استوا اس جگہہ اگر یہ معنے استیلاء یعنے غلبہ کے ہوتا یا قہر کے یا اسی قسم اور کسی کی معنی مین جیسے جہمیہ اور معتزلہ خرافات بکتے ہین تو یہ خرابی لازم آتی ہے کہ اللہ تعالی آسمان و زمین پیدا کرنے کے قبل عرش پر غالب اور قاہر ہوتا پاک ہے اللہ جل جلالہ اس سے اور بہت بلند ہے غرض تم اس مین غور کرو اور اپنی دل مین سوچو اور اللہ سے ڈرو کہ کیا بات تمہاری مونہہ سے نکلتی ہے اور اپنی دل کی خواہش کو چھوڑو اور انصاف کی تابع ہو اور قول حق کو اللہ تعالی ہمکو اون مین داخل کرے جو نیک بات سنتے ہین اور اوسکے تابع ہو جاتے ہین آمین یا رب العالمین اور روایت کی امام ابو عبد اللہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ نفطویہ نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین جو اونکی تالیف ہے کہ روایت کی ہم سے داؤد بن علی نے اونہون نے کہا ہم تہے ابن الاعرابی کی پاس

اور ایک شخص اونکے پاس آیا اور اوسنے کہا کہ کیا معنے ہین اللہ تعالے کے
اس قول کے الرحمن علی العرش استوی تو اونہون نے کہا وہ تعالے عرش پر ہے
اور اوسنے اوسپر استوا کیا ہے جیسے خبر دی سو اوسنے کہا ایسا نہین
بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ وہ غالب ہوا ابن اعرابی نے کہا چپ تو کیا جانتا ہے
عرب کبہی نہین کہتا کہ فلان شخص غالب ہوا فلان چیز پر جب تک کہ ان
دونون مین کہٹ پٹ نہو پہر جب کہٹ پٹ ہوتی ہے تو جو اونمین سے
غالب آجاتا ہے اوسکو عرب کہتا ہے استوی علیہ اور اللہ کے آگے
کسی کی مجال نہین جو کہٹ پٹ کرے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنے عرش پر
ہے جیسے اوسنے خبر دی اور سنا مین نے داؤد بن علی سے کہ وہ کہتے
تہے کہ مریسی کہتا تہا سبحان ربی الاسفل یعنے پاک ہے میرا معبود جو نیچے
ہے اور یہ جہالت ہے کہنے والے کی اور ذہبی بعض کتاب اللہ کا کہ وہ
تعالے خود اپنی کتاب مین فرماتا ہے ءامنتم من فی السماء امام ذہبی نے
کہا کہ یہ ابو عبد اللہ عربیت اور لغت کے اماموں مین سے ہین اور مشہور لوگون
مین سے ہین اور معاصر ہین ابن ابی داؤد اور اوس زمانہ والون کے
اور امام ابو الحسن اشعری نے جو رئیس ہین اشاعرہ کے اپنی کتاب ابانہ
کہا ہے کہ معتزلہ اور جہمیہ اور حروریہ نے کہا ہے کہ معنے استوی کے
استولی ہین اور ملک اور قہر یعنے غالب ہوا اور مالک اور
قادر ہوا اور کہا اون لوگون نے کہ اللہ ہر ایک مکان مین ہے اور

اسبات کا انکار کیا کہ اللہ عرش پہ ہے جیسا اہل حق کا عقیدہ ہے اور استوا کے
معنو مین اونہون نے قدرت کو اختیار کیا ہے غرض اگر ایسا ہی ہو جیسا
اونہون نی کہا ہے تو عرش مین اور ساتوین زمین مین کوئی فرق نہین رہتا
اسلیے کہ اللہ تعالے ہر ایک شے پر برابر قادر ہے اسکے کہ
اللہ قادر ہے زمین پر اور تمام گہانس پہونس پر اور اگر عرش پر مستوی ہونیکے
معنے غالب ہونیکے ہین تو جایز ہے کہ یون کہین کہ وہ مستوی ہے
سب چیزون پر حالانکہ یہ ہرگز مسلمانون کے مذہب مین روا نہین کہ
کوئی کہے وہ مستوی ہے گہورون اور پائخانون پر غرض باطل ہوگیا یہ کہ
استوا کے معنے استیلا اور غلبہ کے ہو کہ یہ صفت تو عام ہے جمیع چیزون کو
تو واجب ہے کہ استوا کے ایسے معنے ہون جو مختص ہون ساتھ عرش کے
سوا اور چیزون کی تمام ہوا قول اشعری کا اور کہا امام ابو الحسن علی بن مہدی
طبری فی جو رفیق ہین ابو الحسن اشعری کے کتاب مشکل الآیات مین جو اونکی
تالیف ہے الرحمن علی العرش استوی کے باب مین کہ اللہ سبحانہ آسمان پر ہے
سب چیزون کے اوپر مستوی ہو اپنے عرش پر یعنے اوسکے اوپر ہے
اور معنے استوا کے اوپر ہوتا ہے جیسے عرب کہتا ہے استویت
علی ظہر الدابۃ واستویت علی السطح یعنے چڑہا مین سواری کی پیٹہہ پر اور چڑہا
کوٹہے پر اور واستوت الشمس علی راسی اور چڑہ آیا آفتاب میرے سر پر
واستوی الطیر علی قمۃ راسی یعنے چڑہ آیا پرند میرے سر پر

اور مطلب ہوتا ہے کہ جو فلک مین چڑہ گیا پہر میرے سر کے اوپر پایا گیا اسے سمجہو کہ وہ پروردگار قدیم جل جلالہ عرش کی اوپر ہے جیسا وہ خود فرماتا ہے اامنتم من فی السماء یعنی کیا بیخوف ہو گئے تم اوس سے جو بلند مکین ہے اور فرمایا یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی یعنے ای عیسی مین تجہکو پہر لینے والا اور اپنی طرف اوٹہانے والا اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یعنے اوسیکی طرف چڑہ جاتے ہین کلمہ پاک اور نیک عملون کو وہ خود اوٹہا لیتا ہے اور فرمایا یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ یعنے وہ تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین کی طرف پہر چڑہ جاتا ہے وہ کام اوسی کی طرف اور بلخی نے کہا ہے کہ استوا اللہ کا عرش پر بہ معنی استیلا ہے اور یہ کلام عرب مین موجود ہے جیسے اس شعر مین ثم استوی بشر علی العراق یعنے غالب ہو گیا بشر عراق پر اور کہا اوسنے کہ عرش ہوتا ہے بادشاہ کے بیٹہنے سوا اوس سے کہا گیا کہ تو نے اسکا انکار کیون کیا کہ عرش اللہ کا ایک جسم ہو کہ اوسکو پیدا کیا ہو اور حکم کیا ہوا ہے فرشتون کو اوسکے اوٹہانے کا چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ اور امیہ کہتا ہے ابیات مجدوا اللہ فہو للمجد اہل ٭ ربنا فی السماء امسی کبیرا ٭ بالبناء الاعلی الذی سبق الناس ٭ وسوی فوق السماء سریرا یعنے تعظیم کرو اللہ کی کہ وہ تعظیم کے لائق ہے اور معبود ہمارا آسمان پر ہے کہ وہ ایسا اونچی بنا ہے کہ لوگون سے پہلے طیار ہوئی اور

اورسمان کی اوپراونسی اپنا تخت بنایا ہے اور اون دلیلون سے جو اوپر بیان ہوئین صاف دلالت کرتی ہین کہ استوا یہان استیلا کے معنو نمین نہین ہے ایک یہی ہے کہ اگر یہ معنی استیلا ہوتا تو تخصیص اوسکے عرش کے ساتہہ نہوتی تمام مخلوقات کو چہوڑکر اسلیئے کہ وہ مستولی اور غالب ہے عرش پر بہی اور تمام مخلوقات پر بہی مغلوب ہوتے ہین عرش تو دوسرے مخلوقات پر کچہہ مزیت نہین ہے غرض اس تقریر سے بلخی کے قول کا بطلان بخوبی ظاہر ہوگیا پہر اوس سے یہہ بہی کہا جاوے کہ استوا بہ معنے استیلا نہین ہے جیسے عرب کہتا ہے استوی فلان علی کذا ای استولی یعنے استوا کیا فلانے نے اوپر فلان کے یعنے غالب ہوا اور یہ جب کہتا ہے کہ وہ کسی شئے پر قادر ہو جاوے بعد اسکے کہ پہلے اوسپر قادر نہو غرض اس جگہہ پر معنے استوا کے استیلا کے طرف ہرگز پہیرے نجاوینگے پہر کہا روایت کی ہمسے ابو عبد اللہ نفطویہ نے اونسے ابو سلیمان نے کہا کہ ہم تہے ابن الاعرابی کے پاس اور ایک شخص آیا اوسنے کہا الرحمن علی العرش استوی کے کیا معنے ہین غرض وہی قصہ ذکر کیا جو ہم اوپر بیان کرچکے ہین تمام ہوا قول اونکا امام ذہبی نے کہا یہ ابو الحسن بہت بڑے امام ہین اور اونہون نے رفاقت کی ہے اشعری کی اور اونسے علم کلام سیکہا ہے اور بہت عمدہ عمدہ تصنیفین کی ہین کہ وہ ایک وسیع

علم پر دلالت کرتے ہین ذکر کیا اونکا ابن عساکر نے طبقات مین او بن
کی کتاب تبیین کذب المفتری مین اور اونکی بہت
تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ مین نہین جانتا کہ کب اونکا انتقال ہوا
اور فرمایا امام محی السنتہ حسین بن مسعود بغوی نے اپنی تفسیر مین اس قول الٰہی کے نیچے ثم
استوی علی العرش کہ کلبی نے کہا اور مقاتل نے استقر یعنے قرا
پکڑا اور ابو عبیدہ نے کہا صعد یعنے چڑہا اور تاویل کے معتزلہ نے
استوا کی استیلا ہے اور اہل سنت کہتے ہین استوا علے العرش ایک
صفت ہے اللہ تعالی کی بلا کیف کہ اوسپر ایمان واجب ہے امام ذہبی نے
کہا ہے بغوی ابو محمد کبار ائمہ سے ہین اور بڑے فقہائے شافعیہ ہے
مصنف ہین شرح السنتہ کے اور کتاب التفسیر وغیر ذلک کے شہرت اونکی
تعریف کی پرواہ نہین رکہتی وفات پائی ہے اونہون نے پانچ سو
پندرہوین سال مین اور امام ابن حجر نے فتح الباری مین ابن بطال سے
نقل کیا ہے کہ قول معتزلہ کا محض باطل ہے اسلیے کہ وہ اللہ تعالے
ہمیشہ قاہر اور غالب اور مستولی رہا ہے اور لفظ استوی یہ چاہتا ہے
کہ ظہور اس صفت کا ابہی شروع ہوا ہو اور پہلے سے نہوا اور اوسکی تاویل
سے لازم آتا ہے کہ وہ پہلے سے مغلوب ہوا اور بعد اوسکے وہ
بڑے زور سے اوسپر غالب ہوا ہو جس سے مقابلہ کیا تہا اور
یہ بات اللہ جل جلالہ مین نہین ہو سکتی اور کہا ہے قسطلانی نے

ارشاد السارى مین اور کہا ہے معتزلہ نے کہ معنے اوسکے استیلا ہین
قہر اور غلبہ کے ساتھہ اور رد کیا گیا ہے اونکا قول اس طور سے کہ پروردگار
ہمیشہ غالب اور قاہر اور مستولی رہا ہے اور اوسکا استوی فرمانا دلالت
کرتا ہے کہ ظہور اس صفت کا اوسیوقت شروع ہوا بعد اسکے کہ پہلے نتہا
اور اوسکی تاویل سے لازم آتا ہے کہ پہلے اس سے وہ مغلوب ہو پہر
غالب ہوا اوسے قہر سے اوسپر پہلے جس سے مغلوب تہا اور یہ اللہ تعالے
دور ہے تمام ہوا قول اونکا اور سیوطی نے اتقان مین کہا ہے کہ تفسیر
استیلا کے دو وجہو سے رد کیگئی ہین ایک تو یہ کہ اللہ تعالے غالب
ہے دونو جہان پر اور جنت اور نار اور اوسکے لوگون پر پہر کیا فایدہ
ہوا یہان عرش کی تخصیص کا اور دوسرے یہ کہ استیلا بعد قہر اور غلبہ کے
ہوتا ہے اور اللہ تعالے اوس سے منزہ ہے اسکے بعد پہر اشعرین
اعرابی کا ذکر کیا جو اوپر گذر چکا کئی بار اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر
مین کہا ہے کہ اسی طرح یہ نہین کہنا چاہیے کہ ہاتھ سے مبارک اوسکی ذات
مقدس مراد ہے اور آنکہہ سے اوسکی بینائی مراد ہے اور استواسے
عرش پر اوسکا استیلا مراد ہے اسلیے کہ ان سب تاویلون سے
اوسکی صفتونکا ابطال ہوتا ہے اور یہ قول ہے قدریہ اور معتزلہ کا
اور ان سب باتون سے جو ہم نے نقل کین بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ استیلا
کے معنے تین وجہون سے مردود ہین اول تو یہ کہ وہ تعالے

شانہ جل جلالہ سب چیزون پر مستولی اور غالب ہے پھر تخصیص عرش کی کیا
ضرورت ہے دوسرے یہ کہ استیلاء عرش پر اللہ جل جلالہ کو آسمانون کے پیدا کرنیکے
بعد حاصل ہوا اور اوس سے پیشتر وہ عاجز تہا اللہ کی پناہ ایسے بات سے
اور تقریر اسکی یہ ہے کہ استوی فعل ماضی ہے کہ تجدد اور حدوث کے لئے
وضع کیا گیا ہے علی الخصوص اوس وقت مین کہ جب اوسکے نزدیک
لفظ ثم کا ہو جو تاخیر کے لئے زبان عرب مین وضع کیا گیا ہے تو اوس
صورت مین اس آیت کے معنے یہ ہونگے کہ اللہ تعالے نے آسمانون کو اور
زمین کو بنایا اور نہ اونکے بنانے کے وقت اور نہ اوس سے پہلے اوسکا
استیلاء عرش پر تہا اور صرف ان دونوکے بنانے کے بعد استیلا حاصل
ہوا اور یہہ مستلزم ہے عجز کا جو محال ہے اور جس پر سے محال
لازم آوے وہ محال ہے تو استیلاء کے معنی یہان لینا محال ہوا تیسرے یہ
کہ استیلاء کلام عرب مین جیسے ابن الاعرابی نے ذکر کیا ہے اور وہ لغت کے
امام ہین یہ ہے کہ ایک غلبہ حاصل ہو بعد لڑائی بہڑائی کے اور چہین جہپٹ
کے اور اللہ جل جلالہ اس سے پاک ہے اور وجہ اول کا جواب شارح
مواقف نے اور اونکے سوا متکلمین نے جو معتزلہ کے موافق ہین یون دیا ہے
کہ فائدہ اس تخصیص استیلاء کا ساتھہ عرش کے یہ ہی کہ خبر دی ہی اس مین
اعلی سے ادنی کی طرف اسلئے کہ ذہن مین یہ امر تحقیق جما ہوا ہے کہ
عرش سب مخلوقات سے بڑا ہے پھر جب وہ تعالی اوسپر مستولی ہو

غالب ہو گیا تو ہر چیز پر بڑا شبہہ غالب ہو گیا اور اس تقریر کا یہ جواب دیا گیا ہے
کہ استیلا کا زیادہ اور کم ہونا مغلوب کے جسم کی چہٹائی بڑائی پر موقوف نہین
بلکہ زیادہ اور کم ہونا اوسکا مغلوب کے قوی اور ضعیف ہونے پر موقوف ہے
جیسے کہ کوئی شخص پہاڑ پر غالب ہو جائے تو یہ زیادہ نہین ہو سکتا
اوس شخص کے غلبہ سے جو ایک بہادر مرد ہتیار بند پر غالب ہووے
باوجودیکہ اوس مرد کا جسم پہاڑ کے جسم سے بہت چہوٹا ہے غرض
عرش اگرچہ سب جسمون سے بڑا ہے لیکن ذی روح نہین کہ اوسکی قوت
اور ضعف غلبہ کے وقت ظہور مین آوے اور اگر اللہ تعالے کی مراد یہی
ہوتی کہ قوت استیلا ہماری بندون کو معلوم ہو تو البتہ یہ بات فرماتا
کہ وہ بڑے بڑے بادشاہون پر اور بڑے بڑے حاکمون اور جنون
پر یا بڑے بڑے فرشتون پر غالب ہوا جیسے دوسری جگہہ فرمایا ہے
لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملئکۃ المقربون یعنے
یعنے مسیح اور نزدیکی والے فرشتے ہرگز اس سے کنائی نہین کاٹتے
کہ غلام ہون اللہ کے تو دیکہو اس آیت مین اللہ جل جلالہ نے
ادنے سے اعلے کے طرف ترقی کی اسلئے کہ ملائکہ قوت مین زیادہ
اور قدرت مین حضرت عیسے علیہ السلام سے بڑہکر ہین اسلئے
کہ حضرت عیسے علیہ السلام ایک بشر ضعیف ہین اور بعض حیثیتون
سے اوسکی تصحیح مین یعنے معنے استیلا کے ثبوت مین

یہہ تقریر کی ہی کہ عرش سب مخلوقات سے بڑا ہے اور سبکو گھیرے ہوئے ہے غرض اوسکے اوپر غالب ہونیکا جو ذکر کیا ہے وہ دلالت کرتا ہے اور اوپر غالب ہونے پر اسلیے کہ جو ایک بہت بڑے قوی شے پے غالب آجاوے اور جو چاہے سو اوسکے ساتھ معاملہ کرے تو وہ اور ضعیف اور چھوٹے چیز و نپر غالب ہونے سے کب عاجز ہوگا غرض ایسی لایعنی اور پوچ تقریر کی ہے کہ جسپر اطفال صغیر بھی قہقہہ لگاوین اسلیے کہ قوت کو مغلوب کے جسم کی بڑائی اور جثہ کی کلانی پر موقوف رکھا اور ضعف کو جسم کی چھوٹائی اور جرم کے تھوڑے ہونے پر موقوف خیال کیا اور یہ امر ہرگز معقول نہین اسلیے کہ انسان مثلاً صغیر ہی بہ نسبت پہاڑ کے مگر قوت اوسکے پہاڑ کو اوکھاڑ دیتی ہے اسلیے کہ ایک آہنی آلات کی زور سے پہاڑ کی توڑ پھوڑ پر قادر ہو جاتا ہے اور اوسکو پارہ پارہ کر دیتا ہے اور پہاڑ کسی شخص پر ایسی قدرت نہین رکہتا اسلیے کہ وہ جماد بے جان بے حس ہے اور ضعف اور قوت کا جب خیال کیا جاوے جانب مقابل مین استیلا کی کمی بیشی کے واسطے تو اوس صورت مین قدرت کی کمی اور بیشی کا لحاظ ضرور کیا جاویگا اور قدرت بخوبی ظاہر ہے کہ بے حیوۃ کے نہین ہوسکتی اسلیے کہ جسمین حیوۃ نہین ہے ظاہر ہے کہ اوس مین مطلق ایک ذرہ بھی قدرت نہین ہے کامل قدرت کا تو کیا ذکر ہے اسلیے کہ اگر فرض کیا جاوے

کہ ایک شخص نے جو نہایت درجہ کا رذیل اور نہایت کمینہ تھا اوسنے ایک
بڑے پہاڑ کو توڑ ڈالا اور بذریعہ آلات اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دوسرے
نے بہت لوگون سے مقابلہ کیا اور بہت لوگون سے لڑا اور اونکے
ہتھیار چھین لئے اور اونکو بیکار کر دیا تو اس صورت مین شخص
اول کو فقط اوسکی قلت اور قوت اور طاقت مین دوسرے شخص پر فضل
اور اسکے اوپر شرف جاننا محض حماقت اور گمراہی ہے اب اسمین
بخوبی تامل کرلو اور دوسری وجہ جیسے یہ ہے کہ صاحب
کشاف نے اور امام فخر الدین رازی نے بھی اپنی تفسیر مین استوا کی تفسیر
کی ہے اور کہا ہے کہ وہ تو یہ ہے کہ تشبیہ ہے اور تفسیر استوا کی یہ ہے
کہ استیلا یعنی غلبہ ظاہر ہوتا جب تک وجود ماسوی کا نہو غرض استیلا اور غلبہ
اللہ کا اگرچہ پہلے سے تھا مگر ظاہر جب ہوا کہ جب آسمان اور زمین وغیرہ
پیدا ہو چکا اسلئے کہ غلبہ ممکن نہین ہے جب تک شی مغلوب کا وجود نہو اور
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے تکوین ایک صفت قدیمہ اللہ جل جلالہ
کی ہے باوجودیکہ قدیم ہے اوسکا ظہور جب ہوا کہ کائنات اور موجودات پیدا
ہوئی غرض استوا ہی ایسا ہی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ جواب بھی
باطل ہے اور بطلان بھی اسکا ظاہر ہے اس شخص پر جسکو ذرا سی بھی
عقل ہو اور شریعت سے واقف ہو اسلئے کہ جو ذکر کیا اونہون نے وہ کافی
نہین ہو سکتا ثبوت دعوی کے لئے اس مقام مین اسلئے

اسلئے کہ لازم آتا ہے استیلا کا آسمان وزمین پیدا ہونے کے بعد ظاہر ہونا اور آسمان
وزمین کا پیدا ہونا تو عرش کے پیدا ہونیکے بعد ہی تو لازم آتا ہے استیلا کسی چیز پر وقت اسکے
پیچھے ہو جاوے اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے کہ عرش موجود ہو آسمان
وزمین پیدا ہونے کے قبل اور اللہ تعالی اوسپر استیلا اور غلبہ نہ رکھتا ہو
بلکہ استیلا اوسکا جب حاصل ہوا ہو کہ جب آسمان وزمین بن چکا اسلئے کہ یہ عجز
اور نقصان ہے اور یہ شان ہے اللہ عز وجل کے لئے باتفاق عقلا اور یہ
جواب البتہ جب روا ہوتا کہ یہ امر تسلیم کر لیا جاتا کہ خلقت عرش کے آسمان
وزمین پیدا ہونیکے بعد ہے یا اونکے ساتھ ہے اور یہ دونوں امر باطل ہیں
کتاب وسنت کی رو سے جیسے ابھی قریب گذرا پھر اگر یہ کہو کہ جب
تم نے معنے علو اور ارتفاع کے لئے جب بھی یہ محذور لازم آتا ہے ضرور
اسلئے کہ علو اللہ تعالی کا عرش پر آسمان وزمین پیدا ہونیکے قبل تھا جیسے کہ اللہ
تعالی فرماتا ہے دوسرے مقام میں وکان عرشہ علی الماء یعنی تھا عرش
اوسکا پانی پر پھر متاخر ہونا اس علو علی العرش کا آسمان وزمین پیدا ہونے
سے کیا معنے رکھتا ہے تو اوسکے جواب میں ہم یہ کہینگے کہ ہم نے
تسلیم کیا کہ اللہ تعالی عالی اور مرتفع تھا عرش پر آسمان
وزمین کی خلقت سے پہلے لیکن مانع تھا اوس ذات
مقدس کو عرش پر مستوی ہونے سے اور قبضہ سے آسمان وزمین
بنانیکو اور کون مانع تھا اوسکو

اس سے کہ بعد فراغ پھر عرش پر چڑھ گیا جیسے کہ مروی ہے ابن عباس سے
جیسے پانچویں باب میں آویگا انشاء اللہ تعالی غرض نزول بھی ایک صفت ہے
اللہ تعالی کی کہ اوس میں کوئی عیب اور نقص نہیں کیونکہ وہ اللہ پر محال ہو علی الخصوص
جبکہ احادیث صحیحہ اوسکے موید و مددگار ہوں جیسے کہ قول ذہبی کا گذرا ہے
کہ اونہوں نے فرمایا بیس پر کئی صحابی سے نزول اوس تعالی
شانہ کا مروی ہو چکا ہے اور قریب ہے کہ مضمون نزول کا حد تواتر کو
پہونچے اور ایسا ہی صعود بھی ہے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ جو
امر ایسا ہو کہ جس سے کوئی عجز اور نقص لازم آتا ہے وہ البتہ ذات
الہی سے دور ہی قطعاً از روئے احادیث صحیحہ اور آیات صریحہ کے
اسلیئے کہ وہ نزلکال سے بے پرواہ احسان کرنیوالا مہربانی کرنیوالا بخشنے
کرنیوالا پالنے والا نرمی کرنیوالا رحمت کرنیوالا ہے اور جامع ہے جمیع
صفات کمال کا اور دور اور پاک ہے جمیع نقصان اور عجز کی باتوں سے
اور احتیاج کے امور سے اور اوترنا اور چڑھنا اور نزدیک ہونا اور
اوترآنا دور ہوجانا اور قریب ہوجانا اور آنا اور یہی دیکھنا ایسے امور ہیں
کہ اونمیں ذرا بھی شائبہ عیب اور نقص کا نہیں پایا جاتا بلکہ یہ وہ امور ہیں کہ بادشاہ
اوسکو اپنی ملک کی تدبیر کے لئے اختیار اور پسند کرتا ہے اور اللہ
برتر تو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور
جو ارادہ کرتا ہے اوسکا حکم دیتا ہے اوترتا ہے چڑھتا ہے اور

۱۷۲

اور بلند ہوتا ہے اور نیچے آتا ہے اور بیٹھتا ہے اور ہنستا ہے اور غصہ ہوتا ہے
جیسے اوسکی ذات مقدس کو لائق ہے اور اسی لئے تم نصوص کو دیکھتے ہو
کہ ایک دوسرے کے بعد چلے آتے ہین اور برابر ان صفتونکو ثابت کرتے
چلے جاتے ہین یہانتک کہ جوان باتونکا انکار کرتا ہے آخر اوسکو بہت سے
نصوص کی تاویل کرنا پڑتا ہے اور اوسکی اوپر یہ نصوص بڑی بڑی مشکلونکے
دروازے کہولتے ہین کہ اوسنے نجات پانا نہایت دشوار ہوتا ہے جبتک
اللہ نہ بچاوے اور وہ مدد نفرماوے اور اسی لئے تم جہمیہ اور معتزلہ اور تمام منکران
صفات کو دیکہتے ہو کہ وہ ہرگز اوس امرون مین جس سے نقص اور عجز لازم
آتا ہے اور اونمین جن سے کچھہ نقص نہین لازم آتا بلکہ وہ دلیل ہوتے ہین
کمال کی اور نشانیان ہوتی ہین جلال کی اور گواہ ہوتے ہین عظم سلطنت
اور حسن تدبیر اور انتظام مملکت پر ہرگز تمیز نہین کرتے اور صرف تنزیہ مین
پڑگئے ہین اور اللہ کو منزہ کردیا ہے ایسی چیزونسے کہ جس سے اوسنے خود
اپنی ذات کو منزہ نہین کیا نہ اوسکے رسول نے اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے
یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ یعنے اے ایمان والو
اللہ اور رسول کے آگے مت بڑہو اور اگر کوئی شخص خوب غور کرے
تو بخوبی جان لے کہ اونہون نے اپنے واسطے اپنے علم مین ایک دوسرا
معبود تراش لیا ہے جو اونکی دانست مین اون چیزونسے پاک ہے
جو شیوعہ کی زبان پر معرض بیان مین آچکی ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اونکو اوس پروردگار کے لئے ثابت کیا ہے جسکی طرف ہمکو بلایا ہے
تو غور کرو کہ اونکو شیطان نے کیسی اندہیری دو رطے میں ڈال دیا ہے اور
اسباب کو غور نکیا کہ اللہ تعالی اپنی ذات کو جمیع مخلوقات سے زیادہ پہچانتا ہے
اوسکا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پہر ہمکو کیا کیتے نے کہا کہ ہم اللہ جل جلالہ
تنزیہہ کرتے ہیں اون چیزون سے کہ جن سے اوسنے اپنی ذات کی تنزیہہ کی
اور نہ اوسکے رسول نے جسکے سبب سے اللہ تعالی نے ہمکو گمراہی سے نکالا اور اسی وجہ
سے جہمیہ اور معتزلہ پر اگلے لوگون نے بہت انکار کیا ہے کہ اونہون نے انکار
صفات پر کمر باندہی اور تاویل کا دروازہ کہولدیا اور کتاب و سنت کی طرف
رجوع نہین کی اور اون دونو پر یقین نکیا اور ایسے شبہات عقلیہ سے تمسک کیا
وہ ایک وضع پر ٹہیر نہین سکتی اور البتہ وہ ایسے خیالات ہین کہ کبہی ٹوٹ جاتی ہین
کبہی جوڑ جاتے ہین کبہی جم جاتے ہین اور کبہی اوکہڑ جاتے ہین اور انشاء اللہ تعالی
اسکا بیان آگے کے بابون مین اور بہی آویگا اور جب تم نے ہماری یہ تقریر
سمجہلی تو تمکو بخوبی روشن ہوگیا کہ یہ جو بعض متاخرین نے کہا ہے اسکے
دفع مین کہ ہان یہ ایراد واقع ہوتا ہے اسپر بہی اور اور اقوال پہلے بہی
اور علا اور صعد ہین مگر استیلا ان سب معنون کے بہ نسبت صواب سے زیادہ قریب ہے
اسلئے کہ ممکن ہے کہ مطلب اسکا یون کہین کہ معنے استوی علی العرش کے یہ ہین
اوسنے اپنا غلبہ اور قہر عرش پر ظاہر کیا اور وہ مغلوب اور مقہور ہوگیا بعد اسکے
اور جب وہ مقہور و مسخر ہوگیا اپنے تمام امور متعلقہ کے ساتھ تو تدبیر امر

میں اللہ تعالی شانہ کے عرش کے سوا اور چیز نہ تہا اور یہ تاویل جو استیلا کی

اور معنون میں نہیں چل سکتی اسلئے کہ ہم بیان کر چکے کہ اوسکے معنے انتقال اور

علو اور صعود اور بیٹہنا ہیں اگر یہ معنے تشبیہ اور تجسید نہیں غرض یہ تقریر

بعض معاصرین کا چند وجوہ باطل و فاسد ہے اول یہ کہ ابہی گذر چکا ہے کہ

اوس تاویل سے کوئی فائدہ نہیں دوسرے یہ کہ جب اس تاویل کو استیلا

میں جاری کر لیں تو علو اور ارتفاع میں اسکا صحیح ہونا کیا معنے غرض علو اور ارتفاع

میں اسکا صحیح ہونا ایک دعوے بے دلیل تیسرے یہ کہ استیلا میں ضرور بالضرور

تاویل کی ضرورت ہوتی ہے اور پہر بہی اوسمیں ایک نوع کا خلل زیادہ ہے اور

علو اور ارتفاع میں مطلق تاویل کی حاجت نہیں ہوتی جیسے کہ ہم اوپر اسکی

تقریر کر چکے ہیں اسلئے کہ اللہ جل جلالہ کے نزول ثبوت میں آسمان و زمین کے

پیدا کرنیکے وقت اوپر چڑہ جانا اوسکا اور اوپر ہو جانا جیسا احادیث میں وارد

ہوا ہے اور کتاب میں آچکا ہے جب اسمیں کوئی استحالہ نرہا تو اب لازم ہے

کیونکہ کہیں استیلا تریب خطا کئے ہے بلکہ بالکل جہالت ہے پس اسکے سوا اور معنے

مثل علو اور ارتفاع کے یعنا اقرب الی التقوی ہے اور تیسری وجہ جو ابطال معنے

استیلا کے ہے اوسکا جواب شارح مواقف نے یہ دیا ہے کہ ہم اس امر کو نہیں

مانتے استیلا کے لئے پہلے لڑائی ٹہرائی ہے ... کہ آپ دیکھو کہ لفظ غالب

اسکا مقتضے نہیں اللہ تعالی فرماتا ہے واللہ غالب علی امرہ

اور جواب کا رد اس طرح پر کیا گیا ہے کہ یہ تسلیم نکرنا ہے لغت

١٧٥

کی بات کو جیسے کوئی کہے کہ میں تسلیم نہیں کرتا کہ اسد بمعنے شیر کے ہو اور اسکا
فاسد ہونا ظاہر ہے اور اسپر جو نظیر انہوں نے ذکر کی ہے اوس سے کچھ
کام نہیں نکلتا اسلئے کہ کلام لفظ استیلا میں ہے نہ غلبہ کے لفظ میں اور استیلا علیہ کا مراد وقت
نہیں تاکہ اطلاق ایک کا صحیح ہووے دوسرے کے اطلاق پر باوجودیکہ ان دونوں کی استعمال
میں آیت میں بڑا فرق ہے اسلئے کہ غالب کا لفظ بصیغہ اسم فاعل مذکور ہے جو کہ
استمرار اور ثبوت پر دال ہے بخلاف استیلا کے اور خلاصہ یہ ہے کہ معنی استیلا کے
مراد لینا فساد سے خالی نہیں اور اگر ایک جز اسکا بتکلف صحیح ہو گیا تو بھی کل معنے
صحیح نہیں ہو سکتا ہے اور فساد معنی استیلا کی ایک جز قوی اور بھی ہے اور وہ یہ ہے
کہ معنے استیلا کسی سلف صالحین سے منقول نہیں باوجودیکہ وہ قرآن کی تفسیر سے
بہ نسبت پچھلے لوگوں کے بدرجہا زیادہ واقف و عارف تھے بلکہ اون سے لوگوں
سے اسکا قبل آجتک وہی منقول ہوتا رہا اور سلف نے اسکو تاویل معتزلہ و جہمیہ کہا
اور اسپر طعن و تشنیع کرتے رہے ابیات مترجم سلف چون لفظ استیلا شنود *
زبان اندر ملامت درکشودند * بجام طعن بکشادند لب را *
قدح بر لفظ استیلا نمودند * بتفسیر و بتاویلات آیات
اگرچہ گوئے سبقت می ربودند * چہ گویم صالح و اسلاف خود را
کہ ہمراز کتاب اللہ بودند * بدیع خستہ دل مسئلہ آیات
کہ ہر دم ساز و برگ دین بودند * غرض ہمکو کیا کتنے کا یہی وہ معنی
صحیح جسپر سلف ہے اسنے یقین کیا ہے اوسے چھوڑ کر معانی فاسدہ

کشف الظنون سے لکھا ہے کہ
اور ملا علاء والدین بخاری کو مولوی عبدالحی صاحب نے
مشہور کی شرح لکھی ہے وہ ہو
اور ملا علاء والدین بخاری نے جواہر فقہ لکھا
بیالیس میں فرالله ... رحمت نازل فرماے
کہ سن پانسو ننانوے میں ... ہوا اور سن ... ہو
عبدالحی صاحب نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے
اور شمس الدین کردری عمادی کو مولوی
عمادی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی پائی
شمس الدین کردری

میں کہ لکھی ساتوین صدی میں ہی فقہ اکبر کی
شمس الدین کردری عمادی نے لکھی اور بھی
صدی میں ملا علاء والدین بخاری نے
اوسکی شرح لکھی اب یہ بیان بہت ضرور ہے
کہ مفتی محمد سعید صاحب شافعی مدراسی نے
ایک کتاب مسمی بہ ... میں لکھی ہے
۱۷۶

[illegible]

رکیکہ کی طرف پڑے ہین جسکی طرف اہل ہوا اور اون کے اتباع جھکے ہوے ہین اور

اسی لئے بیہقی اور ابن حجر اور قسطلانی اور سیوطی اور ابن بطال اور ابن جریر

اشعری وغیرہم جو علمائے مشہورین ہین اون سب نے اس معنے کو مردود کیا ہے

اور اسطرف مطلق رغبت نہین کی اور اوسی کی طرف رجوع کیا جو سلف سے ذکر کیا ہے

اور بیضاوی نے اپنی تفسیر مین بعد ذکر استیلا کی جو براہ متابعت کشاف کی لایا ہے

کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کی نزدیک یہ امر ہے کہ استوی ایک صفت ہے اللہ تعالی کی

بلا کیف اور یہ صاف دال ہے اسپر کہ صاحب بیضاوی بھی معنے استیلا سے راضی

نہین مترجم کہتا ہے اس قول سے معتقدان بیضاوی کا اور بھی انڈا ڈھیلا

ہوگیا حالانکہ وہ بزرگ بڑے پیرو کشاف اور بڑے تاویلات مہملہ اور تسویلات

متخیلہ کے لکھنے والے ہین فقط انتہی اور حاصل کلام یہ ہے کہ جسکو ادنے

نظر بھی ہوگی اقوال سلف اور اون کے آثار پر تو وہ صاف انکار کریگا اس سے

کہ استوا کے معنے استیلا کے ہون اور جو اس سے راضی ہوا ہے اوسکو کتاب

کی طرف رجوع ہے نہ سنت کیطرف بلکہ اوس نے آرا فاسدہ اور اقوال

کاسدہ اور دلائل عقلیہ اور قلاقل فلسفیہ مین اپنے ہاتہون کو آلودہ کیا ہے

اور اوسکا کسی طرح اعتبار نہین نہ اوسکے قول کا اعتماد ہے اسلئے کہ وہ اہل

یقین سے نہین بلکہ اہل ظن و تخمین سے ہے اور اس امر سے تو وہو کا نکہا

کہ فخر رازی اور امام غزالی نے معنی استیلا کو اختیار کیا ہے اور اوسکو صحیح کہا اسلئے کہ ہم نے

بخوبی اوپر ظاہر کردیا ہے کہ تقریر امام رازی کی درست نہین اور اون پر فلسفیت

غالب گئی ہے اور جبریہ اور معتزلہ کا اتباع ہوا تاکہ بعض لوگون نے اونکو
جبریون مین شمار کیا ہے جیسے کہ ہم پہلے تحقیق کر چکے ہین اور اون کے
تفسیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام اون کا اس مسئلہ مین مضطرب ہے
کہ سورہ طٰہ مین انہون نے کہا ہے کہ استیلا پر حمل کرنا استوا کا واجب ہے
اور سورہ فرقان کے تفسیر مین بطور سوال کے کہا ہے کہ قول اوسکا استیلا
اور قدرت پر روا نہین اسلئے کہ استیلا اور قدرت اللہ کی صفات ذاتیہ
سے ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہین اور اون پر لفظ ثم کا داخل نہین ہو سکتا
پھر جواب دیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ پھر پیدا کیا عرش کو اور اوسکو بلند کیا اور
وہ مستولی تھا اور یہان لفظ استیلا پر راضی نہین ہوسکے اور سورہ سجدہ
تفسیر مین کہا ہے کہ استیلا کا قائل ہونا جائز ہے کہ جہل ہو اور اوسکا اعتقاد
رکھنا مطابق واقع کے نہین اور سورہ یونس و طٰہ وغیرہ کے بعض مواضع
مین کہا ہے کہ استوا کے معنے استقرار کہنا صحیح نہین اور اوسپر حمل کرنا اسکا
جہل اور بدعت ہے اور کفر کے قریب ہے پھر سورہ سجدہ کی تفسیر مین کہا ہے
کہ بعضون کا قول ہے کہ استوا سے استقرار مراد ہے اور یہ قول ظاہر ہے
اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ وہ تعالیٰ کسی مکان مین ہو غرض صحیح یہ ہے
کہ انہون نے استقرار مکانی کے نفی کی ہے جو اجسام کی طرح ہے اور ظاہر
ہے کہ ہم لوگ اس قسم کے استقرار کے قائل نہین جیسا کہ اوپر گذر گیا اور
سے انہون نے سورہ سجدہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ ایک قول او سنی معقولون مین یہ ہے

کہ مراد اسکی ظاہر ہے اور وہ قیام اور نصب کرنا اور استقرار اسکا ہی پہر اسکو رد کیا اور یہ ایضاح کلام ہے غزالی کا کہ وہ بہی پریشان ہین کہی مقامون مین چنانچہ کہی مقام مین احیاء العلوم اور کیمیاے سعادت مین کہا ہے کہ وہ تعالی عرش کے اوپر ہے اور تفرقہ بین الاسلام والزندقہ جو ان کی کتاب ہے اوسمین حنابلہ سے نقل کیا ہے اور اسکے بعد سکوت کیا ہے اور کچہ رد نہین کیا اور دوسری جگہ مین احیاء کے کہا ہے کہ وہ کسی جہت مین نہین اور معنے استوا کے استیلا ہین اور شاید ان لوگون کے کلام کا اور کوئی محمل ہو کہ جسے ہمین اطلاع نہین ہوئی اور آگے اسکی اور تفصیل ہوگی اور آگے بین اقوال امام رازی کے اس مسئلہ مین پوری پوری ذکر کرونگا اگلی بابون مین مع رد اور بیان ضعف اون قولون کے سو تم اوسکے منتظر رہو اور اللہ مددگار ہے اور اوسیکی ذات مقدس کا آسرا ہے گیارہوین معنے استوا کے غالب ہوا اور قہر کیا ہے اور وہ ابی منصور بغدادی سے منقول ہے اور اوسمین بہی وہی خرابی ہے جو استیلا مین ہے باوجود اسکے کہ اگر معنے غلبہ اور قہر کے مطلق ہی لیے جاوین کہ جسمین لڑائی اور مار کوٹ نہو جب بہی یہ معنے استوا کے اہل لغت سے منقول نہین اور اگر بعد لڑائی اور مار کوٹ کی ہو تو وہی خرابی اوسمین بہی ہوگی جو استیلا مین واقع ہوتی ہے اور وہ تم اوپر جان چکے ہو بارہوین معنے استوا کے قادر ہوا اور مالک ہوا اور یہ قول ہے بعض متکلمین کا اور اس صورت مین استوا کا مآل کار قدرت کی طرف ہوگا اور اسمین بہی یہی خرابی ہوگی جو

استیلا مین گذر چکی تیرہوین معنے یہ ہین کہ متوجہ ہوا خلق کے تدبیر کیطرف
اور متوجہ ہوا اوسمین احکام کے جاری کرنیکی طرف بعد اسکے کہ آسمان و زمین
وغیرہ مخلوقات کو بنا چکا چھہ دن مین اور استوا کرنا عرش پر گویا مثال ہے
اوسکی تدبیر کی اور ایک معنے نہ ہے خیال مین لانیکا اوسکی عظمت اور جلال اور اجرا
احکام کے لئے جیسے کہ بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتا ہے اور احکام جاری
کرتا ہے اور حقیقت مین نہ عرش ہے نہ استوا ہے اور یہ قول ہے بعض
ملحدون کا معتزلہ وغیرہم سے اور جو اون کے تابع ہین اور اس قول کا بے
بنا ہونا اور بطلان بھی ظاہر ہے اونپر جو نصوص کتاب و سنت مین تدبر
کرتے ہین اسلئے کہ عرش اللہ تعالی کا ایک مخلوق ہے اور وہ سب جسمون
سے بڑا ہے فرشتے اوسکو اوٹھاتے ہوئی ہین اور اللہ تعالی اوسپر مستوی ہے
چنانچہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین سورہ یونس کی تفسیر مین کہا ہے
کہ مسلمانون کا اتفاق ہے اسپر کہ عرش آسمانون کے اوپر ایک بہت بڑا جسم ہے
اور وہ عرش ہے اور یہ استوا اوسکا مذکور ہے بہت سی آیات و احادیث مین
جنکی گنتی نہین ہوسکتی اور مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہے غرض اس بات کا
کہ نہ عرش ہے نہ استوا ہے صرف ایک خیال ہی خیال ہے کوئی قائل
نہوگا مگر جو اللہ و رسول کے مخالفت کی کچھ پرواہ نہین رکھتا اور بے فائدہ
تاویل کی طرف دوڑتا ہے اگرچہ اوس تاویل سے آیات اور احادیث رد
ہو جاوین اور ایسی تاویل کو کوئی مومن جو طبع سلیم رکھتا ہوگا کبھی نمانیگا امام

رازی نے باوجود بڑے مأوّل ہونے کے اور باوصف اسکے کہ اہل ہوا اور
اون کی دلیلون کیطرف کمال مائل ہین تسیر ہی کہا ہے کہ اگر ہم اسباب مین تاویل کا
دروازہ کہولدینگے تو تاویلات باطنیہ کا پہاٹک کہل جاویگا اسلئے کہ وہ بہی کہتے
ہین کہ مراد اللہ کے اس قول سے فاخلع نعلیک یہ ہے کہ اللہ کی حضوری
مین نہایت ڈوب جاوی بغیر تصور کسی فعل کے اور یہ فرمانا اللہ تعالے کا
یانار کونی برداً وسلاماً علی ابراہیم یعنے ای آگ ٹہنڈی اور سلامتی ہوجا
ابراہیم کے لئے مراد اس سے ابراہیم علیہ السلام کا نجات پاجانا اور چہوٹ
جانا ہے اوس ظالم کے ہاتہہ سے بغیر اسکے کہ وہان آگ ہو یا اللہ تعالے
نے آگ سے بات کی ہو اور یہی حال ہے باطنیہ کا تمام کتاب اللہ مین پہر
واجب ہوا اور لازم ہے کہ حمل کیا جاوے ہر لفظ قرآن کا اپنی حقیقت پر مگر جبکہ
کوئی دلیل قطعی عقلی ایسی آجاوے جو باز رکہے لفظ کو حقیقت پر حمل کرنے
سے اور لازم کردی اوسکا پہیرنا معنے حقیقی سے تمام ہوا قول فخر الدین رازی
کا مگر مجہے فخر الدین رازی کے اس استثنا مین جو انہون نے کہا ہے کہ جب
کوئی دلیل قطعی عقلی آجاوے الخ کلام ہے اسلئے کہ دلائل عقلیہ سب کے
سب ظنیات ہین اسلئے کہ وہ آپس مین ایک دوسرے کے مخالف ہوتے
رہتے ہین غرض دلیل عقلی مین کوئی قطعی نہین ہوسکتی بلکہ قطعی وہ ہی ہے
جو کتاب و سنت سے ہو اور اوسکے سوا جو کچہ ہے اگر اوسکے موافق ہے تو اوسکے
قبول مین کچہ خوف نہین اور نہین تو وہ مردود ہے اور یہ بات ایسی ہے

کہ اسکو سمجہا ہے ہم نے ہمارے اماموں کو جو بڑے لوگ تھے اگلوں مین اور پچھلون مین
جیسے کہ ہم مقدمہ مین ذکر کر آئے ہین اور اب ہم دوبارہ اوسکو بطور نقل کے بیان
کرتے غرض جن لوگون نے معاصرین مین سے اس معنے کو تاویل حسن کہا ہے
تو البتہ اونہون نے ایسی بات کہی کہ کوئی مومن اوسی قبول نکر سکے بلکہ ظاہر ہے
کہ اس تاویل کو نہایت درجہ کا برا سمجہین اور نقل کے رو سے کمال مردود جانین
چودہوین معنے وہ ہین کہ ذکر کئے ہین نیشاپوری اور رازی وغیرہ نے کہ عرش کو
تعبیر ملک کی سمجہین اور استوا سے استیلا مراد لیین تو معنے یہ ہون گے کہ وہ
تعالی مستولی ہوا ملک پر اور یہ معنے بہی تیرہوین مضمون کیطرف رجوع کرتے ہین
اور فساد اونکا بہی مثل تیرہوین کے ظاہر ہے پندرہوین معنے یہ ہین کہ پہر پیدا کیا
عرش کو اور بلند کیا اوسکو اور وہ مستوی تہا ذکر کیا اسکو فخرالدین رازی نے
یعنے سورہ رعد کی آیت مین جسمین یہ لفظ ہے اللہ الذی رفع السموات بغیر
عمد ترونہا ثم استوی علی العرش پہر رد کیا اوسکو اسطرح کہ لازم آتا ہے اس سے
عرش کا پیچہے پیدا ہونا آسمانون کی پیدایش سے پہر جواب دیا اس سے کہ کلمہ
ثم کا داخل ہوا ہے رفع پر نہ عرش کی پیدایش پر حالانکہ یہ جواب مردود ہے
اسلیئے کہ ثم دونو پر داخل ہوا ہے اور تخصیص رفع سے کوئی وجہہ نہین اور
اصل معنے اس صورت مین باطل ہین کئی وجہون سے اول یہ کہ حذف
کرنا لازم ہوتا ہے بغیر ضرورت کے دوسرے یہ کہ استوا اس صورت مین بمعنے
استیلا ہوتا ہے اور اوسکا بطلان بخوبی اوپر ہوچکا تیسرے یہ کہ آگے نہین

۱۸۳

اوپر کیا کہ اللہ تعالے نے ایک فعل کیا بیچ آسمان کے یعنی پیدا کیا جسکے سبب کہون

اور وہ استوا انتہا عرش کا بلند کرنا جو نیچے تھا یہ کہ اسکی کیا دلیل ہے کہ عرش اول

مین آسمان زمین کے نیچے تھا تا کہ اوسکے رفع کی ضرورت ہوا مین تامل

کرو اور قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے یہ مسئلہ استوا کا ایسا ہے کہ اسمین علما کا

بہت کلام ہے اور اون کے کلام کو ہم نے کتاب الاسنی فی شرح اسماء الحسنی

مین ذکر کیا ہے اور ہم نے یہان چودہ قول ذکر کئے اور یہ کتاب ہم کو نہین

ملی ولیکن ہم نے ان قولون کو اونہی کتابون سے جمع کیا جو ہمارے پاس

موجود ہین اور اللہ سے امید ہے کہ اب کوئی قول یہان نہین باقی رہا ہوگا

اور اگر رہے بہی تو نادر ہوگا اور مآل ونتیجہ اوسکا بہی انہین قولون کیطرف ہوگا جو ہم

ذکر کئے اور جب تم یہ جان چکے تو اب سمجھ لو کہ اقوال صحیحہ معانی استوا مین

پانچ ہین پہلے تو علو دوسرے ارتفاع تیسرے قعود چوتہے صعود پانچوین

چارون سے ذرا اوتر کر ہے وہ استقرار ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ یہ پانچون

معانی ثابت ہین اوس چیز کے جسپر ہم نے تکلم کی اپنی بات مین ہے اور وہ اللہ

کا عرش پر ہونا ہے اسلئے کہ علو اور ارتفاع اور قعود اور صعود اور استقرار

عرش پر سب کا نتیجہ ایک امر واحد ہے جب خصوصیات الفاظ سے قطع نظر

کرو اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالے عرش پر ہے اور جہت فوق مین ہے اور

یہی مذہب ہے سلف وخلف کا محققین سے جو تابع ہین کتاب وسنت کے

جیسا تم پر آگے کہل جاوے گا اور یہ ہمارے مقصود کی انتہا ہے اور ہمارے

لوگ اتفاق رکھتے ہین کہ اللہ عرش پر ہے

اور یہ لوگ بھی کہتے ہین کہ

مطلوب کی نفی ہے غرض اب ہم اللہ جل جلالہ کا شکر کرتے ہین اپنے ثبوت مقصود
پر ایسے تقریر سے جسمین کچھ کلام نہین ہوسکتا ہے تیسرا باب ون آیتون
کے بیانمین جن سے استوا بار یتعالے کا عرش پر اور اوسکا
جہت علو مین ہونا ثابت ہوتا ہے پہلی آیت سورہ اعراف
مین ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم
استوے علی العرش یعنے رب تمہارا وہ اللہ ہے جس نے بنایا
آسمان و زمین کو چھ دن مین پہر استوا کیا عرش پر دوسری آیۃ
سورہ یونس میں ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام
ثم استوے علی العرش یدبر الامر یعنے وہ رب ہے تمہارا جس اللہ نے پیدا
کیا آسمانون کو اور زمین کو چھ دن مین پہر استوا کیا عرش پر تدبیر کرتا ہے
کام کی تیسری آیۃ سورہ رعد مین ہے اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد
ترونہا ثم استوی علی العرش وسخر الشمس والقمر یعنے وہ اللہ ایسا ہے
کہ بلند کئے اوسنے آسمان بغیر کہنبے کے جسے تم دیکھتے ہو پہر چڑہ گیا عرش
پر اور کام مین لگایا سورج اور چاند کو چوتھی آیۃ سورہ طہ مین ہے تنزیلا ممن
خلق الارض والسموات العلی الرحمن علی العرش استوے یعنے اس قران
کا اوترنا ہے اوسکی طرف سے جس نے زمین کو بنایا اور بلند آسمانون کو
وہ رحمن عرش پر چڑہ گیا پانچوین آیۃ سورہ فرقان مین ہے الذی خلق
السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوے علی العرش الرحمن

تا اسئل بہ خبیرا جس نے بنایا آسمانونکو اور زمین کو اور جو اون کے بیچمین ہے چہہ دن مین پہر بیٹہا عرش پر وہ رحمن ہے سو پوچہہ تو اوسکو خبردار سے چہٹی آیتہ سورہ سجدہ مین ہے اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعنے وہ اللہ ایسا ہے جس نے آسمان و زمین اور اون کے اندر کی چیزین بنائین چہہ دن مین پہر چڑہ گیا عرش پر ساتوین آیت سورہ حدید مین ہے ہو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا وہو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر یعنے وہ ایسا ہے کہ اوسی نے آسمان و زمین کو بنایا چہہ دن مین پہر چڑہ گیا عرش پر جانتا ہے جو داخل ہوتا ہے زمین مین اور جو اوس سے نکلتا ہے اور جو اوترتا ہے آسمان سے اور جو چڑہتا ہے اوسکی طرف اور وہ تمہارے ساتہہ ہے جہان کہین ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو وہ دیکہتا ہے غرض یہ ساتون آیتین استوا علی العرش پر دلالت کرتی ہین اور اسپر دال ہین کہ وہ تعالی اوپر کی جہت مین ہے اسلئے کہ عرش اللہ تعالی کا اوپر کی جہت مین ہے اور جب اللہ عرش پر ہوا تو سب کے اوپر آ رہا اور ہر چیز اوس سے جدا ہے اور اوسکے اوپر کوئی شے نہوئی اور باقی آیتون سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعالی اوپر ہے اور جہت علو اور فوق مین ہے چنانچہ اوسی مین سے وہ آیتہ جو سورۂ بقر مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے قد نری تقلب وجہک فی السما

اور یہی جناب ابو اسمعیل الانصاری یعنے حضرت شیخ عبد اللہ انصاری کی کتاب الفاروق سے نقل کی ہے کہ اونہون نے یحییٰ بن معاذ تک سند پہونچا کے کہ اونہون نے صاف فرمایا کہ اللہ عرش پر ہے اوپر ہے اپنی خلق سے جدا ہے اوس نے ہر شے کو اپنے علم مین

یعنے دیکھتے ہین ہم تیرے مونہہ کا پہرنا آسمان کی طرف بغوی نے اپنی تفسیر مین
لکہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے کہا کہ مین دوست رکھتا ہون
کہ اللہ تعالی مجھے کعبہ کے طرف پہیر دیتا تو خوب ہوتا اسلئے کہ وہ قبلہ ہے ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام سو جبرئیل نے کہا کہ مین بہی ایک بندہ ہون مثل آپکے
اور تمہاری بزرگی اللہ کے نزدیک ثابت ہے تم اللہ سے درخواست کرو اسلئے
کہ اللہ تعالی کے نزدیک تمہارا بڑا درجہ ہے سو جبرئیل علیہ السلام یہ کہکر اوپر
چڑہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر نگہہ آسمان کی طرف
لگی رہتی تہی اور اس امید مین تہے کہ جبرئیل نازل ہوتے ہونگے قبلہ کا ہی
حکم لیکر جو آپ چاہتے تہے سو اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری کہ ہم دیکھتے
ہین تیرے مونہہ کا پہرنا آسمان کے طرف وحی کے انتظار مین غرض اس
نجوبی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا انتظار کرتے تہے کہ اللہ کا
حکم اوپر کی طرف سے اوتریگا اور ہمیشہ جبرئیل اوسی طرف سے آپکے پاس
آتے تہے اور وحی کو اوپر ہی سے اوتارتے تہے اور اسمین شک نہین کہ
جبرئیل علیہ السلام اللہ ہی کے پاس سے وحی لاتے تہے تو معلوم ہوا
کہ اللہ اوپر ہی کی جانب ہے جہت فوق مین اور یہی ہمارا مطلب ہے اور
دوسری جگہہ اللہ تعالی نے فرمایا تنزیلا ممن خلق الارض والسموات
العلی یعنے اوترا اس وحی کا اوس پروردگار کے پاس سے ہے کہ بنایا
اوس نے زمین کو اور اونچے آسمانون کو اور سورہ آل عمران مین فرماتا ہے

سکے اندر اللہ کو سمجھتے اور یہی
کہتے ہین کہ وہ ہر جگہہ ہے اور یہ
بہی کہتے ہین کہ اللہ عرش پر نہین ہے
امام ذہبی نے لکہا ہے کہ عباد بن عوام
واسطی امام ہے [illegible]
مین نے بشر مریسی سے اور اوسکے
ساتہہ والون سے باتین کین مین نے
دیکہا کہ اونکا آخر کلام

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنے جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے عیسیٰ مین تجھے پہر لینیوالا ہون اور اوٹھانیوالا ہون اپنی طرف یعنے جہت فوق مین اور مراد اوس سے آسمان دوم ہے جیسے حدیث معراج مین بہ تصریح آیا ہے اور سورہ نسا مین فرمایا ہے بل رفعہ اللہ الیہ یعنے بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اور سورہ انعام مین فرمایا وھو القاہر فوق عبادہ یعنے وہ تعالیٰ زبردست ہے اپنے بندون کے اوپر اور سورہ اعراف مین شیطان کا قول بیان فرمایا کہ اوس نے کہا ثم لاٰتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم یعنے اوس کا مین بنی آدم کو گمراہ کرنیکے لئے اون کے آگے سے اور اون کے پیچھے سے اور اون کے داہنے اور بائین سے ابن عباس نے کہا کہ شیطان کو اتنی جرات نہوئی کہ اون کے اوپر سے آوے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اون کے اوپر ہے اور قتادہ نے کہا کہ وہ اون کے اوپر سے نہ آیا اور شیطان سے یہ نہ ہوسکا کہ بنی آدم مین اور اللہ کی رحمت مین آڑ ہوجاوے اور سورہ نحل مین فرمایا یخافون ربہم من فوقہم یعنے ڈرتے ہین فرشتے اپنے رب سے کہ اون کے اوپر ہے ابن عباس نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ فرشتے ڈرتے ہین اپنے رب سے جو اون کے اوپر ہے عرش کے اوپر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلے اور دوسری جگہہ دوسرے سورہ مین فرمایا تنزیل من حکیم حمید اور انہ منزل من ربک بالحق

اور سورۂ سجدہ مین فرمایا یدبر الامر من السماء الی الارض ثم
یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما
تعدون اور فرمایا سورہ فاطر مین الیہ یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعہ سیوطی نے درمنثور مین کہا ہی کہ روایت
کی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے
اسماء والصفات مین ابن مسعود سے کہ انہون نے فرمایا جب ہم کوئی حدیث
بیان کرتے ہین تم سے تو اوسکی تصدیق کتاب اللہ سے بتا دیتے ہین
جب بندہ مسلم کہتا ہے سبحان اللہ سے آخر تک اوسکی اوپر ایک فرشتہ
مقرر ہوتا ہے کہ اون کلمون کو اپنی بازو مین لے لیتا ہے پہر آسمان پر
چڑہ جاتا ہے اونکو لیکر پہر کسی گروہ پر فرشتون کے نہین گذرتا جو اون
کے کہنے والے کے لئے استغفار نہین کرتے یہانتک کہ لاتا ہے اون
کلمون کو رحمن کے روبرو پہر پڑہی اونہون نے یہ آیت الیہ یصعد
الکلم الطیب یعنے اوسیکی طرف چڑہتے ہین پاک کلمے اور روایت
کی ابن مردویہ نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ سبحان اللہ سے آخر تک جب بندہ کہتا ہے تو ایک فرشتہ ان
کلمون کو اپنی پرون مین لیلیتا ہے یہانتک کہ لاتا ہے اونکو رحمن کے روبرو
اور فرمایا سورہ قصص مین اور سورہ مومن مین یا ھامان ابن لی
صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع

الی الٰہ موسی وانی لاظنہ کاذبا یعنے کہا فرعون نے اے
ہامان بنا میرے سلئے ایک محل شاید کہ مین چڑہون آسمان کے رستون پر اور
جہانکون موسے کے معبود کو اور مین اوسے جہوٹا جانتا ہون ذہبی نے کتاب
العرش و العلو مین کہا ہے یعنے فرعون نے کہا کہ مین موسے کو اس امر مین جہوٹا
جانتا ہون کہ اللہ آسمان مین ہو اور اگر موسے علیہ السلام اوسکو ایسے خدا
کی طرف نہ بلاتے جو آسمانون پر ہے تو وہ ہرگز یہ نکہتا اسلئے کہ اگر موسے
علیہ السلام یہ فرماتے کہ وہ خدا جسکی طرف مین تجہے بلاتا ہون وہ آسمان پر
نہین ہے تو یہ کہنا فرعون کا محض بے فائدہ اور لغو ہوتا اور اوسکا محل
بنانا اور حکم دینا محض جنون ہوتا اور صاحب جتو انے نقل کیا اور اسکا
بار او ہی پر ہے کتاب تنزیہ الذات و الصفات اور کتاب فرع ثابت اور
اعلام الموقعین سے جو ابن قیم کی ہے کہ فرعون نے یہ حکم جب دیا کہ موسے
علیہ السلام نے اوس سے کہا کہ میرا رب آسمان پر ہے تمام ہوا قول صاحب
اجتو اکا امام ابو الحسن اشعری رئیس اشاعرہ نے ابانہ عن اصول الدیانہ مین
اس آیتہ کے بعد کہ جہٹلایا فرعون نے موسے کو اس قول مین کہ اللہ آسمانون
کے اوپر ہے سو جسنے اس امر کا انکار کیا کہ اللہ تعالے آسمانون کے
اوپر ہے اوسنے فرعون اور اوسکے یارون سے بہائی چارہ کیا اور
ایسے عقیدہ کا معتقد ہوا جسکا فرعون معتقد ہوا تہا اور امام فخر الدین رازی نے
اپنی تفسیر کبیر مین جو کہا ہے کہ مشبہہ نے اس آیتہ مین لپٹ کر کہا ہے کہ اللہ تعالے

آسمانون پر ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ ... نے ... کہ اسطرف ... نہ ہوتے تو وہ کیون یہ بات کہتا اور اسکا جواب یہ ہے ... علیہ السلام

فرعون کو یہ بتایا کہ وہ تعالے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور یہ نہین کہا

کہ وہ آسمان مین ہے زمین مین نہین سو فرعون نے اون کے قول کو

اسطرف پہیر دیا کہ وہ کہتے ہین کہ معبود میرا آسمانون پر ہے اور یہی فرعون

کی ایک خباثت اور مکر اور فریب تہا سو اس قول مین فخر رازی کی گفتگو ہے

اسلئے کہ انہون نے مشبہہ سے کیا مراد لیا اگر یہ مراد لیا کہ مشبہہ وہ لوگ

ہین جنہون نے تشبیہ دی ہے صفات آلہی کو صفات خلق سے اور

اوس تعالے کے واسطے لوازم جسم ثابت کئے ہین تو ہمکو اون سے

کچہ بحث نہین اور جو فخر رازی نے کہا وہ ہمارا مدعا ہے اور اگر مشبہہ سے

اونہون نے اون لوگون کو مراد لیا جو کتاب و سنت کو اوسکے ظاہر پر جاری

کرتے ہین اور اوسمین تحریف و تاویل نہین کرتے اور فلاسفہ کی تقلید

نہین کرتے اور نہ معتزلہ اور جہمیہ اور نجاریہ کی سو یہ مراد فخر رازی کی

بالکل ٹوٹ جاتی ہے اسطرح کہ جب موسےٰ علیہ السلام نے فرعون سے

یہی کہا تہا کہ وہ تعالے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور یہ نہین کہا تہا

کہ وہ آسمان پر ہے تو پہر فرعون نے محل عالی شان کیون بنایا اور اوسکے

لئے ہزارون کہتر اگ کیون سکئے باوجود اسکے کہ فرعون عاقل ذکی تہا کہ

موسےٰ علیہ السلام کی بات سمجہ گیا جب اون سے سوال کیا کہ رب العالمین

کہا ہے یعنے اوسکی حقیقت کیا ہے اور موسے علیہ السلام نے جواب دیا
کہ وہ رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جو اونکے بیچ مین ہے غرض فرعون
جان گیا کہ مین سوال کچہ کرتا ہون اور موسے علیہ السلام جواب کچہ دیتے ہین
اور کہا کہ تم مجنون ہو اور یہ کسی پر پوشیدہ نہین ہے سب جانتے
ہین کہ آسمان و زمین کے رب ہونے مین اور آسمان پر ہونے مین
کوئی تعلق نہین ہے کہ پہلے بات سے دوسرے کا وہم ہی ہو اور جو
فخر رازی نے جو ذکر کیا اوسکا فساد ظاہر ہے اگرچہ اون کی پیروی اوروں
نے بہی کی ہو جنہون نے تاویلین کین ہین غرضکہ ان کا کچہ اعتبار نہین
سلف کے مقابلہ مین نہ کچہ اعتبار ہے ان کے مخالفت کا اور فرمایا
سورہ ملک مین ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض
یعنے کیا تم بیخوف ہو گئے اوس سے جو آسمانون پر ہے اس سے کہ
دہنسا دیوے تمکو زمین مین بغوی نے کہا کہ ابن عباس نے کہا ہے
یعنے بیخوف ہو گئے اوسکی عذاب سے جو آسمانون پر ہے کہ اگر تم نافرمانی
کرو تو وہ تمکو دہنسا دے اور ابن عباس کی تفسیر مین ءامنتم من
فی السماء علی العرش یعنے آسمان پر ہونے سے عرش پر ہونا
مراد ہے اور روایت کی بیہقی نے ابی بکر ضبعی سے کہ عرب کا قاعدہ ہے
کہ وہ فی کو علی کے جگہہ بولتا ہے جیسے فرمایا اللہ تعالی نے فسیحوا
فی الارض یعنے چلو تم زمین کے اوپر اور فرمایا لاصلبنکم فی

جذع النخل یعنے مین تمکو کہجورون کے ڈنڈ پر سولی دونگا غرض

ان سب جگہہ مین فی بمعنے علی ہے اور ایسا ہیہ اللہ تعالی کا یہ قول ہے

من فی السماء یعنی عرش کے اوپر آسمانون کے پرے جیسے کہ سیپارہ میں آ

آچکا ہی اور تاویل کرنا کہ من فی السما سے مراد وہ ذات ہے جسکی مملکت یا قدرت یا حکومت آسمانون ہے

ایسے ہی اوسکی طرف کان کہنا چاہیے جب صحیح ہو گیا اہل نقد کا ظاہر پر ہونا کہ فی بمعنے علی اکثر جگہہ

ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مین ولاصلبنکم فی جذوع

النخل غرض آسمان سے تمام مین اللہ سبحانہ کا ظرف نہیں ہے جس سے

تاویل واجب ہو اسلیے کہ آسمان اللہ تعالے کو گہیرنے والا نہین بلکہ حال

یہ ہے کہ اللہ کا علم آسمان کو گہیرے ہے ابن تیمیہ نے کہا کہ پہر جو یہہ گمان کرے

کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آسمان ہی ہے اور آسمان اوسکا حاوی اور محیط یعنی

گہیرنے والا ہے تو وہ جہوٹا ہے اگر اس مضمون کو کسی غیر سے نقل کرتا ہے

اور گمراہ ہے اگر خود اسکا اعتقاد رکہتا ہے اپنی رائے سے اور ہم نے

کسیکو نہین سنا کہ یہ بات سمجہا ہو ان لفظون سے اور نہ ہم نے کسیکو دیکہا کہ اس مضمون کو کسی

نقل کرتا ہو بلکہ اگر تمام مسلمانون سے پوچہا جاوے کہ آیا تم اللہ و رسول کی اس بات سے کہ اللہ فی السماء

یہ سمجہتے ہو کہ آسمان خدا کو گہیرے ہے تو ہر ایک یہی کہیگا کہ اسکا

وہم بہی ہمارے دل مین کبہی نہین گذرا اور جب یہ بات ٹہیر چکی تو اب کیا

ضرور ہے کہ من فی السماء کی ایک معنی محال مراد لیے جاوین جو ہرگز لوگ

نہین سمجہتے ہین اور پہر اوسکی تاویل کیجاوے بلکہ مسلمانون کے نزدیک

کہ برخلاف ہوتی کیونکہ یہ بات معلوم ہے

کہ یہ جو فرمایا کہ وہ تمہارے ساتھ ہے

اسکا مطلب یہی ہے کہ اللہ خاص

جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر

کی ساتھ ہے اور کافرون کے دشمن ساتھ

اونکی ساتھ نہین ہے اور اسیطرح اللہ نے فرمایا

کہ اللہ ساتھ ہے اون لوگون کے جو ڈرا اور وہ

لوگ جو اچہی طرح کام

یہ کہنا کہ اللہ آسمان مین ہے اور اللہ عرش پر ہے دونون کا مطلب ایک
ہی ہے اسلئے کہ آسمان سے بلندی مراد ہے تو آسمان مین ہونے کے
معنے یہ ہوئے کہ وہ بلندی مین ہے نہ پستی مین اور مسلمان جانتے
ہین کہ اللہ تعالے کی کرسی مین آسمان وزمین کی سمائی ہے اور کرسی عرش
کے آگے ایسی ہے جیسے ایک میدان مین ایک چھلا پڑا ہو اور عرش
اوسکی مخلوقات مین سے ایک مخلوق ہے اوسکو اللہ کی قدرت اور
عظمت سے کچھ نسبت ہی نہین سو کیونکر وہم ہو سکتا ہے کہ کوئی مخلوق
اوس تعالے کو گھیر لیویگی اور اوس [illegible] مقدس کا محاصرہ کریگی
اور اللہ تعالے نے فرمایا ولاصلبنکم فی جذوع النخل اور فرمایا
فسیروا فی الارض اور ان دونو آیتون مین فی بمعنے علے ہے اور
اسیطرح وہ کلام عربی اور حقیقی ہے مجاز نہین اور اسکو خوب جانتا ہے
جو حروف کے حقیقت معانی سے بخوبی واقف ہے تمام ہوا قول ابن تیمیہ
کا اور اس تقریر سے امام رازی کا قول جو اون کے تفسیر مین ہے بالکل ساقط
ہو جاتا ہے اونہون نے کہا ہے کہ جان لے تو کہ مشبہہ نے اللہ تعالے
کے لئے مکان ثابت کرنیکو اللہ تعالے کے اس قول سے استدلال کیا ہے
ءامنتم من فی السماء اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس آیت کا جاری
کرنا اپنے ظاہر پر باتفاق مسلمین ممکن نہین اسلئے کہ اوس تعالے کے
آسمان مین ہونے سے لازم آتا ہے کہ آسمان اوسکا محیط ہو جاوے

جمیع جوانب سے اور وہ تعالے اسمان سے چھوٹا ہو جاوے اور آسمان عرش
سے بہت چھوٹا ہے غرض لازم آتا ہے کہ اللہ تعالے عرش کے آگے
نہایت حقیر شے ہو جاوے تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور یہ باتفاق
مسلمین محال ہے اور یہی سبب ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا قل لمن
ما فی السموات والارض قل للہ یعنے کہہ کسکی ملک مین
ہے جو آسمان و زمین مین ہین سو اگر اللہ تعالے بہی آسمان مین ہو تو لازم
آتا ہے کہ وہ اپنی ذات کا بہی مالک ہو جاوے اور یہ محال ہے اور
امام رازی کے قول کے سقوط کی وجہہ یہ ہے کہ ہم یہ نہین کہتے
کہ ان اللہ فی السماء مین فی بمعنے ظرفیتہ ہے بلکہ ہم کہتے ہین کہ وہ
بمعنے علے ہے جیسا کہ آگے گذرا اور اسکے تائید ابن عباس کے
قول سے بہی ہوتی ہے اور اگر ہم یہ بہی کہین کہ فی بمعنے ظرفیتہ ہے
تو بہی فی السماء ہونا اوسکا بمنزلہ اوسکے اترنے کے ہے آسمان
دنیا کی طرف بلا کیف کہ اوسپر ایمان واجب ہے اور اتفاق مسلمانون کا اس پر
کہ یہ آیتہ ظاہری معنے پر جاری نہین ہو سکتی ممنوع ہے اسلیے کہ سلف نے
تو اسکو ظاہر ہی پر جاری کیا ہے جیسے کہ اون کے تصریحات سے بخوبی اوپر
ظاہر ہو چکا غرض اتفاق اون مسلمانان سلف کا جنکی اوپر اسلام کا نام
بخوبی پہپتا ہے اسی پر ہے کہ وہ تعالے فی السماء علی العرش ہے
یعنے آسمانون کے اوپر عرش پر ہے اور جب وہ تعالے آسمان پر

بلاکیف ہوا تو صغر وغیرہ جو خیال کیا جاتا ہے وہ کچہ لازم نہین آتا اور یہہ بہی
لازم نہین آتا کہ وہ تعالے آسمان پر ہونے سے اپنی ذات کا مالک ہوجاوے
اسلئے کہ وہ تعالے اوس آیت سے بدلالت عقل خارج ہے جیسے
اس آیت سے خالق کل شی اسلئے کہ وہ تعالے باتفاق مسلمین شے
ہے اور باوجود اسکے اشیاء مخلوقہ سے خارج ہے یعنے بدلالت
عقلی اور وہ تمام اشیا کا خالق ہے اور اسیطرح یہ فقرہ ہے جو کہا جاتا ہے
کہ بادشاہ مالک ہے اون سب چیزون کا جو اوسکے شہر مین ہین حالانکہ وہ
اپنے نفس کا مالک نہین اور کوئی عاقل یہ نہین کہیگا کہ اوسکا نفس
بہی اوسکی ملک مین ہے اور یہہ بہی جان لو کہ یہ جو کچہ ہم نے کہا ہے
بر سبیل تنزل ہے اور یہ ہمارا عقیدہ نہین بلکہ عقیدہ ہمارا وہی ہے
کہ اللہ عرش پر ہے اور کسیطرف مین نہین اور کوئی مکان و زمان
اوسکو گہیر نہین سکتا بلکہ وہ تمام مکانون سے اوپر اور جہان وہ ہے
وہان نہ مکان ہے نہ زمان اور یہ نفی مکان و زمان کے بمعنے
اوس اصطلاح کے ہے جو مشہور ہے اور سوا اسکی نہین کہ وہ اوسی
جگہہ ہے جو اوسنے مراد لی ہے بڑی بزرگی والا ہے ذکر اوسکا اور
ہم اوسے نہین جانسکتے غرض معنے آیۂ أأمنتم من في السماء
کے یہی ہین کہ وہ آسمانون کے اوپر یعنے عرش پر ہے اور اب
کوئی محذور لازم نہین آتا اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا کہ جب کوئی

کہتا ہے کہ اگر اللہ عرش پر ہو تو لازم آتا ہے کہ وہ سبحانہ تعالے عرش سے بڑا ہو یا چھوٹا ہو یا برابر ہو اور اسی طرح اور باتین تو بات یہ ہے کہ اوسنے اللہ کے عرش پر ہونے سے کچہ اور نہین سمجہا بجز اسکے کہ اوس سے کوئی جسم ثابت ہو اور یہ سب باتین اوسکی اس سمجہہ کے تابع اور لازم ہین مگر وہ استوا جو اوسکی بزرگی کے لایق ہے اور اوسکو خاص ہے اوس سے یہ باطل باتین لازم نہین آتین جسکی نفی صانع اجسام سے ضرور ہے تمام ہوا کلام ابن تیمیہ کا اور شاید اس امام کا یہ ایراد خاص ہے ساتہہ مشبہہ کے جو کہتے ہین کہ اللہ تعالے ایک جسم ہے اور جسمون کے مانند اور حلول اوسکا بہی ویسا ہی ہے جیسے اور جسمون کا حلول ہوتا ہے کسی مکان مین اللہ تعالے اونکو خراب کرے اور وہ بدتر ہے اوس سے کہ ظالم کہتے ہین اور اونہی مین سے وہ آیت ہے جو سورۂ معارج مین ہے

تعرج الملئکة والروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة یعنے چلٰہ گئے اور روح اوسی خدا کیطرف چڑہتے ہین ایسے دن مین کہ اندازہ اوسکا پچاس ہزار برس کا ہے اور یہ تینتی آتین ہم نے ذکر کین عاقل کو کافی ہین جو فہمیدہ ہو اور اتباع حق کے راہ سے اثبات فوقیت اوس تعالی شانہ کی چاہتا ہو اور جسکو فقط جدل منظور ہو اور مقصود اوسکا حق مین جنگل مارنا اور اتباع کتاب و سنت نہو تو وہ ہر آیت اور حدیث اور نص کے تاویل کرتا ہے اگرچہ ہم کتنی ہے

في السموات وفي الارض

لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار

۱۹۶

نصوص فوقیت پر اور مضبوط قاعدہ تاویل کا یہ ہے جسکا ہم نے اوپر اشارہ کیا کہ پہیرنا نصوص کا ظاہر کیطرف جب تک ممکن ہو واجب ہے اور تاویل اوسوقت واجب ہے کہ متفق ہون اوسپر اگلے اور پچہلے باقی رہا جب تاویل مین اختلاف ہو تو سلف صحابہ اور تابعین کے تقلید اولی ہے پچہلون کے تقلید سے جو علم کلام مین گہس رہے ہین اور انہون نے اپنی بنیاد دین دلائل عقلیہ اور براہین فلسفیہ پر رکہی ہین سو اوسمین غور کرو اور انصاف کرو امام ذہبی نے کتاب العرش مین کہا ہے کہ اللہ تعالے کے عرش پر ہونے اور تمام مخلوقات کے اوپر ہونے مین اور سب مخلوقات سے جدا ہونے پر اور کسی چیز مین داخل نہونے پر اور اوسکا علم ہر جگہہ ہونے پر کتاب و سنت اور اجماع صحابہ اور تابعین اور ائمہ مہدیین کی دلیلین موجود مین اب سنو کہ کتاب سے اللہ تعالے کا یہ قول ہے الرحمن علی العرش استوی اور یہ قول ثم استوی علی العرش اور یہ مضمون چہہ جگہہ ارشاد کیا ہے اور یہ قول اوس تعالی کا الیہ یصعد الکلم الطیب یعنی چڑہتی ہین اوسکی طرف پاک کلمے اور یہ قول انی متوفیک ورافعک الی یعنے ای عیسے مین تجہے پہر لینیوالا ہون اور اوٹہا لینیوالا ہون اپنی طرف اور قول اللہ تعالے کا بل رفعہ اللہ الیہ یعنے بلکہ اوٹہا لیا عیسے کو اللہ نے اپنی طرف اور قول اوسکا یخافون ربہم من فوقہم یعنے ڈرتے ہین فرشتے اپنے رب سے جو اون کے اوپر ہے اور قول اوسکا یدبر

الامر من السماء ثم یعرج الیه یعنے وہ تدبیر کرتا ہی کام کی آسمان سے پہر چڑہ جاتا ہے وہ کام اوسی خدا کیطرف اور قول اوسکا امنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض یعنے کیا نچنت ہوگئے تم اوس خدا سے جو آسمان پر ہے اس سے کہ دہنسا دیوی تمکو زمین مین قول اوسکا ذی المعارج تعرج الملئکۃ والروح الیہ یعنے وہ صاحب ہے سب بلندیون کا کہ اوسی کیطرف چڑہتی ہین فرشتے اور روح اور قول اوسکا کہا فرعون نے یاھامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا یعنے اے ہامان بنا تو میرے لئے ایک محل کہ مین چڑہ جاؤن آسمان کے رستون مین اور جہانکون موسے کے خدا کو اور مین تو اوسے جہوٹا جانتا ہون یعنے موسے کو اس بات مین جو وہ کہتا ہے کہ اللہ آسمان مین ہے اور اگر موسے علیہ السلام اوسکو ایسی خدا کیطرف دعوت نہ دیتے جو آسمان مین ہے تو وہ ایسا نہ کہتا اور اگر موسے علیہ السلام اوسکو ایسے خدا کیطرف دعوت نہ دیتے جو آسمان مین ہے تو یہ قول فرعون کا محض بیکار ٹہیرتا اور بلند محل بنانا اوسکا بے محل اور جنون ہوتا تمام ہوا قول ذہبی کا اور ابن تیمیہ نے کہا یہ اللہ کی کتاب ہے کہ اول سے آخر تک اور سنت رسول اللہ ہے کہ اول سے آخر تک اور یہ کلام صحابہ اور تابعین ہے اور کلام تمام امامون کا بہرا پڑا ہے اور صاف و ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے

۱۹۹

کہ اللہ تعالے آسمانون پر ہر چیز سے اوپر ہے اور ہر چیز سے بلند ہے
اور وہ عرش پر ہے اور سب آسمانون کے اوپر جیسے اللہ تعالے
کے اس قول سے ثابت ہے الیہ یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعہ یعنے اوسی کیطرف چڑھتے ہین پاک کلمے اور نیک
عمل وہ اوسکو بلند کرلیتا ہے یعنے اپنی طرف اور یہ قول وسکا انی متوفیک
ورافعک الیّ یعنے اے عیسے مین تجھے پھر لینیوالا ہون اور اوٹھانیوالا
ہون اسپنے طرف اور یہ قول ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم
الارض اور یہ قول اوسکا بل رفعہ اللہ الیہ اور یہ قول تعرج الملئکۃ
والروح الیہ اور یہ قول یدبر الامر من السماء الی الارض
ثم یعرج الیہ اور یہ قول یخافون ربہم من فوقہم اور یہ قول
ثم استوی علی العرش کہ سات جگہہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
اور ایک جگہہ یون فرمایا الرحمن علی العرش استوی اور یہ
قول یا ہامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب
اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ
کاذبا اور فرمایا تنزیلا من حکیم حمید اور فرمایا منزل من
ربک یعنے یہ قران اوتارا ہوا ہے خدا کیطرف سے اور اسکے سوا اور بہت
سی آیتین ہین کہ اون کی گنتی نہین ہوسکتی مگر مشکل سے تمام ہوا قول
ابن تیمیہ کا ھ ترجمہ اکثر آیتون کا اوپر ذہبی کے قول مین گذرا

باب جو مخصص اون حدیثون مین جن سے استوا باری تعالی کا عرش پر ثابت ہوتا ہے امام ابن تیمیہ نے لکہا کہ احادیث صحاح اور حسان مین سے یعنے جو اثبات استوا کرتے ہین اتنے ہین کہ اونکی گنتی نہین ہوسکتی اور امام ذہبی نے کہا کہ احادیث جو متواترا کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوئی ہین اس سے زیادہ ہین کہ اون سبکو کوئی جمع کرسکے اور اونمین سے حدیث معاویہ بن حکم سلمی کی ہے کہ اونہون نے کہا میری بکریان تہین احد اور جوانیہ کے بیچ مین اور اونمین ایک لونڈی تہی سو مین نے اوسکو ایک دن جاکر دیکہا تو ایک بکری اوسمین سے بہیڑیا لیگیا تہا سو مین نے اوس لونڈی کو مارا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے ذکر کیا تو حضرت نے میرے اس مارنیکو بہت بڑا گناہ فرمایا سو مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا مین اسے آزاد کردون آپنے فرمایا کہ اسکو بلاؤ مین نے اوسکو بلایا سو حضرت نے فرمایا اوس سے کہ اللہ کہان ہے اوسنے کہا آسمان پر آپنے فرمایا مین کون ہون اوسنے کہا آپ اللہ کے رسول ہین آپنے فرمایا اسکو آزاد کردے یہ تو مومن عورت ہے یہ حدیث صحیح ہے روایت کی یہ مسلم نے اور ابوداؤد اور نسائی اور امام مالک نے موطا مین اور سنن مین محمد بن الشرید سے مروی ہے کہ اون کی مان نے وصیت کی تہی کہ میری طرف سے ایک گردن ایماندار آزاد کرنا یعنے غلام یا لونڈی تو انہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری مان نے ایسی وصیت کی ہے اور یہ لونڈی کالی

۲۰۰

کیا یہ آزاد کرون تو مجھے کفایت کریگی آپ نے فرمایا اوسکو میرے پاس لاؤ اور اوس سے فرمایا اللہ کہان ہے اوسنے عرض کی کہ آسمان پر آپنے فرمایا مین کون ہون اوسنے عرض کی اللہ کے رسول آپ نے فرمایا اسے آزاد کردو یہ تو مومن ہے اور یہ لونڈی معاویہ بن الحکم کے سوا دوسری ہے امام ترمذی فرماتے ہین کہ ہمسے بیان کیا احمد بن منیع نے کہ ہمسے بیان کیا یزید بن ہارون نے کہ ہمسے بیان کیا حماد بن سلمہ نے وہ یعلی بن عطا سے وہ وکیع بن حدس سے وہ اپنے چچا ابو رزین سے اونہون نے کہا کہ مین نے کہا یا رسول اللہ کہان تہا رب ہمارا خلق کے پیدا کرنے سے پہلے فرمایا وہ عما مین تہا نہ اوسکے نیچے ہوا تہی اور نہ اوسکے اوپر ہوا تہی اور اوسنے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا کہا احمد نے کہ کہا یزید نے یعنے ابن ہارون نے کہ عما یہ معنے کہ اوسکے ساتہہ کوی شے نہین تہی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے یعنے اسکی سند اچہی ہے ملا علی قاری مشکوۃ شریف کی شرح مین لکہتے ہین کہ کہا قاضی نے کہ عماء سے ایسی چیز مراد ہے جو وہم مین اور عقل مین اور سمجہہ مین نہ آوے مطلب یہ ہے کہ مکان نہین تہا اس بات کو یون بیان فرمایا کہ وہ چیز عقل اور وہم مین نہین آتی اور مطلب یہ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہین ہے جو اوسکے آس پاس تہی اس بات کو یون فرمایا کہ ہوا نہین ہے کیونکہ ہوا سے کبہی یہ مراد ہوتی ہے

کہ خالی چیز ہے جسمین جسم نہین تہا طیبی نے کہا کہ عماء جو مد کی ساتہہ ہے
اوسکے معنے اور طرف پہیرنا چاہئے کہ دوسری روایت مین عمیٰ بغیر مد کے
ہے یہ بہی اوسکے موافق ہوجاوے اور صحیح بخاری کی روایت جو
عمران بن حصین سے ہے اوسکے بہی موافق ہوجاوے کہ اللہ تہا اور
کوئی شئے نہین تہی اور یہ جواب حکمت کے طور پر ہے سوال تو مکان
سے تہا جواب یہ ہوا کہ لامکان مین تہا امام ذہبی کتاب العرش مین
لکہتے ہین کہ ابو عبید نے کہا کہ عماء کے معنے ہین ابر اور حسن بن عمران
حنظلی ہروی نے کہا کہ مین نے سنا ابو الہیثم خالد بن یزید رازی سے
وہ کہتے تہے کہ ابو عبید سے غلطی کی عمے کا لفظ بغیر مد کے ہے اور
ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
ایک کالی لونڈی کو لایا جو عجم کی تہی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے
ذمہ پر ایک گردن مومن آزاد کرنا ہے تو آپ نے اوس لونڈی سے
فرمایا کہ اللہ کہان ہے اوسنے اپنے کلمہ کی اونگلی سے آسمان کیطرف
اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا مین کون ہون اوسنے اپنی اونگلی سے حضرت
کیطرف اور آسمان کیطرف اشارہ کیا یعنے آپ اوس اللہ کے رسول ہو
تو آپ نے فرمایا اسکو آزاد کردو یہ حدیث حسن ہے روایت کی یہ قاضی ابو احمد
عسال نے اپنی کتاب المعرفۃ مین محمد بن عمرو سے وہ ابی سلمہ سے وہ
ابوہریرہ سے اور روایت کی یہ احمد اور بغوی نے اپنی اپنی مسند مین

مسعودی کے روایت سے اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے درمیان پھیر بدل کر آتے ہین فرشتے
رات کے اور فرشتے دن کے اور نماز عصر اور فجر مین وہ سب جمع ہوتے
ہین پھر جو رات کو تمہارے پاس تھے وہ خدا کیطرف چڑھ جاتے ہین
اور وہ اون سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اون سے زیادہ جانتا ہے
کہ کیونکر چھوڑا تم نے میرے بندون کو وہ عرض کرتے ہین ہم جب اونکے
پاس گئے تھے جب بھی وہ نماز پڑھتے تھے اور جب اون سے جدا
ہوئے جب بھی وہ نماز پڑھتے تھے یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
کی ہے اور عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرو زمین والون پر کہ رحم کرے تم پر آسمان والا
روایت کی یہ ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو اور جبیر بن مطعم سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اعرابی سے فرمایا جو آپ سے
شفاعت چاہتا تھا استسقا کے لئے اور اللہ کو شفیع لاتا تھا آپ کے
آگے کہ خرابی ہو تیری تو نہین جانتا کہ خدا کیا چیز ہے بیشک شان اوسکی
اس سے بڑی ہے کہ اوسکو کسی کے سامنے شفیع لاوین اور وہ اپنے
عرش کے اوپر ہے اور اوسکا عرش اوسکے آسمانون کے اوپر ہے
روایت کی یہ ابوداؤد وغیرہ نے رد مین جہمیہ کے
مین اسناد حسن کے ساتھ روایت سے محمد بن بشار کی

مین کہتا ہون کہ روایت کی یہ بخاری نے بہی اپنے رسالہ خلق افعال
عباد مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ بیشک اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے
اپنے آسمانون کے اوپر اور آسمان اوسکے زمین کے اوپر ہین مثل
قبہ کے اور روایت کی یہ بخاری نے تاریخ کبیر مین اور نہین لائے
وہ اس روایت کو اپنے جامع صحیح مین اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی کہ میری ماں پر
ایک گردن آزاد کرنا ہے اور وہ مر چکی ہے اور ایک لونڈی کو وہ اپنے
ساتھ لایا جو عجمی تہی اوس سے حضرت نے فرمایا کہ اللہ کہان ہے
تو اوسنے اپنے ہاتھ سے آسمان کو اشارہ کیا پہر آپنے فرمایا مین کون
ہون اوسنے کہا اللہ کے رسول آپنے فرمایا اسکو آزاد کر دو یہ تو
مومن ہے روایت کی یہ غسال نے باسناد صحیح ابی سعید بقال سے
انہون نے عکرمہ سے انہون نے ابن عباس سے اور یحیی بن
عبد الرحمن بن حاطب نے کہا حاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
گئے ایک اپنی لونڈی کو ساتھ لیکر اور عرض کی کہ اے رسول اللہ کے
میرے اوپر ایک گردن آزاد کرنا ہے سو یہ کافی ہو سکتی ہے میری
طرف سے سو آپنے فرمایا تیرا معبود کہان ہے اوسنے کہا آسمان پر
آپنے فرمایا مین کون ہون اوسنے کہا آپ اوسکے رسول ہین آپنے فرمایا

آسمان ذکر دو یہ تو مومن ہے اس روایت کو اکیلی اسامہ بن زید نے یحییٰ بن عبد الرحمن
سے روایت کیا ہے روایت کی یہ ابو احمد حافظ نے باسناد صحیح اونہی سے اور کہا ابو رزین
عقیلی نے کہ مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کہان تھا پروردگار ہمارا آسمان و زمین بنانے
سے پہلے تو فرمایا آپ نے ایک مجلس پر نور کے یہ روایت غیلانیات مین ہے اور اب ہم ذکر کرینگے اوسکے
بعد اور یہ سب حدیثین جو اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ سوال کرنا کہ اللہ کہان ہے روا ہے
اور جواب دینا کہ وہ آسمان پر ہے یہ بھی روا ہے اور مین کہتا ہون
کہ اللہ پاک کے آسمان پر ہونے سے جیسا حدیثون مین آیا ہے
اوسکا آسمانون کے اوپر عرش پر ہونا مراد ہے جیسا کہ اسکی اوپر کی
باب مین گذر چکا غرض اس سے یہ نہین سمجھا جاتا جیسے بعض لوگون
نے وہم کر رکھا ہے کہ لفظ کو اپنی ظاہر پر حمل کرنا اس جگہ محال ہے
اسلئے کہ محال یہ ہے کہ اللہ کو آسمان گھیرے ہو یا وہ اوسمین محصور
ہو یا اوسمین مستقر ہو حلول کئے ہوئے کسی مکان مین غرض یہ
امور کسی طرح نہین ہو سکتی اور روایت ہی جابر سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ مین عرفات کے دن فرمایا آگاہ ہو
مین نے اللہ کا پیغام پہونچا دیا اور صحابہ نے عرض کی کہ ہان ہم
آپ اپنی اونگلی آسمان کیطرف اوٹھاتے تھے اور اون کے طرف
جھکاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ گواہ رہ روایت کی یہ مسلم نے
اور ابن عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ انہون نے کہا ہم ایک
کنکریلی زمین مین تھے کہ ایک بادل آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تے فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین مین کتنا فاصلہ ہے
انہون نے کہا نہین آپ نے فرمایا اکہتر یا بہتر یا تہتر برس کی راہ پہر اسی
فاصلہ سے سات آسمان سگنے پہر فرمایا ساتوین آسمان پر ایک دریا ہے
کہ اوسکا اوپر کا کنارہ نیچے کے کنارے سے اتنی دور ہے جتنی دور
ایک آسمان سے دوسرا آسمان ہے پہر اوسکے اوپر آٹہہ بکریان جنگلی
ہین کہ اون کے کہرون سے اون کے گہٹنے اتنی دور ہین جتنی دور
ایک آسمان سے دوسرا آسمان اور اون کے پیٹہون پر عرش ہے
پہر اوسکے اوپر اللہ تعالے ہے اور وہ جانتا ہے تم جس حال مین ہو
روایت کی یہ ابو داؤد نے باسناد حسن اور حسن ہی اوپر کی اسناد سے
اور روایت کی ترمذی نے اسکی مانند ابوہریرہ کی روایت سے اور
اوسمین یہ ہے کہ ایک آسمان سے دوسرا آسمان پانسو برس کی راہ
ہے اور ان دونو باتون مین کچہ منافات نہین اسلئے کہ پانسو برس
کی راہ سے مثلا عادت کی اور روزمرہ کی چال مراد ہے اور ستر پر
کئی برس سے پیکون کی تیز چال مراد ہے اسلئے کہ صحیح ہے کہ
کوئی کہے کہ ہمارے اور مصر کے بیچ مین بیس دن کی راہ ہے اور
اوس سے روزمرہ کی چال مراد لی اور دوسرا کہے کہ تین دن کی
راہ ہے اور اوس سے پیکون کی چال مراد لی اور زینب بنت جحش
سے روایت ہے کہ وہ عرض کرتی تہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ

الله تعالے نے مجھے آپکے ساتھہ عرش کے اوپر بیاہ دیا اور بخاری
مین یہ لفظ ہین کہ وہ کہتی تہین کہ الله تعالے نے میرا نکاح آپکے ساتھہ
ساتون آسمان کے اوپر سے کیا اور [١٤] ابی سعید سے روایت ہے
کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے امین نہین جانتے
اور حالانکہ مین اوسکا امین ہون جو آسمان مین ہے اور مجھے آتی
ہے خبر آسمان کی صبح اور شام یہ روایت بخاری اور مسلم مین ہے
[١٥] اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے
قسم ہے اوس پروردگار کی کہ میری جان اوسکے ہاتھہ مین ہے کہ کوئی
مرد ایسا نہین ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے بچھونے کے طرف بلاوے
اور وہ نہ آوے مگر وہ الله جو آسمان مین ہے اوسپر غصہ رہتا ہے
جب تک کہ وہ مرد اوس سے راضی نہو روایت کی یہ مسلم نے اور
[١٦] ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے
پاس فرشتے آتے ہین پہر وہ مرد اگر نیک ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ اے
جان اطمینان رکہنے والی نکل تو پاک بدن مین تہی نکل خدا کی رحمت
اور خوشبو کی ساتھہ خوشخبری ہے اور ایسے پروردگار سے ملنے کی
خوشخبری ہے جو تجھہ پر غصہ نہین غرض وہ فرشتے یہی کہتے رہتے ہین
یہان تک کہ وہ روح پہونچ جاتی ہے اوس آسمان تک جس مین
الله ہے اور ذکر کیا انہون نے اس حدیث کو آخر تک یہ حدیث صحیح

٢٠٧

سے ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر روایت کی یہ احمد نے اپنی مسند مین اور
حاکم نے مستدرک مین اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک الموت پہلے سب لوگون کے سامنے آتے تھے
تو موسے علیہ السلام کے بھی سامنے آئے سو موسی علیہ السلام نے اون کو
ایک طمانچہ مارا اور ملک الموت کی انکھہ جاتی رہی اور وہ اپنی انکھہ
لیکر اپنے پروردگار کیطرف چڑہے اور عرض کی کہ مجھے آپ نے موسے
کیطرف بھیجا تھا اور انہون نے مجھے ایک طمانچہ مارا سو میری انکھہ
جاتی رہی اور اگر اون کی بزرگی آپکے پاس نہوتی تو مین اونپر مشقت
ڈالتا اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ پھر جاؤ میرے بندے کی طرف اور اوس
سے کہو کہ اپنا ہاتھہ بیل کی پیٹھہ پر رکھے اور اوسکے لئے ہر ایک بال کے
عوض جو اوسکے ہاتھہ کے نیچے آوے ایک سال ہے کہ وہ
وہان تک زندہ رہیگا غرض ملک الموت پھر اون کے پاس آئے
اور اونکو جو حکم الٰہی ہوا تھا پہونچایا انہون نے عرض کی کہ پھر اوسکے
بعد کیا ہوگا کہا موت تو انہون نے کہا پھر ابھی سہی غرض پھر ملک الموت
جنت کی ایک چیز لائے اور انہون نے ایک بار سونگھی اور روح
اون کی قبض ہوگئی اور اللہ تعالے نے ملک الموت کی انکھہ اچھی کردی
یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کی عبد اللہ بن بکری سہمی نے انہون
نے یزید بن عوانہ سے انہون نے محمد بن ذکوان سے انہون نے

عمرو بن دینار سے انہون نے ابن عمر سے انہون نے کہا کہ ہم ایکدن انگنون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھی ہوی تہی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیون مین سے گذرین اور ابو سفیان نے کہا کہ محمد کی مثال بنی ہاشم مین ایسی ہے جیسے گہوڑے پر خوشبودار گہانس اوگے اور مین نے یہ بات سنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچائی سو آپ نکلے اور اپنے منبر پر چڑہے اور فرمایا کہ کیا حال ہے اون باتونکا جنکی مجھے خبر پہونچی ہے بعض لوگون سے بیشک اللہ تعالے نے سات آسمانون کو بنایا اور پسند کیا بلند کو اور آباد کیا اور بسایا اوسمین اپنی مخلوقات مین سے جسکو چاہا پہر پسند کیا اپنی مخلوقات کو اور چنا اونمین سے بنی آدم کو اور چنا عرب کو اور عرب مین سے چنا قبیلہ مضر کو اور اونمین سے چنا قریش کو اور اونمین سے چنا بنی ہاشم کو اور اونمین سے چنا مجھکو غرض مین سب سے چنے ہو ونمین چنا ہوا ہون اور جنے عرب کو دوست رکہا او نے میری دوستی کی وجہہ سے دوست رکہا اور جسنے عرب سے دشمنی کی سو میری دشمنی کی وجہہ سے دشمنی کی اس روایت کو اکیلے محمد بن ذکوان نے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہین اور اونکی موافق روایت کی ہے حماد بن واقد وغیرہ نے محمد بن ذکوان سے روایت کی یہ حدیث محمد بن غسال نے اپنی کتاب معجم

مین اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا (محمد بن ذکوان سے) سعد سے یعنے ابن معاذ سے کہ تم نے بنی قریظہ
مین وہ فیصلہ کیا ہے جو حکم تہا اوس بادشاہ کا کہ ساتون آسمان کے
اوپر ہے یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کی یہ اموی نے مغازی
مین ابن عباس سے انہون نے سعد بن کعب سے کہ سعد بن معاذ نے
جب فیصلہ کیا بنی قریظہ کا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
بیشک تم نے وہ حکم کیا ہے جو اوس بادشاہ کا حکم ہے کہ سات
آسمانون پر ہے اور حدیث سعد بن ابی وقاص کی اصح ہے اور
روایت ہے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جنت کے لوگ جب اپنے ناز و نعمت مین ہون گے اوسوقت اونپر
ایک نور چمکیگا اور وہ اپنا سر اوٹہاوینگے اور ناگہان پروردگار اون کا
اون کے اوپر سے جہانکیگا اور فرماویگا السلام علیکم اور اسی کی خبر دی ہے
اللہ نے اپنے قول مبارک سلام قولا من رب الرحیم روایت کی
یہ ابن ماجہ نے اپنی سنن مین اوس باب مین جسمین بیان ہے اون چیزون
کا جنکا انکار کیا ہے جہمیہ نے یہ روایت کی ہے او نہون نے ابی
الشوارب سے انہون نے عاصم سے انہون نے فضل رقاشی سے
انہون نے ابن المنکدر سے انہون نے جابر سے اور ابی ہریرہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہین

جو سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے مگر وہ کلمہ پاک چڑہ جاتا ہے اور
اوسکو کوئی پردہ روک نہین سکتا یہانتک کہ جب اللہ تعالے
تک پونہچتا ہے اللہ اوسکے کہنے والے کیطرف دیکہتا ہے اور
اللہ پر اوسکے فضل وکرم کی راہ سے حق ہے کہ جب کسی موحد
پر نظر کرے توضرور اوسپر رحمت کرے روایت کی یہ ابن قدامہ نے
صفۃ العلوین یزید بن کیسان کی سند سے اور وہ روایت کرتے
ہین ابی حازم سے وہ ابیہریرہ سے ۲۱ اور روایت کی انس سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور خبر دی جمعہ کے
دن سے کہ وہ ایسا دن ہے کہ اوسی روز چڑہا ہے پروردگار
تمہارا عرش پر روایت کی یہ امام شافعی نے اپنی مسند مین ۲۲
ابی کعب سے جو آزاد غلام ہین علی رض کی اور روایت ہے عبد اللہ
بن عباس سے کہ انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کوئی بندہ ایسا نہین جو کہتا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شئ قدیر مگر یہ کہ پہٹ جاتے ہین
اوسکے لئے آسمان یہانتک کہ پونہچتا ہے یہ کلمہ اللہ عزوجل تک روایت
کی یہ ابو احمد الغسال نے ابن صاعد سے انہون نے بکر سے
جو قعدی کے بہانجے ہین انہون نے اسمعیل بن قیس سے انہون نے
ابی بن کعب سے اور ایک ایسی اسناد سے جو صحیح ہوئی ہے زائدہ بن

ابی رقاد سے اور اوسنے روایت کی یہہ زیادتی حدیث ہے اور اوسنے
روایت کی ہے انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شفاعت
مین فرمایا کہ داخل ہونگا مین پروردگار عزوجل کے سامنے اور وہ اپنے
عرش پر ہوگا اور ذکر کیا حدیث کو اور روایت کیا اسکو بخاری نے
اپنی صحیح مین قتادہ کی سند سے وہ انس سے روایت کرتے ہین وہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا مین اجازت مانگونگا اپنے
پروردگار کے پاس حاضر ہونے کی اور وہ اپنے گہر مین ہوگا سو
اجازت دیجاویگی مجہے یہہ روایت متفق علیہ ہے اور روایت
کی یہہ غسال نے ثابت بنانی کی سند سے ساتہہ اسناد صحیح کے اور
اوسمین یہہ ہے کہ پہر آؤنگا مین جنت کے دروازے پر اور کہولا جاویگا
پہر مین آونگا اپنے رب کے پاس کہ بڑی برکت والا اور بلند ہے
اور وہ اپنی کرسی پر ہوگا یا تخت پر راوی کو شک ہے پہر مین اوسکے لئے
سجدہ مین گر پڑونگا آخر حدیث تک اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ انہون نے کہا روایت کی مجہہ سے چند مردون نے اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ چند اصحاب بیٹہے تہے ایک رات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیساتہہ کہ ایک تارا ٹوٹا اور بڑی روشنی ہو گئی
آپ نے فرمایا کہ تم کیا کہتے تہے بیچ ایام جاہلیت مین جب اسطرح
تارا ٹوٹتا تہا تو انہون نے عرض کی کہ ہم کہتے تہے کہ آج کی رات

۲۱۳

کوئی بڑا شخص پیدا ہوا یا کوئی بڑا شخص مرگیا تو آپنے فرمایا کہ یہ کسی
کے مرنے جینے سے نہین ٹوٹتا ولیکن جب ہمارا پروردگار کوئی
حکم کرتا ہے تو عرش کے اوٹھانے والے فرشتے اوسکی تسبیح
کرتے ہین یہانتک کہ جو آسمان اون کے قریب ہے اوسکے فرشتے
بہی تسبیح کرنے لگتے ہین یہانتک کہ تسبیح کا سلسلہ دنیا کے آسمان والون
تک پہونچتا ہے پہر جو فرشتے کہ حاملان عرش کے نزدیک ہین
وہ اون سے پوچہتے ہین کہ کیا فرمایا تمہارے پروردگار نے غرض اسی
طرح ایک آسمان والے دوسرے آسمان والون سے اوس خبر کو
دریافت کرتے ہین یہانتک کہ دنیا کے آسمان والون تک وہ خبر پہونچتی
ہے اور جن بات اوچک لینے کا ارادہ کرتے ہین اور اچکی ہوئی
بات لاکر اپنے دوستون پر ڈالتے ہین پہر جو بات جیسے کے تیسے بولتے
ہین وہ سچ ہوتی ہے ولیکن وہ لوگ اوسمین فرق کر دیتے ہین
اور بڑہا دیتے ہین روایت کی یہ مسلم نے اور روایت ہے ابہریرہ سے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کو اللہ تعالے دوست
رکہتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ مین نے فلان بندہ کو
دوست رکہا سو تم بہی اوسے دوست رکہو پہر پکار دیتے ہین اس بات
کو جبرئیل علیہ السلام حاملان عرش کے آگے اور سن لیتے ہین آسمان
والے حاملان عرش کی بات کو اور قبول کرتے ہین ساتوین آسمان

والی یہانتک کہ اوترتی ہے وہ بات آسمان دنیا تک پہر اوترتی ہے
زمین تک اور قبول کرتے ہین اوسی زمین والے اور یہ روایت
بہی صحیح ہے جیسے پہلی روایت صحیح ہے اور روایت ہے انس وغیرہ
سے حدیث معراج مین کہ جسمین مذکور ہے لیجانا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اون کے پروردگار کیطرف بڑی عزت والا ہے وہ
اور بڑے جلال والا الغرض اوس حدیث مین ذکر کیا کہ لیگئے مجہے
جبرئیل علیہ السلام یہانتک کہ لائے آسمان دنیا تک اور دروازہ
کہلوا دیا اور کہا گیا اون سے کہ کون ہی کہا جبرئیل نے مین جبرئیل
ہون کہا گیا کہ تمہارے ساتہہ کون ہے کہا محمد کہا گیا مرحبا ہی اون کو
اور کیا اچہا آنیوالا آیا پہر دروازہ کہولدیا تو اوسمین آدم علیہ السلام
تہے پہر دوسرے آسمان تک چڑہے اور اوسکا بہی دروازہ کہلوایا
اور وہان بہی کہا گیا کہ کون ہے یہانتک کہ ساتون آسمان تک گئے
اور اوسمین ابراہیم علیہ السلام تہے پہر فرماتے ہین کہ مین بلند کیا گیا
سدرۃ المنتہی تک اور بخاری کا لفظ یہ ہے کہ پہر قریب ہوا پروردگار
اور اوترا یہانتک کہ اوس تعالی شانہ اور میرے درمیان مین دو کمانون
کا فاصلہ رہ گیا یا اوس سے بہی کم جیسا قرآن مین ہے اور فرض ہوئی
مجہہ پر پچاس نماز اور مین لوٹ کر آیا حضرت موسی علیہ السلام کے
پاس اور انہون نے فرمایا تمہاری امت اسکی طاقت نہین رکہیگی اور

مین پہر لوٹ گر گیا اپنی پروردگار کیطرف ورا اوسنے مجہے دس معاف
کردین اور ایک لفظ مین بخاری کے یہ ہے کہ مین نے جبرئیل کیطرف
دیکہا گویا اون سے مشورہ لیا سو جبرئیل نے اشارہ کیا کہ ہان اگر آپ چاہو
اور جبرئیل مجہے لیکر چڑہے پروردگار کیطرف یہانتک کہ آئی پروردگار
برکت والا بلند کے پاس آ اور وہ اپنے مکان مین تہا اور ذکر کی حدیث
اپنی طول کے ساتہہ اتفاق ہے اسکی صحت پر اور ثابت ہوا ابن عباس
سے اس اللہ کے قول کی تفسیر مین ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ
المنتہی پس کہا ابن عباس نے کہ نزدیک ہوا اور نیچے اوترا پروردگار
اونکا اور قریب ہوا کہ دو کمانون کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اوس سے
بہی کم روایت کی بیہقی نے کتاب الاسماء مین اور اکثر صحابہ کا مذہب
یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکہا ابن
عباس نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتی ہو کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے
لئے ہوا اور کلام موسے علیہ السلام کے لئے اور دیدار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے مین کہتا ہون کہ دیکہا آپنے پروردگار کو عالم
بقا مین اور نکل گئے تہے آپ عالم فنا سے اور چڑہ گئے تہے
اوسوقت ساتون آسمان پر غرض یہ حدیث بہی دلالت کرتی ہے کہ
وہ سبحانہ تعالے آسمانون پر ہے اور تمام مخلوقات سے اوپر
اور اگر یہ بات نہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز معراج نہوتی

ساتوین آسمان تک اور سدرۃ المنتہی تک اور قریب ہونا پروردگار کا اور
اوتر نا بلا کیف ہے یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو کمانون کے
موافق فرق رہ گیا یا اوس سے بھی کم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسی رات دیکھا پروردگار تعالے شانہ کو اور جبرئیل علیہ السلام اونکو
لیگئے یہانتک کہ پروردگار کے قریب تک لیگئے اور یہ سب امور جو بیان
ہوئے ان سے بخوبی ثابت ہوا کہ وہ تعالے آسمان کے اوپر ہے ورنہ
یہ سب امور باطل اور بے فائدہ ٹہرتے ہین اور اوس شخص کے نزدیک
جو کہتا ہے کہ اللہ ہر مکان مین ہے اپنی ذات سے اور اون کے قول سے
لازم آتا ہے کہ وہ فرجون مین اور پیٹہون اور رحمون مین اور سوا اسکے اور سب
مکانون مین ہو کہ طبیعت انسانون کی اللہ تعالے نے اوسکی خلاف بنائی
ہے بلکہ طبیعت انسانون کی اس پر مفطور ہوی ہے کہ وہ عرش پر ہے
ساتون آسمانون کے پرے ہے اور اللہ نے اپنے رسولون کو اسی بات
کے مقرر کرنے اور جتانے کے لئے بہیجا ہے اور اسکی ساتھ نہین بہیجا
کہ وہ کہین کہ عرش پر نہین اور نہ اسکی ساتھ کہ وہ تعالے داخل عالم
ہے اور نہ اسکی ساتھ کہ وہ خارج ہے اور اسکی توضیح ہم آگے اور کرینگے
انشاء اللہ تعالے اور تمام اعتراضات اور شبہات جہمیہ کے جواب بخوبی
دینگے اسلئے کہ ابہی ہم نصوص کے بیان مین مشغول ہین روایت ہے
ابو ہریرہ ... سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابراہیم علیہ السلام

کو آگ مین ڈالا انہون نے کہا یا اللہ تو اکیلا ہے آسمان پر اور مین اکیلا
ہون زمین مین کہ تجھے پوجتا ہون یہ حدیث حسن ہے ابی جعفر رازی
کی روایت سے کہ وہ عاصم سے وہ ابی صالح سے وہ ابی ہریرہ
سے روایت کرتے ہین اور ابی حجاج شمالی سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو اپنی قبر مین
رکھتے ہین قبر اوس سے کہتی ہے ای آدم کے بیٹے کس لیئے
تجھے مجھہ سے غافل کر دیا جب تو مجھہ پر چلتا پہرتا تہا تو نجانتا تہا کہ مین تنہائی کا
گہر ہون اور وحشت کا پہر اگر وہ نیک ہوا تو جواب دیتا ہے قبر کو قبر کا جواب
دینے والا کہ خبردار ہو وہ اچھے کام سکہاتا تہا برے سے روکتا تہا
تو قبر کہتی ہے کہ اب مین اوس پر سر سبز ہو جاون گے اور بدن اوسکا
نور ہو جاتا ہے اور وہ نور رب العالمین تک چڑہتا ہے روایت کی
یہ بقیہ نے ابی بکر بن ابی مریم سے انہون نے ہیثم سے انہون نے عبد الرحمن
سے انہون نے ابی الحجاج سے اور یہ روایت شامی ہے کہ بقیہ نے
اکیلے روایت کی ہے جیسا مین جانتا ہون اور قابل اعتبار اور لائق
استدلال کے ہے اور ابی الدرداء سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تم مین سے بیمار ہو سو چاہیئے کہ کہے ربنا
ھسنا الرجع تک یعنے ہمارا معبود وہ ہے جو آسمان پر ہے پاک ہے
نام اوسکا حکم اوسکا آسمان زمین مین سب مین ہے جیسے رحمت اوسکی آسمان مین ہے

بخشدے گناہ اور خطائیں ہماری تو پروردگار ہے پاک لوگوں کا اتار اپنی رحمت
مین سے ایک رحمت اور اپنی شفا مین سے ایک شفا اس درد پر اور جو یہ
کہیگا اچھا ہو جاویگا روایت کی یہ ابو داؤد وغیرہ نے اور خبر دی مجھکو
ساتھ سند صحیح و ثابت کی حبیب بن ابی ثابت سے کہ حسان بن ثابت نے
یہ شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پڑھے شهدت باذن الله

ان محمدا + رسول الذی فوق السموات من علی + وان ابا یحیی
ویحیی کلاهما + له عمل من دينه متقبلا + وان اخا الاحقاف
اذ قام فيهم + يقوم بذات الله فيهم ويعدل نعی اشعار

بحکم خدا مین گواہی ہون دیتا	کہ ہین بس محمد رسول اوس خدا
جو ہے آسمانون پہ اسے باوفا	بلندی مین ہے بنیگمان دائما
گواہی مین دیتا ہون اسکی بھی یار	کہ یحیی اور اوسکا پدر آشنا
ہین مقبول دونون کے بیشک عمل	تھے دونون نہین ہرگز کسی مین
نبی جو کہ احقاف مین آچکے	رہ عدل وہ بھی مین

غرض جب حضرت نے یہ شعر سنے تو فرمایا مین بھی گواہی دیتا ہون اور روایت
امیہ بن ابی الصلت کے شعر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پڑھی گئین
اور آپ نے فرمایا اوسکے شعر ایمان لائین اور اوسکا دل کافر رہا اور وہ شعر یہ ہین

مجدوا الله فهو للمجد اهل	ربنا في السماء امسى كبيرا
بالبناء الاعلى الذي سبق الخلق	وسوى فوق السماء سريرا

قیامت مین گفتگو کرنے لگا عبدالرحمن
نے فرمایا یہ جو بات سے پہلے کہ ہم
ایک مخلوق مین گفتگو کرین پہر اگر ہم
مخلوق کی صفت مین عاجز ہین تو خالق
کی صفت مین بہت زیادہ عاجز ہین
شعبہ سے یہ حدیث بیان کی
شیبانی کی زبانی اونہون

شعر جعلنا لہ الصعین

ترجمہ اسکا نظم مین ہی اشعار

بزرگی کے لائق ہی شایان ہے

سر اوسکا ہے بار وفوق السما

اگرچہ ہون باندہی ہوی ٹکٹکی

سر عجز آگے ہین ڈالے ہوے

جبکے اوسکے آگی ہین بالکیہ گر

ترزت وفیہ الملائك صورا

بزرگی کر اوسکی کہ رحمن ہے

فلک پر ہے وہ قادر کبریا

نہین پاسکتے ہین اوسکو کبہی

فرشتے ہین گردن جہکائی ہوے

نہین اوسکے آگے اوٹہاتی ہین سر

اور روایت ہی عمران بن حصین سے

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے کہ اندنون تم
کتنے معبودون کو پوجتے ہو انہون نے کہا چہہ معبودونکو زمین مین اور
ایک کو آسمان آپنے فرمایا کہ اگر تو مان لے تو مین تجہے دو باتین ایسی سکہاؤن
کہ وہ تجہکو بہت نفع دین پہر جب وہ اسلام لاچکے تو عرض کی کہ یا رسول اللہ
مجہے وہ دو باتین سکہائیے جسکا آپ نے وعدہ کیا تہا آپنے فرمایا

کہو اللہم الہمنی رشدی واعذنی من شر نفسی

یعنے یا اللہ سکہا مجہکو ہشیاری میری اور بچا مجہکو میرے نفس کے شر سے
روایت کی یہ ترمذی نے اور حسن کہا اسکو اور روایت کی انہون نے
حسن سے انہون نے عمران بن حصین سے اور روایت کی یہ خالد بن
طلیق نے اپنے باپ سے پوری حدیث اس سے زیادہ اور یہ اون
روایتون مین سے ہے جسکی خبر دی ہم کو عبد الخالق بن سلام نے بعلبک

مین انہون نے کہا روایت کی ہم سے عبید بن احمد تفقیہ نے چھہ سو گیا
سن مین انہون نے کہا روایت کی محمد بن عبد الباقی نے انہون نے
ابی الفضل سے انہون نے ابن شاذان سے انہون نے ابو سہل سے
انہون نے عبد الکریم سے انہون نے رجاء بن محمد بصری سے انہون نے
عمران بن خالد سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے اپنے دادا سے
کہ کہا انہون نے کئی بار آئے قریش حصین والد عمران پاس اور اودن سے
کہا کہ یہ شخص یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے معبودون کا ذکر کرتا ہے
اور ہم چاہتے ہین کہ تم اوس سے بات کرین اور اوسکا رد کرین غرض
اوسکو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے پاس اور بیٹھے
کہ اتنے مین حصین اندر آئے پہر جب اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
دیکہا فرمایا کہ جگہہ دو شیخ کے لئے اور حصین نے کہا حضرت سے کہ
یہ کیا بات ہے جو ہمکو پہونچی ہے آپکیطرف سے کہ آپ برا کہتے ہین
ہمارے معبودون کو اور برائی سے اونکا ذکر کرتے ہین اور آپکے
باپ خاص لوگون مین سے تہے اور نیک تہے تو آپنے فرمایا کہ میرا اور تیرا
باپ دونو دوزخ مین ہین ای حصین اور تم اندنون کتنے خداؤن
کو پوجتے ہو انہون کہا چہہ تو زمین کے اور ایک آسمان والا تو آپنے
فرمایا جب تم تنگ ہوجاتے ہو توکسکو پکارتے ہو انہون نے کہا اوس
خدا کو جو آسمان پر ہے اور ذکر کی باقی حدیث اور اسلام لانا حصین کا

اس روایت کو پیشوا اون کے امام ابن خزیمہ نے اپنی کتاب توحید مین اسی
اسناد سے روایت کیا ہے اور طلیق بیٹے محمد کے ہین وہ بیٹے عمران
کے وہ بیٹے حصین کے اور روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شفاعت مین کہ مین جاونگا
جنت کے دروازے پر اور اوسی ہونکونگا تو کہا جاویگا کہ کون ہو تم مین
کہونگا کہ محمد اور پروردگار میرا اوسوقت کرسی پر ہوگا اور میرے لئے
تجلی فرماویگا اور مین اوسکے آگے سجدے مین گر پرونگا اور یہ حدیث
صحیح ہے اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ اونہون نے کہا
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ آپ مسکرائے
اور مجھ سے فرمایا کہ مومن کا عجب حال ہے کہ وہ بیماری مین گھبراتا ہے
اور اگر اوسکو معلوم ہو جو کہ بیماری مین ثواب ہے تو دوست رکھے کہ ہمیشہ بیمار
رہے یہانتک کہ ملاقات کرے اپنے پروردگار سے اور مین تعجب
کرتا ہون اون دو فرشتون کے حال پر جو اوترتے ہین اور بندہ کو
اوسکی نماز کی جگہہ مین ڈہونڈہتے ہین اور نہین پاتے ہین پہر چڑہ جاتے
ہین اللہ عزوجل کیطرف اور عرض کرتے ہین کہ اے رب تیرا بندہ
فلانا جسکی کچھ عمل ہم لکھا کرتے تھے اوسکو ہم نے پایا ہے کہ روک رکھا
ہے اوسکو تیری رسی نے یعنے تیرے حکم سے بیمار ہو گیا ہے
تو فرماتا ہے اللہ عزوجل کہ لکھو میرے بندے کے لئے وہی عمل

جزوہ رات دن کیا کرتا تہا اور اوسمین سے کچہ کم نکرو اسلئے کہ میرے
اوپر ہے ثواب اوسکا جبتک کہ مین اوسکو روکے رہون اور اوسکو
ثواب ہے اون نیکیون کا جنکو وہ میرے سلئے کیا کرتا تہا روایت
کی یہ ابوبکر بن ابی الدنیا نے کتاب المرض والکفارات مین محمد بن
یوسف سے انہون نے ابن وہب سے انہون نے محمد بن ابی حمید
سے انہون نے عون بن عبد اللہ سے انہون نے اپنے باپ
سے انہون نے ابن مسعود سے اور محمد بن ابی حمید ضعیف ہین
اور روایت ہے سلمان فارسی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تمہارا رب بڑی بزرگی والا ہے اور اپنے بندے سے شرماتا ہے
جب وہ اوسکی طرف اپنے دونو ہاتہہ اوٹہاتا ہے اور دعا کرتا ہے
کہ خالی ہاتہہ پہیرے اوسکو کہ اوسکے ہاتہون مین کچہ نہو اور یہ حدیث
صحیح ہے روایت کی یہ ایک جماعت نے صحابہ کی کہ علی بن
ابیطالب اور عبداللہ بن عمر اور سلمان فارسی اور انس بن مالک
وغیرہم ہین اور روایت ہے ابیہریرہ سے کہا انہون نے کہ خبر دیا
ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت والے جب جنت مین
داخل ہونگے اپنی عمل کے موافق تو اونکو حکم ہوا کریگا ہر جمعہ کے
مدت مین کہ وہ اللہ کو دیکہینگے اور اللہ کا عرش اون پر ظاہر
ہوگا اور خالی کیا جاویگا اون کے سلئے ایک باغ جنت کے باغون مین

کہ میرے علم کو جانے اور میری
قدرت اوسکے اور میری
حقیقت تک پہنچے
ایمانو اور یہان اللہ تعالے نے
دو نو باتین فرمادین ہین
بتلادی کہ مین نے
کہ وہ میرا گہر ہے
کہ مین اوسمین رہتا

ست اور کہر جاوین گے اون سکے سنے منبر ہونگی اور بیٹہے گا اونمین
کم درجہ والا حالانکہ اونمین کم درجہ کا کوئی نہین مشک کے ڈہیرون پر
اور وہ خیال نہین کریگا کہ کرسی والے مجہہ سے اچہی جگہہ بیٹہے ہین
غرض حدیث ذکر کی پہر کہا کہ پہر پہنچینگے ہم سب جنتی لوگ اپنے گہرون
کی طرف اور ملینگی ہم سے بیبیان ہماری اور کہین گے وہ کہ شاباش
اچہی جگہہ آئے اور تم تو ایسا جمال اور خوبصورتی لیکر آئے ہو جیسے ہمارے
پاس سے لیکر نہین جدا ہوے ستہے یعنے اول سے اب زیادہ خوبصورت
پہر پہر کہینگی ہم اون سے کہ ہم آجکے دن اپنے رب کے پاس بیٹہین ہین
اور ہم لائق ہین کہ ایسے ہی جمال اور خوبصورتی کے ساتہہ پہرین روایت
کیا ہے ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہما نے اور روایت ہے ابہریرہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کچہہ فرشتے اللہ کے سیر کرنیوالے
ہین کہ وہ مجلسین ذکر کی ڈہونڈہتے پہرتے ہین پہر جب کوئی مجلس
ذکر کی پاتے ہین اوسمین بیٹہہ جاتے ہین پہر جب وہ جدا ہوتے
یعنے بعد تمام ہونے ذکر کے چڑہ جاتے ہین وہ اپنے پروردگار کی
طرف آخر حدیث تک روایت کی یہ سہیل نے اپنے باپ سے انہون
نے ابہریرہ سے اور روایت ہے قتادہ بن نعمان سے کہ انہون نے
کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے جب
فارغ ہوا اللہ تعالے اپنی مخلوقات بنانے سے اپنے عرش پر چڑہ گیا

روایت کی یہ خلال نے سنتہ مین باسناد صحیح جو صحیحین کی شرط پر ہے
اور روایت ہے ابہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرماتا ہے اللہ تعالے کہ مین سب شریکون سے زیادہ بے پرواہ ہون
شرک سے کہ میری طرف کوئی چیز نہین چڑہتی جسمین ریا ہو یہ حدیث
محفوظ ہے قیس بن ربیع کی روایت سے کہ وہ ابی حصین سے
وہ ابیصالح سے وہ ابہریرہ سے روایت کرتے ہین اور انہی سے
مروی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت سے قسمین نہین چڑہتے
ہین اللہ کیطرف اس زمین سے کہ دیکہین ہین مین نے اونمین نجاست
روایت کی یہ ثوری نے عاصم بن عبید اللہ بن حفص سے انہون نے
عبید بن ابی عبید سے ابہریرہ سے اور وہ عریب ہے اور نکلا ایک غلام سیاہ اہل خیبر کا اپنی بکریان لیکر
یہانتک کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور کہا کہ یہ کون ہین لوگون نے کہا اللہ کے
رسول ہین اوسنے کہا وہی اللہ جو آسمان پر ہے لوگون نے کہا ہان پہر اوسنے کہا کہ آپ اللہ کے
رسول ہین آپ نے فرمایا ہان وسنی کہا وہ اللہ جو آسمان پر ہے آپ نے فرمایا ہان پہر
حکم دیا آپ نے اوسکو شہادت کا اور اوسنے کلمہ شہادت پڑہا اور لڑا
یہانتک کہ شہید ہوا روایت کی یہ بغوی نے مغازی مین محمد بن اسحاق
اور روایت ہے عدی بن ابی عمیرہ عدوی سے کہ کہا انہون نے
کہ ہماری قوم مین ایک عالم تہا یہود کا اور نام اوسکا ابن سہلا تہا سو مین
اوس سے ملا اور اوسنے کہا کہ مین پاتا ہون اللہ کی کتاب مین کہ فردوس

اون پر وہ رحمت جسپر وہ دوست رکہتے ہون سکے روایت کی ہم
ابن ابی شیبہ نے کتاب العرش مین حسن سے اونہون نے کہا روایت
کی ہم سے قاسم نے اور جیلی نے اون سے روایت کی ابو حنیفہ نے
اون سے عمر بن عبد الملک نے کہا خطبہ پڑہا ہم پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ
پہر ذکر کی پوری حدیث اور روایت کی یہ ابو احمد الغسال نے اپنی
کتاب المعرفت مین احمد بن طارق جلادانی سے اور روایت کی مالک
بن دینار نے انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ خبر دی ہے مجہے جبرئیل علیہ السلام نے اللہ عز وجل سے کہ وہ فرماتا
ہے کہ قسم ہے مجہے اپنے عزت کی اور اپنے جلال اور اپنے
استوا کی اپنے عرش پر اور اپنے مکان کے بلندی کی کہ بیشک
مین شرماتا ہون اپنے غلام سے اور اپنی اوس باندی سے
جو بوڑہی ہو جاوین اسلام مین شرماتا ہون اس سے کہ اونکو عذاب
کرون روایت کی یہ حافظ ابو نعیم نے اپنی کتابون مین ابی بکر السندی
سے اونہون نے جعفر بن محمد الصباح سے انہون نے یحیے ابن
خرام سے انہون نے محمد بن عبد اللہ سے انہون نے مالک بن
دینار سے اور روایت ہے انس سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب جمع کریگا اللہ تعالے ساری مخلوق کو تلاش کریگا اونمین
اور جدا کر دیگا جنت والون اور دوزخ والون کو اور وہ اپنی جنت مین اپنے

صوفیون سے کچہ علاقہ نہین ہے
وہان لکہتے ہین کہ اونمین سے وہ
لوگ ہین جو حلول کے قائل ہین اور
گمان کرتے ہین کہ اللہ تعالے اونمین
داخل ہوتا ہے اور اون جسمون مین
داخل ہوتا ہے جنکو

عرش پر ہوگا یہ حدیث محفوظ ہے نوح بن قیس سے وہ روایت کرتے ہین یزید رقاشی سے روایت کی یہ یزید بن ہارون وغیرہ نے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذرا مین شب معراج مین ایک خوشبو پر سو مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ خوشبو کسکی ہے تو انہون نے فرمایا ماشطہ فرعون کی بیٹی کی کہ وہ کنگھی کرتی تھی اور کنگھی اوسکے ہاتھ سے گر پڑی سو اوسنے کہا بسم اللہ سو فرعون کی بیٹی یعنے کنگھی چوٹی کرنیوالی نے کہا یہ نام میرے باپ کا ہے ماشطہ نے کہا نہین یہ نام میرے رب کا اور تیرے باپ کے رب کا فرعون کی بیٹی نے کہا مین باپ سے کہدون اوسنے کہا کہدے غرض فرعون نے کہا کیا تیرا معبود کوئی میرے سوا ہے اوسنے کہا میرا بھی پروردگار اور تیرا بھی وہ اللہ ہے جو آسمان مین ہے سو اوسنے ایک گائی تانبی کی گرم کروائی اور اوسمین ایک ایک لڑکا اوسکا ڈالا گیا سو آخر کے لڑکے نے کہا کہ اے میری مان صبر کیجیو کہ تو حق پر ہے یہ حدیث حسن ہے عطا بن یسار کی روایت سے اون سے روایت کی سعید بن جبیر نے روایت کی یہ ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند مین ہدبہ سے انہون نے حماد بن سلمہ سے انہون نے عطا سے اور روایت ہی عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوترتا ہے اللہ تعالے جل جلالہ ہر رات مین

دنیا کے آسمان پر جب وہ باقی رہتی ہے تہائی رات اخیر کی اور فرماتا ہے کہ کوئی بندہ میرے بندون سے ایسا ہی ہے جو مجھے پکارے کہ مین اوسکو جواب دون اگاہ ہو کہ کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا ایسا بھی ہے جو مجھے پکارے اور مین اوسے ظلم سے روک دون غرض اسیطرح فرماتا رہتا ہے صبح کے نکلنے تک اور پھر چڑھ جاتا ہے اپنی کرسی پر اور صحیح مسلم مین یہ بھی ہے کہ وہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین نہین چاہتا ہون اپنے بندون سے سوا انکے یعنے سوا توحید کے وہ اوس تعالے کا حق ہے اس کو کیلی موسے بن عقبہ نے اسحاق بن یحیے سے انہون نے عبادہ سے روایت کی ہے اور حجت اس مین اوس تعالے شانہ کا کرسی پر چڑھ جانا ہے

مترجم کہتا ہے کہ جیسا ہر روز چڑھ جانا حجت ہے ویسا ہے ہر شب اوترنا بھی اسلئے کہ وہ تو اوسکی اوپر ہونے پر دال ہین نتیجہ باقی رہنا اوترنا اوس تعالے کا آسمان دنیا پر اسکو بیس پر کئی صحابہ نے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسکا ایک جز مین نے الگ لکھا ہے اور روایت کیا شعبہ نے حکم سے انہون نے مجاہد سے اونہون نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ ارادہ کرتا ہے کسی حاجت کا دنیا کی حاجتون سے اور اللہ اوسکو یاد کرتا ہے ساتون آسمان کے اوپر اور فرماتا ہے کہ اے

میرے فرشتوں میں سے بندہ نے ارادہ کیا تھا ایک حاجت کا دنیا کی

حاجتوں میں سے اور میں اگر اوسکو کھولدیتا پھیر روا

کردیتا تو کھولدیتا اوسپر ایک دروازہ دوزخ کے دروازوں میں سے

ولیکن میں اوسکو پھیردیتا ہوں اوس سے اور بندہ اوسکا اوپر افسوس

سے اپنی اونگلیاں کاٹتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے رب نے

میرے اہانت کی اور وہ نہیں ہے اوسکے حق میں مگر رحمت سے

اللہ کی کہ اللہ نے اوسپر رحمت کی اسکو الیکی علی بن سعید نے روایت

کیا ہے اور وہ نسائی کے استادوں میں سے ہیں اور روح صالح

بن حیان سے روایت کرتے ہیں اور شعبہ سے روایت کرتے ہیں اور

روایت کی شہر بن حوشب نے بریدہ سے کہ انہوں نے کہا سنا مین نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اوترتا ہے

پروردگار برکت والا بلند ساتوین آسمان سے اوس جگہہ تک جو مقرر

کی ہے اوس نے پھر نکلتی ہے ایک گردن دوزخ سے اور

لوگ میدان قیامت کے اوسکی طرف سر اوٹھا دینگے اور وہ کہیگی

کہ مجھے حکم ہوا کہ ہر سرکش عناد رکھنے والے کو نگل لوں اور جو کہتا ہو

کہ میں عزت والا سردار ہوں اور جسنے اللہ کی ساتھہ شریک کر

دوسرے کو پکارا روایت کی یہ ابو احمد غسال نے ابان سے اور وہ

ضعیف ہے اور ان روایتوں میں جو شہر سے روایت کرتا ہے

اور ابن منکدر نے جابر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ فرشتہ کسی بندہ کا عمل اوپر لیجاتا ہے
اور وہ خیال کرتا ہے کہ اوسکی ہاتھون مین اوس عمل سے ایک
خوشی ہے یہانتک کہ وہ پوہنچتا ہے اوس جگہہ تک کہ جسکو اللہ
نے بیان کیا ہے پھر پکارتا ہے اوسے پروردگار اوسکی اوپر سے
کہ پھینک دے جو تیری ساتھہ ہے سجین مین وہ کہتا ہے سچ کہا
تو نے پھینک دے جو تیری ساتھہ ہے سجین مین روایت کی
یہ ابو احمد غسال نے ابی الغسال کی روایت سے کہ وہ ابی حاطب
نجم سے روایت کرتے ہین وہ ابراہیم سے وہ ابن منکدر سے
اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالے جمع کریگا اگلون اور پچھلون کو ایک معلوم دن مین کہ
قیامت ہی اور چالیس برس تک اون کا یہ حال ہوگا کہ آنکھین اونکی
آسمان کو لگی ہون گی دیکھہ رہے ہون گے کہ اللہ کیا فیصلہ کرتا ہے
پھر اوتریگا اللہ تعالے جل جلالہ اپنے عرش سی اپنی کرسی کیطرف
بادلون کے سائبانون مین یہ حدیث حسن ہے کہ اکیلا ابو عبیدہ
بن عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے اور روایت کی ہے یہ مسروق
نے ابن مسعود سے اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے جب حکم کیا خلق پر لکھی ایک کتاب کہ

وہ اوسکی پاس ہے اوسکی عرش پر اوسمین یہ ہے کہ رحمت میرے آگے بڑھ گئی ہے میرے غصہ پر روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح مین کتاب الرد علی الجہمیہ مین اسکو نقل کیا ہے اور روایت کی یہ ابو احمد عسال نے نعمان کی سند سے اونہی کا کلام کر کے کہ انہون نے کہا یعنے ابوہریرہ نے کہ اللہ تعالے نے ایک کتاب لکھی آسمان و زمین بنانے سے پہلے اور وہ اوسکی پاس ہے عرش پر ہے اور اوتارین اوسمین سے دو آیتین کہ ختم کیا اون پر سورہ بقر کو اور شیطان اوس گھر مین نہین آتا جہان وہ پڑہی جاتی ہین مین کہتا ہون اس حدیث کو حافظ ابو بکر فریابی نے اپنی کتاب قدر مین روایت کیا ہے طرق متعددہ سے نعمان بن بشیر اور ابوہریرہ سے مرفوعًا اور سلمان سے موقوفًا کہ انہون نے کہا اللہ تعالے نے جب مخلوقات کو بنایا اپنے ہاتھ سے اپنے عرش پر اپنی ذات کے ذمہ پر سو رحمتین لکھین کہ ہر ایک رحمت آسمان و زمین کے برابر ہے روایت کی یہ باسناد صحیح نوح بن قیس سے انہون نے اشعث سے اونہون نے جابر خدا سے انہون نے ابی عثمان نہدی سے انہون نے سلمان سے اور ابوہریرہ کے روایت کے لفظ یہ ہین مرفوعًا کہ جب اللہ تعالے نے حکم کیا مخلوقات کی بنانیکا ایک کتاب لکھی اور وہ اوسکے نزدیک ہے عرش کے اوپر

اونہون نے روایت کیا باسانید صحیحہ متعددہ اور روایت کی بخاری نے
الیہ یصعد الکلم الطیب کے باب مین مجاہد کا قول ہے کہ ابن
عباس سے مروی ہے کہ ابو ذر کو خبر پہنچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبعوث ہونیکی تو انہون نے اپنے بھائی سے کہا مجھے خبر دو
اوس شخص کے حال سے جو کہتا ہے کہ میرے پاس خبر آتی
ہے آسمان سے ایسے ہی روایت کی یہ حدیث انہون نے
اپنی کتاب الرد علی الجہمیہ مین اپنی صحیح کے اندر اور روایت ہے
جابر بن عبد اللہ سے کہ انہون نے کہا مجھے ایک حدیث پہنچی
قصاص کے باب مین مصر مین اور مین نے اوسکے راوی سے
کہا کہ مجھے تمہاری طرف سے ایک حدیث پہنچی ہے قصاص
کے باب مین تو انہون نے کہا کہ ہان مین نے سنا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اللہ تعالے لوگون کو اوٹھاویگا
قیامت کے دن ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ کئے بے زبان
پھر پکاریگا اور وہ اپنے عرش پر کھڑا ہوگا ایسی آواز سے کہ
سنیگا اوسے جو دور ہوگا اور جو نزدیک ہوگا اور فرماویگا کہ مین
بادشاہ ہون مین فیصلہ کرنے والا ہون یہ حدیث محفوظ ہے
جابر بن عبد اللہ سے اور اون سے روایت کی عبد اللہ بن محمد بن
عقیل اور محمد بن المنکدر اور ابو الجارود عبدی سے اور اس

حدیث کے کئے طرق ہین کہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہین

اور روایت کی بخاری نے تعلیقاً اونہی سے قول اونہی کا یعنے جابر

کا کہ اللہ پکاریگا ایسی آواز سے کہ سنیگا اوسے جو دور ہوگا اور سنیگا

جو نزدیک ہوگا اور فرماویگا مین بادشاہ ہون مین بدلا دینے والا

ہون یہ روایت کتاب الرد علی الجہمیہ مین ہے بخاری کے اون ابواب

مین جنمین اللہ کے کلام کرنیکا ذکر ہے وحی کے ساتھہ اور الفاظ

احادیث صوت کے جو جمع کئے گئے تو وارد ہوئی ہین اوسمین

دس پر کئی حدیثین مرفوعاً یعنے فرمودہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سوا اقوال صحابہ اور تابعین کے اور مین نے اونکا تتبع کیا اور

اونکو جمع کیا ایک جز مین اور صحیح اونمین وہ ہے جو روایت کی

بخاری نے بعد اس حدیث کے اور کہا روایت کی ہم سے

عمر بن حفص نے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے ابو صالح سے انہون نے ابی سعید سے کہ انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماویگا اللہ تعالی اے آدم وہ عرض کرینگے کہ حاضر ہون مین اور دونو جہان کی خیر تیرے ہاتھہ مین ہے

پھر پکاریگا اللہ تعالی اونکو بلند آواز سے اور فرماویگا کہ اللہ حکم کرتا ہے

تجھکو کہ نکال تو اپنی اولاد مین سے ایک لشکر دوزخ کیطرف جانیکو

اور جو روایت کی امام احمد بن حنبل نے جب اون سے پوچھا اونکے

صاحبزادے عبد اللہ نے اون لوگون کا حال جو کہتے ہین کہ اللہ تعالی

نے نہین کلام کیا آواز سے تو اونہون نے کہا نہین بلکہ کلام کیا

اوسنے آواز سے اور روایت کی اعمش سے جو روایت کی ہم سے مجاہد نے اونہون نے ابی الضحی سے اونہون نے مسروق سے اونہون نے عبداللہ سے کہ کہا انہون نے جب کلام کرتا ہے اللہ تعالے وحی کے ساتھہ سنتے ہین آواز اوسکی آسمان کے لوگ اور کہا امام احمد نے یہ جہمیہ ہین کہ انکار کرتے ہین اسکا اور یہ لوگ کافر ہین کہ اراد کرتے ہین بہکانے کا لوگون کو روایت کی یہ عبداللہ بن احمد نے کتاب السنتہ مین جسکی اجازت دی ہے مجھے کئی محدثین نے کہ اونہی مین سے ہین ابن ابی الخیر کہ وہ روایت کرتے ہین ابی زرعہ کفتوانی سے کہ انہون نے کہا خبر دی ہمکو ابو عبداللہ الخلال اونکو ابو المظفر نے اونکو ابو المعمر السلمی اونکو احمد بن محمد بناقی نے عبداللہ سے اور یہ حدیث صحیحین کے شرط پر ہے اب ہم اوسطرف رجوع کرتے ہین جسکے لئے یہ کتاب بنائی گئی ہے اور روایت ہے جابر بن سلیم سے کہ کہا انہون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے کہ ایک مرد تم سے اگلون مین تہا کہ اوسنے دو برد پہنے تہا اور وہ اتراتا تہا پہر نظر کی اللہ تعالے نے اوسکی طرف اپنے عرش کے اوپر سے اور اوسپر غصہ کیا اور زمین کو حکم کیا زمین نے اوسکو پکڑا اور وہ اوسمین دہنستا چلا جاتا ہے روایت کی یہ سہل بن بکار نے جو شیخ ہین بخاری اور وہ عبدالسلام بن عجلان سے

وہ عبیدہ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا ابو احری نے کہا اور یہ حدیث ذکر کی اور روایت ہے تمیم داری سے کہ انہون نے کہا پوچھا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گلے لگنے کو ایک مرد کے دوسرے سے جب اوس سے ملاقات کرے تو آپ نے فرمایا پہلے جسنے گلے لگایا وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور قصہ اونکا یہ ہے کہ وہ نکلے اپنے چوپاے کو ڈھونڈھتے ہوئے ایک پہاڑ مین پہاڑون سے بیت المقدس کے پھر وہان ایک آواز سنے کہ ایک شخص اللہ تعالے کی پاکی بولتا ہے اور وہ اوس جانور کو بھول گئے جسکو ڈھونڈھتے تھے اور اوس آواز کیطرف چلے اور ناگاہ ایک مرد کو دیکھا جسکے سارے بدن پر بال تھے کہ لٹکتے تھے اوسکی اٹھارہ ہاتھہ تھی اور وہ اللہ تعالے کی پاکی بولتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ ترا معبود کون ہے اے شیخ اوسنے کہا وہ جو آسمان پر ہے اور ذکر کی حدیث آخر تک اس روایت کو ایلی عثمان بن عطاء خراسانی نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے انہون نے ابی سفیان سے انہون نے تمیم سے

اور روایت ہے ابو وائل سے وہ روایت کرتے ہین ابن مسعود سے کہ انہون نے کہا ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ مقام محمود کیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دن ہے جسدن پروردگار اپنے عرش سے اوتریگا

روایت کی یہ ابن حبان نے اپنی کتاب عظمت مین اور روایت ہے
عوانہ بن حکم سے کہ انہون نے کہا جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے
اونہون کے پاس شاعر لوگ آئے اور اون کے دروازے پر ٹہرے
بہت دن تک کہ اون کو اجازت اندر آنے کی نہین ملتی تہی غرض
وہ وہین تہے کہ اون کے اوپر عدی بن ارطاۃ گذری اور وہ عمر بن
عبد العزیز کے پاس گئے اور کہا کہ شعرا آپ کے دروازے پر حاضر ہین
اے امیر المومنین اور اون کی روانی طبع سننا چاہتے ہیں اونہون نے
فرمایا کہ خرابی ہو تیری مجھے شعرا سے کیا کام ہے تب انہون نے کہا
کہ مدح کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ نے مادح
کو کچھ دیا ہی ہے چنانچہ عباس بن مرداس نے آپ کی مدح کی اور آپ نے
اونکو ایک حلہ دیا ہے تب عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ تم اونکا
کوئی شعر روایت کر سکتے ہو انہون نے کہا ہان سو پڑہی عدی بن ارطاۃ
نے شعر اون کے مدح مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑہے ابیات

رأیتک یا خیر البریۃ کلہا	نشرت کتابا جاء بالحق معلما
شرعت لنا دین الہدی بعد جورنا	عن الحق لما اصبح الحق مظلما
تعالی علوا فوق العرش الہنا	وکان مکان الحق اعلی واعظما

روایت کی یہ ہیثم بن عدی نے عوانہ بن الحکم سے مترجم
اور ترجمہ ان اشعار کا زبان اردو مین یہ ہے ابیات

میں نے دیکھا انکو خیر الورا ‌‌ ‌ لائے ہیں سچی کتاب وہ پر ہدے
ہمکو سنبھلائی شریعت سر بسر ‌ ‌ اور سچا دین اور راہ خدا
بعد گمراہی کے بتلائی ہی راہ ‌ ‌ راہ کیسی راہ سیدھی بر ملا
اور بخوبی کر دیا اظہار حق ‌ ‌ جبکہ حق تھا ہمیہ مخفی ہوگیا
عرش پر ہے وہ کریم کارساز ‌ ‌ اور وہ معبود سبکا بر ملا
اور مکان حق ہی ہر گز نہیں بلند ‌ ‌ عرش پر اوسنے کیا ہی استوا

انتہی اور روایت ہی سہل بن سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ سے نیچے ستر ہزار پردہ ہین نور کے اور اندہیرے کے اور وہ پردے ایسے ہین کہ جو شخص اون کا حسن سنے وہ حیران ہو جاوے اس روایت کو اکیلے موسے بن عبیدہ نے روایت کیا ہے ابی حازم سے انہون نے سہل سے روایت کی یہ بیہقی نے کتاب الصفات مین اور عمران بن حصین سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کرو بشارت کو اسے بنی تمیم تو انہون نے کہا کہ آپ نے ہمکو بشارت تو دی مگر بیان کیجیے ہم سے اس امر کو کیونکر ہے آپنے فرمایا کہ اللہ عرش پر تہا اور سب چیزون سے آگے تہا اور اوسنے لوح محفوظ مین ہر چیز لکہی جو ہو جانے والی تہی یہ حدیث صحیح ہے روایت کی یہ بخاری نے اور لفظون سے اور خبر دی ہمکو احمد بن عبد الحمید نے اونکو محمد بن

۲۲۷

قدامہ نے سن چھہ سو سترہ مین اونکو شہید ہوئے اونکو ابوعبداللہ نعالی
نے اونکو ابو الحسن بن بشران سے اونکو ابن ابی البختری سے اونکو
دقیقی نے اونکو ابو علی حنفی نے اونکو فرقد بن حجاج نے اونکو عقبہ
بن الحسناء نے اونہون نے کہا سنا مین نے ابو ہریرہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالے اگلون اور
پچھلون کو جمع کریگا قیامت کے دن اونکا پروردگار تعالے شانہ
مومنون کے طرف اور اون کے پاس کھڑا ہوگا ایک کور پر اور لوگون
نے پوچھا عقبہ سے کہ کور کیا چیز ہے انہون نے کہا مکان بلند
پھر فرماویگا آیا تم اپنے رب کو پہچانتے ہو وہ کہینگے اگر ہم اپنی جان کو
پہچانے تو پروردگار کو بھی پہچانین پھر وہ پروردگار عالی شان
اون پر ہنستا ہوا تجلی فرماویگا اون کے روبرو اور وہ سب اوسکے
لیے سجدہ مین گر پڑینگے روایت کی یہ ابن خزیمہ نے اپنی کتاب توحید
مین عمر بن علی سے انہون نے حنفی سے اور اوس مین یہی
لفظ ہے کہ وہ تعالی کھڑا ہوویگا کور پر اور ۵۳ روایت ہے عبد اللہ
بن رواحہ سے کہ وہ رات کو گئے ایک اپنی لونڈی کے پاس
اور اوس سے صحبت کی اور اون کی بیوی نے دیکھا اور اونکو
ملامت کی اور اونہون نے انکار کیا تو بیوی نے اون سے
کہا کہ اگر تم سچے ہو تو قران پڑہو اسلئے کہ جب قرآن نہین پڑہتا ہے

تو انہون نے کہا اشعار

شہدت بان وعد اللہ حق ۔ وان النار مثوی الکافرین

وان العرش فوق الماء طاف ۔ وفوق العرش رب العالمین

پس اون کی بیوی نے کہا کہ اللہ سچا ہے اور میری آنکھ جھوٹی ہے اور وہ بیوی قرآن یاد نہین رکھتی تھی یعنے ان اشعار کو قرآن سمجھی پھر انہون نے خبر دی اسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ ہنسے اور فرمایا کہ اللہ تجھے بخشے اوس بزرگی بیان کرنے سے جو تو نے اللہ کے لئے کی روایت کی گئی کئی وجہون سے صحاح کے بطور ارسال کے عبد اللہ بن رواحہ سے روایت کی ابو عمرو بن عبد البر نے اپنی کتاب ستیعاب مین پڑھی مین نے عبد اللہ حافظ بن بدران سے اونکو خبر دی موسے بن عبد القادر نے اونکو سعید بن احمد نے اونکو ابو القاسم بن احمد نے اونکو مخاص نے اونکو بغوی نے اونکو عبد الجبار نے اونکو معشر نے اونکو تمام بن نجیح نے اونکو حسن نے اونکو انس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی فرشتے نامۂ اعمال لیجانے والے ایسے نہین کہ نامہ کسی کا لیجاوین اللہ کے پاس ورا اوسکے اول مین ایک نیکی ہوا اور آخر مین ایک نیکی ہو مگر اللہ تعالی فرماتا ہے اپنے فرشتون سے کہ مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ بخشدیا مین نے اپنے بندے کے لئے جو صحیفہ کے دو نو کنارون کے بیچ مین ہے

مین کہتا ہون کہ یہ حدیث موجود ہے مسند بزار مین وہ روایت کرتے
ہین انس سے اور جزری اسکو حصن حصین مین لائے اور روایت ہے
ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرو زمین والون
پر کہ آسمان والا تمہیر رحم فرماوے یہ حدیث حسن الاسناد ہے روایت
کی یہ جریر بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عمرو اور ابن مسعود سے اور حدیث
ابن عمر کی ان تینون سے صحیح تر ہے اور وہ آگے گذر چکی خبر دی ہمکو
اسمعیل بن عبد الرحمن نے اونکو حسین نے اونکو علی بن عساکر نے
اونکو حسین بن ابی الحسن بدر نے سن چار سو اسی مین اونکو خبر دی سعد نے
اونکو اسمعیل بن قاسم حلبی نے اونکو یعقوب بن اسحاق نے اونکو جعفر
بن ہارون نے اونکو محمد بن کثیر نے اونکو اوزاعی نے اونکو یحییٰ نے
اونکو ابی سلمہ نے اونکو ابوہریرہ نے کہا ابوہریرہ نے کہ جب پیغام
دیا حضرت علی نے حضرت فاطمہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو تو آپ حضرت فاطمہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے میری بیٹی
میرے چچا کا بیٹا تمکو پیغام دیتا ہے سو تم کیا کہتے ہو سو وہ رونے
لگین پھر انہون نے عرض کی کہ آپ نے مجھے ایک قریش کے فقیر کے
لئے رکھہ چھوڑا تھا پس فرمایا آپ نے قسم ہے اوس پروردگار
کی جسنے کہ مجھے بھیجا ہے حق کے ساتھہ کہ مین نے اس مقدمہ
مین بات چیت نہین کی جبتک کہ اللہ تعالے نے مجھے آسمان سے

حکم نہیں یا پھر عرض کی فاطمہ نے کہ راضی ہوئی میں تجھسے یا اللہ راضی ہے
میں نے پڑھا عمر ابن عبد المنعم سے انہوں نے ابی الیمین الکندی ونکو
خبر دی ابو الفتح بیضاوی نے اونکو ابن النقور نے اونکو ابو القاسم نے
اونکو بغوی نے اونکو ابو کامل الجحدری نے ونکو جعفر بن سلیمان نے اونکو ثابت نے
اونکو انس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادت تہی کہ جب مینہہ برستا تہا
اپنے دونو شانے کہولدیتے تہے کہ بوندیان پڑین اور فرماتے تہے
کہ میرے پروردگار کے پاس سے ابہی آیا ہے یہ حدیث صحیح ہے اور
عثمان بن عمیر سے روایت ہے وہ انس سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آتا ہے جمعہ کا دن اوترتا ہے اللہ عز وجل
علیین سے اپنی کرسی پر پہر کرسی نور کی منبرون سے گہیری جاتی ہے
پہر آتے ہین پیغمبر لوگ اور اون کرسیون پر بیٹہہ جاتے ہین پہر اون کے
گرد اور کرسیان سونیکی بچہائی جاتی ہین پہر صدیق اور شہدا آن کر اوپر
بیٹہہ جاتے ہین پہر جنت کے اور لوگ آن کر ٹیلون پر بیٹہہ جاتے ہین
اور پروردگار اون کا اون پر تجلی فرماتا ہے یہانتک کہ وہ سب اوسکے
مبارک مونہہ کیطرف نظر کرتے ہین اور وہ فرماتا ہے کہ مین وہی ہون کہ
سچا کیا مین نے تم سے اپنا وعدہ سو تم مجہہ سے کچہہ مانگو پہر وہ مانگنا
شروع کرتے ہین یہانتک کہ اون کی خواہشین پوری ہو جاتی ہین
پہر اوس وقت اللہ تعالی اون پر وہ چیز کہولدیتا ہے جو کسی آنکہہ نے نہین

نقل کیا ہے کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ
معراج کی رات مین سارا اون
تعلیم کر دیا ہم حضرت جبرئیل ...

تی اور نہ کسی کے دل مین اوسکا خیال گذرا یہ معاملہ اتنی دیر رہتا ہے کہ جتنی دیر
مین لوگ نماز جمعہ سے پھرا کرتے ہین پھر چڑھ جاتا ہے پروردگار اپنی کرسی پر
اور چڑھ جاتے ہین اوسکی ساتھ صدیق اور شہید اور ذکر کی انہون نے
حدیث آخر تک یہ حدیث محفوظ ہے اور اسکی شواہد سنن مین بہت ہین
روایت کی یہ عبد الله بن احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عبد الاعلی
بن حماد سے انہون نے عمر بن یونس سے انہون نے جہضم بن عبد الله سے انہون
نے ابی طیبہ سے انہون نے عثمان بن عمیر سے اور روایت کی یہ لیث
بن ابی سلیم سے انہون نے عثمان ابی شیبہ سے انہون نے جریر سے
انہون نے لیث سے اور روایت کی عباس بن عبد العظیم نے
ابی احمد الزبیری سے انہون نے اسرائیل سے انہون نے ابی اسحاق
سے انہون نے عمر سے کہ کہا انہون نے ایک عورت آئی نبی صلی الله
علیہ وسلم کے پاس اور عرض کی کہ آپ دعا کیجئے کہ الله سے کہ مجھے جنت
مین داخل کرے پس آپ نے اوس الله تعالی کی بڑائی بیان کی اور فرمایا کہ کرسی
اوسکی سماوات کے اوپر ہے اور وہ جب اوسپر بیٹھتا ہے تو چار انگل سے
زیادہ جگہ نہین رہتی یہ حدیث محفوظ ہے ابی اسحاق سبیعی سے جو امام تھے
کوفیون کے اپنے زمانہ مین اور اونکو سماع ہے کتنی ہی صحابہ سے اور روایت
کی اون سے حدیثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور وفات ہوئی
اون کی سن ایک سو ستائیس مین اور اس حدیث کو ایلی عبد الله

بن حنیفہ سے نے روایت کی ہے جو قدماء تابعین سے ہین اور ہم اونکا
حال جرح و تعدیل سے کچہ نہین جانتے لیکن یہ حدیث روایت کی ہے
ابی اسحاق سبیعی نے اور اسکا اقرار کیا ہے مثل اور احادیث صفات کے
اور روایت کی ہے یہ حدیث سفیان ثوری نے بہی اسی طرح اور ابو احمد
زبیری اور یحیے بن ابی بکر اور وکیع نے اسرائیل سے اور روایت کی
یہ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب السنۃ اور رد علی الجہمیہ
مین انہون نے روایت کی اپنے باپ سے انہون نے عبد الرحمن سے انہون نے
سفیان ثوری سے انہون نے ابی اسحاق سے انہون نے عبد اللہ
بن خلیفہ سے انہون نے عمرو سے اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ جب پروردگار
بیٹہتا ہے اپنی کرسی پر سنی جاتی ہے اوسمین سے چرچراہٹ جیسے
چرچراہٹ ہوتی ہے نئی کجاوی کی اور روایت کی یہ بہی اونہون نے
اپنے باپ سے انہون نے وکیع سے حدیث اسرائیل کی انہون نے ابی اسحاق
سے انہون نے عبد اللہ بن خلیفہ سے انہون نے عمر رضی اللہ عنہ سے
کہ جب بیٹہتا ہے پروردگار کرسی پر اور وہین کہڑے ہوگئے ایک شخص کے
کہ نام لیا اوسکا میرے باپ نے نزدیک وکیع کے اور وکیع نہایت غصہ ہوئے
اور کہا پایا مین نے اعمش اور سفیان کو کہ وہ ان حدیثون کو روایت کر
تے ہے اور اسپر کچہ انکار نکرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے نزدیک ایک
جماعت محدثین کے روایت کی یہ حافظ ضیاء الدین مقدسی نے اپنی صحیح

ہین اور وہ ابن حبان کے شرط پر ہے سو مین نہین جانتا کہ انہون نے روایت
بہی کی ہے یا نہین اسلئے کہ اون کے نزدیک شرط یہ ہے کہ جب ایک عادل
حافظ راوی بیان کرے حدیث کو ایک ایسے مرد سے کہ جسکو جرح معلوم نہو
وہ اسناد صحیح ہی مین کہتا ہون کہ روایت کی ہے یہ حدیث ابن المنذر نے
ابن جریح سے اللہ تعالے کے اس قول کے ذیل مین لا تدرکہ الابصار
کہا انہون نے کہ ایک عورت نے عرض کی کہ شفاعت کیجئے میری یا رسول اللہ
اپنے اللہ کے پاس آپنے فرمایا تو جانتی ہے کہ کسکا اگر شفاعت چاہتی ہے
بیشک اوسکی کرسی سے آسمان و زمین بہرا ہوا ہے پہر بیٹہ گیا وہ سبحانہ
تو اوسمین چار انگل سے زیادہ جگہہ نہین تہی پہر فرمایا آپنے کہ وہ چرچراتی ہے
جیسے نیا پالان چرچراتا ہے اور اس اللہ کے قول کے یہی معنی ہین لا تدرکہ
الابصار ایسا ہی ہے درمنثور مین سیوطی کے یہ آخر ہے اون روایتونکا
جو ذکر کین امام حافظ ذہبی نے کتاب العرش مین اون حدیثون مین سے جو ثابت
ہوئی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسبارہ مین اور اگر کوئی تامل کرے
اور خوب ڈہونڈہے تو اور بہت سی حدیثین ملین جو گنتی مین نہین آسکتین اور خبر
دیتی ہین اللہ تعالے کے فوقیت اور علو کی مگر ذہبی نے جتنی روایتین بیان کی
ہین یہ فہمیدہ لوگون کو کافی ہین اور روایت کی ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے
کہ انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتہ پکڑا اور کہا ای ابو ہریرہ
بیشک اللہ تعالے نے پیدا کئے آسمان و زمین اور جو اون دونو کے بیچ مین ہے چہ دن

میں پہر استوا کیا عرش پر اور پیدا کیا مٹی کو ہفتہ کے دن اور پہاڑون کو یکشنبہ میں اور درختون کو دوشنبہ کو اور آدم علیہ السلام کو سہ شنبہ کو اور روشنی کو چہارشنبہ کو اور جانور پنجشنبہ کو اور مستوی ہوا اوسنے یعنی عرش پر جمعہ کے دن آخر گہڑی مین دن کے اور روایت کی ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً تفسیر مین اللہ تعالی کے اس قول کے الیہ یصعد الکلم الطیب کہا اوس نے سبحان اللہ آخر تک کہ جب بندہ اسکو کہتا ہے ایک فرشتہ اوس کلمہ پاک کو اپنے بازو مین لے لیتا ہے اور اوسے رحمن کے پاس لیجاتا ہے یہانتک کہ رحمن کے روبرو لاتا ہے **پانچوان باب** اون آثار کے بیان مین جو صحابہ اور تابعین اور اون کے بعد کے اگلے بزرگان دین اور ائمہ محدثین اور اون کے پچھلون سے مروی ہوئے ہین اور اللہ کے بذات مطہر عرش پر ہونیکے اور اوسکی جہت علو اور فوق مین ہونیکی خبر دیتی ہین اول جو روایت کی مسلم نے انس سے کہ فرمایا ابو بکر نے عمر رضی اللہ عنہما سے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلو ہمارے ساتہہ ام ایمن کے پاس کہ اوس سے ملاقات کرے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون سے ملاقات کرتے تہے پہر جب وہ دونون اون کے پاس آئے تو وہ رونے لگین سو اون دونو نے کہا آپ کیون روتی ہین کیا تم جانتی نہین کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اوسکے رسول کے لئے انہون نے کہا کہ یہ تو مین جانتی ہون کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اوسکے رسول کے لئے بہتر ہے مگر مین اس لئے روتی ہون کہ آسمان سے وحی آنا موقوف ہوگئی سو یہ سنکر دونو

شخص رونے لگی اور اون کے ساتھہ دونو روتے رہے **دوسرے**
جو روایت کی حافظ ابو نعیم نے ابن فارس سے انہوں نے سمویہ سے انہوں نے
ابی مہر سے انہوں نے سعید بن عبد العزیز سے انہوں نے سمعیل سے انہوں نے
اپنے باپ سے انہوں نے عمر سے کہ فرماتے تھے خرابی ہے زمین کے حاکم
کی آسمان کے حاکم کے آگے جبدن وہ اوس سے ملیگا مگر جسے عدل کے
ساتھہ حکم کیا اور حق کے ساتھہ فیصلہ کیا اور اپنی خواہش کے موافق حکم نہیں دیا
اور نہ اپنی قرابت کا لحاظ کیا اور نہ کسی کی امید سے رعایت کی اور نہ کسی کے
خوف سے اور اللہ کی کتاب کو اپنی دونو آنکہوں کے آگے آئینہ بنایا ابن غانم
نے کہا یہ حدیث عثمان اور معاویہ اور یزید اور عبد الملک نے روایت کی ہے
تیسرے جو روایت کی عثمان الدارمی نے مریسی مردود کے رد مین عمر
رضی اللہ عنہ سے کہ وہ گذرے ایک برہیا پر اور اوسنے انکو کہڑا کیا یہ
اوس سے کہڑے باتین کر رہے تہے ایک مرد نے عرض کی کہ اے
امیر المومنین تم نے سب لوگون کے کام بند کر رکہے اس بڑہیا کے
واسطے تو آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری تو نہین جانتا کہ یہ وہ عورت ہے جسکی فریاد
اللہ تعالے نے سنے ساتون آسمان کے اوپر سے یہ خولہ ہین کہ جنکے
واسطے اللہ تعالے نے یہ آیۃ اوتاری قد سمع اللہ قول التی تجادلک
فی زوجها وتشتكی الی اللہ یعنی سنی اللہ تعالے نے بات اوس
عورت کی کہ اے نبی تجھہ سے جہگڑتی تہی اپنی خاوند کے مقدمہ مین

یہ عبارت امام شمس الدین ذہبی نے کتاب العرش میں نقل کی ہے ولا یجوز وصفه بانه فی کل مکان بل یقال انه فی السماء على العرش كما قال الرحمن على العرش استوى

۲۴۶

اور فریاد کرتی تہی اللہ کی طرف چوتھے جو روایت کی ذہبی نے اپنا ...
خبر مین جو حضرت عمر کے قتل کے باب مین لکہا ہے اپنے استاد سے عبد الرحمن
بن عوف سے کہ جب انہون نے بیعت لی عثمان کیواسطی اور لوگون نے
حضرت عثمان سے بیعت کی بلند کیا اپنا مونہہ مسجد کی چہت کیطرف اور کہا کہ
یا اللہ گواہ رہ پانچوین جو ذکر کیا غزالی نے احیاء مین حضرت علی کے
دعا مین کہ اوسمین یہ لفظ ہین القادر الرازق فوق الخلق و الخلیقہ
یعنے وہ سب کچہ کر سکتا ہے رزق دینے والا ہے تمام مخلوقات اور ساری
کائنات کے اوپر ہے چہٹے جو ذکر کیا صاحب مدارک نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہون نے
فرمایا استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے یعنے عقل مین نہین آتی
اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال وسکی کیفیت سے بدعت ہے ساتوین جو
روایت کی لالکائی نے سنہ مین اور بیہقی نے باسناد صحیح اور ابن المنذر
نے اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے اور ابی القاسم طبرانی نے اور ابن عبد البر
اور ابو عمرو الطلمنکی نے اور ابو احمد العسال وغیرہم نے عبد اللہ بن مسعود سے
کہ انہون نے کہا اوپر والی آسمان اور کرسی مین پانسو برس کا فاصلہ ہے اور کرسی
سے پانی تک جسکا اوپر ایک دریا ہے اتنا ہی فاصلہ ہے اور عرش اوس
پانی پر ہے اور اللہ اوس عرش پر ہے اور اوسپر کوئی شے تمہاری کامون
مین سے چہپی نہین مین کہتا ہون کہ اسکو بخاری نے بہی اپنے رسالہ خلق
افعال العباد اور رد علی اصحاب الجہم و التعطیل مین روایت کیا ہے اور

نفظ اوسکے یہ ہین کہ کہا ابن مسعود نے اللہ تعالے کے اس قول کی تفسیر مین
ثم استوی علی العرش کہ عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے
اور وہ خوب جانتا ہے تم جس حال مین ہو اور ذہبی نے اسکو صحیح کہا ہے
کتاب العرش مین اٹھوین جز روایت کی ابو احمد الغسال نے اور ذہبی
نے کہا اسناد اسکی سب ثقہ ہین عبد اللہ بن مسعود سے کہ انہون نے فرمایا
سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر جو یہ کلمہ کہتا ہی فرشتہ
اس کلمہ کو لے لیتا ہے اور اللہ کیطرف چڑہتا ہے اور نہین گذرتا کسی
گروہ پر فرشتون کے مگر وہ اوسکے لئے مغفرت مانگتی ہین یہانتک کہ
وہ فرشتہ لاتا ہے اونکو رحمن کے روبرو اور پوری روایت حاکم کی
مستدرک مین ہے کہ ابن مسعود نے جب ہم تم سے کوئی حدیث بیان
کرتے ہین تو اوسکی تصدیق کتاب اللہ مین موجود ہوتی ہے پہر کہا کہ
جب بندہ کہتا ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ
واللہ وتبارک اللہ ایک فرشتہ انکو اوٹہا لیتا ہے اور اون کو
پرون مین لے لیتا ہے اور لیکر اوپر چڑہ جاتا ہے اور جس جماعت پر
فرشتون کے گذرتا ہے سب اوسکے لئے مغفرت مانگتی ہین یہانتک کہ لاتا ہے
وہ اوس کلمہ کو رحمن کے مونہہ کے آگے پہر پڑہی ابن مسعود نے
یہ آیتہ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ
حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہی سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور مین کہا ہے

اسی آیت مذکور کی تفسیر مین کہ روایت کی عبد بن حمید نے اور ابن جریر اور ابن منذر نے اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے اسماء الصفات مین ابن مسعود سے کہ انہون نے کہا جب ہم کوئی حدیث لاتے ہین اوسکی تصدیق قرآن سے پاتے ہین آخر حدیث تک ورایسی یہ روایت اسی مضمون سے مرفوعاً ابو ہریرہ سے اوپر گذر چکی اوسکا ذکر کرو نوین جو روایت کی ابو القاسم لالکائی وغیرہ نے باسناد صحیح خیثمہ سے کہ وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا بندہ فکر کرتا ہے تجارت اور امارت کی یہانتک کہ جب وہ اوسکو میسر ہو جاتی ہے اللہ تعالے اوسکی طرف ساتون آسمان کے اوپر سے دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ دولت اس سے دور کرو کہ اگر یہ اسکے پاس رہیگی تو مین اسے دوزخ مین ڈالدونگا ذہبی نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے دسوین جو روایت کی حافظ ابو عبد اللہ ابن بطہ نے عمر بن قیس سے انہون نے ابن مسعود سے کہ انہون نے کہا اللہ تعالے نکلتا ہے اہل جنت کے لیے ہر جمعہ مین بہت سے ٹیلون کے ساتھ جو کافور سفید کے ہوتے ہین اور اونکو تازہ بزرگی عنایت فرماتا ہے کہ انہون نے کبھی ایسی نہ دیکھی تھی اور اوس سے نزدیک ہوتے ہین لوگ جتنا جمعہ مین جلد جاتے تھے ذہبی نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے گیارہوین جو روایت کی ابو بکر نجاری نے الیبنی سے کہ اوسمین ابن لہیعہ ہے ابن عمر سے کہ انہون نے کہا جب نطفہ ٹھیر تا ہے عورت کے رحم مین چالیس دن تک وسکے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اوسکو لیجاتا ہے اور چڑھ جاتا ہے رحمن کیطرف اور عرض کرتا ہے کہ پیدا کر اوسکو

اسکے اچھے بنانے والے پہر اللہ تعالے جو چاہتا ہے اوسکی لئے حکم فرماتا ہے اور مقرر ہوجاتا ہے اوسکا رزق اور خلقت اوسکی پہر فرشتہ اون سبکو لیکر نیچے اوترآتا ہے امام ذہبی نے کہا ہے ابن لہیعہ ضعیف ہے تیرہواں حسن سے کمتر اور اس حدیث کے شواہد اور بہی ہین صحیح بخاری مین بارہوین جو روایت کی حافظ امام ابو احمد غسال نے منہال کی روایت سے وہ ابن عمر سے وہ عبد اللہ سے وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا لوگ جمع کئے جاوینگے قیامت کے دن ننگے پیر ننگے بدن پیدل چلتے ہوئے کہڑے کہڑے چالیس برس تک اسی حال مین ہونگے آنکہین اون کی آسمان کو لگین ہونگی منتظر ہونگے فیصلہ کے حکم کے اور پسینا اون کے لگام کے طرح موہنہ تک آجاویگا نہایت سختی کی وجہ سے اور اوترے لگا پروردگار ابر کے سایبانون مین عرش سے کرسی کیطرف تیرہوین جو روایت کی بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین اور ابو الشیخ اصفہانی نے کتاب العظمۃ مین اور سوا اون کے اور کتابون مین عبد اللہ بن عباس سے کہ انہون نے کہا فکر کرو ہر چیز مین اور مت فکر کرو اللہ کی ذات مین کہ ساتون آسمان سے اوسکی کرسی تک سات ہزار نور ہین اور وہ اوسکے اوپر ہے پاک ہے وہ اور برتر ہے امام ذہبی نے کہا اسناد اسکی حسن ہے چودہوین جو روایت کی بخاری نے اپنی صحیح مین باسناد صحیح ابن عباس سے کہ اون کے پاس ایک شخص آیا اور اوس نے کہا کہ مجھے اختلاف معلوم

ہوتاہے مین سنتا ہون کہ اللہ تعالے ایک جگہہ فرماتا ہے ام السماء بناھا سے یہانتک کہ فرمایا دحیٰہا غرض ذکر کیا اللہ تعالے نے آسمان کے پیدا کرنیکا زمین سے پہلے پہر دوسری آیت مین فرمایا انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین یہانتک کہ فرمایا ثم استوی الی السماء غرض ذکر کی اللہ تعالے نے یہان پیدایش زمین کی آسمان سے پہلے تب ابن عباس نے فرمایا وہ پہلا قول اللہ کا ام السماء اوس کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے نے زمین بنائی آسمان سے پہلی پہر چڑہ گیا آسمان کی طرف اور انکو برابر کیا او سات آسمان بنائے پہر زمین کے طرف اوترا اور اوسکو بچھایا اور ذکر کی بغوی نے اپنی تفسیر مین یہ آیتہ اور کہا معنے والارض بعد ذلک دحیٰہا کی معنے یہ ہے کہ بچھایا زمین کو آسمان کے ساتھہ جیسے اللہ تعالے نے فرمایا عتل بعد ذلک زنیم کہ یہان بہی ذلک کی معنے ساتھہ اسکی ہین اور امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہے کہ یہی جواب صحیح ہے اور یہی منقول ہے مجاہد سے اور ابن عباس سے اور توجیہ اول پہ یہ بہی اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء یعنے پیدا کیا اوسنے تمہارے واسطے زمین کے سب چیزون کو پہر چڑہ گیا آسمان کیطرف اور یہ دلالت کرتا ہے کہ زمین کے پیدایش اور زمین کے سب

٢٥١

چیزون کی پیدائش آسمان کی پیدائش سے مقدم ہے مگر زمین کی چیزین قبل
اوسکے دحی یعنے پہیلانے کے ممکن نہین غرض یہ آیت دلالت
کرتی ہے کہ زمین آسمان پیدا ہونے سے پہلے پہیل چکی ہو اور اب ان
دونون ایتون مین تناقض صحیح ہوگیا اور جواب اسکا یہ دیا ہے کہ یہ جو اللہ تعالے
سنے فرمایا کہ زمین کو بعد اسکے پہیلایا اس سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے
کہ آسمان زمین سے پہلے بنا اور یہ نہین ثابت ہوتا کہ آسمان کا پہیلانا
اور برابر کرنا زمین بنانے سے پہلے ہے پس اب ان دو نو آیتون مین کچہ تناقض
نہین رہا اور حاصل مطلب جواب کا یہ ہے کہ پہلے زمین کو بنا لیا اور ابھی
پہیلایا نہین تہا کہ آسمان بنایا اور ابہی آسمان کو برابر نہین کیا تہا کہ زمین
پہیلایا پہر آسمان کو برابر کیا غرض اب ان سب آیتون مین کچہ تناقض نہین
رہا مگر اس جواب مین بہی ایک خدشہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آسمان کا
برابر کرنا بہی مقدم ہے زمین کے پہیلانے پر جیسے اس آیت سے
معلوم ہوتا ہے ءانتم اشد خلقا ام السماء بناها رفع
سمکها فسوٰها واغطش لیلها واخرج ضحٰها
والارض بعد ذٰلک دحٰها یعنے آسمان کو بنایا اور اونچی
اوسکی بلندی کی اور اوسکو برابر کیا اور اوسمین رات ڈہانپی اور اوسکا دن
نکالا اور زمین کو اوسکے بعد پہیلایا اور اس صورت مین یہ جواب خوب بن
نہین پڑتا مگر مین کہتا ہون کہ ممکن ہے کہ ذلک کا اشارہ بنا سے

آسمان کیطرف ہو اور اوپر پانون کیطرف ہو اور اس صورت مین
یہ جواب جو آگے مذکور ہوا صحیح ہو گیا اور اپنے کلام کو اللہ ہی جانتا
ہے اب ہم اپنے مطلب پر آئے سو کہتے ہین پندرہوین حدیث روایت
کی حافظ ابو عبد اللہ نے محمد بن اسحاق سے انہون نے عبد اللہ
بن ابی سلمہ سے کہ ابن عمر نے ابن عباس سے پوچھ بھیجا کہ آیا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یا نہین سو انہون نے
جواب دیا کہ ہان دیکھا ہے پھر ابن عمر نے اون سے کہلا بھیجا کہ کیا
دیکھا ہے سو کہا انہون نے کہ دیکھا حضرت نے پروردگار تعالی
شانہ سونیکی کرسی پر کہ اوسکو چار فرشتے اوٹھائے ہوئے تھے
امام ذہبی نے کہا یہ ابی داؤد کی شرط پر ہے اور نسائی وغیرہما کے
شرط پر سولہوین حدیث جو روایت کی امام ذہبی نے کتاب العرش
مین جویبر سے انہون نے ضحاک سے انہون نے ابن عباس سے کہ انہون
نے فرمایا کہ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میرے پاس موتی
اور یاقوت بہت ہین اور مین بھیجے دیتی ہون کہ تو خرچ کرے اپنے
اوس معبود کی رضامندیون مین جو آسمان پر ہے سترہوین حدیث جو
روایت کی امام ذہبی نے کتاب العرش مین ابن عباس سے کہ
اون سے کہا گیا کہ کچھ لوگ تقدیر کے قائل نہین ہین سو انہون نے
کہا کہ وہ لوگ اللہ کی کتاب کو جھٹلاتے ہین اگر ایک بال اونکا

وجعلوا الملٰئکۃ الذین ہم عباد الرحمٰن اناثا اشہدوا خلقہم
اور ٹھیرایا اونہون نے فرشتون کو جو اوس بڑے مہربان کے بندے ہین عورتین

اوگی تو وہ اوسکی حفاظت نہین کر سکتے بیشک اللہ تعالے اپنے
عرش پر تہا اور جو ہونے والا تہا سب کچہ لکہا اور لوگ اوسی کے
موافق کام کرتے ہین جس سے فراغت ہو چکی ہے روایت
کی یہ سفیان ثوری وغیرہ نے ابی ہاشم سے انہون نے مجاہد
سے انہون نے ابن عباس سے اٹھارہوین [18] جو روایت کی
امام ذہبی نے اوسی کتاب مین کہ روایت کی عکرمہ نے اس
قول کی تفسیر مین ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم
وعن ایمانهم وعن شمائلهم یعنے شیطان نے
کہا کہ مین بنی آدم کو گمراہ کرنے اون کے اگے سے آؤنگا اور اون کے
پیچہے سے اور داہنے اور بائین سے تو ابن عباس نے فرمایا کہ شیطان
سے یہ نہو سکا کہ یہ بہی کہے کہ مین اون کے اوپر سے اونگا اسلیے کہ
وہ جان چکا ہے کہ اللہ اون کے اوپر ہے روایت کی یہ ابراہیم بن الحکم
نے اور وہ ضعیف ہین انہون نے اپنے باپ سے انہون نے عکرمہ
سے روایت کی اونیسوین [19] جو روایت کی محمد بن جریر طبری نے
اپنی تفسیر مین ابن عباس سے کہ انہون نے اللہ تعالے کے اس
قول کے تفسیر مین کہا ثم استوی الی السماء کہ اللہ تعالے
اپنے عرش پر تہا اور عرش اوسکا پانی پر تہا اور کوئی چیز اللہ تعالے
نے پانی سے پہلے نہین بنائی پہر جب ارادہ کیا کہ مخلوق کو بنادے

دی ہے کہ یہ وہی بات ہے کہ اللہ تعالے نے عرب کی لوگون کے گمان کی موافق فرمایا الذین یاکلون الربوٰ لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس یعنی جو لوگ سود کہاتی ہین وہ جوا نہین سکے ...

اوس پانی سے ایک دہوان نکالا اور وہ بلند ہوا اور پانی خشک ہو گیا
پہر اوسکو زمین کر دیا پہر اوسکو چیرا اور سات زمینین بنا دین یہانتک
کہ کہا اونہون نے کہ جب فارغ ہو گیا اون سب چیزون کے بنانے
سے جو اوسے منظور تہین عرش پر چڑہ گیا بیسوین جو روایت
کی ابن جریر نے مرّہ سے انہون نے چند اشخاص اصحاب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے مثل اوس روایت کے جو آگے گذری ابن عباس سے
اور اوسمین یہ بہی ہے کہ پیدا کیا اوسنے عرش کو ساری مخلوق سے
پہلے اور استوا اوسکا عرش پر ان سب چیزون کے بنانے کے بعد ہوا
اکیسوین جو روایت کی ابو القاسم لالکائی نے اور ابن مردویہ اور
ابن مندہ نے باسناد صحیح محمد بن اشرس کوفی سے اور ابی کنانہ کوفی
سے انہون نے کہا روایت کی ہم سے ابو المغیرہ نضر بن اسمعیل حنفی
نے اون سے قرہ نے فرمایا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت
اوسکی غیر معقول ہے اور اوسکا اقرار کرنا ایمان ہے اور اوسکا
انکار کفر ہے بائیسوین جو روایت کی بخاری نے اپنے رسالہ
خلق افعال عباد مین ابن عباس سے کہ انہون نے کہا جب کلام
کیا اللہ تعالے نے موسے علیہ السلام سے تو آواز آسمان سے
آئی اور اللہ آسمان ہی پر تہا تیئسوین جو روایت کی امام ذہبی
نے کتاب العرش مین ابن عباس سے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے کے پاس آئے عیادت کے لئے اور فرمایا کہ اللہ تعالے نے تمہاری براوت ساتون آسمان کے اوپر سے اتاری چوبیسوین جو روایت کی جعفر بن محمد فریابی نے جو حافظ ابو بکر ہین اور اون کے شان مین بخاری نے کہا ہے کہ وہ اپنے زمانہ مین سب سے افضل تھے اور یہ روایت کتاب القدر مین ہے انہون نے کہا کہ روایت کی ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے انہون نے وکیع سے انہون نے سفیان سے انہون نے ابی ہاشم سے انہون نے مجاہد سے انہون نے ابن عباس سے کہ ذکر آیا ان کے پاس ان لوگون کا جو تقدیر مین کلام کرتے تھے یعنے اوسکی منکر تھے سو فرمایا ابن عباس نے کہ اللہ عزوجل نے استوا کیا اپنے عرش پر قبل اسکے کہ کوئی چیز پیدا کرے اور سب سے اول جو پیدا کیا قلم تھا اور حکم کیا اوسکو کہ لکھے جو ہونے والا ہے قیامت کے دن تک پچیسوین جو روایت کی حافظ ابو بکر فریابی نے مسلمان سے انہون نے کہا کہ اللہ عزوجل نے جب مخلوق کو بنایا اپنی ہاتھ سے اپنی عرش پر اپنے ذات پر سو رحمتین لکھین یعنے اپنی اوپر فضل و کرم سے واجب کین ہر ایک رحمت اوسمین سے اتنی ہے جتنا آسمان و زمین کا طبقہ روایت انہون نے یہ کتاب التقدیر مین چھبیسوین جو روایت کی حافظ ابو احمد عسال نے انہون نے نعمان سے کہ کہا نعمان نے کہ بیشک اللہ تعالے نے ایک کتاب لکھی

قبل آسمانون و زمین کے بنانے کے اور وہ اوسکے ساتھہ ہی عرش پر تھا بیسوین
جو روایت کی ابو الشیخ اصبہانی نے اور ابن ابی شیبہ وغیرہما نے یونس
سے انہون نے سنا شفی اصبحی سے انہون نے سنا ابن میسرہ سے انہون نے
کعب احبار سے کہا انہون نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے توریت
مین کہ مین اللہ ہون اپنے بندون کے اور اپنے عرش کے اوپر
اور اپنی مخلوق کے اوپر ہون مین اپنے عرش کے اوپر ہون اور
تدبیر کرتا ہون اپنے بندون کے کامون کی اور مجھہ پر کوئی چیز
پوشیدہ نہین نہ آسمان کے نہ زمین کے ذہبی نے کتاب العرش
مین کہا کہ اسناد اسکی صحیح ہے ابی صفوان اموی کی روایت سے
کہ وہ ایک آدمی ہین اسلم کے اور نام اونکا عبد اللہ بن سعید ہے
سعید بیٹے عبد الملک کے وہ بیٹے مروان کے وہ یونس سے
روایت کرتے ہین پھر ذکر کی یہی روایت ستائیسوین جو روایت کی
ابن قدامہ نے حسن بصری سے کہ انہون نے کہا سنی حضرت
یونس علیہ السلام نے تسبیح عصا اور چٹان کی سو وہ بھی تسبیح کرنے
لگے اور حضرت یونس نبی دعا مین کہتے ہین کہ اے معبود آسمان پر تیرا
مسکن ہے اور زمین مین تیری قدرت ہے ذہبی نے کہا روایت
کی یہ ابن قدامہ نے صفۃ العلو مین باسناد صحیح اٹھائیسوین جو
روایت کی ذہبی نے کتاب العرش اور کہا کہ روایت کی یہ ہم نے

علی بن حسین بن احمد بن علی سے جو عکبری کے رہنے والے تھے ۲۵۷ وہ سنہ ۳۵۲ کے ذی قعدہ کے مہینے مین عکبرا سے ہمارے پاس آئے اونہون نے کہا کہ مجھہ سے بیان کیا میرے باپ نے

باسنادِ صحیح ابی بکر ہذلی سے انہون نے حسن بصری سے کہ فرمایا
حسن نے کوئی چیز تیرے رب سے اتنی نزدیک نہین ہے جتنی
اسرافیل علیہ السلام نزدیک ہین اور اون کے اور
پروردگار کے درمیان سات پردے ہین ہر پردہ پانسو برس کا
ہے اور وہ اون پردون کے پرے ہے اور پیر اون کے نیچے
زمین کے جڑ مین ہین اور سر اون کا عرش کے نیچے ہم تیئسوین
جو روایت کی ابو الشیخ نے اور صحیح کہا اوسکو ذہبی نے کعب احبار
سے کہ اون کے پاس ایک شخص آیا اور وہ چند لوگون مین بیٹھے
ہو کعب نے فرمایا اس آدمی کو آنے دو کہ اگر جاہل ہوگا علم حاصل
کریگا اور اگر عالم ہوگا تو اوسکا علم اور بڑھ جاویگا پہر کعب نے کہا کہ
اللہ تعالے نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین بہی اوتنی ہے
پہر ایک آسمان کو دوسرے آسمان سے اتنی دور کیا جتنی دور آسمان
سے زمین ہے اور اوسکا احاطہ بنایا اوتنا ہے پہر عرش کو بلند کیا
اور اوسپر چڑہا چوبیسوین جو روایت کی امام ذہبی نے مسروق سے
کہ جب وہ روایت کرتے تہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تو کہتے
تہے کہ روایت کی مجہسے صدیقہ صاحبزادی نے صدیق کی جو پیاری
تہین اللہ کے پیارے کی جنکی برائت اوتری ساتون آسمان کے
اوپر سے اوتر چکی پچیسوین جو روایت کی حافظ ابو احمد عسال نے

اور صحیح کہا اوسکو امام ذہبی نے اور مروی ہوئی اعمش سے وہ روایت
کرتے ہین سالم بن ابی الجعد سے اس آیت کی تفسیر مین ان ربک
لبالمرصاد یعنی پروردگار تیرا تاک مین ہے پوچھا پوچھنے والے نے
کہ وہ میرے پیچھے تاک مین ہے تو کہا انہون نے پیچھے پل صراط
کے کہ اوسکی ادہر اودہر تین پل ورہین کہ ایک پر امانت ہے اور ایک
پر ناتا ہے اور ایک پر پروردگار عزوجل ہے تیئیسوین جو روایت
کی ذہبی نے کتاب العرش مین عکرمہ سے کہ انہون نے کہا اس
مین کہ جنت مین ایک مرد ہوگا اور وہ اپنے دل مین کہیگا کہ
اگر اللہ تعالے مجھے اجازت دیتا تو مین کہیتی کرتا اور اوسکو کچہ
خبر نہوگی کہ یکایک فرشتے اوسکے دروازے پر آکر اوس سے السلام علیک
کہینگے اور کہینگے کہ تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ تم نے اپنے
دل مین کچہ آرزو کی اور مین اوسے جان گیا اور اوسکا سامان ہمارے
ساتہ روانہ کیا ہے تو وہ جنتی کہیگا کہ چلو بیج ڈالو غرض پہاڑون کے
برابر غلّے کے ڈھیر لگ جاوینگے پہر پروردگار تعالے شانہ اپنے
عرش کے اوپر سے فرما دیگا کہ کہا اے بیٹے آدم کے کہ آدم
کے بیٹے کا پیٹ کبھی نہین بہرتا چوبیسوین جو روایت کی ابوبکر
مروزی نے اور اون کے سوا اور علما نے بہی مجاہد سے کہ اونہون
نے یہ آیت پڑہی عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعنی

قریب ہے کہ او بٹھا دیگا تمکو پروردگار تمہارا مقام محمود مین کہا انہون نے کہ مقام محمود سے مراد یہ ہے کہ بٹھا دیگا اللہ تعالی حضرت کو اپنے نزدیک عرش پر روایت کی یہ اسحق بن راہویہ اور ابن تمیم نے ابن فضیل سے انہون نے لیث سے انہون نے مجاہد سے کہا ذہبی نے کتاب العرش مین کہ مروزی نے بیان کیا کہ مین نے ابن مصعب سے سنا کہ انہون نے یہ آیت پڑھی عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور کہا کہ ہان بٹھا لیگا وہ حضرت کو اپنے ساتھ عرش پر امام احمد بن حنبل نے ذکر کیا ابن مصعب کا اور کہا کہ مین نے اون سے حدیثین لکھی ہین اور اونکا سا آدمی کہان ہوتا تھا ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابو بکر مروزی نے جو رفیق تھے امام احمد بن حنبل کے کتاب فضیلۃ النبی مین اور وہ ایک شخص ہین کہ انہون نے فقہ حاصل کی ہے احمد بن حنبل سے اور انہون نے یہ کتاب دو سو ستر سال کے اوپر تصنیف کی ہے جب انکار کیا بعض جہمیون نے اس امر کا کہ بٹھا دیگا اللہ تعالی انحضرت کو عرش پر اور اون کے زمانے والون نے اسکا استعظام کیا اور یہ حدیث مجاہد سے ثابت ہے روایت کی اون سے لیث بن ابی سلیم نے اور عطا بن سائب و جابر بن یزید اور ابو یحیی قتات وغیرہم نے اور لیث سے محمد بن فضیل اور

عبداللہ بن ادریس ازدی نے بھی روایت کی ہے اور محمد
بن فضیل کے روایت سے یہ حدیث مشہور ہوگئی ہے کہ وہ
لیث سے روایت کرتے ہین اور روایت کی اون سے ابو بکر
بن ابی شیبہ نے اور اون کے بھائی نے جنکا نام عثمان تھا غرض
ان دونوان نے اس روایت کو علی رد سس الاشہاد بغداد مین
روایت کیا اور انہون نے اسحق بن راہویہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے
بھی روایت کی اور خلاد بن اسلم اور اسمعیل بن حفص ایلی اور سفیان بن
وکیع اور محمد بن حسان اور حسن ابن الزبیر سے ہے اور ابو الخرجی اور
حارثہ بن شریح اور سلمی بن حرب اور علی بن المنذر افریقی اور عباس
بن نمید حرانی نے کہا اور لفظ اون کے روایت کی یہ ہین کہ بٹھالیگا
اللہ تعالے اونکو اپنی ساتھ اپنے عرش پر اور اور راویون کے
لفظ یہ ہین کہ خبر دی ہمکو دو توثیون نے ابی شیبہ اور عبدالرحمن
بن صالح . . اور ہارون بن معروف اور ابراہیم بن موسے رازی
اور واصل بن عبدالاعلی اور یحیے بن عبدالمجید اور حمانی اور عبد بن العیش
اور جعفر بن محمد بن مداد نے کہ بٹھالیویگا وہ اونکو عرش پر اور زیادت
جو اس روایت مین ہے وہ صحیح اور مقبول ہے اور بعضون نے
اسکو مرفوع کیا ہے یعنے قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے
ابن عمر کے سند سے اور اسناد اسکی واہی ہے کہ ثابت نہین ہوتے

اور رہی روایت مجاہد کی تو اوسکی ثبوت میں کوئی شک نہیں اور جن لوگون نے
اسکو تفسیر میں ذکر کیا ہے اون میں مروزی بھی ہین کہ انہون نے کہا یہ
روایت قابل قبول ہے جیسے وارد ہوئی ہے اور اسکا کوئی
معارض نہیں اور ابو داؤد صاحب سنن اور عبد اللہ بن امام احمد
ابراہیم اور یحیے ابن ابی طالب اور ابو جعفر دقیقی اور محمد بن اسمعیل سلمی نے بھی
اور عباس بن محمد دوری اور محمد بن بشیر بن شریک بن عبد الصمد النجعی ان
سب نے اسکو روایت کیا ہے اور فتوے دیا ہے اور دلیل پکڑی ہے
اوسکی صحت پر روایت کی احمد بن فرج ضیائی وغیرہ نے چنانچہ روایت
کی ہم سے عبادہ بن ابی روق نے انہون نے کہا سنا میں نے اپنے باپ سے
وہ روایت کرتے تھے ضحاک سے وہ ابن عباس سے اس آیت
کی تفسیر میں عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا کہ کہا
انہون نے بٹھاویگا پروردگار اونکو عرش پر یہانتک کہ عبد اللہ
بن امام احمد نے کہا حدیث مجاہد کے بعد کہ ہم برا سمجھتے ہین اوسکو جو
اس روایت کو رد کرے اور اسکا رد کرنیوالا میرے نزدیک برا شخص ہے
کہ وہ بد عقیدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور میں نے
یہ حدیث سنی ہے ایک جماعت سے اور محدثون میں سے میں نے
کسی کو نہیں دیکھا جو اس روایت کو رد کرتا ہوا اور ہمارے خیال میں
یہ بات تھی جب ہم اس روایت کو اپنے اوستادون سے سنتے

سے تیرہ جانتے تھے کہ جہمی لوگ اسکے منکر ہین اور روایت کی ہم سے
ہارون بن معروف نے انہون نے ابن فضیل سے انہون نے
لیث سے انہون نے مجاہد سے اس قول خداوند تعالے
کی تفسیر مین عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا
کہا انہون نے کہ بٹھالیویگا اوسکو پروردگار عرش پر اور حدیث بیان کی
ہم سے میرے باپ نے اور کہا ابن فضیل اسکو روایت کیا کرتے تھے اور مین اسکو
اون سے سن نہین سکتا تھا اور مروزی نے کہا روایت کی مجھ سے
ابراہیم بن عرفہ انہون نے کہا کہ سنا مین نے اپنے باپ سے کہ فرماتے تھے
سنا مین نے احمد بن حنبل سے اور پوچھی کسی نے اون سے حدیث
مجاہد کی جسمین بیان ہے کہ بٹھالیویگا اللہ تعالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو عرش پر تو کہا امام احمد نے کہ قبول کیا ہے اسکو علما نے کہا امام مروزی
نے اور کہا ابو داود صاحب سنن نے کہ احتجاج کیا ہے اسکی سند سے اور روایت
کی ہم سے محمد بن ابی صفوان ثقفی نے انہون نے یحیے بن ابی کثیر سے
انہون نے سیف سدوسی سے انہون نے عبد اللہ بن سلام سے
انہون نے کہا اے ابا مسعود جب ہون گے وہ اللہ کی کرسی پر تو کیا
اللہ اون کے ساتھ ہوگا تو انہون نے فرمایا خرابی ہے تیری یہ حدیث
سب سے زیادہ آنکھون کی ٹھنڈی کرنے والی ہے دنیا مین اور مراد ابا مسعود
سے سعید بن ابی ایاس جریری ہین جنہون نے روایت کی ہے یہ حدیث

تابعین اور انہون نے سنا ہے ابا الطفیل سے اور روایت کی ہے
اون سے شعبہ اور ثوری نے اور ابو داؤد نے کہا مین نہین گمان کرتا
ان لوگونکو کہ وہ سنت و جماعت سے ہو اور پہر کلام کرے اس حدیث
مین مگر ہم جانتے ہین کہ جہمیہ اسکی منکر ہین اور روایت کی محمد بن جریر طبری
نے اپنی تفسیر مین اس آیہ کے ذیل مین مجاہد وغیرہ سے کہ انہون نے
کہا مسلمانون کے فرقون مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو اسکا منکر
ہو مگر وہی شخص جو انکار کرتا ہے اللہ کے عرش پر ہونیکا ایسے ہی ذکر
کی یہ ابو بکر نقاش نے اپنی تفسیر مین اور ایسے ہی روایت کی خلال
اور ابو العباس بن شریح صیفہانی سے کہ یہ دونو الزام دیتے ہین
اوسکو جو اسکا منکر ہو یہانتک کہ کہا ابو بکر نجاد فقیہ نے کہ اگر کوئی قسم کہالے
قسم کہاوے کہ بیشک اللہ تعالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر اپنی
ساتہہ بٹہالیویگا ورنہ میری عورت پر تین طلاق ہے اور پہر مجہہ سے
فتوے پوچہے تو مین کہون کہ بیشک تو سچا ہے اور تیری قسم
سچی ہے اور ذکر کیا اس قول کو اون سے قاضی ابو یعلی الفراء نے
اور روایت کی ابو بکر خلال نے اپنی کتاب سنیہ مین کہ خبر دی مجہکو ابو الحسن
نے انہون نے روایت کی احمد بن علی سراج سے کہ کہا انہون نے
دیکہا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اور عرض کی کہ
یارسول اللہ مین کچہہ عرض کیا چاہتا ہون تو آپ میری طرف متوجہ

اور فرمایا کہو مین نے عرض کی کہ ترمذی کہتا ہے کہ اللہ تعالی آپکو اپنی ساتہہ عرش پر نہین بٹہاویگا سو آپ میری طرف غصہ ناک ہوکر دیکہنے لگے اور آپ نے سید ہے ہاتہہ سے اشارہ فرمانے لگے جیسے چالیس کا عقد ہوتا ہے اور وہ فرماتے تہے قسم ہے اللہ کی کہ وہ مجہے بٹہاویگا اپنی ساتہہ عرش پر پہر مین جاگ اوٹہا اور یہ ترمذی وہ ابو عیسے صاحب جامع نہین ہین جنکی کتاب صحاح ستہ مین شمار ہوتی ہے بلکہ وہ ایک شخص تہا اون کے زمانہ مین جہمیہ کے گروہ کا اور اوسکا نام مشہور نہین اور کہا محمد بن عمر الفارسی نے حدیث مجاہد کے بعد کہ مجہے خبر پہنچی ہے کہ مسلوب نے جو جاہلون مین سے ہے اسکا انکار کیا ہے پہر نظر کی مین نے اوسکی انکار مین سو اگر اوسنے مجاہد کے قول پر انکار کیا تو گویا ابن عباس پر انکار کیا اور جب ابن عباس پر انکار کیا تو رسول اللہ پر انکار کیا اسلئے کہ حقیقت مین یہ سب لوگ راوی ہین اصل ارشاد ارشاد صاحب نبوت ہے اور روایت کی شعبہ نے عبد اللہ بن عمر سے کہ انہون نے کہا سنا مین نے مجاہد سے کہتے تہے صحبت مین رہا مین ابن عمر کے کہ اون کی خدمت کرون تو وہ میری ہی خدمت کرتے تہے اور اب ہم ذکر کرینگے اون لوگون کا جنہون نے فتوے دیا کہ اونمین سے مروزی ہین کہ انہون نے کہا جاری لیجاو

یہ خبر جیسے آئی ہے اور یہ قبول کیجاتی ہے غرض ذکر کرینگے ہم اون مقبولون کا اون کے طبقات مین انشا اللہ تعالے لیے تمام ہوا قول

کا ٣٥ پینتیسوین جو روایت کی ہیثم بن خلف دوری نے اول مین کتاب ذم اللواطہ کے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر مین کہ فخلف من بعدھم خلف سے کہا انہون نے کہ یہ لوگ اس امت مین ہین کہ وہ ایک دوسری پر چڑہینگے جیسے گدہے اور چارپائے چڑہتے راستون مین اور نہین شرم کرینگے لوگون سے نہ ڈرینگے اور نہ خوف کرینگے اللہ کا جو آسمان پر ہے

چھتیسوین جو روایت کی عثمان بن سعید دارمی نے کتاب النقض مین جو رد مین مریسی کے لکہی ہے سعید بن جبیر سے کہ انہون نے کہا لوگون پر قحط ہوا ایک بادشاہ کے زمانہ مین بنی اسرائیل کے بادشاہون مین سے کئی سال تک سو بادشاہ نے کہا کہ ہمارے اوپر پانی بہیجی آسمان سے ورنہ مین اوسے ایذا دونگا تو اوسکی رفیقون نے کہا تو اوسی کیا ایذا دے سکتا ہے وہ تو آسمان پر ہے تو اوسنے کہا مین اوسکے دوستون کو قتل کرونگا پھر اللہ تعالے نے اوپر مینہہ بہیجا

٣٧ سینتیسوین جو روایت کی قتادہ سے کہ کہا بنی اسرائیل کی ایک عورت نے کہا ای رب تو آسمان پر ہے اور ہم زمین پر ہین سو کیونکر ہم تیری مرضی اور غصہ کو

پوچھا انہوں نے فرمایا اللہ تعالے نے کہ جب مین تم سے راضی
ہوتا ہون تو تمہارے شگون کو تم پر حاکم کرتا ہون اور جب تم پر
غصہ ہوتا ہون تو تمہارے بد (ون) کو تم پر حاکم کرتا ہون اڑتیسوین
جو روایت کی ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس قول کی تفسیر مین ثم
استوی علی العرش کہا انہون نے کہ استوا
کیا پروردگار نے ساتوین دن انتالیسوین جو روایت کی
بغوی نے اون سے اس قول کی ذیل مین ثم لآتینهم
من بین ایدیهم کہ شیطان اون کے اوپر سے نہ آسکا
اور یہ طاقت نہوئی کہ بندون مین اور اللہ کی رحمت مین حائل
ہو جاوے چالیسوین جو روایت کی ابن ابی حاتم نے کعب
احبار سے کہ انہون نے کہا اللہ تعالے نے پیدا کیا مخلوق
کو اور استوا کیا عرش پر پھر عرش نے تسبیح کی اکتالیسوین
جو روایت کی ابو القاسم لالکائی نے باسناد صحیح ثابت بنانی
سے کہ داود علیہ السلام نماز دراز کرتے تھے پھر رکوع کرتے پھر
اپنا سر آسمان کیطرف اوٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ تیری طرف
اوٹھایا مین نے اپنا سر جیسے غلام اپنے مالکون کیطرف دیکھتے
ہین اے رہنے والے آسمان کے ذہبی نے کہا اسناد اسکی
صحیح ہے بیالیسوین جو روایت کی حافظ ابی بکر بن ابی الدنیا

نے اپنی تصانیف مین ابی علی المدینی سے کہ وہ کہتے ہین روایت کی ہم سے ابراہیم بن حسن نے اون سے ابی جعفر نے جو ایک شیخ ہین قریش مین سے کے وہ روایت کرتے ہین مالک بن دینار سے کہ انہون نے کہا مین نے پڑھا ہے بعض کتب مین یعنے آسمانی کتابون مین سے کہ بیشک اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے بیٹے آدم کے میری خیر او ترقی سے تیری طرف اور تیرا شر چڑھتا ہے میری طرف مین تجھہ سے محبت کرتا ہون نعمتین دے دے کر اور تو مجھہ سے دشمنی کرتا ہے گناہ کر کر کے اور ہمیشہ بزرگ فرشتہ تیرے پاس سے میرے آگے برے کام لیکر چڑھتا ہے ۲۳ تینتالیسوین جو روایت کی حافظ ابو نعیم نے حلیتہ الاولیا مین وہ کہ فرماتے تھے کہ دوڑو سچی بات کیطرف جو عرش کے اوپر سے آئی ہے ذہبی نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے ۴۴ چوالیسوین جو روایت کی ابن عبد البر نے اور ابو عبد اللہ ابن بطہ اور بیہقی نے اسما و الصفات مین مقاتل بن حیان کے روایت سے کہ وہ ضحاک سے راوی ہین اس قول کی تفسیر مین ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم آخر آیتہ تک کہ وہ اپنے عرش کے اوپر ہے اور علم اوسکا اون کی ساتھہ ہے اور لفظ بیہقی کا یہ ہے کہ وہ اللہ عرش پر ہے اور علم اوسکا اون کی ساتھہ ہے

ذہبی نے کہا اسانیدان کے جید ہین پینتالیسوین جو روایت کی ابو احمد عسال نے اون سے کہ کہا وہ تعالے عرش پر ہے اور علم اوسکا اون کے ساتھہ ہے جہان کہین ہون چہالیسوین جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش مین اور کہا یہ روایت کی ہے ہم نے باسناد صحیح بہت سچے راوی سے کہ وہ سلیمان تیمی سے راوی ہے کہ انہون نے کہا اگر کوئی مجہہ سے پوچہے کہ اللہ کہان ہے تو مین کہون کہ آسمان پر ہے سینتالیسوین جو بخاری نے کہا اپنے رسالہ خلق افعال عباد مین کہ ضمرہ بن ربیعہ نے کہا کہ صدقہ نے کہا سنا مین نے سنا مین نے سلیمان تیمی سے کہ کہتے تہے اگر کوئی مجہہ سے پوچہے کہ اللہ کہان ہے تو مین سب سے پہلے کہون کہ آسمان پر ہے پہر اگر کوئی پوچہے کہ عرش اوسکا کہان تہا قبل آسمان کے تو مین کہون پانی پر تہا پہر اگر کہین کہان تہا عرش اوسکا پانی سے پہلے مین کہون مین نہین جانتا ابو عبد اللہ نے کہا یہ اسوجہہ کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے **ولا یحیطون بشئ من علمه الا بما شاء** یعنے گہیر نہین سکتے اوسکی علم مین سے مگر جتنا وہ چاہے یعنے جتنا بیان کرے اڑتالیسوین جو روایت کی ابو الشیخ نے صفوان بن عمر کی سند سے وہ شریح بن عبید سے راوی ہین کہ وہ کہتے تہے بلند ہو گئی طرف تیری ذو شنی تسبیح کی اور

چڑھ گئی طرف تیرے عزت اوقدرین کی مالک ہے تو صاحب اختیار کا
تیرے ہاتہہ مین ملک ہے اور اطاعت اور کنجیان اور اندازہ ہر ایک
شے کا ذہبی نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے اونچاسوین جو
روایت کی عبداللہ بن احمد نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عبید بن
عمیر سے انہون نے کہا اوترتا ہے پروردگار تعالے شانہ ایک
تہائی رات مین رات کے آسمان کیطرف اور فرماتا ہے کون مجھ سے
سوال کرتا ہے کہ مین اوسے دون کون مجھ سے مغفرت مانگتا ہے
کہ مین اوسے بخشون یہانتک کہ جب فجر ہو جاتی ہے چڑھ جاتا ہے
پروردگار عزت اور بزرگی والا روایت کی یہ حجاج نے ابن جریج سے
انہون نے عطا سے انہون نے عبید بن عمیر سے پچاسوین جو
روایت کی ابوالشیخ نے کہ روایت کی ہم سے عبداللہ بن سلیم نے
احمد سے انہون نے محمد سے انہون نے محمد بن ابراہیم سے اونہون
نے اسمعیل بن عبدالکریم سے انہون نے عبدالصمد سے انہون نے
وہب ابن منبہ سے کہ انہون نے کہا پایا مین نے توراۃ مین کہ پہلے اللہ تہا
اور کوئی چیز نہ تہی اوس سے پہلے اور یہ نہین کہہ سکتی کہ کیسا تہا اور
کہان تہا اور کسطرح تہا اسلئے کہ کیفیت کو تو خود اوسنے بنایا ہے
اور مکان اور ہر طرح کو اوسنے پیدا کیا ہے غرض مخلوقات مین سے
پہلے جو چیز بنائی اوس سے کہا ہو جا وہ کرسی ہو گئی پہر اللہ تعالی نے

استوا کیا عرش پر یعنی بلند ہوا پھر فرمایا الرحمن علی العرش
استوے اور کیفیت مجہول ہے اور جواب دینا اوسکا بدعت
ہے اور سوال کرنا اوس سے تکلف ہے اور ذکر کی انہون نے
حدیث طویل امام ذہبی نے کہا اس مین دلیل ہے اسپر کہ یہ کہنا
چاہیئے کہ اللہ کہان تہا قبل عرش کے بنانے سے اور عما جو ابی رزین
کے حدیث مین مذکور ہے جبکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کہان تہا پروردگار ہمارا تو فرمایا آپ نے کہ عما مین تہا پہر پیدا کیا عرش
کو اور اوسکے اوپر ہوا غرض عما کے پیدا کرنیکے قبل پوچہنا نہین چاہیئے
کہ وہ کہان تہا تاکہ اس اثر مین اور ابی رزین کی روایت مین تطبیق
ہوجاوے اور یہ کہنا کہ اللہ کہان ہے سو یہ تو آگے خود گذرا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جواب دیا گیا کہ وہ
آسمان مین بڑی عزت اور جلال والا اور یہ مضمون کئی حدیثون
مین آیا ہے تمام ہوا قول ذہبی کا اکاون وہ ہی جو روایت
کی ابو الشیخ نے کتاب العظمت مین کہ روایت کی ہم سے ولید
بن ابان نے انہون نے ابو حاتم سے انہون نے نعیم سے انہون
نے سفیان سے انہون نے اسمعیل بن ابی خالد سے انہون
نے ابی عیسے سے کہ کہا انہون نے کہ ایک فرشتہ ہے کہ جب
پروردگار چڑہا اپنی کرسی پر سجدہ مین گرا وہ اور سر نہین اوٹہایا اوسنے

یہانتک کہ قائم ہوگی قیامت اور قیامت کو دن عرض کریگا کہ مین

نے نہین عبادت کی تیری جو حق عبادت کا ہے امام ذہبی نے

کہا اس اسناد مین سب لوگ امام ہین روایت کی یہ ابو احمد عسال نے

اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ جب استوا کیا اوس نے اپنی کرسی پر کہ عزت والا

اور جلال والا ہے اور ابو عیسے یحیے بن رافع مین قدما تابعین

سے کہ اونکو سماع ہے عثمان بن عفان سے مین کہتا ہون کہ

ذکر کیا ہے سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور مین اس قول مین اللہ تعالے کے

کہ ثم استوی علی العرش کہ روایت کی عبد بن حمید نے

ابی عیسے سے کہ کہا انہون نے کہ جب استوے کیا اوسنے عرش

پر ایک فرشتہ سجدہ مین گر پڑا اور وہ سجدہ مین ہے یہانتک کہ

ہوگی قیامت پھر جب قیامت کا دن ہوگا وہ اپنا سر اوٹھا دیگا او

عرض کریگا کہ پاک ہے تو ہم نے تیری کچھ عبادت نہین کی جیسا

حق ہے تیری عبادت کا مگر اے رب نہین شریک کیا مین نے

تیرا کسیکو اور دوست نہین بنایا تیرے سوا کسیکو باون جو روایت

کی بیہقی نے شبل کی سند سے وہ راوی ہین ابی نجیح سے وہ

مجاہد سے اللہ تعالے کے اس قول کی تفسیر مین وقربناہ نجیا

یعنے قریب کیا ہم نے موسے کو کانا ہوسی کرنیکو کہا انہون نے کہ

ساتوین آسمان اور عرش کے بیچمین ستر ہزار پردہ مین پھر جب دیکھا

ہر جبکہ دیکھا اپنے مکان کو اور سنی آواز قلم کی کہا اے رب میرے
دکھا تو مجھکو کہ میں نظر کرون تیری طرف ترین جو روایت کی لالکائی
نے سنت میں اور خلال نے سفیان کے طریقہ سے ایسی
اسناد سے کہ وسمین سب امام ہین اور بیہقی نے اسماء اور صفات
مین عبد اللہ بن صالح بن مسلم کی طریق سے کہ انہون نے کہا پوچھا
کسی نے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے اس قول کو استوے
علی العرش کو کہ کیونکر استوے کیا انہون نے فرمایا کہ استوے
غیر مجہول ہے اور کیف غیر معقول ہے یعنے عقل میں نہیں
آتا اور اللہ کیطرف سے ہے پونہچا دینا اور رسول کے اوپر
پیغام سنانا اور ہمارے اوپر ہے تصدیق کرنا چہارم وہ ہے
جو روایت کی صاحب مدارک نے امام جعفر صادق سے رضی
اللہ عنہ اوان سے اور ہم سے کہ فرمایا انہون نے استوا معلوم
ہے اور کیفیت مجہول ہے اور ایمان اوسپر واجب ہے اور انکار اوسکا
کفر ہے اور سوال کرنا اوس سے بدعت ہے پنجم وہ روایت
ہے جو منقول ہوی حسن سے مثل اسکی جو ابہی گذری اور ان دو
قولون پر ہم اعتماد نہیں کرتے جبتک نہ پائی جاوے سند اوسکی
جو منقول ہو کسی امام سے ائمہ حدیث کے اور یہان ہم نے صرف تائید
کے لئے ان کو نقل کر دیا اسلئے کہ ہم سب اقوال کا جو اس بارہ مین

اسے مین صحیح کرنا چاہتے ہین **چھبیسوین** جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے
کتاب العرش مین باسناد صحیح کہ صحیح کہا اوسکو ذہبی نے عباس قمی سے
کہا انہون نے کہا پہونچا ہمکو کہ داؤد علیہ السلام اپنی دعا مین کہا کرتے
تھے **سبحانک اللھم انت ربی تعالیت فوق**
عرشک وجعلت خشیتک علی من فی السماء
یعنے پاک ہے تو اے اللہ تو ہی ہے پالنے والا میرا بلند ہی تو اوپر
عرش اپنے کے اور رکہا تو نے اپنا خوف اون لوگون پر جو
آسمان مین ہین **ستائیسوین** وہ روایت ہے جو نکالی طبرانی نے
اپنی کتاب الصفت مین ایوب سختیانی نے کہ ذکر کیا معتزلہ کا
اور کہا کہ مدار اون لوگون کا اسی پر ہے کہ وہ کہتے ہین کہ آسمان
پر کوئی چیز نہین ذہبی نے کہا ہمکو خبر دی اسکی احمد بن ابی الخیر
نے محمد بن زید سے اونہون نے محمد بن صیرفی سے انہون
نے ابن سلیمان سے جو حرب کے بیٹے ہین انہون نے
کہا سنا مین نے حماد سے انہون نے ایوب سختیانی سے
پہر ذکر کی یہی روایت **اٹھائیسوین** جو روایت کی عبد اللہ بن
احمد نے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے نافع
بن میمون سے انہون نے بکیر بن معروف سے انہون نے
مقاتل بن حیان سے اس قول الٰہی کی تفسیر مین مایکون

من نجوی ثلاثة الا ہو رابعہم کہ وہ اللہ تعالےٰ اپنے عرش کے اوپر ہے اور علم اوسکا اون کے ساتھہ ہے

اونسٹھوین ۵۹ جو روایت کی ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے انہون نے سلیمان بن حرب سے کہ سنا مین نے حماد بن زید سے کہتے تہے کہ اونہون کا ارادہ ہے یعنے معتزلہ کا کہ وہ کہین آسمان پر کوئی معبود نہین ہے اور روایت کی عبد اللہ بن احمد نے سلیمان بن حرب سے انہون نے کہا سنا مین نے حماد بن زید سے اور ذکر کیا ان جہمیہ لوگون کا تو انہون نے کہا کہ وہ ارادہ کرتے ہین کہ کہین نہین ہے آسمان مین کوئی چیز ابن تیمیہ نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے اور ذکر کیا یہ بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال العباد مین

ساٹھوین ۶۰ جو روایت کی عبد الرحمن ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین ابی ہرون سے انہون نے محمد بن خالد سے انہون نے یحییٰ سے انہون نے جریر سے کہ وہ کہتے تہے جہمیون کا کلام اول مین تو شہد ہے اور آخر مین زہر ہے اور وہ سب ارادہ کرتے ہین کہ کہین کہ آسمان پر کوئی معبود نہین

اکسٹھوین ۶۱ جو روایت کی بیہقی نے ابی بکر بن معروف سے انہون نے مقاتل سے کہ کہا پہونچا ہمکو اور اللہ خوب جانتا ہے اس آیتہ کی ویحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمانیة

تفسیر مین هو الاول والاخر والظاهر والباطن کہ وہ اول ہی سب چیز سے پہلے اور آخر ہی سب چیز کے بعد اور ظاہر ہے ہر چیز کے اوپر اور باطن ہے ہر چیز سے نزدیک اور نزدیکی سے مراد علم اور قدرت ہے اور وہ اپنے عرش پر ہے اور وہ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے باسٹھوین جو روایت کی ابو الشیخ اصبہانی نے کتاب العظمت مین اسحاق بن احمد سے اونہون نے ... سے اونہون نے سلمہ بن فضل سے انہون نے محمد بن اسحاق سے کہا انہون نے کہ بہیجا الله تعالے نے ایک فرشتہ فرشتون مین سے یعنی بخت نصر کی طرف تو اوسنے کہا آیا جانتا ہے تو اے دشمن الله کے کہ آسمان و زمین مین کتنی دوری ہے اوسنے کہا نہین تب فرشتہ بولا کہ زمین آسمان مین پانسو برس کا فاصلہ ہے اور موٹان اوسکی بہی اتنی ہی ہے اور ذکر کی حدیث اسکی آگے یہانتک کہ ذکر کیا حاملان عرش کا اور کہا اون کے اوپر عرش ہے اور عرش پر سب بادشاہون کا بادشاہ ہے برکت والا بلند ذات والا اے دشمن الله کے تو اوسکی طرف جہانکتا ہے پہر بہیجا الله تعالے نے اوسپر مچہر کو کہ اوسنے قتل کر دیا اوس دشمن خدا کو امام ذہبی نے کہا اسناد اوسکی جید ہے ترسٹھوین جو روایت کی حافظ ابو احمد غسال نے کتاب المعرفة مین عبد العزیز سے کہ انہون نے کہا

روایت کی ہے حماد بن سلمہ نے ایک حدیث کو اور کہا
اللہ تعالے آسمان دنیا کی طرف پہر کہا حماد نے جسکو تم دیکہو کہ
اسکا انکار کرتا ہے اوسے گمان کرو یعنے جہمی ہونیکا جو سنتے ہوئے
جو روایت کی عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب رد علی الجہمیہ
مین عبد الرحمن بن مہدی سے کہ انہون نے کہا اصحاب
جہم کے ارادہ کرتے ہین کہ کہین کہ اللہ تعالے نے کلام
نہین کیا موسے علیہ السلام سے اور ارادہ کرتے ہین کہ
کہین نہین آسمان پر کوئی چیز اور اللہ تعالے نہین ہے عرش
پر مین دیکہتا ہون کہ اون سے توبہ لیجاوے اگر توبہ کرین
تو خیر ورنہ قتل کئے جاوین اور ذہبی اسکو کتاب العرش مین لائے
ہین عبد الرحمن بن مہدی سے کہ انہون نے کہا جہمیہ ارادہ
کرتے ہین کہ اللہ تعالے کے کلام کرنیکی موسے علیہ السلام
سے نفی کرین اور اسکی نفی کرین کہ اللہ عرش پر ہے مین مناسب
جانتا ہون کہ اون سے توبہ لیجاوے ورنہ اون کی گردن
ماری جاوے کہا ذہبی نے اور روایت کی یہ کئی شخصون
نے باسناد صحیح عبد الرحمن سے اور یہ عبد الرحمن وہی ہے
جنکے حق مین ابن مدینی نے کہا ہے جو شیخ ہین بخاری کے
کہ اگر مین قسم کہاؤن رکن اور مقام کے بیچ مین تو البتہ قسم

کہا سکتا ہون کہ مین نے اون سے بڑا عالم نہین دیکھا اور
روایت کی ابن تیمیہ نے کہ انہون نے کہا اہل ہوا مین سے
کوئی اصحاب جہم سے بدتر نہین ارادہ کرتے ہین کہ کہین کہ آسمان
پر کوئی چیز نہین چھبیسوین جو روایت کی ابن ابی حاتم نے
ابی معاذ بلخی سے یعنے خالد بن سلیمان سے کہ وہ کہتے تھے
جھوٹا ہے دشمن اللہ کا جہم اور اللہ آسمان کے اوپر عرش پر ہے
جیسا اوسنے اپنی ذات کا بیان فرمایا ذہبی نے کہا ابو معاذ ایک
امام حدیث سے ہے ستائیسوین جو روایت کی ابن ابی حاتم
نے ابی زرعہ سے وہ وہب بن خالد سے کہ سنا مین نے
سلام بن ابی مطیع سے کہ کہتے تھے خرابی ہے اون کی یعنے
جہمیون کے اس کام مین اللہ کی قسم ہے کوئی چیز حدیث مین ایسی
نہین کہ جو قرآن سے بخوبی ثابت نہوتی ہو اللہ تعالے فرماتا ہے
ان اللہ سمیع بصیر ویحذرکم اللہ نفسہ والارض
جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات
بیمینہ ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی
وکلم اللہ موسے تکلیما ثم استوی علے العرش
غرض اسی طرح آیتین صفات کی پڑھتے رہے عصر سے مغرب تک
اٹھائیسوین جو روایت کی عبد اللہ بن احمد نے اور بخاری نے

اپنے رسالہ خلق افعال عباد مین یزید بن ہارون سے کہ وہ
کہتے تھے کہ جو گمان کرے کہ الرحمن علی العرش استوی
خلاف اوسکے ہے جو عام لوگون کے دل مین ہے سو وہ
جہمی ہے کہا امام ذہبی نے روایت کی یہ قیداسد نے ابن ابی
عنبری سے انہون نے شاذ بن یحیٰ سے کتاب السنہ مین
اور یزید بن ہارون شیخ ہین اہل واسط کے اور بہت بڑے
ہین علم مین اور زہد مین اور گذری ہین دوسری صدی سے
اور اون کے مناقب بہت ہین اللہ اون پر رحمت کرے اور یہ جو انہون
نے کہی بہت سچی بات ہے اسلئے کہ اگر معنے اسکے خلاف اوسکے
ہوتے جو عام لوگون کے علم مین جما ہوا ہے جنکی ہوا سچی ہو
ہین اور فطرت درست ہے تو واجب تہا صحابہ اور تابعین پر
کہ اوسکو بیان کردیتے کہ استوا اللہ تعالے کا اپنی عرش اوس
فطرت کے خلاف ہے جسپر اللہ تعالے نے اپنی مخلوق کو بنایا
اور جسکی اوپر اون کے اعتقاد کو مجبول کیا مگر یہ ہو کہ بعض نادانون
مین سے کوئی ایسا ہو کہ خیال کرتا ہو کہ آسمان یا عرش ہو اس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرش یا آسمان اوس تعالے کو گہیرنے
والا ہے جیسے اجسام مین ہم دیکہتے ہین تو یہ حال بڑے جاہل کا
ہے اور عام لوگون مین مین نہین جانتا کہ کوئی ایسا اعتقاد رکہتا ہو

الله نور السموات والارض مثل نوره كمشكوة فيها مصباح المصباح في زجاجة

ایسا کہا ہوا اور یہ مراد یزید بن ہارون کی ہے ہرگز نہین اور مراد او
کی وہی ہے جو آگے آتی اڑسٹھوین جو روایت کی
ابی حاتم نے اور بخاری نے خلق افعال العباد مین کہ جہمیہ کا
ذکر آیا سعید بن عامر ضبعی سے کہ آگے جو امام ہین بصرہ کے اور
دوسری صدی کے سرے پر گذری ہین تو انہون نے کہا
کہ جہمیہ کا قول یہود و نصارے سے بدتر ہے اسلئے کہ
ساری دنیا کے دین والے متفق ہین اسپر کہ اللہ تعالے عرش
پر ہے اور وہ لوگ بحث کہتے ہین کہ عرش پر کوئی چیز نہین
انہتروین جو روایت کی ابن ابی حاتم نے عباد بن العوام
سے جو ایک امام ہین واسط کے کہ کلام کیا مین نے بشر مریسی
سے اور اوسکے لوگون سے تو دیکھا مین نے آخر کلام اونکا
کہ ختم ہوتا ہے اسی پر کہ آسمان پر کوئی چیز نہین مین جانتا ہون
واللہ اعلم کہ اون سے نکاح نکیا جاوے اور نہ وارث
کیے جاوین اور اسی کی مثال آگے جریر اور حماد بن زید کا قول
گذر چکا ستروین جو روایت کی ابن ابی حاتم نے اصمعی
سے کہ انہون نے کہا آئی عورت جہم کی اور اوسکے آگے
ایک شخص نے کہا کہ اللہ اپنے عرش کے اوپر ہے تو وہ
بولے کہ محدود ہے اوپر ایک محدود کے اصمعی نے کہا

یہ کافرہ ہے اس قول کے سبب سے **اکہتروین** جو روایت
کی ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن علی بن عاصم سے کہ اونہون نے
کہا مین اپنے باپ کے پاس تہا کہ مریسی نے انکی اجازت
مانگی سو مین نے اپنے باپ سے کہا کہ ایسا شخص بہی آپکے پاس
آتا ہے سو انہون نے کہا وہ کیسا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے
کہ قرآن مخلوق ہے اور اعتقاد رکہتا ہے کہ اللہ اوسکی ساتہہ
ہے زمین پر اور بہی باتین اوسکی ذکر کین تو میرے باپ اور باتون
پر اتنا خفا نہین ہوے جتنے ان دو باتون پر خفا ہوے کہ
قرآن مخلوق ہے اور اللہ اوسکی ساتہہ ہے زمین مین یعنے
یہ دو نو باتین اونکو نہایت کفر کی نظر آئین اور واقع مین ایسی ہی
ہین امام ذہبی نے کہا علی بن عاصم ایک امام ہین اماموں مین سے
یزید بن ہارون کے طبقہ سے اون کی وفات سن اکاسی مین
ہوئی اور کہا انہون نے کہ میرے باپ نے مجہے ایک لاکہہ درم دی
اور مین اپنے سفر سے جب پہر کر آیا تو ایک لاکہہ لایا **مترجم** قربانت
شوم وگرد سرت گردم **بہتروین** جو روایت کی ذہبی نے اپنے
استاد کی ساتہہ محمد بن حماد سے کہ سنا مین نے وہب بن جریر سے
کہ فرماتے تہے بچو تم رائے سے جہم کے اسلئے کہ وہ ارادہ کرتے
ہین کہ کہین آسمان مین کوئی چیز نہین اور یہ خیال اونکا ابلیس کے

وحی کے سوا اور کچھ نہین اور کفر کے سوا اور کچھ نہین تیرہوین
جو روایت کی بخاری نے خلق افعال عباد مین کہ وہب بن جریر نے
کہا جہمیہ زنادقہ ہین اور ارادہ کرتے ہین کہ عرش پر اللہ نے استوا
نہین کیا چودہوین جو روایت کی دارقطنی نے صفات مین
اور عبد اللہ بن احمد نے سنتہ مین ذہبی نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے
محمد بن مصعب سے کہ وہ کہتے تہے جو کہے کہ تو کلام نکریگا یعنے اے
خداوند تعالے اور نہ دکہائی دیگا آخرت مین سو وہ کافر ہے تیری
ذات کا مین گواہی دیتا ہون کہ تو عرش کے اوپر ہے پندرہوین
جو روایت کی بیہقی نے اسماء والصفات مین حاکم سے انہون نے
اصم سے انہون نے محمد بن جہم سے انہون نے یحیے بن زیاد فرا
سے کہ فرمایا ابن عباس نے ثم استوی صعد یعنے پہر استوا
کیا یعنے چڑہ گیا اور یہ تمہاری اس بات کے مانند ہے کہ جیسے
کسی کو کہو کان قاعدا فاستوی قائما وکان قائما فاستوی
قاعدا یعنے بیٹہا تہا پہر کہڑا ہو گیا اور کہڑا تہا پہر بیٹہہ گیا اور اس سب
جگہ استوا کا لفظ بولنا عرب مین روا ہے سولہوین جو روایت کی
عبد اللہ بن احمد نے کتاب السنتہ مین احمد بن سعید دارمی سے جو ایک
شیخ تہے مین مسلمہ کے انہون نے کہا سنا مین نے اپنے باپ سے سنا انہون نے
ابا عصمہ سے جنکا نام نوح بن ابی مریم ہے اور ان سے پوچہا ایک شخص نے

اللہ عزوجل کے آسمان پر ہونیکو اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث
بیان کرتے تھے جسمین حضرت نے لونڈی سے پوچھا کہ اللہ کہان
ہے اور اوسنے جواب دیا کہ وہ آسمان پر ہے اور آپنے فرمایا کہ اسکو آزاد کر دے یہ
مومنہ ہے غرض انہون نے کہا حضرت نے اوسکو مومنہ کہا اتنی بات پر
کہ اوسنے پہچانا کہ اللہ آسمان پر ہے اور آگے ابن مصعب کا قول کذا کہ
جب انہون نے پڑھا عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا
تو کہا انہون نے کہ ہان بٹھاویگا وہ تعالے اونکو اپنے پاس عرش پر
سنتالیسوین جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش مین عاصم بن علی
شیخ مین بخاری کے انہون نے کہا مین نے مناظرہ کیا جہمی سے سو
ظاہر ہوا اوسکی بات سے کہ وہ ایمان نہین رکھتا اسپر کہ آسمان پر
کوئی معبود ہے امام ذہبی نے کہا عاصم بن علی امام ہے حافظ
ہے ثقہ ہے روایت کرتا ہے شعبہ سے اور ابن ابی ذئب سے
اور لیث اور اون کے مانند او علما سے وفات پائی اوسنے
سنہ دو سو اکیس مین کہا یحیی نے وہ سردار مسلمانون کا ہے
اڑتالیسوین جو روایت کی ذہبی نے اپنے اسناد سے امام
ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر حمیدی سے کہ انہون نے کہا جو قرآن
اور حدیث مین آیا ہے جیسے وقالت الیہود ید اللہ
مغلولة غلت ایدیہم یعنی یہود نے کہا اللہ کا ہاتھ

گردن مین بندہا ہوا ہے بندہوگئے ہین گردن مین ہاتہہ اون کے
اور مثل السموات مطویات بیمینہ یعنے آسمان لپیٹے
ہوے ہین اوسکے دہنی ہاتہہ مین اور اسکی مانند جو قرآن حدیث مین
آیا ہے نہ اوسمین ہم زیادہ کرتے ہین نہ اوسکی کچہہ تفسیر کرتے ہین اور
اوسی پر ٹہیرے رہتے ہین جسپر قرآن اور حدیث ٹہیری ہے اور
کہتے ہین ہم کہ رحمن نے عرش پر استوا کیا اور جو اسکے سوا کچہہ اور
کہے وہ جہوٹا ہے اور جہمی ہے پہر امام ذہبی نے کہا یہ حدیث ثابت
ہے حمیدی ابی بکر بن عبد اللہ بن زبیر سے جو امام ہین مکہ کے فقہ اور
حدیث مین اور دو سو بیس سن گذری تہی کہ انہون نے حدیث
حاصل کی سفیان بن عیینہ اور شافعی وغیرہما سے اور بخاری نے
اپنے صحیح کو اونہی کی حدیث سے شروع کیا ہے اونہا سے
جو روایت کی ذہبی نے اپنے اسناد سے امام ابی عبید القاسم
سے وہ راوی ہین عباس دوری سے کہ انہون نے کہا سنا مین نے
کہ فرماتے تہے اوس باب مین کہ روایت کرتے تہے وہ اوسمین
دیدار اور کرسی کو اور دونو قدم رکہنے کو کرسی پر اور ہمارے پروردگار
کے ہنسنے کو اور وہ پروردگار کہان ہے پہر کہا انہون نے یہ سب
حدیثین صحیح ہین کہ روایت کی ہین یہ سب اہل حدیث نے اور فقہا
ایک نے دوسرے سے اور یہ سب ہمارے نزدیک سچ ہین کہ

انہین کسی طرحکا شک نہین مگر جب کہا جاوے کہ کیا رکہا اونے اپنے قدمون کو اور کیونکر ہنستا ہے وہ ہم کہتے ہین کہ ہم اسکی کچہ تفسیر نہین کرتے اور نہ ہم نے کسیکو سنا کہ اسکی تفسیر کرتا ہے اور ایسے ہی روایت کی یہ دارقطنی نے کتاب صفات مین اپنی پہر ذہبی نے کہا ابو عبید یہ احبار امت مین سے ہین یعنے بہت بڑے علما سے کہ وفات پائی انہون نے دو سو چوبیس سال مین اور یہ اسناد صحیح ہے اون سے اور اون کے بزرگی علم کی یہ بات ہے کہ اسحاق بن راہویہ نے کہا اون کے حق مین کہ اللہ تعالے انصاف کو دوست رکہتا ہے ابو عبید مجہہ سے زیادہ ہے علم مین اور امام شافعی سے اور امام احمد بن حنبل سے اسّی جو روایت کی ابن ابی حاتم نے یزید بن ہارون سے اور پوچہا اون سے ایک شخص نے اہل بغداد سے اور کہا کہ سنا مین نے مریسی سے کہ وہ اپنی سجدے مین کہتا تہا سبحان ربی الاسفل یعنے پاک ہے وہ رب میرا جو نیچے ہے سو کہا یزید نے اگر تو سچا ہے تو وہ کافر ہے اور منکر ہے اللہ بڑے کا اکاسی جو روایت کی عبد العزیز نخیطی نے اپنی تصانیف مین بیان ابن احمد سے کہ کہا انہون نے سنے ہم حاضر تہے عبد اللہ بن سلمہ قعنبی کے پاس سو انہون نے کہا جو یقین نہ رکہتا ہو اسکا کہ رحمن عرش پر ہے اور استوا کیا ہے

اوسنے عرش پر جیسا کہ عام لوگون کے دل مین جما ہوا ہے
سو وہ جہمی ہے بیاسی جو روایت کی ابن ابی حاتم نے ابی معمر
قطیعی سے کہ انہون نے کہا جہمیون کے کلام کا انجام کار یہی ہے
کہ آسمان پر کوئی معبود نہین تیراسی جو روایت کی امام ابو عبد اللہ
ابن بطہ نے ابانہ مین نجاد سے انہون نے جعفر بن ابی عثمان طیالسی
سے کہ کہا یحیےٰ بن معین نے جب جہمی تجھ سے کہے کیونکر اوترتا
وہ پروردگار تو کہہ جس طرح چڑہ گیا تھا چورانسی جو روایت کی
امام ابن بطہ نے ابانہ مین بشر بن حارث حافی سے کہ انہون نے
کہا ایمان کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنے عرش کے اوپر ہے
جیسا اوسنے چاہا اور وہ عالم ہے ہر مکان کا اور بیشک اللہ تعالے
بات کرتا ہے اور پیدا کرتا ہے اور قول اوسکا غیر مخلوق نہین پچاسی
جو روایت کی ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ مین اور عبد اللہ بن امام احمد
نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عمر بن بحر اسدی سے کہ انہون نے
کہا سنا مین نے ذو النون مصری سے کہ فرماتے تھے چمک گئے
اوسکے نور سے آسمان اور روشن ہو گئی اوسکے موتھ سے
تاریکیان اور روپوش ہے اوسکا جلال انکھون سے اور ضیا تاباں
کر رہی ہین اوسکی عرش کے اوپر زبانین دلون کی چھیاسی
جو روایت کی ابن ابی حاتم نے یحیےٰ بن معاذ رازی سے کہ انہون

سے نے کہا اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے جدا ہے اپنی مخلوق سے
اور ہر چیز کو اپنے علم سے گھیر رکہا ہے اور ہر چیز کو گن رکہا ہے
اس بات میں کوئی شک نہین کرتا سوائے جہمی کے جو مردود ہے
ہلاک ہونیوالا ہے شک کرنیوالا ملاتا ہے اللہ تعالے کو اوسکی
مخلوقات سے اور ملاتا ہے اوسکی پاکذات کو نجاستوں اور
میلون سے ختم ہوئی ساٹھ جو روایت کی ابن ابی حاتم نے
علی بن مدینی سے کہ اون سے جب سوال ہوا کہ کیا ہے قول
اہل سنت والجماعت کا تو انہون نے کہا یقین لاتے ہین ہم
اللہ کے دیکہنے پر اور باتین کرنے پر اور اسپر کہ اللہ تعالے
آسمانون سے پرے عرش کے اوپر ہے پہر کسی نے یہ
آیتہ پوچہی ما یکون من نجوی ثلثة الا ہو رابعہم
تو انہون نے کہا اسکی آگے کا لفظ پڑہو الم تر ان اللہ
یعلم یعنے کیا نہین جانتا تو کہ اللہ علم رکہتا ہے یعنی اللہ تعالے
نے علم کا بیان کر دیا علی بن مدینی نے کہا یہ بہت بڑے
امام ہین اور بخاری کے شیخ ہین اکسٹھ جو روایت کی بخاری
نے اپنے رسالہ خلق افعال عباد مین علی بن مدینی سے کہ انہون
نے کہا جو لوگ کہتے ہین کہ اللہ کا لڑکا ہے وہ کفر ہین اون سے
بڑہکر ہین جو کہتے ہین کہ اللہ تعالے کلام نہین کرتا اور فرمایا بہت

بچہ مریسی اور اوسکے لوگون سے اسلئے کہ اون کی باتون مین
زندقہ ملا ہوا ہے یعنے کفر کہلا ہوا ہے اور مین نے اون کے
اوستاد جہم سے گفتگو کی تو اوسنے کوئی معبود آسمان پر ثابت
نکیا **نواسی** ۸۹ جو روایت کی بخاری نے اوسی رسالہ مین فضیل
بن عیاض سے کہ انہون نے کہا جب تجہہ سے جہمی کہے کہ مین
منکر ہون اوس خدا کا جو اپنے مکان سے اوترے تو تو کہہ
کہ مین ایمان لایا اوس پروردگار پر جو کرتا ہے جو چاہتا ہے
نوے ۹۰ جو روایت کی بخاری نے اوسی رسالہ مین محمد بن یوسف
سے کہ انہون نے کہا جو ایسا کہے کہ اللہ اپنے عرش پر نہین وہ
کافر ہے اور جو گمان کرے کہ اللہ نے کلام نہین کیا سو ہے
سے وہ کافر ہے **اکانوے** ۹۱ جو کہا بخاری نے اوسی رسالہ مین
روایت کی مجہ سے ابو جعفر نے کہ سنا مین نے حسن بن موسے
اشیب سے اور ذکر کیا اونہون نے جہمیہ کا اور برا کہا اونکو پہر کہا ایک
سردار زندیقون کا کہ اوسکا نام شمعلہ تہا مہدی کے پاس آیا جو خلیفہ
اور بادشاہ وقت تہے مہدی نے اوس سے کہا تو مجہے اپنے
یارون کی خبر دے تو اوسنے کہا وہ اس سے زیادہ ہے
کہ مین اون کی گنتی بتاؤن مہدی نے پہر کہا کہ مجہے خبر دی اوسنے
کہا کہ دو گروہ میرے یارون سے ایسے ہین جو قبلہ کیطرف

نماز پڑہتے ہین ایک جہمیہ دوسرے قدریہ اور جہمی جسوقت حدث کیا
کہتا ہے کہ اسپر کوئی شے نہین اور اشارہ کیا حسن نے اسمان کیطرف
اور قدریہ جب جوش مین آتا ہے تو کہتا ہے کہ دو خالق ہین ایک
خالق خیر کا اور ایک خالق شر کا پہر مہدی نے اوس زندیق کی گردن
ماری اور سولی پر لٹکا دیا بیا یو تو تی جولائی ذہبی کتاب العرش والعلو
مین کہ عبد الوہاب بن عبد الحکم وراق نے جب روایت کی حدیث
ابن عباس کی کہ ساتوین آسمان سے اوسکی کرسی تک سات ہزار نور ہین
اور وہ تعالی اون کے اوپر ہی کہا اونہون نے کہ جو کہی کہ اللہ یہان
ہے وہ جہمی ہے اسلئے کہ بخوبی ثابت ہوچکا کہ اللہ عرش پر ہے اور
علم اوسکا محیط ہے دنیا اور آخرت کو کہا ذہبی نے کہ یہ عبد الوہاب ثقہ
ہین حافظ ہین روایت کی ہے اونسے ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
نے وفات کی انہون نے دو سو پچاسوین برس مین اور کہا گیا ہے امام
احمد بن حنبل سے کہ آپ کے بعد ہم مسئلہ کس سے پوچہین تو انہون نے کہا
عبد الوہاب سے اور اون کی بہت تعریف کی گئی تمام ہین ترا تو تی
جو روایت کی ابن ابی حاتم نے سلمہ بن شعیب سے اونہون نے کہا تہا
مین امام احمد بن حنبل کے پاس کہ ایک شخص داخل ہوا اور اوسکا اوپر
سفر کا اثر پایا جاتا تہا اوسنے کہا کہ تم مین سے احمد بن حنبل کون ہین لوگون
نے اشارہ کیا اون کیطرف تو اوسنے کہا کہ مین چار سو فرسخ طی کر کے

وریا اور جنگل لانگہتا ہوا آیا ہون اور مجہو خضر علیہ السلام ملے اور انہون نے کہا کہ جا تو امام احمد بن حنبل کے پاس اور اوس سے کہدو کہ آسمان کا رہنے والا تجہہ سے راضی ہے کہ تو نے اپنی جان اسمین قربان کی یعنی طلب حدیث مین روایت کی یہ ابن ابی حاتم نے مناقب مین احمد بن حنبل کے محمد بن سلمہ سے اونہون نے سلمہ سے چوراکوسی جو روایت کی بیہقی نے اسماء والصفات مین کہ خبر دی ہمکو ابوبکر بن حارث نے کہا کہ انکو خبر دی ابن حیان نے کہا کہ ہمکو خبر دی احمد بن جعفر نصری نے اونکو یحیی بن یعلی نے کہ سنا مین نے نعیم بن حماد کو کہتے تہے کہ سنا مین نے نوح بن ابی مریم سے کہ کہتے تہے ہم ابو حنیفہ کے پاس تہے اون دنون مین جہم کا پہیلا و نکا ظہور ہوا تہا کہ آئی اون کے پاس ایک عورت ترمذ کی کہ وہ اکثر بیٹہا کرتی تہی جہم کے پاس وہ عورت کوفہ مین آئی اور مین خیال کرتا تہا کہ کم سے کم لوگ جو مینے دیکہے اوس عورت کے پاس وہ دس ہی ہزار ہونگے اور اوسکے دروازی پر اکہٹا رہتے ہون گے سو کسی نے کہا اوس سے کہ یہان ایک شخص ہے کہ نظر کرتا ہے معقول مین اور اوسے ابو حنیفہ کہتے ہین سو وہ آئی اون کے پاس اور کہا کہ تم ہی لوگون کو مسئلہ سکہاتے ہو اور چہوڑ دیا تم نے اپنا دین کہان ہے معبود تمہارا جسکی تم عبادت کرتے ہو امام ابو حنیفہ چپ ہو رہے پہر سات دن تک چپ رہے کہ اوسکو کچہہ جواب ندیا پہر نکلے ہمارے طرف اور ایک کتاب لکہی کہ اللہ آسمان کے اوپر ہے زمین پر نہین سو ایک شخص نے عرض کی کہ خبر دو ہمکو اللہ کی اس

کی کہ وہ فرماتا ہے وھو امعکم تو آپ نے کہا یہ تو ایسی بات ہے جیسے
کوئی شخص کسی کو لکھ بھیجے کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور حالانکہ وہ اوس سے
دور ہو کہا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بڑی سچی اور اچھی بات کہی ابو حنیفہ نے جو نفی کیا
پروردگار کے زمین پر ہونیکی اور بہت اچھی بات کہی جو تاویل کی اس آیتہ
کی اور پیروی کی محض اسکی جو سنا ہے اللہ اور رسول سے کہ اللہ تعالے
آسمان پر ہے مین کہتا ہون کہ اللہ کے آسمان پر ہونے سے یہی مراد ہے
کہ وہ عرش پر ہے جیسے کہ کئی بار اوپر گذر چکا غرض اس سے یہ وہم
نہین ہو سکتا جیسے بعضے کوتاہ عقلون نے سمجھ کر کہا ہے کہ یہ قول اللہ کے
عرش پر ہونیکی مخالف ہے سچا وہی جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش
مین اور ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ حمویہ فی الرد علی الجہمیہ مین علماء اعلام سے
کہ وہ نقل کرتے ہین فقہ اکبر سے جو بتواتر ثابت ہے اور مشہور ہے اصحاب امام
ابو حنیفہ کے نزدیک ابی مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی سے کہ انھون نے کہا کہ
ابو حنیفہ نے کہا جو اقرار نکرے اسکا کہ اللہ عرش پر ہے وہ کافر ہو گیا
اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی اور عرش
اوسکا ساتون آسمان کے اوپر ہے سو مین نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ
وہ عرش پر استوار کہتا ہے ولیکن نہین جانتا کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین پر
تو انہون نے فرمایا کہ جب انکار کیا اوسنے آسمان پر ہونیکا کافر ہو گیا اور لفظ
ابن تیمیہ کا یہ ہے اور موافقت کی اسکی ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین کہ

کہا ابو حنیفہ نے جسنے کہا مین نہین جانتا کہ پروردگار میرا آسمان پر ہے یا
زمین پر ہے وہ کافر ہے اسلئے کہ اللہ نے عرش پر استوا کیا ہے اور عرش
اوسکا ساتون آسمان کے اوپر ہے مین نے کہا کہ اگر اوسنے کہا کہ وہ عرش
کے اوپر ہے مگر کہتا ہے کہ مین نہین جانتا کہ عرش اوسکا آسمان مین ہے
یا زمین مین تو آپنے کہا کہ وہ کافر ہے اسلئے کہ اوسنے انکار کیا اللہ تعالے
کے آسمان پر ہونیکا اور جسنے خدا کے آسمان پر ہونیکا انکار کیا وہ کافر ہو گیا
اسلئے کہ خداوند تعالی اعلی علیین مین یعنی سب سے اوپر ہے اور وہ
اوپر ہی سے پکارا جاتا ہے نہ نیچے سے کہا ابن تیمیہ نے کہ اس کلام سے
جو مشہور ہے ابی حنیفہ سے اون کے اصحاب کے نزدیک بخوبی ثابت ہوا کہ
انہون نے اوسکو بھی کافر کہا جو اسمین تامل کرے اور کہے کہ مین نہین
جانتا کہ معبود میرا آسمان مین ہے یا زمین مین تو وہ منکر جو سرا پا نفی
کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نہ آسمان پر ہے اور نہ زمین پر وہ تو بدرجہ اولی
کافر ہوا اور امام اعظم نے اوسکے کافر ہونے پر دلیل یہ پڑی الرحمن
علی العرش استوی اور کہا کہ عرش اوسکا ساتوین آسمان کے
اوپر ہے اور اس مین بیان کر دیا کہ یہ قول اللہ تعالی کا الرحمن
علی العرش استوی یہ صاف بتلاتا ہے کہ اللہ ساتون کے پرے
عرش کے اوپر ہے اور استوا عرش کے اوپر دلالت کرتا ہے کہ
وہ تعالی اپنی ذات سے عرش کے اوپر ہے پھر اوسکے آخر مین امام

مین کہ فرماتے ہیں مجھے پہونچا ہے ابو حنیفہ سے کہ انہون نے کہا جو انکار کرے اللہ کے آسمان پر ہونے کا وہ کافر ہے اور یہ تحقیق ہمکو

روایت پہونچی ہے بیہقی سے باسناد صحیح اوسکے کہ ان دونون نے یعنی

امام اعظم نے کہا کہ بیشک اللہ آسمان مین ہے زمین مین نہین اور

نقل کیا اس قول کو صاحب کمالین نے اپنے حاشیہ جلالین مین

اور اور بھی اقوال بہت لائے شافعی اور احمد اور اسحق سے اور تجھکو

معلوم ہو جاویگا تیرے ادنی تمیز اور ذراسی بھی سمجھ ہوگی کہ مذہب

امام کا ان قولون سے ثابت کرنا ہی پروردگار کے اوپر ہونیکا اور

اوس تعالی کے عرش پر ہونے کا اور اوسکے سوا اور کچھ مقصود

نہین اور اسیلئے نفی کی آپنے اوسکی زمین پر ہونیکی اور ثابت کیا

اوسکی آسمان پر ہونے کو پہلی روایت مین اور کافر کہا اوسکو جو منکر

ہو اسکا کہ اللہ عرش پر ہے پہر کافر کہا اوس کو جو تردد کرے

اسمین کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین پر اسلئے کہ اوس سے صاف

نکلتا ہے کہ اس تردد کرنیوالے کو اللہ کے اوپر اور نیچے ہونے مین

تامل ہے باوجود یکہ اللہ کے اوپر ہونے پر اور عرش پر ہونے پر

اور تمام مخلوقات سے اوپر ہونے پر ایمان لانا واجب ہے پہر

یہ جو کہا ملا علی قاری نے بعد نقل روایت ثانیہ کے کہ اسکا جواب یہ ہے

کہ ذکر کیا شیخ امام ابن عبد السلام نے کتاب حل الرموز مین کہ امام اعظم

نے فرمایا ہے کہ جو کہے کہ میں نہین جانتا کہ اللہ آسمان مین ہے
یا زمین مین وہ کافر ہوا اسلئے کہ اس قول سے اللہ تعالے کی مکان کا
وہم نکلتا ہے اور جو اللہ کے مکان کا قائل ہو وہ مشبہہ ہے تمام ہوا
قول ابن عبدالسلام کا اور اسمین شک نہین کہ ابن عبدالسلام بڑے
علما سے مین اور نہایت ثقہ اور اونکی نقل پر اعتماد ہے مگر شارح کی نقل پر اعتماد نہین باوجود
کہ ابو مطیع ایک مرد ہے کہ روایتین بناتا ہے اہل حدیث کے نزدیک
جیسے تصریح کی ہے کئی شخصون نے تمام ہوا قول ملا علی کا اور یہ قول
کئی طور سے فاسد ہے اول یہ ہے کہ جو نقل کیا انہون نے ابن عبدالسلام
سے اوس سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ جو علت انہون نے ذکر کی ہے
امام ابو حنیفہ سے وہی ثابت ہوئی ہو بلکہ وہ کلام ابن عبدالسلام کا ہے
کہ انہون نے اپنے مطلب کی موافق وہ علت بیان کردی اور
انہون نے اور اقوال امام کے نہین دیکھے نہ اونمین غور کیا اور
یہ خیال نہین کیا کہ امام نے خود علت اوسکے کافر ہونیکی یہ بیان
کی کہ اسمین انکار نکلتا ہے اللہ کے عرش پر ہونے کا جیسے منطوق
ہے اللہ کی آیت کریمہ کا جو الرحمن علی العرش استوی دوسری
یہ وجہہ ہے کہ جو نقل کی ابن عبدالسلام نے وہ امام ہمام تک مع سند
نہین پہونچایا بلکہ بلا سند بطور تعلیق کے ذکر کیا اور وہ سلف کے
اماماں حدیث مین سے نہین ہین کہ اون کے معلق روایتون پر

۲۹۵

ہیتلی بن ابرہنا ہے ہر زبان کی
کہ ہمارے زیادہ بڑا ہو جانا
مولانا سید محمد بن ناصر
کہ عبداللہ بن عباس نے فرمایا
کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین
اور جو کچھ اون دونون مین ہے اللہ کے
ہاتھ مین ایک رائی کی طرح ہے

اعتماد کیا جاوے علی الخصوص جبکہ روایت مسند کی خلاف ہو
تیسرے یہ وجہہ ہے کہ یہ تعلیل مصرح ہے الطحاوی ہے اسلیے کہ
امام نے خود اقرار کیا ہے روایت بیہقی ہے جا بجا ہے کہ وہ
پروردگار تعالی شانہ آسمان پر ہے زمین پر نہیں چوتھے یہ وجہ
ہے کہ یہ جو کہا ہے کہ ابو مطیع مردود وضاع ہے یعنے روایتیں بناتا
ہے نزدیک اہل حدیث کے یہ مسلم ہے اہل حدیث کے آگے مگر
اصحاب ابی حنیفہ کو اس سے کچھ حاصل نہین ہوتا اسلیے کہ وہی
ابو المطیع فقہ اکبر کا بھی راوی ہے امام سے چنانچہ کشف الظنون
مین کہا ہے کہ فقہ اکبر علم کلام مین امام ابو حنیفہ کی ہے جنکا نام
نعمان بن ثابت ہے اور وہ کوفے مین سن ڈیڑہ سو ہجری
مین انتقال فرمایا روایت کی اوسکے ابو المطیع بلخی اور اعتماد کیا ہے
اوسپر علما کی ایک جماعت نے اور اوسی پر مدار اون کے
اعتقاد کا اور یہ کتاب اوسکے ہاتھون ہاتھہ پہونچی ہے غرض یہ کہ
اگر ابو المطیع کو وضاع کہو تو ساری بنا ملا علی کی گرجاوے گی
اور اس کتاب کی صحت بالکل لغو ہو جاویگی حالانکہ انہون نے
اوسکی بڑی شرح کی ہے اور اوسپر جا بجا اعتماد کیا ہے جب
کئی مقام سے معلوم ہوتا ہے **پانچوین** جو روایت کی ابو اسمعیل
ہروی نے اپنی سند سے اور ذہبی نے امام سے وہ اوسلے

بالقبول ہے ابن عبدالسلام کی نقل سے اور تصریح کی ہے اوسمین کہ انکار کرنا اللہ کے آسمان پر ہونے کا کفر ہے اور اصل بات یہ ہے کہ یہ کلام علی قاری کا بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو ادنی سا بہی تامل کرے اور بنظر انصاف دیکہے تو بخوبی جان لیے کہ انہون نے اپنی آنکہون پر بے انصافی اور تعصب کا پردہ ڈال لیا اور ملا علی کی بات پر بعضی لوگون نے ہنگل مارا ہے اور بعض ناقص عقلون نے اوسکو سند سمجہا ہے اور یہ نہین خیال کیا کہ بنا فاسد کی فاسد پر ہے اور کہا ہے کہ یہ کلام فقہ اکبر مین نہین اور تحریف کی اسمین ابو المطیع نے جسکو محدثین نے وضاع کہا ہے اور ملا اس مقام مین نہایت چوک گیا اسلیے ابو المطیع تو فقہ اکبر کو روایت کرتا ہے امام اعظم سے پہر اگر وہ تحریف کرنیوالا اور وضاع سہو تہا تو اونکے نقل پر انہون نے ساری کتاب مین کیون اعتماد کیا باوجود اسکے کہ وہ معتبر ہے حنفیہ کے نزدیک اور اونکے ہاتہون ہاتہہ چلی آتی ہے اور متواتر ہے اور اس عبارت کا نسخہ مروجہ اہل ہند مین فقہ اکبر کے نہونا کچہہ ضرر نہین کرتا اسلیے کہ تصریح سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے اور فاضل علامہ حافظ ذہبی وغیرہما سے اور پہلی علما کے نقل سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ عبارت انہون نے فقہ اکبر

نقل کی ہے تو اس سے گمان ہوتا ہے کہ بعض کوتاہ عقلون نے
پہلون مین سے اس مین زیادت اور نقصان کرکے تحریف
کردی اور اس عبارت کو اوسمین سے نکال ڈالا اسلئے کہ یہہ
خیال ہرگز نہین ہوسکتا کہ یہ دونو مشہور اور معتبر شیخون نے
جھوٹ کہا ہو باوجود اس کے کہ ہم کہتے ہین کہ یہ بات امام سے
دوسری روایت سے بہی علیحدہ مروی ہوچکی ہے ابو المطیع سے
اور صحیح ہوچکی ہی معنے بیہقی اور ابی اسمٰعیل ہروی اور ذہبی کے
روایت کرنے سے جیسا کہ آگے گذرچکا اور ایسے کوتاہ عقل
سے ایسی بات کچھ دور نہین اسلئے کہ اوسکو اب تک صحیح نام اوس
کتاب کا جو ملا علی قاری نے تصنیف کی ہے فقہ اکبر کی شرح مین
اتبک نصیب نہین ہوا اسلئے کہ نام اوس کتاب کا منح الروض
الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ہے اور یہ شخص ہمیشہ کئی مقام مین اس
کتاب کو منح الازہر لکہتا ہے غرض اوسکی جہالت اور قصور
نظر پر بڑا ہی تعجب آتا ہے اور باوجود اسکے اپنے کو علم حدیث
والون مین گنتا ہے اللہ ہمکو اس سے پناہ دے مترجم یہ مثل شاید
ایسون ہی کے واسطے ہے۔ آنکھون کے اندہے نام نین سکھ یہی
چہپا تو ہی جو کہا ابو حنیفہ نے کتاب الوصیۃ مین جو مشہور ہے
حنفیہ کے نزدیک کہ ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالے نے عرش پہ

استوا کیا ہے بغیر اسکے کہ اوسکو حاجت ہو طرف عرش کے
یا اوسنے اوس پر ٹہیرنا چاہا ہو اور وہی نگہبان ہے عرش اور
غیر عرش کا اور وہ اگر محتاج ہوتا تو عالم کے پیدا کرنے پر قادر
نہوتا اور اوسکی تدبیر نکر سکتا اور اگر بیٹھنے اور ٹہیرنے کا محتاج
ہوتا تو قبل عرش کے پیدا کرنے کے کہان تہا اللہ تعالے اور
وہ منزہ اور پاک ہے حاجت وغیرہ سے اور بہت بلند ہے انتہی
غرض حضرت امام نے استوا علی العرش کو ثابت کیا اور احتیاج
باری تعالی کے عرش کے ساتہ اسکی نفی کی اور قرار پکڑنیکے
ایسا قرار جو صفات اجسام مین سے ہو اور ایسے قرار و احتیاج
کی ہم بہی نفی کرتے ہین اور امام کی مراد اوس استقرار کی نفی
نہین ہے جو اوسکی ذات مقدس کو شایان ہے اور مروی
ہے اکثر سلف سے جیسے ہم اس سے پہلی ذکر کر آئے ہین
اور دلالت کرتا ہے یہ قول اونکا کہ اگر محتاج ہوتا بیٹھنے اور
ٹہیرنیکا الخ کہ ٹہیرنے کی نفی سے وہ ٹہیرنا مراد ہے جو احتیاج
کے ساتہ ہو اور یہ نہین لکھا کہ اگر وہ ٹہیرا ہوتا عرش پر تو
عرش کے قبل کہان ہوتا بلکہ یون کہا کہ اگر محتاج ہوتا تو اس سے
بہی معلوم ہوا کہ وہ ٹہیرنا اور استقرار جو اوسکی ذات مقدس
کے شایان ہے اوسمین احتیاج ضرور نہین تو اب یہ اعتراض

نہین آتا کہ وہ عرش کے پیدا کرنے کے قبل کہان تھا اور اب استدلال کرنا صحیح نہین ہوتا یعنے یہ کہنا ٹھیک نہین کہ عرش سے پہلے کہان تہا اسلئے کہ وہ عرش کا محتاج نہین۔ ستانویجو روایت کی ابن ابی حاتم نے کہا کہ ہمنے کہا علی بن حسن بن مہران نے کہا کہ ہمنے کہا بشر بن موسی خصاف نے کہا کہ آیا بشر بن ولید ابو یوسف کے پاس اور کہا کہ آپ تو مجھے علم کلام سے اور بحث کرنیسے منع کرتے ہین اور بشر مریسی اور علی احول اور فلانا شخص بحث کرتے ہین تو ابو یوسف نے کہا وہ کیا کہتے ہین کہا وہ کہتے ہین کہ اللہ ہر جگہ ہے سو امام ابو یوسف نے اونکو بلوایا جب وہ لوگ اون تلک پہونچے اور بشر اوٹھ کر چلا گیا تھا علی احول کو اور اوس بوڑہے کو یعنے دوسرے کو لائے تو نظر کی ابو یوسف نے احول اور دوسرے شخص کیطرف اور اوس دوسرے بوڑہے سے کہا کہ اگر تیرے بوڑہاپے کا خیال نہوتا تو مین تجھے پٹواتا پہر اوسے قید مین بہجوا دیا اور علی احول کو خوب پٹوا کر تمام شہر مین پہنڈوایا امام ذہبی نے کتاب العرش مین کہا ہے کہ قصہ ابی یوسف شاگرد و رفیق ابی حنیفہ کا مشہور ہے کہ انھون نے توبہ لی بشر مریسی سے جب اوسنے انکار کیا تہا اللہ کے عرش پر ہونیکا روایت کیا یہ عبد الرحمن بن ابی حاتم وغیرہ نے اپنی کتابون مین کہا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے قصہ امام ابو یوسف رفیق ابو حنیفہ کا
مشہور ہی جب انہون نی بشر مریسی سے توبہ لی تہی جب اوسنے
انکار صفات کیا تہا آخر وہ بہاگ گیا اور ظاہر کیا اوسنے جہم
قول کو ذکر کیا اسکو ابن ابی حاتم وغیرہ نے اور آگے ہم لکہہ چکے
ہین کہ کہا عباد بن العوام واسطی نے کہ کلام کیا مین نے بشر مریسی
اور اوسکے لوگون سے تو دیکہا مین نے کہ نتیجہ اون کے
کلام کا یہی ہے کہ آسمان مین کوئی چیز نہین اور اس سے
بخوبی معلوم ہوگیا کہ مذہب بشر کا اور اوسکے یارون کا یہی ہے
کہ جو صفات کلام اللہ مین وارد ہوے ہین اونکی نفی کرنا اور استوا
کا انکار کرنا اور اللہ کے آسمان پر ہونے کا عرش کے اوپر اسکے
نفی کرنا اور قول اون کا یہ ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے اور یہی بعینہ
ہمارے زمانہ کی بعض لوگون کا قول ہے کہ اللہ تعالے نہ کسی
مکان مین ہے نہ کسی جہت مین اور نہ کسی مقام سے اوسکو
خاص تعلق ہے کہ دوسرے مقام سے نہو اور پہر باوجود اسکے
یہ بہی کہتے ہین کہ وہ ہر جگہ ہے تو اب غور کرو ابو یوسف کو کہ
انہون نے کیونکر مارا علی احول کو جو کہتا تہا کہ اللہ ہر جگہ ہے
یہ مارنا اونکا اسی وجہ سے تہا کہ وہ بہت سے دلائل کتاب
وسنت اور اجماع سلف سے اور اپنے اوستاد ابی حنیفہ سے بہی

اسپر متفق ہوئے ہیں باتفاق سے تھے اور جانتے تھے کہ اللہ اسمان

پر ہے زمین پر نہیں اٹھانوی جو روایت کی ابن ابی حاتم

نے توبہ لینے میں ابو یوسف کی بشر مریسی سے کہ بشر انکار

صفات کرتا تھا اور منکر تھا اللہ کے عرش پر ہونیکا اور ذکر

کیا انہون نے ایک لنبا قصہ اسکا ننانوی جو روایت کے

حافظ ابو القاسم لالکائی نے اور حافظ ابو محمد بن قدامہ

اور حافظ طبری نے ابی حامد اسفرائی سے اپنی سندون سے

محمد بن الحسن شیبانی سے جو رفیق ہیں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کے کہ انہون نے کہا کہ اتفاق کیا ہے تمام فقہا نے

مشرق سے مغرب تک قرآن کے اوپر ایمان لانے پر

اور اون حدیثون پر جنکو روایت کیا ہے بڑی ثقہ لوگون

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پروردگار عز وجل کی

صفتون کے بارہ مین بغیر تفسیر کے اور نہ وصف کرتے ہین

وہ اون کا اور نہ تشبیہ دیتے ہین اوسکو پھر جس نے اون

صفتون میں سے کسیکی تفسیر کی وہ نکل گیا اوس دین سے

جسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور چھوڑ دی اوس نے

جماعت کیونکہ اون لوگون نے بیان نہین کیا لیکن فتوی دیا

اوسپر جو قرآن اور حدیث مین ہے پھر وہ چپ ہو رہے

۳۰۲

پھر جو کوئی جہم کی بات کا قائل ہوا تو اوسنے چھوڑ دیا جماعت
کو اور وصف کیا اوسنے اللہ کا ساتہ صفت لا شئے کے
یعنے خدائی تعالی کو معدوم سمجھا تمام ہوا قول امام محمد کا
نقل کیا اس روایت کو ذہبی نے کتاب العرش مین اور ابن
تیمیہ نے حمویہ مین اور زیادہ کیا ذہبی نے کہ کہا امام محمد نے
کہ روایت کی ہین یہ حدیثین ثقہ لوگون نے اور ہم بہی اسکو روایت
کرتے ہین اور اسپر ایمان لاتے ہین اور اوسکی کچھہ تفسیر نہین
کرتے یعنے اون صفات کی کچھہ کیفیت نہین بیان کرتے
کہ ہاتھہ ایسا ہے اور ساق ویسی ہے اور ذکر کی سیوطی
نے اتقان مین یہہ روایت ابی القاسم لالکائی سے اور
اختصار کیا انھون نے امام محمد کے اتنے ہی قول تک کہ بغیر
تفسیر اور تشبیہ کی اور اوس کے بعد کی عبارت ذکر نہین کی
اور مراد اونکی یہہ ہے کہ جہم اللہ کا وصف کرتا ہے لاشی یعنے
معدوم کی ساتہ اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ تعالے نہ عرش
پر ہے نہ آسمان پر اور نہ زمین پر اور نہ کسی مکان مین نہ کسی جہت
مین نہ اوپر نہ نیچے نہ آگے نہ پیچھے نہ داہنے نہ بائین غرض
معدوم کی یہی صفت ہے کہ واجب ہے تنزیہ اللہ تعالے
کی اوس سے اور بعض متاخرین متکلمین نے اسمین مبالغہ کیا

اور جہت اور مکان کی تنزیہہ ایسی کی کہ جہم کے درجہ کو پہونچا
دیا انہوہی کے مثل بات کرنے لگے سو توبچ اون کے قول سے
اور کتاب وسنت کو لے لے اور اس سے بخوبی ظاہر ہوا کہ محمد
بن حسن موافق سلف کے ہین اس عقیدہ مین اور جہمیہ کے مطابق نہین
ہین بلکہ اوپر انکار کرتے ہین کہ انہون نے اللہ کو معدوم ٹھرا
دیا اور کہا کہ وہ کسی جہت مین نہین اور اللہ تعالے نے فرمایا
ہے اور اوسکے رسول نے خبر دی ہے کہ وہ عرش پر ہے
پھر جو ذکر کیا ہے بخاری نے خلق افعال عباد مین کہ محمد شیبانی
جہمی ہین تو معلوم نہین ہوتا کہ اون کا ارادہ کیا ہے اونکے
جہمی ہونیسے اور شاید اونکی مراد یہ ہو کہ وہ پہلے جہمی تھے جیسا
ابن حجر نے لسان المیزان مین کہا ہے کہ کہا ابو اسمعیل ترمذی نے
کہ سنا مینے احمد بن حنبل سے کہ فرماتے تھے کہ تھے محمد بن حسن اول
مین مذہب پر جہم کے اور کہا سعید نے جو بیٹی ہین عمرو البردعی کے
کہ وہ کہتی تہی کہ محمد بن حسن جہمی تھے اور ایسے ہی اون کے شیخ تھے
اور ابو یوسف وہ سب تھے جہمیت سی تمام ہوا قول اونکا باختصار غرض
یہ سب یا تو افترا ہے محمد بن حسن پر اور اون کی اوستاد امام اعظم
پر اسلئے کہ مرتبہ اون کا بہت بلند ہے اور دور اس سے کہ وہ تقلید
کریں جہمیہ کی جو تمام اسلام کے گروہون کے سے بدترین یا مغالطہ

اور خطا واقع ہوی ان اقوال سے اور قول جسے باسی
نی نقل کیا اوسے اون ہین کوئی ایسا قول کہ جس سے جہم
کی موافقت کا وہم ہوگیا اور نہین تو امام اعظم کو برا غصہ
ہی جہمیہ کی اوپر اور تمام گمراہ فرقون سے اوپر یہی حال ہی امام
محمد اور اونکی تابعون کا اور کہا شیخ ابن تیمیہ نے ان محمد بن حسن
نی حدیث حاصل کی ہے ابو حنیفہ اور مالک سے اور طبقہ ان
دونوںکا طبقہ علما کا ہے اور ذکر کیا انہون نے اس اجماع
کو اور خبر دی کہ جہمیہ اللہ کا وصف اکثر بالتشبیہ امور سلبیہ
کرتی ہین یعنے ایسی چیزون سے جس سے نفی نکلتی ہی مراد
یہ ہی کہ جہمیہ صفات آلہی کے منکر ہین اور اوس تعالی کی
صفت کرتی ہین کہ نہ وہ عرش پر مستوی ہی نہ وہ کسی مکان مین
ہی نہ کسی جہت مین نہ ہنستا ہی نہ غصہ ہوتا ہے نہ اوسکی ہاتھ
ہین نہ منہ نہ آنکھ اسیطرح کی خرافات اور بکتے رہتے ہین +
ستوین روایت وہ ہی جو نکالی ابن ابی حاتم نے علی بن حسن بن
یزید سلمی سے کہ انہون نے کہا ہشام بن عبد اللہ رازی نے جو رفیق
تہی محمد بن الحسن کی انہون نی ایک شخص کو قید کیا علت جہمیت مین
اور اوسنی توبہ کی اور اوس کو ہشام کی پاس لائے تا کہ امتحان کرین اوسکا
سو ہشام نی اوس سے کہا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ اپنے عرش

پرہے جدا اپنی مخلوقات سے تو اوس نے کہا کہ مین گواہی
دیتا ہون کہ اللہ اپنے عرش پر ہے مگر یہ نہین جانتا کہ خلق سے
جدا کیونکر ہے سو ہشام نے کہا کہ اسکو پھر لیجاؤ قید مین اسلیئے
کہ اسنے توبہ نہین کی ذہبی نے کہا ہشام بن عبد اللہ فقہ کے
اماموں سے ہین ابی حنیفہ کے مذہب پر علم حاصل کیا ہے
اونہون نے محمد بن حسن سے اون کے گھر مین ایک سوایک
جو روایت کی عبد اللہ بن احمد وغیرہ نے باسانید صحیحہ عبد اللہ
بن مبارک سے کہ اون سے کسی نے کہا کہ کیونکر جانین ہم
پروردگار اپنے کو تو انہون نے کہا وہ اللہ تعالے
اپنے آسمانون سے پرے اپنے عرش پر ہے جدا اپنی مخلوقات
سے اور ہم وہ نہین کہتے جو جہمیہ کہتے ہین کہ وہ یہان زمین
پر ہے اور ذہبی نے کہا کہ ثابت ہوا محمد بن الحسن بن شقیق
سے جو شیخ ہین بخاری کے کہ انہون نے کہا مین نے عبد اللہ
بن مبارک سے کہا کہ کیونکر جانین ہم پروردگار اپنے کو
انہون نے کہا ساتوین آسمان سے پرے اپنے عرش پر اور ایک
روایت مین یون ہے ساتوین آسمان کے اوپر اپنے عرش پر ہے
اور ہم وہ نہین کہتے جو جہمیہ کہتے ہین کہ وہ یہان ہے زمین
پر سو کہا گیا احمد بن حنبل سے تو انہون نے فرمایا کہ یہی ہمارے

نزدیک ... صحیح ہے اور یہی ثابت ہے ابن مبارک ... اور
احمد سے رحمت کرے اللہ ان دونوں پر اور قول اُن کا فی السماء
اسکی شرح دوسری روایت میں آگئی کہ خولی اور ...
ہوچکا کہ مقصود اون کا علی السماء یعنی آسمان کے اوپر ہے اسکی
روایت صحیح کے جو لکھی ہے مجکو یحییٰ بن منصور فقیہ نے کہ خبر دی ہمکو
حافظ عبد القادر رہاوی نے کہا کہ خبر دی ہمکو محمد بن ابی نصر
اصفہان میں کہا کہ خبر دی ہمکو حسین بن عبد الملک خلال نے
کہا کہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن شیب نے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو عمرو
سلمی نے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو الحسن بنانی نے کہا کہ خبر دی ہم کو
ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ
میں کہ روایت کی مجھ سے احمد بن ابراہیم دورقی نے کہا کہ کہا
اون کو علی بن حسن بن شقیق نے کہ پوچھا میں نے ابن مبارک
سے کیونکر جانیں ہم پروردگار اپنے کو انہوں نے کہا ساتوین
آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اور ہم ویسا نہین کہتے جیسے
جہمی کہتے ہیں کہ وہ یہاں ہے زمین پر تمام ہوا قول ابن مبارک
کا اور بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال عباد میں کہا ہے
کہ ابن مبارک نے کہا ہم نہیں کہتے جو جہمیہ نے کہا ہے کہ
وہ تعالیٰ زمین میں ہے اس جگہ بلکہ اوس نے عرش پر استوا کیا ہے

فقد دوالدون نے یہ گمان کیا
یہ جواب میں بیان امام بیہقی
لکھتے ہیں کہ ہمکو خبر دی علی بن احمد
بن عبدان نے کہا کہ ہمکو خبر دی
احمد بن عبید نے کہا کہ ہمسے
فرمایا اسحاق بن حسن حربی نے
کہا کہ ہمسے فرمایا احمد بن عیسیٰ مصری
کہا کہ ہمسے فرمایا عبد اللہ بن
وہب نے کہا کہ مجکو خبر دی عمرو بن
حارث انصاری نے وہ سعید
بن ابی ہلال سے وہ مروان بن
عثمان سے وہ عمارہ ابن عامر
وہ ام طفیل سے جو ابی بن کعب
کی بیوی ہیں

اور ان سے کہا گیا کہ کیونکر جانیں ہم اپنے پروردگار کو
انہوں نے کہا ساتوں آسمان کے اوپر اپنے عرش پر۔ ایکسو
دو۔ جو روایت کی عبد اللہ بن احمد نے کتاب رد علی الجہمیہ
میں اپنی اسناد سے عبد اللہ بن مبارک سے کہ ایک مرد نے کہا
ان سے ای ابا عبد الرحمن میں ڈرتا ہوں اللہ سے ان
زیادتیوں سے جو جہمیہ پر ہوتے ہیں انہوں نے کہا مت ڈرو
اسلئے کہ وہ کہتے ہیں کہ جس خدا کو تم پوچھتے ہو اور آسمان پر
ہے وہ کچھ نہیں ہے یعنے خدا کے منکر ہیں ایکسو تین
جو نقل کی بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال عباد میں کہ عبد اللہ
بن مبارک نے ایک مرد جہمی سے کہا کہ کیا تیرا ہیٹ خدا اس جگہ
ہے سو وہ گھبرا گیا ایکسو چار۔ جو روایت کی خلال نے
اپنی سند سے حرب سے انہوں نے کہا عبد اللہ بن مبارک نے
کہا وہ تعالی اپنے عرش پر ہے جدا اپنی مخلوقات سے۔
ایکسو پانچ جو روایت کی ابو القاسم لالکائی نے جعفر
بن عبد اللہ سے کہ انہوں نے کہا آیا ایک شخص مالک بن
انس کے پاس اور کہا اے ابا عبد اللہ یہ استوی علی
العرش جو ہے استوا کیونکر ہے اور کیسا ہے تو میں نے
مالک کو کبھی ایسے غصہ ہوتے نہیں دیکھا جیسے اس

دن دیکھا اور جتنا اوسکی بات سے غصہ ہوتے اتنا کسی
بات سے غصہ نہین ہوئے تھے اور اون پر پسینہ آگیا
یعنو مارے غصہ کے اور سب لوگون نے سر جھکا لئے کہا
اونہون نے کہ جب امام مالک کو ہوش ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ کیفیت اوسکی غیر معقول ہے اور استوا غیر مجہول ہے
اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوسکی کیفیت سے
بدعت ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ تو گمراہ ہے اور حکم دیا آپنے
کہ اسکو نکال دو وہ نکال دیا گیا اور روایت کی ابو شیخ اصبہانی
نے اور ابو بکر بیہقی نے یحیی بن یحیی سے کہ اونہون نے کہا ہم امام
مالک کے پاس تھے سو ایک شخص آیا اور اوسنے کہا ای ابا
عبد اللہ الرحمن علی العرش استوی کیونکر استوا کیا سو امام
مالک نے اپنا سر جھکا لیا اور آپ پر پسینہ آگیا پھر فرمایا کہ استوا
غیر مجہول ہے یعنے سب جانتے ہین اور کیفیت غیر معقول ہے
اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوس سے بدعت ہے
اور مین تجھے بدعتی جانتا ہون پھر آپ نے حکم دیا کہ وہ نکالدیا
گیا اور روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن وہب سے اور
کہا ذہبی نے کہ اسناد اوسکی صحیح ہے کہا اونہون نے کہ ہم
مالک بن انس کے پاس تھے سو ایک آدمی آیا اور اوسنے

کہا کہ اے ابا عبد اللہ الرحمن علی العرش استوی
کیسا ہے استوا اوسکا تو سر جھکا لیا مالک نے اور آ گئی
پسینہ آ گیا پھر اپنا سر اوٹھایا اور فرمایا الرحمن علی العرش
استوی یعنے رحمن نے عرش پر استوی کیا جیسے
اوسنے اپنی ذات مقدس کا ... کیا اور نہین کہا جاتا
اسکو کہ کیسا ہے بلکہ کیسا کے لفظ سے او سکی شان بلند
ہے اور تو ایک برا شخص ہے بدعت والا پھر فرمایا نکالو
اسکو پھر وہ نکال دیا گیا اور اسیکی مثل آگے ام سلمہ اور ربیعہ
بن عقبہ اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے مروی ہو چکا اور ذکر
کی سیوطی نے درمنثور مین روایت پہلی اور دوسری اور ذکر
کی اتقان مین پہلی روایت لالکائی سے اور اختصار کیا انہو
نے فقط اسپر کہ پوچھا گیا امام مالک سے مطلب اس آیۃ کا
تو آپ نے فرمایا کیفیت غیر معقول ہے اور استوا غیر مجہول ہے
اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوس سے بدعت ہے
اور ذکر کیا بیہقی نے کہ فرمایا امام مالک نے کہ وہ پروردگار ویسا
ہی ہے جیسا کہ وصف کیا اوسنے اپنی ذات مقدس کا اور
یہ نکہا جاوے کہ وہ ایسا ہے یا ویسا ہے کہ اس سے اوسکی
ذات بلند ہے امام ذہبی نے ان روایتونکی ذکر کے بعد کہا

اب ان لوگون کو دیکھو کہ کسطرح ثابت کیا انہون نے
استوا کو اللہ پاک کیواسطے اور خبر دی ان سب نے کہ لفظ
استوا معلوم ہے اوسکی تفسیر کی کچھ احتیاج نہین اور نفی
کی ان سب نے اوسکی کیفیت کی اور خبر دی کہ کیفیت مجہول
ہے اور کہا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے کہ قول ربیعہ اور
مالک کا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیف غیر معقول ہے موافق
ہے باقی سب لوگون کے جنہون نے کہا ہے کہ جاری کرو ان
روایتون کو جیسے آئے ہین بلا کیف غرض یہ ہے کہ نفی کی
انہون نے کیفیت کے جاننے کے اور نہین نفی کی انہون نے
حقیقت صفت کی اور اگر حق ہوتا ایمان لانا فقط لفظ کے اوپر
بغیر معنی سمجھے تو وہ یہ نکہتے کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیف غیر
معقول ہے اور یہ بھی نکہتے کہ جاری کرو ان روایتون کو بلا کیف
اسلئے کہ استوا اس صورت مین معلوم نہوا بلکہ مجہول بمنزلہ جیسے
حروف معجمہ کیطرح ہوا اور اس صورت مین نفی کیفیت کی
بھی ضرورت نہوتی اسلئے کہ جب لفظ کے معنی ہی معلوم نہوئے
تو نفی کیفیت کی کیا ضرورت ہے اسواسطے کہ نفی کیفیت
جاننے کی تو جب ہی ہوگی کہ جب ان صفتون کو ثابت کرین تمام
ہوا قول ابن تیمیہ کا مین کہتا ہون کہ بیان کیا ہے مین نے

دوسری بات میں اس امر کو کہ استوا لفظ عربی ہی کہ مستعمل
ہوا ہے کلام الٰہی میں جا بجا اور ذکر کر چکے ہم جو بیان تھے میں
علما نے معانی استوا کی اور جو عربی شخص ہے وہ استوا کو بخوبی
جانتا ہے اور موضوع لہ کو بخوبی پہچانتا ہے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا
کہ وہ اس لفظ کو مہمل اور بے معنی کہے پس مراد امام مالک
کی اور دوسرے علما کی یہی ہے کہ استوا کے معنی معلوم
ہے اور کیفیت اوسکی مجہول ہے اور سوال اوس سے
مذموم ہے اسلئے کہ کیفیت اوسکی سوا خداوند تعالے کے
اور کوئی نہیں جانتا جیسا کہ تو ہر روایت میں دیکھتا چلا آیا
کہ سائل نے کہا کہ کیونکر استوا کیا سو اوسنے استوا کی کیفیت
دریافت کی نہ اوسکی معنی اور نہیں تو امام مالک کبھی سر جھکاتے
اور آپ پر کبھی پسینہ نہ آتا اسلئے کہ استوا ایسا غریب اور
شاذ لفظ نہیں کہ اوسکی معنی کسی کو معلوم نہو بلکہ بمجرد سماع
اوسکی معنی معلوم ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں ہو سکتا کہ امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ اوسکو نجانتے ہوں اور اس تقریر سے اون کوتاہ
عقل اور نادانوں کا قول باطل ہو گیا جو کہتے ہیں کہ سیوطی نے
جو اتقان میں کہا ہے کہ امام مالک سے پوچھے گئی آیتہ سے مطلب
اوسکا یہ ہے کہ پوچھا اون سے معنی اللہ تعالے کے قول کا یا پوچھی تاویل

اوسکی اور یہ مطلب نہین ہے کہ اللہ تعالے کے قول کی کیفیت
پوچھی ہو ورنہ اس سوال کے یہ معنی ہون گے کہ الرحمن علی العرش
استوی کی کیفیت کیا ہے یعنے یہ آیۃ کسطرح ہے اور جس روایت
مین یہ آیا ہے کہ سائل نے آیت کو پوچھا تو اوسکا مطلب
یہ ہوگا کہ وہ آیت کیسی ہے یعنے طویل ہے یا کوتاہ غرض جب
ہم یہ مراد لین گے کہ سائل نے کیفیت سے سوال کیا تھا تو یہی
کیفیات مراد ہونگی اور بخوبی معلوم ہین کہ یہ کیفیات دریافت
کرنا سائل کی مراد نہین تو ثابت ہوا کہ سائل کو مراد آیت کے یاد
کرنا منظور تہا نہ کیفیت اوسکی اور یہ کہنا امام مالک کا کہ استوا
غیر مجہول ہے مراد اوس سے یہ ہی کہ یہ لفظ قرآن مین وارد
ہوا ہے سب کو معلوم ہے اور کیفیت غیر معقول ہے مراد
اوسکی یہ ہی کہ معنی اوس کے غیر معقول ہین تمام ہوا قول
نادانون کا غرض ان نادانون کا مقصود یہ ہے کہ استوا کی
معنون کو کسیطرح غیر معقول اور مجہول ٹہراوین تا کہ فوقیت رب العالمین
باطل ہو جاوے اور اس قول کا بطلان جسکو ذراسی بہی عقل ہو
اوسپر بخوبی روشن ہے اور شاید ان نادانون کو درمنثور کا
دیکھنا میسر نہین ہوا نہ اور کتب حدیث دیکھی اور یونہی سمجھ لیا
کہ روایت لالکائی کی ادنی ہے جنکی سیوطی نے ذکر کی اتقان

ہین اسلئے کہ اگر وہ پوری روایت دیکھتے تو بخوبی جان لیتے
کہ یہان کیفیت استوا سے سوال ہوا ہے جیسا کہ بالتصریح لفظ
کیف استوی سے معلوم ہوتا ہے اور یہ جوان نادان نے ذکر
کیا یہ رد کرنا کچھ ضرور نہین اسلئے کہ ہر طبع مستقیم اور فہم سلیم
کے نزدیک یہ تقریر خود بخود مردود ہے بلکہ اسکو غور کرو تو
بازیچۂ اطفال ہے یعنے لفظ کیف سے معنے مراد لینا صریح
باطل ہے اور آگے اس مطلب کی اگلے ابواب مین اور تحقیق
آویگی انشاء اللہ تعالی - ایک سو چھہ[۱۰۶] جو روایت کی عبد اللہ
بن احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین اپنے باپ سے
انہون نے شریح بن نعمان سے انہون نے عبد اللہ بن نافع
جو شاگرد ہین امام مالک کے اور اون کے خاص رفیقون مین
ہین انہون نے کہا سنا مین نے مالک بن انس سے کہ وہ کہتے
اللہ آسمان مین ہے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے ذہبی
نے کہا یہ حدیث ثابت ہے امام مالک سے اور اوس کو لائے ہین
وہ کتاب العرش مین اور ذکر کیا ہے اسکو طبقات مین او
مین کہتا ہون مراد آسمان مین ہونے سے آسمان کے اوپر عرش
پر ہونا ہے اسلئے کہ فی بمعنی علی ہے اور سما بمعنی عرش جیسے کہ
کئی بار اوپر گذر چکا - ایک سو سات[۱۰۷] جو روایت کی سلام اللہ

بن شیخ الاسلام صاحب کمالین نے امام شافعی سے کہ انہون نے کہا بیشک اللہ عرش پر ہے اپنے آسمان کے اوپر قریب ہوتا ہے اپنی مخلوق سے جسطرح چاہتا ہے اور اوترتا ہے جسطرح چاہتا ہے۔ **ایک سو آٹھ** جو روایت کی ابن تیمیہ نے امام شافعی سے خلافت ابوبکر کے باب مین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خلافت مذکور حق ہے کہ حکم کیا اوسکے ساتھ اللہ نے آسمان مین اور جمع کر دئی اوسکے ساتھ دل مومنون کے اپنے بندونمین سے۔ **ایک سو نوین** جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش مین کہ روایت کی حافظ عبد الغنی مقدسی نے اور شیخ امام ابو الحسن شافعی وغیرہما جن کتابون مین انہون نے عقیدہ امام شافعی کا جمع کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ اہل سنت کا قول جسپر ہم ہین اور دیکھا ہے ہمنے اہل حدیث کو اوسی پر جیسے سفیان اور مالک وغیرہما ہین وہ یہ ہے کہ وہ اقرار کرتے ہین اور گواہی دیتے ہین کہ کوئی معبود نہین سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہین اور ذکر کی انہون نے بہت چیزین پھر کہا کہ وہ اللہ اپنے عرش پر ہے اپنے آسمانون سے پرے قریب ہوتا ہے اپنے مخلوق سے جسطرح چاہتا ہے اور اوترتا ہے آسمان دنیا پر جسطرح چاہتا ہے اور ذکر کیا

آگے سب اعتقاد اہل سنت کا **ایک سو دسوین** - جو کہا ذہبی نے کتاب العرش مین کہ روایت کی حسن بن ہشام بدوی نے کہ انہون نے کہا یہ وصیت ہے محمد ابن ادریس شافعی کی کہ وصیت کی انہون نے کہ گواہی دیوے کہ کوئی معبود نہین سوا اللہ کے کوئی شریک نہین اوسکا اور ذکر کی آگے اسکے اور وصیت یہان تک کہ کہا انہون نے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے یعنے وہ خود اوسکو بولا ہے اور اللہ کا دیدار آخرت مین ہوگا آنکھون سے کہ نظر کرینگے اوسکی طرف مومن لوگ اور سنینگے کلام پاک اوسکا اور وہ اللہ تعالے اپنے عرش کے اوپر ہے اور پھر ذکر کی ساری وصیت کہ روایت کی بکاری اور حافظ عبدالغنی نے اونکی عقیدہ مین - **ایک سو گیارہون** - جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش مین ابی حاتم سے کہ انہون نے سنا یونس سے کہ انہون نے کہا سنا مینے امام شافعی سے کہتے تھے کہ اللہ کے نام ہین اور صفات ہین کہ جن پر حجت قائم ہو چکی ہے اونمین سے کوئی اوسکو رد نہین کر سکتا پھر اگر کسینے بعد ثبوت حجت انکار کیا تو وہ کافر ہے مگر قبل ثبوت حجت کے جو مخالف ہو وہ معذور ہے جہل کے سبب سے اسلئے کہ علم

ان کا عقل سے حاصل نہین ہوسکتا اور نہ دیکھنا اور نہ فکر
کرنیسے اور ہم ثابت کرتے ہین ان صفات کو اور نفی کرتے ہین اونسے
تشبیہ کی جیسی نفی کی تشبیہ کی بارتعالیٰ نے اپنی ذات سے اور فرمایا
لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر روایت کی یہ اون سے شیخ الاسلام
نے عقیدہ شافعی وغیرہ مین ایسے اسنادسے جسکے سب راوی ثقات
ہین اور اسکی مثل امام شافعی کے اس باب مین بہت اقوال ہین جو
جمع کئے ہین شیخ الاسلام ابو الحسن ہکاری نے اور حافظ ابو محمد
عبد الغنی اور ابو الحسن بن شکر وغیرہم نے اور وہ سب اقوال لوگون
کے ہاتھہ مین اتبک موجود ہین - ایک سو بارہ - جو روایت
کی ذہبی نے کتاب العرش مین اپنے اسناد سے مزنی سے کہ انہون
نے کہا بیان کیا ہم سے ابو الحسین یونینی نے جو حافظ الحدیث
ہین اونھون نے روایت کی جعفر ہمدانی سے کہ خبر دی ہمکو عبد الملک
بن حسین انصاری نے مکہ مین کہ خبر دی ہم کو حسین بن علی فقیہ سنوی
نے کہ خبر دی ہم کو اسمٰعیل بن رجا عسقلانی نے کہ خبر دی ہم کو
ابو الحسین محمد بن احمد الملطی نے اور ابو احمد محمد بن محمد عیسرانی نے
دونو نے کہا ہمکو خبر دی احمد بن ابی بکر اوردی نے کہ مجھسے کہا علی بن
عبد اللہ حلوانی نے انہون نے کہا مین مغرب کی طرابلس مین تہا
اور ذکر کیا مین نے اور میرے یارون نے سنت کا یہانتک

که ذکر کیا تھا ہے فرقی نکا اور کہا ہمارے بعضی یاروں نے کہ ہمکو
خبر پہونچی ہے کہ فرقی کلام کرتے ہین قرآن مین اور توقف کرتی ہین
اوسمین اور رد کرتیا اوسے اور یہی باتونکا فرقی کے یہانتک کہ
جمع ہو گئے ہمارے پاس اور لوگ بہی اور ہم نے اونکو ایک خط لکھہ
بہیجا کہ معلوم کرین یعنے اعتقاد اونکا سو اونہون نے ہمکو شرح
اور تفصیل سنت کی یہ لکھہ بہیجے کہ اللہ ہمکو اور تمکو پناہ مین رکھے
تقوی کیساتہ اور توفیق دے ہمکو اور تمکو موافقت ہدی کی اور بعد
حمد کی معلوم ہو کہ تم نے مجہسے سوال کیا کہ مین تفصیل کرون تمہارے
لئی سنت کی اور بیان کرون اوسکو اسطرح سے کہ تم اوسی پر اپنے
دل کو جماؤ اور اوسی پر چنگل مارو اور چہوڑ دو اوسکے آگے
شبہے کی باتین اور گمراہون کے نئی نکالی ہوئی ٹیڑہی عقیدے
اسلئی کہ مین نے شرح کی اوسمین سے جو خوب کہلی ہوئی ہے اور
تمہاری اور اپنی خیرخواہی کے لئے مینے کوئی درجہ نہین اوٹہا رکہا
شروع کیا مین نے اوسکو حمد سے اوسکے جسنے ہوشیاری اور سیدہی
راہ عنایت کی ہے اور سب تعریف ہی اللہ کو جو سب سے زیادہ
مستحق ہے حمد کا سبب سے کہ حمد شروع ہوئی ہے اور سب سے
اول اوسکا شکر کیا گیا ہے اور ثنا کرتا ہون مین اوس اکیلی
بے پرواہ کی جسکی نہ بیوی ہے نہ لڑکا وہ دور ہے وہ مثل سے اور نہین

کوئی مشابہ اوسکی اور نہ برابر سننے والا ہے وہ اور دیکھنے
والا جاننے والا خبردار بلند ذات بلند رتبہ اونچا ہے عرش کے
جدا ہے اپنی مخلوق سے اور ذکر کیا انہون نے باقی عقیدہ کو۔
ایک سو تیرہ (۱۱۳)۔ جو روایت کی ذہبی نے طبقات مین احمد رحمۃ اللہ
علیہ سے کہ فرمایا انہون نے اللہ اسمان پر ہے اور علم اوسکا
ہر مکان پر ہے۔ **ایک سو چودہ** (۱۱۴)۔ جو روایت کی حافظ ابو القاسم
لالکائی نے سنۃ مین مروزی سے کہ کہا انہون نے کہ مینے کہا ابی
عبداللہ احمد بن حنبل سے کہ کیا معنی ہین آیت کی۔ وھو معکم اور
ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم تو انہون نے
فرمایا علم اوسکا محیط ہے ہر چیز کو اور وہ رب ہمارا عرش پر ہے
بغیر حد کے ہونیکے اور بغیر کسی کیفیت کے۔ **ایک سو پندرہ** (۱۱۵)۔
جو روایت کی خلال نے یوسف بن موسی قطان سے کہ کہا گیا
ابی عبداللہ احمد بن حنبل سے کہ اللہ ساتوین آسمان کے اوپر ہے
اپنے عرش پر جدا ہے اپنی مخلوق سے اور علم و قدرت اوسکا
ہر مکان مین ہے تو انہون نے فرمایا کہ ہان۔ **ایک سو سولہ** (۱۱۶)۔ جو روایت
کی صاحب کمالین نے امام شافعی سے کہ بیشک اللہ اپنے عرش
پر ہے اپنے آسمان کے اوپر اور کہا ایسی کے مثل امام احمد نے
اللہ رحمت کرے ان دونو پر۔ **ایک سو سترہ** (۱۱۷)۔ جو روایت

بیہقی نے اسماء والصفات مین باسناد صحیح اور روایت
کی اوسنے ذہبی نے کتاب العرش مین اپنی اسناد سی محمد بن کثیر
سے وہ روایت کرتے ہین اوزاعی سے جو امام ہین اہل شام
کے انہون نے کہا ہم اور بہت سے تابعین سب کہتے تہے کہ
اللہ اپنے عرش پر ہے اور ایمان لاتے ہین ہم اون چیزون پر
جو سنت مین وارد ہوئے ہین صفات الٰہی سے ذہبی نے کہا
راوی اس کے ائمہ ثقات ہین۔ ایک سو اٹہارہ جو روایت
کی خلال نے سنت مین حرب بن اسمٰعیل سے کہ انہون نے کہا سنے
اسحق بن راہویہ سے پوچہا یہ قول اللہ تعالے کا ما یکون من
نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم کہ اسمین آپ کیا کہتے ہین انہون
نے کہا کہ تو جہان ہو وہ تیرے نزدیک ہے رگ گردن سے
بہی زیادہ اگرچہ جدا ہے اپنی مخلوق سے پہر ذکر کیا ابن مبارک
سے کہ انہون نے کہا کہ وہ اپنے عرش پر ہے جدا اپنے
مخلوق سے پہر کہا بڑی دلیل اسکی اور بڑا ثبوت اسکا اللہ تعالے
کا یہ قول ہے الرحمن علی العرش استوی ایک سو انیس
جو روایت کی بیہقی نے حاکم سے انہون نے کہا سنا مین نے محمد
بن صالح سے انہون نے کہا مینے سنا احمد بن سلمہ سے کہا کہ مینے
سنا اسحق بن راہویہ سے کہ انہون نے کہا مین اوربہنہ بیدی

اور ابراہیم بن ابی صالح عبد اللہ بن طاہر امیر کے دربار میں موجود تھے اور امیر نے مجھ سے حدیثیں پروردگار کے اوترنے کی پوچھیں اور میں اون کو بیان کرنے لگا تو ابراہیم بن ابی صالح نے کہا میں منکر ہوں ایسے رب کا جو اوترے ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر سو میں نے کہا ایمان لایا میں ایسے رب پر جو چاہی کرے میں کہتا ہوں کہ اسکے مانند فضیل بن عیاض سے ہے کہ وہ سردار ہیں اولیا اللہ کے۔ **ایک سو بیس** ۱۲۰ جو روایت کی صاحب کتاب العلو نے اسحق سے کہ کہا انہوں نے اجماع کیا اہل علم نے اسپر کہ اللہ تعالی نے عرش پر استوا کیا ہی اور وہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔ **ایک سو اکیس** ۱۲۱ جو روایت کی ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں محمد بن یحیی بن صالح سے کہ عبد اللہ بن ابی جعفر رازی کسی اپنے قرابت والیکو جو ان سے اونکی سر پر مارتے تھی کہ وہ رای جہم کیساتھ مشہور ہوچکا تھا اور کہتے تھے کہ میں تجھے ہرگز نچھوڑونگا جبتک تو یہ نہ کہے کہ رحمن نے عرش پر استوی کیا اور وہ جدا ہے اپنی مخلوقات سے **ایک سو بائیس** ۱۲۲ جو روایت کی عبد اللہ بن احمد نے اپنے باپ سے کتاب الرد علی الجہمیہ میں چنانچہ کہا انہوں نے اس باب میں بیان سے جسکا انکار کیا ہے جہمیہ نے کہ اللہ عرش پر ہے

سو مین نزاع اونسے کہا کہ تم نے تو انکار کیا اللہ کے عرش پر
ہونیکا اور اللہ نے فرمایا ۲ الرحمن علی العرش استوی تو
انہون نے کہا کہ وہ ساتوین زمین کے نیچے بھی ہے جیسا کہ
عرش پر ہے اور ساتون آسمان اور زمین کے اوپر ہے سو
مین نزاع اون سے کہا کہ مسلمانون کو بہت سی ایسے جگہین معلوم
ہین جسمین پروردگار کی عظمت کا ایک ذرہ بھی نہین بلکہ وہان
تمہارے اجسام اور اجواف یعنے پیٹ وغیرہ اور بہت سے
ایسے مقام نجس اور ناپاک ہین کہ اوسمین اللہ کی عظمت کا ایک
ذرہ نہین اور ہمکو خبر دی پروردگار نے کہ وہ آسمان مین ہے
اور فرمایا اوسنے کہ ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم
الارض فاذا ھی تمور اور فرمایا امامنتم من فی السماء
ان یرسل علیکم حاصبا اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعہ اور فرمایا انی متوفیک ورافعک
الی اور فرمایا بل رفعہ اللہ الیہ اور فرمایا یخافون ربہم
من فوقہم غرض ان سب آیتون مین اوس پاک ذات والے نے
ہمکو خبر دی کہ وہ آسمان پر ہے اور روایت کی یہ پوری روایت
ابو بکر خلال نے سنت مین اور روایت کی یہ جدا جدا تھوڑی تھوڑی
کئی جگہون مین قاضی ابو یعلی فراء نے اپنے کتاب ابطال التاویل

مین اور اسکے گذر گیا قول ابی عبد الرحمن عبد اللہ بن احمد بن
حنبل کا حدیث مجاہد مین کہ اللہ تعالے بٹہا لیوے گا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے ساتہ عرش پر اور انہون نے کہا مین انکار
کرتا ہون اوسپر جو رد کرے اس حدیث کو اور مین نے کسی کو
محدثین مین سے اسکو رد کرتے نہین دیکہا اور جب ہم نے
یہ حدیث اپنے استادون سے سنی تہی تو ہمارے نزدیک یہ بات
بخوبی ثابت تہی کہ اسکے منکر سوا جہمی کے اور کوئی نہین ہے
اور اسکے بہت سی روایتین گذری ہین جو منسوب تہین طرف
کتاب ابی عبد الرحمن بن احمد کہ جو رد علی الجہمیہ مین روایت
کی ہے وہ ابوبکر مروزی نے روایت کی ہے جو رفیق ہین امام
احمد بن حنبل کے اور جو بڑی روایت انہون نے ذکر کی ہے
وہی ہے کتاب فضلیہ النبی مین جو اون کی تالیف کی ہوئی ہے
اور ذکر کیا ہے انھون نے اس کتاب مین کچہہ ایسا ہی قول
جو مروی ہے امام ابی داؤد سجستانی سے جنہون نے سنن تالیف
کی ہے کہ استفتا کیا اون سے مروزی نے اور جواب دیا انہون
نے کہ خبر یعنی حدیث تسلیم اور قبول کیجاتی ہے جسطرح آئی
ہے اور اوسکا معارضہ اور خلاف نہین کیا جاتا اور ایسا
ہی فتوی دیا عباس دوری نے جو حافظ حدیث اور ایک

اوستادوہین اماماں حدیث کی اور روایت کی ہے انہو
ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا
ہی فتویٰ دیا اون کو ابراہیم حربی نے جو فقہاے مین اور سید
کے اماموں مین اوس زمانہ مین ذکر کیا اسکو ابی اسحق شیرازی نے
طبقات اصحاب امام احمد بن حنبل مین اور کہا وہ ہین کہ وہ امام
ہین حدیث مین اور اون کے مصنفات بہت ہین وفات
کی انہون نے سن دو سو پچاسی مین اور جن لوگون نے فتویٰ دیا اماموں مین سے مانند اسکے
اونہی مین ہین یحییٰ بن ابی طالب اور محدث مین حافظ حدیث ہین کہ سنا انہون نے یزید بن
ہارون سے اور اون کے طبقہ والون سے اور فتویٰ دیا محمد بن اسمعیل سلمی نے کہ حافظ حدیث
اور ایک امام ہین حدیث کے اور سب سے زیادہ روایت کرنے والے ہین اور روایت
کی ہے اونسے ترمذی اور نسائی نے وفات پائی انہون نے سن [illegible]
مین اور ابو جعفر محمد بن عبد الملک دقیقی نے جو ثقہ ہین واسطی [illegible]
کی ہے اونسے ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور فتویٰ دیا ابو [illegible]
بن بشیر بن شریک عبد اللہ القاضی نے اور ابو قلابہ [illegible] بن
عبد الملک بن رقاشی نے اور ابو بکر بن حماد مقری نے اور [illegible]
بن داؤد قنطری نے اور محمد بن ابی عمران فارسی [illegible]
بن ابراہیم ہاشمی [illegible] ابو عبد اللہ بن عبد ثوری اور ابراہیم [illegible]
نے اور اسیطرح فتویٰ دیا اماموں نے اس طبقہ کی قبل اسحق [illegible]

راہویہ اور ابو عبید القاسم بن سلام اور محمدؐ بن مصعب عابد
اور بشر حافی اور ہارون بن معروف اور ایک جماعت نے سوا
اون کے اماماں حدیث و فقہ مین سے کہ ذکر کرنا اونکا موجب طول
ہے اور مینے اون کے قولون کو اختصار سے بیان کر دیا لیکن وہ
کہتے ہین ایسی بات جسکا مطلب یہی ہے کہ یہ خبر یعنی مجاہد کی قول
کیجاتی ہے اور اسکا خلاف نہین کیا جاتا یعنے جو اوپر مذکور
ہوی جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹہانیکا ذکر
آچکا ہے۔ **ایک سو تئیس**[۱۲۳] جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش
مین اپنے اسنادوں سے کہ روایت کی ہمسے احمد بن سلامہ نے انہون نے
ابو القاسم بن بوش سے کہ ہمکو خبر دی ابو طالب عشاری نے کہ
ہمکو خبر دی اسحق برکی نے کہ ہمکو خبر دی علی بن عبد العزیز نے
کہ ہمسے کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے انھون نے کہا پوچہا مین
نے ابو حاتم رازی اور ابو زرعہ رازی سے اللہ رحمت کرے
اون دونو پر کہ مذہب اہل سنت اصول دین مین کیا ہے اور
کس پر پایا آپ لوگون نے علما کو تمام شہرونکے اور آپ دونو کیا عقیدہ
رکہتے ہین اس بارہ مین تو فرمایا اون دونو نے کہ پایا ہم نے علماے
جمیع امصار کو حجاز اور عراق اور مصر اور شام اور یمن وغیرہ
کو کہ اون کا مذہب یہ تہا کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے

اپنی مخلوقات سے جدا جیسا کہ وصف کیا اوس نے اپنے
ذات مقدس کا بلا کیف اور گھیر لیا ہے اوسنے ہر چیز کو علم سے
پھر کہا امام ذہبی نے کہ ابو حاتم کا نام محمد بن حنظلی ہے وہ
امام ہین بڑے سکے لوگون حفظ اور اتفاق مین اور اون لوگون
مین ہین جنہون نے طواف کیا یعنی پھرے عراق اور شام اور
حجاز اور خراسان مین طلب علم کے لئے اور ایسی ہی ابو زرعہ
ہین اور شہرت اونکی اہل علم کے نزدیک اسقدر ہے کہ حاجت
بیان نہین رکھتے اور روایت کی ابی حاتم سے بڑی بڑی امامون
نے جیسے ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ ہین اور روایت
کی ابی زرعہ سے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے ایک سو
چوبیس ۱۲۴ - جو نقل کی صاحب کمالین نے ابو عبد اللہ محمد بن
اسمعیل بخاری سے کہ اونہون نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالے
عرش پر ہے استوا کیا اوسنے اوسپر اور وہ جانتا ہے ہر چیز
یہ مذہب اونکا ہے مین لکھتا ہون کہ اون کا مذہب اس سے
بھی معلوم ہوتا ہے جو اونہون نے اپنی رسالہ خلق افعال عباد
مین جہمیہ کے رد مین لکھا ہے اور مبالغہ کیا ہے اون کے
برا کہنے مین اور لائے ہین اونمین بہت سے اقوال اور وہب
بن جریر اور ابن مبارک اور سعید بن عامر ضبعی سے اور حماد

بن زید اور علی بن مدینی اور فضیل بن عیاض اور یزید بن
ہارون اور محمد بن یوسف اور حسن بن موسیٰ اشیب اور ابن
عباس اور ابن مسعود سے کہ وہ سب بخوبی دلالت کرتی ہین
کہ اللہ سبحانہ عرش پر ہے اور علم اوسکا سب کو گھیرے ہوے ہے
اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے اور ساتھ ہونا اوسکا مخلوق
سے علم کی ساتھ ہے جیسے کہ وہ سب اقوال ہم آگے بیان کرائے
اور جب جہم بن صفوان پیدا ہوا اور مذہب اوسکا لوگون مین
پہلا بہت خلاف جو پڑا اوسکو اہل سنت سے سو وہ اوسی مسئلہ
مین اور جہم کی لوگ گپ ہانکتے تھے کہ عرش اور غیر عرش اللہ کی
ذات مقدس کی نسبت برابر ہے اور استوا کی معنی غلبہ کے کئے ہین
اور تاویل کرتی تھے وہ ہر نص کے خواہ آیت ہو یا حدیث مثل
اسی کی اور ایسی تاویل کرتے تھے کہ خلاف اون کے مدعا کے
کوئی امر ثابت نہو اور کوئی بات خلاف اون کی اس مذہب کے پائے
نجاوی اور یہ ثابت نہو کہ وہ تعالے عرش پر ہے اور تمام بڑے
بڑے امامون نے سلف کی اونکا پیچھا لیا جیسے ابو حنیفہ اور اوزاعی
اور مالک اور لیث بن سعد اور اون کے اتباع ہین اور اسیطرح
پیچھا لیا اون لوگون نے جو اہل سنت وجماعت ہین ان کی بعد بھی
اور وہ اہل حدیث ہین جیسے بخاری اور ابی داؤد اور ترمذی

اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور احمد بن حنبل اور
عثمان بن سعید دارمی اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور ابی
قاسم لالکائی اور طبرانی اور بیہقی اور خطیب وغیرہم ہین کہ اونکی
گنتی گنتی سے نہین ہوسکتی اور ان سب نے اوسکی رد کے لیے
بہت سے باب مقرر کیے اپنی اپنی کتابون مین اور ذکر کیا اوسمین
احادیث صفات اور احادیث استوا اور فوقیت سبحانہ تعالی
کو یہانتک کہ سمجھ لیوے جو شخص کہ اون کی کتب دیکھے کہ اس زمانہ مین
انتہائی کوشش یہی تھی کہ جہمیون کا رد کیٔ جاوے اور اونکے
تاویلات کو باطل کرے اور جو جہمیہ کے بھائی برادر ہین معتزلہ اور
نجاریہ وغیرہم سے اونکی خاک اوڑائی جاوے اور اسے ہی
تم بخاری کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنی کتاب مین کہتے مین کتاب الرد
علی الجہمیہ کہ وہ آخر بخاری مین ہے اور کہتے ہین یہ باب ہے اللہ
تعالی کی اس قول کا کہ تھا عرش اسکا پانی پر اور کہا ابو العالیہ
استوی الی السماء یعنی ارتفع یعنی بلند ہوا آسمان پر اور
مجاہد نے کہا علا علی العرش یعنے بلند ہوا عرش پر اور کہا
تھا ابی زینب ام المومنین نے کہ نکاح کردیا میرا اللہ تعالے نے
سات آسمان کے اوپر اور باب مقرر کیے بخاری نے اکثر حدیثون کی لئے
جنکو انکار جہمیہ کرتے تھے اور جسمین تاویل کرتے تھے جیسے اللہ کا اوپر

ہوتا ہے اور کلام کرنا اور اوسکے دونو ہاتہ اور اوس کے
پاک آنکہ ان سب کے ابواب مقرر کئے اور دلائل لائے انکے
ثبوت پر آیات صفات اور احادیث سے جس سے بخوبی ثابت
ہوگیا کہ انہون نے جواب مقرر کئے مثلاً کہا باب اللہ کے اس
قول کا الیہ یصعد الکلم الطیب یعنی چڑہتی ہین اوس اللہ
تعالی کیطرف پاک کلمہ اور کہا باب اللہ تعالے کے اس قول
کا لما خلقت بیدی یعنی جس چیز کو بنایا مین نے اپنے
دونو ہاتہون سے اور باب اللہ تعالے کے اس قول کا
ولتصنع علی عینی یعنی تا کہ بنایا جاوے اور پرورش کیا
جاوے تو اے موسی میری آنکہون کے سامنے اور باب اللہ
تعالی کے کلام کرنیکا پیغمبرون کے ساتہ اور ان کے سوا
اورون کے ساتہ اور سوا اسکے اور باب جو انہون نے بخاری
مین مقرر کئے آدمی جب اسمین غور کرتا ہے تو بخوبی جان لیتا
ہے کہ جہمیہ ان کا انکار کرتے تہے اور ان آیتون اور
حدیثون کی تحریف کرتے تہے اور بخاری اسکی اثبات کے
دیتے ہین ایک سو چھبیس ۱۲۶ عثمان بن سعید دارمی جو ایک
امام ہین اور مشرق کے حافظان حدیث مین ہین وفات پائی
ہے انہون نے سن دو سو باسٹہ ۲۸۲ مین اور سنے ہین انہون نے

حدیثین سعید بن ابی مریم سے اور منیر بن حماد اور موسی
بن اسمعیل اور فروہ بن ابی المغرا اور عبد اللہ بن رجا او
مسلم بن ابراہیم وغیرہم سے جو بڑے بڑے امام ہین اور
بخاری نے اون کے حق مین کہا ہے کہ ہم نے عثمان بن
سعید دارمی کے برابر کسی کو نہین دیکھا اور عثمان نے بھی ا
برابر کسی کو نہین دیکھا اُنہون نے علم ادب حاصل کیا ہے
ابن اعرابی سے اور فقہ بویطی سے اور حدیث یحیی بن معین سے اور
اور علی بن مدینی سے غرض وہ ان علوم مین سب کے آگے ہین
اور اونکی تعریف کی ہے بہت سے اہل علم نے اور انہون نے
ایک کتاب جمع کی ہے بشر مریسی کی رد مین اور اوسمین کہا
ہے کہ مسلمانون کے اتفاقی بات یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنے
عرش پر ہے اپنے آسمانون سے پرے اور اوسی مین دوسری
جگہہ کہا ہے کہ اہل سنت کا قول ہے کہ اللہ اپنے عرش پر ہے
اور جانتا ہے ہر چیز کو اور سنتا ہے عرش کے اوپر سے
نہین چھپتی ہے اوس سے کوئی چیز اوسکی مخلوقات سے اور نہین
چھپا لیتی اون کو اوس سے کوئی شے ایسا ہی ذکر کیا ذہبی
نے کتاب العرش العلو مین۔ ایک شے چھپی۔ جو روایت
ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب مین حرب بن اسمعیل سے جو

رفیقون مین احمد بن طبقہ کے اور اثرم کہتے ہین کہ جہمیہ اللہ
کے دشمن ہین اور وہ ایسے لوگ ہین جو کہتے ہین کہ قرآن
مخلوق ہے اور نہین معلوم ہوتا اللہ کی لیے کوئی مکان اور
نہین ہے وہ عرش پر اور کرسی پر اور وہ کافر ہین انسے ڈر
بچتے رہو۔ ایک سو سترہ[۱۱۷] مین۔ جو کہا محمد بن عثمان نے کتاب
العرش مین اپنی کہ جہمیہ کہتے ہین کہ اللہ کے اور اوسکی مخلوق
کے درمیان کوئی شے حائل نہین اور کوئی پردہ نہین اور
انکار کیا جہمیہ نے عرش کا اور انکار کیا اللہ کے عرش پر
ہونیکا اور کہا کہ وہ ہر مکان مین ہے اور ذکر کیا انہون
نے بہت سی چیزون کا یہانتک کہ کہا انہون نے کہ تفسیر
کی علمانے وهو معكم کی کہ مراد اس سے علم ہے اور اخبار
حد تواتر کو پہونچی ہین بلکہ اللہ تعالی نے عرش کو پیدا کیا پھر
اوسپر استوی کیا ہے اپنی ذات سے جدا ہے وہ اپنی مخلوق
سے اور الگ ہے اون سے کہا امام ذہبی نے محمد بن عثمان
یہ حافظ حدیث ہین اہل کوفہ کے وفات پائی انہون دو سو
اسی کی شروع مین سماع ہے انکو عامہ شیوخ سے جو امام ہین
اور یہ کتاب اونسی بسند صحیح مروی ہے ایک سو اٹھارہ[۱۱۸] مین
ابو عبد اللہ بن ماجہ حافظ مشہور ہین کہ انہون نے اپنی سنن

شروع مین یعنے جو سنن ابن ماجہ مشہور ہے اوسمین ایک باب
مقرر کیا ہے اور اوسمین ایسی خبرین جنکا جہمیہ انکار کرتی ہین
اور روایت کی انہون نے حدیث ابی رزین کی کہ پوچھا
لوگون نے کہان تھا یا رسول اللہ پروردگار ہمارا اور روایت
کی حدیث جابر کی کہ جنتی لوگ جب اپنی نعمتون مین مشغول
ہونگے یکایک اون کے اوپر ایک نور چمکیگا اور وہ اپنا سر
اوپر اوٹھاوینگے اور پروردگار کو دیکہین گے کہ اونکا اوپر
سے جھانکتا ہے اور روایت کی حدیث آسمانون کی اٹھنے
کی پروردگار کے دہنی ہاتھ مین اور روایت کی حدیث اوعال
کی یعنے جنگلی بکرون کے جو فرشتے حاملان عرش ہین اور اوس
مین کہ اون کے پیٹون پر عرش ہے اور اللہ اوسکے اوپر ہے
اور وہ حدیث جسمین مذکور ہے کہ اللہ تعالے تین بندون سے
ہنستا ہے اور وہ حدیث جسمین مذکور ہے کہ کوئی دل ایسا
نہین جو رحمن کی دو انگلیون مین نہو اور وہ حدیث جسمین مذکور
ہے کہ ایک ہاتھ مین اوسکے تعالی شانہ کو رزق ہے آسمان
اور زمین والونکا اور ایک ہاتھ مین ترازو ہے پھر خیال کرو
کہ جب سے آسمان و زمین بنائے ہین کتنا خرچ کیا ہوگا مگر
نہین گھٹا اوس کے ہاتھ مین سے مگر جتنا کہ سوئی ڈبا کر

سے ہی پنجی لو اور اوس کے مانند اور جو صفتین الٰہی ہین
اور آگے گذر چکا کہ مذہب ابن ماجہ کا یہی ہے کہ وہ تعالیٰ
عرش کی اُوپر ہے ایک سو اونتیس [129] امام ابو عیسیٰ ترمذی
جامع ترمذی کے مولف ہین کہ انہون نے دکیتم کے بعد
کہا کہ بیشک وہ رسی او ترے کی اللہ کی علم اور قدرت اور حکو
کی جاگہہ ہین اور علم اور قدرت اور حکومت اوسکی سب جگہہ
ہے اور وہ عرش پر ہے جیسکہ اوسنے خود اپنی ذات کو
بیان فرمایا اپنی کتاب مین اور رد کیا انہون نے بہت جگہہ
جہمیون کو احادیث مصنفات ذکر کرتے جیسے کہ اونکے اقوال
آگے بابون مین آوین گے انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو تیس [130]
عبد اللہ بن عبد الرحمن ہین مولف سنن دارمی جو ہمعصر ہین بخاری
کی اور اونکی مثل ہین علم مین اور روایت اور تقوی مین کہ
بخاری نے اون کی شان مین کہا ہے کہ میرے دونو انکھون نے
عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی کے برابر کسیکو نہین دیکہا اور
روایت کی اونسے مسلم نے اور ابو داؤد اور ترمذی نے اور عبد اللہ
بن امام احمد نے اور محمد بن یحییٰ ذہلی نے اور جب بخاری کو اونکے
وفات کی خبر معلوم ہوی تو روئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑہا اور امام احمد بن حنبل نے کہا اہل خراسان مین سی جو حافظ

حدیث [illegible] رجوان جوان لگ [illegible] اونمین سے

بخاری ہین اور دارمی اور عبد اللہ بن عبد الکریم رازی اور

حسن بلخی اور کہا کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن یعنے دارمی سب سے

زیادہ اتقان رکھتے تھے اور کہا محمد بن بشار نے کہ حافظ

الحدیث دنیا مین چار ہین اور ذکر کیا ابو زرعہ اور مسلم

اور عبد اللہ بن عبد الرحمن اور بخاری کو اور کہا ابو حاتم

نے اول سب مین اثبت عبد اللہ بن عبد الرحمن ہین اور وہ

امام ہین اپنے زمانہ کے غرض دارمی اپنی کتاب کے شروع مین

بہت سے آثار سلف کے اور بہت سی حدیثین ان کثرت لاتے

ہین کہ وہ دلالت کرتی ہین کتاب و سنت کے اتباع پر اور تاویل

نہ کرنے پر اور رائے کے قائل نہین ہونے پر اور نفس کی چاہت

چھوڑنے پر جیسے کہ روایت کی ہم نے بعض آثار اونمین کے

مقدمہ مین ایک سو اکتیس [131] ۔ امام حافظ ابو داؤد سلیمان

بن اشعث سجستانی ہین جن کے سنن ابو داؤد مشہور ہے ذکر

کیا ہے انہون نے آخر کتاب مین ایک باب جہمیہ کے رد مین اور

ذکر کی اونمین حدیث اوعال کی یعنے جنگلی بکرون کے اور

اوسمین یہ لفظ ہے ثُمَّ اللّٰہُ فَوْقَ ذٰلِکَ کہ پھر اللہ اوپر اسکے

ہے اور ذکر کی انہون نے وہ حدیث جسمین مذکور ہے کہ ایک

اعرابی حضرت کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں اللہ کی درگاہ میں آپ کو شفیع لاتا ہوں اور اللہ کو آپکے سامنے شفیع لاتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی ہو تیری جانتا ہے کہ تو کیا کہتا ہے اور آپ سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے پھر فرمایا تجھپر افسوس ہے اللہ کسی کے پاس شفیع نہیں لایا جاتا اللہ کی شان اس سے بہت بڑی ہے تو جانتا ہے کہ اللہ کیا چیز ہے بیشک عرش اوسکا آسمانوں اور زمینوں پر ہے اور وہ ایسا چرچراتا ہے جیسے سوار کو چیستا ہوا چرچراتا ہے ابن بشار نے اپنی حدیث میں کہا کہ اللہ اپنے عرش پر ہے اور عرش اوسکا آسمانوں کے اوپر ہے اور بیان کی حدیث آخر تک پھر ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث احمد بن سعید کی اسناد سے ہے اور وہ صحیح ہے اور موافقت کی ہے احمد کی اسمیں بہت سے محدثین نے کہ اونمیں سے یحیی ابن معین اور علی بن مدینی ہیں اور روایت کی یہ حدیث ایک جماعت نے ابن اسحاق سے جیسے کہ کہا امام احمد بن حنبل نے بھی اور سماع عبد الاعلی اور ابن مثنے اور ابن بشار کا ایک ہی نسخہ سے تھا جیسے کہ مجھے خبر پہونچی ہے تمام ہوا مضمون اونکا کہا امام ذہبی نے کتاب العرش والعلو میں جیسے کہ ہم آگے بیان کرائے ہیں روایت کی یہ ابو داؤد وغیرہ نے باسناد حسن جو ذکر

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر

اور اونکی اولاد اور اماموں کی

امیر المومنین علی علیہ السلام

قرآن اور حدیث

نزدیک حسن ہے جیسے کہ دین میں کہتا ہون کہ ہم نے آگے
ہی بیان کر دیا ہے کہ اس حدیث کو بخاری نے تاریخ میں روایت
کیا ہی اور ذکر کیا اسکو انہون نے اپنے رسالہ خلق افعال
عباد میں اور ذکر کی جامع الاصول میں ایک حدیث کہ
منسوب نہین کیا اوسکو کسی کیطرف اور مضمون اوسکا یہ ہے
کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے اور نہین پوشیدہ اوس پر
کوئی چیز بنی آدم کے اعمال سے جیسے کہ ہم نے پہلی روایت کی
اور مدد کی اوس کی ہم نے ایسی حدیثون اور آثار سے جسکی
گنتی نہین ہو سکتی اور وہ سب حدیثین اسکی صحت کی شاہد
ہین اور یہان سے ظاہر ہو گیا کہ جیسا بعض کوتاہ خرد لوگون
نے ہمارے زمانہ کے ابو داؤد کی عبارت سے اوس حدیث کا
ضعف سمجھ رکھا ہے جسکو روایت کیا محمد بن بشار نے یہ
بات ضعیف ہے اور نہایت نادانی کی بات ہے اسلئے کہ
ابن بشار ائمہ حدیث مین سے ہین اور اون مین سب سے
افضل ہین کہ روایت کی اونسے ترمذی نے اور ابو داؤد
اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے کہ اون سب کی ذکر
مین طول ہے اور اسمین شک نہین کہ زیادت ثقہ ضابطہ
کی مقبول ہی اور اسپر محدثین کا اجماع ہے خاص کہ جب یہی

کہا کہ اسناد اوسکی حسن ہے ابی داؤد کے نزدیک اور اسکے
شواہد صحیح ہین آچکی ہون اس کثرت سے کہ اونکی گنتی نہین
ہو سکتی ہے تو اب اون کوتاہ خرد لوگون کو ضعیف کہنے کی
گنجایش کہان رہی اور عبارت ابو داؤد کی اوسکی ضعف پر
دلالت نہین کرتی جو روایت کی محمد بن بشار نے اسلئے کہ مراد
ابی داؤد کی اس قول سے (کہ حدیث احمد بن سعید کی اسنا
کی وہی صحیح ہے) یہ ہے کہ جو اسناد احمد بن سعید نے ذکر کیا یعنے
جو روایت کی انہون نے یعقوب بن عتبہ سے انہون نے جبیر بن محمد
ابن جبیر بن مطعم سے انہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اونکے دادا سے وہ صحیح تر ہے اوس
اسناد سے جو ذکر کیا ابن بشار نے جہان کہا انہون نے کہ
روایت ہے یعقوب بن عتبہ اور جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم سے
وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے وہ اونکے دادا سے اور
اسناد اور متن دونو مین بڑا فرق ہے اسلئے کہ صحت اسناد سے
صحت متن نہین ہو جاتی اور ضعف اسناد سے ضعف متن نہین
ہوتا جیسے کہ تصریح کی ہے امامون نے اصول حدیث مین
اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو بھی حدیث صحیح سے اوتر کر درجہ
حسن پر آویگی جیسے بیان کیا شیخ الجرح والتعدیل حافظ امام
ذہبی نے اللہ اون پر رحمت کرے اور اگر اوس کا ضعف

یہی تسلیم کیا جاوی اون لفظون سے جنکو روایت کیا احمد
بن سعید اکورابن مثنے اور عبد الاعلی نے تو یہی دلالت کرتی
ہے اوس مطلب پر کہ جسکے ہم درپے ہین اسلیئے کہ یہ فرمانا
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ وہ عرش چرچر
ہے جیسے پالان چرچراتا ہے سوار سے نص قطعی ہی اللہ تعالے
کی فوقیت کے ثابت کرنیکو عرش عظیم الشان کی اوپر سو اغور
کرکے تامل کرو اسلیئے کہ جو وہم کہ اسکے خلاف ہو منشا اوسکا
سراپا نافہمی ہے اور عدم تامل ابو داؤد کی روایت مین اور
ہمنے آگے ہی مذہب ابی داؤد کا نقل کر دیا ہے کہ اللہ تعالے
عرش پر ہی جیسے کہ کمالین مین وارد ہوا ہی ایک تنبیہ
امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ امام الائمہ ہین اور صاحب صحیح
انہون نے کہا ہے کہ جو قائل نہو اس کا کہ اللہ تعالے اپنے
آسمانون پر اپنے عرش کے اوپر ہے اپنی مخلوقات سے جدا
واجب ہی کہ اوس سے توبہ لیجاوے اگر توبہ کی تو خیر ورنہ
گردن مارا جاوے اور گھورے مین ڈالدیا جاوی کہ اوس کی
بدبو سے عرشی دماغ لوگون کو ایذا نہو اور نہ قبلہ والی لوگ
تکلیف پاوین اور نہ ذمی کفار ایذا اوٹھاوین روایت کی
یہ حاکم نے محمد بن صالح سے کہ وہ کہتے تھے سنا مین نے امام الائمہ

ابا بکر بن محمد بن اسحق بن خزیمہ سے کہ فرماتے تھے کہ جو اقرار
نکرے اسکا کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے اور استوا کیا ہی
اُسنے عرش پر آخر قول تک جو اوپر مذکور ہوا امام ذہبی نے
کہا ہے وفات پائی ابن خزیمہ نے سن تین سو بارہ مین ذکر
کیا اسکو ابو اسحق نے اور کہا کہ حکایت کی اونسے ابو بکر نقاش نے
کہ انہون نے کہا مین جب سے سولہ برس کا ہوا کسی تقلید نہین
کی اور حاصل کیا ہے انہون نے فقہ کو مزنی سے اور کہا مزنی
نے وہ حدیث مجھسے زیادہ جانتا ہے مین کہتا ہون کہ ابن خزیمہ
کے زمانہ ہی مین نہین جانتا کہ علم حدیث اور فقہ مین
کوئی اونکے برابر ہویا اونکے سی واقفیت رکھتا ہوا اور لوگ اونکے
زمانہ کے بعض ایسے بھی تھے کہ فقہ اونسے زیادہ جانتے تھے مگر حدیث
مطلق نجانتے تھے یا اوس کے بالعکس تھا مگر وہ تو علمون کا جامع
ہو نہین اونکے مثل کسیکو نہین جانتا اللہ اونسے تمام اور اماموں سے
راضی ہو اور ذکر کیا یہ مضمون ابن تیمیہ نے اپنی کتاب حمویہ مین
جو دو ہی جھونکا اور ذکر کیا ذہبی نے طبقات مین کہ کہا ابن
خزیمہ نے کہ جو اقرار نکرے کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر استوا کیا
ہے ساتون آسمان کے اوپر وہ کافر ہے اور اوسکا قتل روا ہے
اور مال اوسکی مسلمانون کی فئ ہے تمام ہوا قول ابن خزیمہ کا

ایک شیخ امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نے ذکر کیا اپنی کتاب مختلف الحدیث میں کہ جسمیہ کہتے ہیں اس قول میں اللہ پاک کے کہ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم کہ وہ پروردگار اون کے ساتھ ہے یعنی اونکے عملون کو جانتا ہے جیسے تو کسی سے کہتا ہے کسی مرد سے جسکو تو کسی شہر کیطرف روانہ کرتا ہے عذر تقصیر کو کہ میں تیرے ساتھ ہون مطلب یہ ہوتا ہے کہ تیری تقصیر مجھپر پوشیدہ نہیں اور کیونکر روا ہوگا جسکو کہو اللہ ہر مکان میں ہے اور وہان حلول کیا ہے باوجودیکہ کہ وہ فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی اور فرماتا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب تو کیونکر چڑھیگی اوسکی طرف کوئی چیز جب وہ خود اوس کے ساتھ ہوگا اور کیونکر چڑھینگے اوسکی طرف فرشتہ اور وہ خود اون کے ساتھ ہوگا اور اگر یہ لوگ اپنی فطرت کیطرف رجوع کریں اور اوسمیں خیال کریں جو اونکو خمیر میں رکھا گیا ہے اللہ تعالی کی معرفت سے تو جان لیں کہ وہ اللہ سب سے اونچا ہے بلند ہے اور ہاتہ اوسکی طرف دعا میں اوٹھائی جاتی ہیں اور ساری جہانکو لوگ عجم عرب کہتے ہیں کہ اللہ آسمان پر ہے جب تک چھوڑ دی جاویں اونکی پیدائش پر جو اونکے خمیر کہا گیا اور انجیل میں ہے کہ مسیح نے حواریون سے

کہا کہ اگر تم لوگون کے گناہ بخشو تو تمہارا باپ یعنی پالنے والا جو آسمان مین ہے تمہارا الہام بخشدیگا دیکہو آسمان کی چڑیون کو کہ وہ نہ کہیتی کرتی ہین نہ کہیت کاٹتی ہین اور وہ باپ یعنی پالنے والا اونکو رزق دیتا ہے اور اسکے مثل شواہد بہت ہین انکو چہوڑتے ہین امام عارف ابو عبد اللہ عمر بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اپنی کتاب اداب المریدین والتعرف الاحوال العباد مین جس باب مین کہ شیطان کی اون شرارتون کا بیان ہے جنکی جہہ سے وہ لوگون کو گمراہ کرتا ہے جب لوگ اوسکی بات نہین مانتے ہین اور اللہ کے ساتہ چنگل مارتے ہین تو شیطان اونکو خالق کی مقدمہ مین وسوسہ دیتا ہے تاکہ اونکی توحید کی حد کو بگاڑ دے اور ایک کلام طویل ذکر کیا یہانتک کہ کہا بہت بڑا وسوسہ اوسکا توحید مین تشکیل کا ہے یعنی خدا کے صفات مین شکلین بیان کرنی لگتی ہین یا صفات کو پروردگار کے مثل مخلوقات کے سمجھنے لگتی ہین یا بالکل اونکا انکار کرنے لگتی اور اوسکو معطل جان لیتے ہین اور پروردگار کے بڑائی کا اندازہ اون کے عقلون کی موافق سمجہا دیتا ہے پس وہ ہلاک ہو جاتے ہین اگر قبول کرتے ہین اوس کے وسوسون کو یا اونکے عقیدہ کی جڑین سست ہو جاتی ہین اگر اون وسوسون کو چہوڑکر علم کے طرف انہون نے رجوع نہ کیا اور اللہ عز وجل کی معرفت کو جیسا کہ آپنے خبر دی ہے اپنی ذات مقدس کی اور وصف کیا ہے اپنی ذات

۳۴۱ ۹۰ حسن بن علی سے وہ حسین سے وہ ابراہیم بن ہاشم سے وہ عباس بن عمرو فقیمی سے وہ ہشام بن حکم سے اوس زندیق کے بیان مین جو ابو عبد اللہ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام کی پاس آیا اور اوس نے اس آیت کا مطلب پوچہا الرحمن علی العرش استوی ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوس نے اپنی ذات کی یہی صفت بتائی اور اسیطرح وہ ہر شی پر مستولی یعنی غالب ہے اپنی خلق سے جدا

اور جیسا وصف کیا ہے اوسکے رسول نے اوسکو خوب تحقیق نہ
کیا یہانتک کہ کہا اللہ تعالے نے فرمایا تھا انا اللہ نہ کوہ طور
کے درخت نے اور اتیکم جو آنیوالا ہے نہ اوسکا حکم یعنے وجاء ربک کے
یہی معنی ہین کہ اللہ آپ قیامت کے دن آویگا اور وہ مستوی
ہے اپنے عرش پر اپنے عظمت اور جلال سے ہے اور اوسی نے
بات کی حضرت موسے سے اور اون کو اپنی بڑی بڑی نشانیان
دکہلائین اور موسے نے اوسکا کلام سُنا وہ وارث ہے اپنی
خلق کا سُنتا ہے اونکے آوازون کو اپنی آنکہہ سے دیکہتا ہے جسمون
کو دونون ہاتہ اوسکے کہلے ہوے ہین اور ہاتہ سے نعمت اور قدرت
مراد نہین ہے اوس نے پیدا کیا حضرت آدم کو اپنے ہاتہ سے
اور اسکے بہت سے باتین بیان کین امام ذہبی نے کہا جرح
کی یہ مثل جنید کے ہین اور کبار صوفیہ سے ہین اور اونکے عمدہ لوگون
ہین وفات کی انہون نے دوسو اکانوین سال مین بغداد مین اور
شہرت اونکی مشایخان طریقت مین ایسی نہین کہ محتاج بیان ہو
اللہ اون پر رحمت کرے اور راضی ہو۔ ایک سو پینتیس۔
امام ابو بکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم نبیلی ہین کہ وہ ایک امام ہین
اور حافظ ہین ائمہ وحفاظ حدیث سے جنہون نے تصنیفین کین
ہین اصفہان مین گذرے ہین دوسو نود سال مین انہون نے

کہا کہ ہم ایمان لاتے ہین اون اخبار پر جو ہم نے ذکر کی اور
وہ علم کا موجب ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین ہم اونکی
صحت پر اور واجب ہے تسلیم اونکی ظاہر معنی پر اور کلام نہ
کرنا بیچ اونکی کیفیت کے ہین اور ذکر کیا اوسمین اللہ پاک
کے اوترنیکا آسمان دنیا کیطرف اور استوا علی العرش کا
وغیر ذلک روایت کی یہ اوسنے ابن بطہ نے ابانہ مین اور
کہا روایت کی ہم سے عائشہ بنت احمد بن عمرو بن ابی عاصم نے
انہون نے کہا مجھ سے میرے باپ نے۔ ایک سو چھتیس ۳۶ جو کہا
امام سعد بن علی الریحان نے کہ پوچھا تمنے اللہ تمہاری مدد
کرے بیان اوس عقیدہ کا جو میرے نزدیک صحیح ہوا ہے مذہب
سلف سے اور صالحین خلف سے اللہ تعالے کی صفات مین
جو بیان ہوئی اثر سے خبر الکتاب اور جواب دیتا ہون مین تم کو
جو جواب دیا ہے بعض فقہا نے کہ وہ ابو العباس احمد بن عمر
بن سریج ہین چنانچہ جب اونسے صفات الہی کو پوچھا تو انہون
نے کہا حرام ہے عقلون پر کہ اوسکی مثال بیان کرین اور حرام
ہے وہمون پر کہ اوسکی تعریف بیان کرین اور حرام ہے
ہوشیارون پر کہ اوس کا وصف کرین مگر وہی وصف جو اوسنے
اپنی ذات کا خود کیا ہے اپنی کتاب مین اور بیان کیا ہے اپنی

رسول کی زبان سے اور صحیح ہوا ہے تمام اہل دین اور سنت
کو نزدیک ہمارے زمانہ تک کہ جمیع آیات اور سب اخبار جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اون سب پر ایمان لانا واجب ہے مسلمانوں کو
اور اوسکے معانی پوچھنا بدعت ہے اور اوسکے معنی کا جواب اپنے
طرف سے دینا کفر ہے اور زندقہ جیسے اللہ تعالے نے فرمایا هل
ينظرون الا ان يأتيهم الله في ظلل من الغمام یعنے
بھلا وہ منتظر ہے کہ آوے اونکے پاس اللہ تعالی سائبانوں مین
بدلی کے اور فرمایا او سنو الرحمن علی العرش استوی اور فرمایا
وجاء ربك والملك صفا صفا ۔ اور جو آیتین اسکی مثل
ہین جنکے ساتھ قرآن ناطق ہوا ہے مانند اوپر ہونے پروردگار
کے اور نفس کے اور دونو ہاتھون کے اور سمع و بصر کے اور آنے
کیطرف کلام طیب چڑھنے مین اوسکے ہنسنے اور تعجب کرنے مین
اور اسکی ہر رات اوترنے مین یہانتک کہ کہا انہون نے
اعتقاد ہمارا ان صفتون مین اور آیات متشابہات مین قرآن
یہ ہے کہ ہم ان سب کو قبول کرتے ہین اور نہ انکو رد کرتے ہین
نہ تاویل کرتے ہین جیسے تاویل کرتے ہین مخالفین اور نہ اوسکی تشبیہ
دیتے ہین جیسے مشبہ تشبیہ دیتے ہین اور نہ اونکا ترجمہ کرتے ہین سوا
لغت عربیہ کے اور تسلیم کرتے ہین ظاہر خبر کو اور محمول کرتے ہین

ہر آیت کو اوسکی ظاہر پر جیسی اوتری ہے امام ذہبی نے فرمایا کہ
انہون نے بہت سے چیزین اور ذکر کی ہین جن کو ہم نے مختصر کر دیا
اور وفات پائی ابن شریح نے سن تین سو چھ مین بغداد مین اور
ذکر کیا اونکا ابو اسحق نے طبقات مین فقہا کے اور کہا کہ وہ بڑے
فقہاء شافعیہ سے تھے اور مسلمانون کے امامون سے تھے اور
فضیلت رکھتے تھے تمام اصحاب شافعی پر یہانتک کہ افضل تھے
مزنی سے اور سنا مین نے ابو الحسن شیرجی سے کہ فہرست ابی العباس
کی یعنی تصنیفات اونکے چار سو تک پہونچتی ہے اور ابو حامد اسفراینی
کہتے تھے کہ ہم برابری کرتے ہین ابی العباس سے ظاہر با تون مین
فقہ کے نہ اوسکی باریکیون مین اور حاصل کیا تھا علم انہون نے
ابی القاسم انماطی سے اور اونہی سے فقہ شافعی کی تمام جہان مین
پھیلی **ایک سو سینتیس ۱۳۷** جو روایت کی ابن بطہ نے ابو الحسن
احمد بن زکریا بن یحیٰے ساجی سے کہ انہون نے کہا کہ میرے
باپ نے کہا کہ سنت کا مقولہ جسپر مین نے اپنے ساتھ والون اہل حدیث
کو دیکھا یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی عرش پر ہے اپنے آسمانونکے
اوپر قریب ہوتا ہے اپنی بندونسے جسطرح چاہتا ہے اور امام ذہبی
نے طبقات مین کہا ہے کہ احمد بن زکریا نے کہا مین نے اپنے باپ
سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مقولہ اہل سنت کا جسپر مین نے دیکھا

۳۴۵

اون اہل حدیث کو جن سے مین ملا ہی کہ اللہ تعالے اپنے
عرش پر ہے اپنے آسمانون کے اوپر قریب ہوتا ہے اپنی خلق
سے جسطرح چاہتا ہے اور ذکر کیا انہون نے باقی اعتقاد
کو پہر کہا ذہبی نے کتاب العرش مین کہ وفات پائی انکو باپ نے
یعنے ذکریا بن یحیے ساجی نے جو شیخ ہین ابی الحسن اشعری کے
فقہ اور حدیث مین اور امام ہین اہل البصرہ کے اپنے زمانہ مین
سن تین سو سات مین ذکر کیا یہ ابو اسحق نے اور کہا علم
حاصل کیا انہون نے ربیع اور مزنی سے اور اون کے ایک
کتاب اختلاف الفقہا ہے اور کتاب علل الحدیث - **ایات ستو
ارتیس** - امام علامہ محمد بن جریر طبری ہین امام ذہبی فرماتے
ہین کہ ہم کو خبر دی احمد بن ہبۃ اللہ ابن عساکر نے انہون نے کہا خبر
دی ہمکو زین الامنا حسن بن محمد نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو
ابو القاسم حسین بن حسن اسدی نے سن پانسو اٹہائیس مین انہون
نے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو القاسم ابن ابو العلا ابن ابی نصر نے
کہا کہ ہم کو خبر دی عبد الرحمن نے کہا کہ ہمکو خبر دی ابو سعید دینوری
جو متن ہین محمد بن جریر کے کہ انہون نے لکہا پڑہا انہون نے ابو
جعفر محمد بن جریر طبری سے اور مین سنتا تہا اون کے عقیدہ کو
اور اوسمین یہ تہا کہ کافی ہے آدمی کو یہ کہ جان لے کہ رب اوسکا

وہی ہے جو عرش پر استوی کئے ہوئے ہے اور جس نے اس سے
تجاوز کیا اور باتون کیطرف وہ محروم ہوا یعنے نعمت دینی سے
اور نقصان مین پڑا یعنے جہمی وہی گرفتار نافہمی ہوا تمام ہوا قول
اونکا ابن حزم نے فرمایا ہے کہ مین نے روئے زمین پر کسیکو
ابن جریر سے بڑھکر ذیعلم نہین دیکھا اور سیوطی نے کہا کہ ابن جریر
اجتہاد مطلق کے درجہ کو پہونچے تھے اور جمع کیا انہون نے ایک
مذہب مستقل اور تقلید کی بہت لوگون نے اور اونکے مذہب پر
قاضیون نے حکم دیا اور فتوے لگایا اور اونکو جریریہ کہتے ہین
اور کہا خطیب نے ابن جریر امام ہین اور اون اماموں سے ہین کہ
مسائل کیلئے اون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے اور اونکے حکمون پر
چلا جاتا ہے اور امام ذہبی نے کہا محمد بن جریر ایک بڑے اماموں
مین سے ہین تفسیر و حدیث و فقہ و تاریخ مین اپنے زمانہ مین اور
اونکی تصنیفات بہت ہین کہ ذکر کیا اوسکا ابو اسحق نے اور
کہا کہ وہ مذہب پر تھے قاضی ابی فرج معافی بن زکریا الہندوانی
کے اور ابن طرار کے لقب سے مشہور ہین اور کہا کہ ابو الفرج یہ فقیہ ادیب شاعر و عالم
بجمیع علوم تھے اور ذکر کیا اون کا خطیب نے اور کہا وہ ایک ایسے علما مین تھے کہ
اون کے قول پر حکم دیا جاتا ہے اور اون کے رائے کی طرف
رجوع کیا جاتا ہے اور انہون نے ایسے علم حاصل کئے تھے
جسمین اونکا شریک کوی نہ تھا اون کے زمانہ مین اور وہ

عارف تھے قرآن کے اور نگاہ رکھتے تھے علم منقول میں فقیہ
تھے احکام قرآن کے عالم تھے سنن اور اوسکے طریقوں کی اور
پہچانتے تھے حدیث کی صحیح اور سقیم کو اور ناسخ و منسوخ کو اور عارف
تھے اقوال صحابہ اور تابعین کے احکام حلال و حرام میں اور سنا
ہے علی بن عبد اللہ کفوی سے کہ وہ حکایت کرتے تھے کہ محمد بن
جریر چالیس برس تک ہر روز چالیس ورق لکھتے تھے اور کہا
ابو حامد اسفرائنی فقیہ نے کہ اگر کوئی سفر کرے چین تک اسلئے
کہ اوسکو تفسیر محمد بن جریر ملے تو اوسنے کچھ بڑا کام نہیں کیا یعنی
تھوڑی محنت میں بڑی دولت ملی اور ایسے ہی بات فرمائے
کہ مضمون اوسکا یہی ہے اور امام الائمہ ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ
روی زمین پر کوئی عالم میں ابن جریر سے زیادہ نہیں میں کہتا ہون
کہ جو انصاف چاہے اونکی تفسیر دیکھے اور آیات صفات اور
علو کے مقام میں نظر کرے کہ اوسمین سے اللہ تعالی کا یہ قول
ہے ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ کہ نقل کیا انہون نے ربیع
بن انس سے کہ استوا بمعنی ارتفع ہے اور اس آیت کی ذیل میں
کہا ہے عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کہ بٹھالیوے گا
اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر روا
کی یہ مجاہد سے کہ روایت کی انہون نے کسی شخص نے کہا کہ

کوئی فرقہ اہل اسلام سے اسکا منکر نہین اسلئے کہ ٹہر گئی ہے یہ بات اون سب کی نزدیک کہ اللہ تعالے عرش پر ہے اور سوا جہمیہ کے کوئی اسکا منکر نہین اور کتاب التبصرہ مین کہا ہے جو اون کی تصنیف ہے کہ قول محقق اون علمون مین جو ثابت ہوئی صفات الٰہی مین آیت سے اور حدیث سے جیسے خبر دی اللہ تعالی نے کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور اوسکے ہاتہہ ہین چنانچہ فرمایا بل یداہ مبسوطتان اور خبر دی کہ اوسکا منہہ ہے چنانچہ فرمایا ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور خبر دی کہ اوسکے قدم ہین چنانچہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکہہ دیویگا پروردگار قدم اپنا یعنے دوزخ مین اور خبر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ملاقات کریگا وہ اور ہنستا ہوگا اور خبر دی کہ وہ اوترتا ہے آسمان دنیا کیطرف اور خبر دی کہ اوسکی اونگلیان ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی دل ایسا نہین جو دو انگلیون مین نہو رحمن کی اونگلیون سے یہہ ہے کہ یہ سب معانی کہ جن سے وصف کیا گیا وہ تعالے اور مانند اسکے جتنی اور صفات ہین کہ وصف کیا اللہ تعالی نے اپنی ذات پاک کا کہ حقیقت ان علمون کی نہین ثابت ہو سکتی فکر سے اور جو کنہی سے بتا جاوے کوئی اونکا منکر نہین ٹہر جاتا

مگر جبکہ یہ روایتین اوسکے پاس تک پہونچ جاتے ہین یعنی بعد وصول روایت کی جو منکر ہوتا ہے وہ منکر ٹہرتا ہے روایت کی

یہ بات اونسی قاضی ابو یعلی فرا نے اپنی ابطال التاویل مین

ایک سو تئیسوین [۱۲۳] جو روایت کی خطیب نے تاریخ مین عبد اللہ بن محمد قرشی سے ابی محمد بن سامی سے کہ روایت کی مجھسے ابو مسلم کجی نے انہون نے کہا کہ نکلا مین ایک دن اور حمام کہلا دیکھا آخر شب مین سو مین حمامی سے کہا کہ کوئی حمام مین داخل ہوا اوسنے کہا نہین پھر مین داخل ہوا پہر جسوقت مینے دروازہ کہولا مجھسے ایک شخص کہنے لگا ابو مسلم اللہ کی تابعداری کر کہ تو بچے پہر یہ شعر پڑہا ابیات لك الحمد اما الاعلی نعمته والا علی نقمته تدفع. تشاء و تفعل ما شئته و تسمع من حيث لا یسمع۔ مین نے کہا اور جلدی حمام سے نکلا گہرایا ہوا اور حامی سے کہا کہ تونے تو مجھسے کہا تھا کہ حمام مین کوئی نہین ہے سو اوسنے کہا کہ تمنے کچھ سنا سو مینے اوسکو خبر دی اون شعرون کی سو حامی نے مجھسے کہا کہ یہ ایک جن ہے کہ ہمیشہ ہمکو نظر آتا ہے اور یہی اشعار پڑہا کرتا ہے سو مینے اوس سے کہا کہ اوسکو کچھ اور بہی اشعار تیرے پاس ہین وہ نے کہا ہان اور یہ ابیات پڑہے ابیات ایہا المذنب المفرط مهلا۔ کم تمادی تکسب الذنب

جہلا۔ کم وکم تسخط الخلیل بفعل یسمج وہو یحسن الصنع
فضلا۔ کیف تھدی جفون من لئیس یلہ ری۔ ارضی
عنہ من علی العرش ام لا۔ **مترجم** اور ترجمہ ابیات
اول کا اردو مین یہ ہے ابیات سب مین تعریفین تجھے
میرے خدا ہی سب تو ہے سزاوار ثنا ہو خواہ نعمت دیوے
یا دیوی عذاب ہو ہر طرح ہی حمد تجکو ای جناب ہو جو کہ ہے تو
جانتا کرتا ہے دو ہو اور سنتا ہے سب ہونگی گفت و گو ہو جس جگہ
سے کوئی سن سکتا نہین ہو تو ہی سنتا اوس جگہ سے بالیقین
اور ابیات ثانی کا **ابیات** ای گنہ گار تو تامل کر۔ تو کہان
تک رہیگا ایسا نڈر۔ کب تلک تو گنہ کریگا بھلا۔ جہل کی کب تلک
ہو تجہہ پہ بلا۔ دوست کو کب تلک کریگا خفا جسکا ہی فضل دائما
ہوتا۔ سووین کیونکر وہ آنکہین غفلت مین۔ اور رہین کب
تلک جہالت مین۔ جو نجانین کہ وہ خدائے کریم۔ ذات جسکی کہ
ہی بعرش عظیم۔ ہمسی راضی ہے یا خفا ہے وہ۔ کب بہلا آوے
مینڈ ایسونکو۔ تمام ہوا مضمون اونکا۔ **ایک سو چالیس**
امام حافظ رئیس احناف ہین فقہ اور حدیث مین یعنی ابوجعفر
احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ اپنی عقیدے
مین ذکر کرتے ہین سنت اور جماعت کا نہایت کی مذہب ہے

موافق جیسے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمہم اللہ تعالی
علیہم کہ ہم اللہ تعالی کی توحید مین کہتے ہین اور اعتقاد رکھتے ہین
کہ اللہ اکیلا ہے کوئی شریک نہین اوسکا اور نہ کوئی شے اوسکی
مثل ہی ہمیشہ اپنی صفتون مین قدیم رہا ہے قبل پیدا کرنے اپنے
مخلوق کے اور قرآن کلام اللہ کا ہے اوسی سے شروع ہوا ہے بغیر
کیفیت کی اور اوسنے کہا ہی اور اوتارا اوسکو اپنی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر بطور وحی کے اور تصدیق کی مومنون نے اوسکی
سچی دل سے اور یقین کیا کہ وہ اللہ کا کلام ہے حقیقت مین
اور مخلوق نہین ہے اور جس نی اوس کلام پاک کو سنا اور
کہا کہ وہ کلام بشر کا ہی وہ کافر ہوا اور دیدار فرحت آثار پروردگار
کا حق ہی جنت والون کی لئے بغیر احاطہ اور کیفیت کی اور جو کچھ
وارد ہوا ہی ان صفتون مین سے صحیح طور سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سو وہ ویسا ہی ہے جیسا حضرت نی فرمایا
اور معنی اون سب کی وہی ہین جو آپ نے ارادہ کیا ہم اوسکی
تاویل کرکے دخل نہین دیتے اپنے رای لئے اور اسلام کا قدم
نہین جمتا مگر ان سب باتون کی تسلیم پر اور ان کی قبول کرنے
پر پھر جسنے قصد کیا اوس امر کا جو علم مین نہ آوے اور قناعت
نکی ساتھ تسلیم کی اوسکی سمجھ نے تو وہ توحید کے خالص را سے

روکا گیا اور ایمان کا صحیح راستہ اوسکو نہ ملا - یہانتک کہ کہا
کہ عرش اور کرسی حق ہی جیسے بیان کی اللہ تعالے نے اپنی
کتاب مین اور وہ بے پرواہ ہے عرش سے اور بے
پرواہ ہی عرش کے سوا اور سب چیزون سے محیط ہی ہر چیز کو
اور سب کے اوپر ہے اور ذکر کیا سب عقیدہ کہا امام ذہبی
کہ ذکر کیا ابو اسحق نے طبقات الفقہا مین ابو جعفر طحاوی کو اور
کہا کہ اون تک تمام ہوگئی ریاست علی اصحاب ابی حنیفہ کی مصر
مین حاصل کیا تہا انہون نے علم کو ابی جعفر بن ابی عمران اور
ابی حازم وغیرہ سے اور تہے شافعی پڑہا کرتے تھے مزنی سے سو
ایک دن مزنی نے کہا قسم ہے اللہ کی تم سے کچہ نہوا - سو اونسے
غصہ ہوگئی اور ابن ابی عمران کے پاس آگئے پہر جب اپنا مختصر
انہون نے تصنیف کیا تب کہا کہ مزنی اگر زندہ ہوتے تو اپنی
قسم کا کفارہ دیتے اور تصنیف کی اختلاف علما اور انتقال
کیا سن مین سو اکیس ہی اور عمر اون کی اسی برس کی تہی اکیو
اکتالیس ہی امام حافظ ابن حافظ ابو بکر بن ابی داؤد سلیمان بن
اشعث سجستانی ہین کہ کہا ابیات تمسک بحبل اللہ واتبع الہدے
ولا تک بدعیا لعلک تفلح - ودن بکتاب اللہ والسنن التے
انت عن رسول اللہ تنجو وتربح - وقل غیر مخلوق کلام ملیکنا -

بذلک وان الاتقیا۔ واقصوا   فلا تک فی القرآن بالوقف

قائلا۔ کما قال اتباع الجہم واسمعو ولا تقل القرآن خلق قرات

فان کلام اللہ باللفظ یوضح۔ وقد انکر الجہمی ایضا بینہ۔ کلتا یدیہ

بالفواضل تنفح۔ وقد ینزل الجبار فی کل لیلۃ۔ بلا کیف جل الواحد

متمدح۔ الی طبق الدنیا یمن بفضلہ۔ فتفرج ابواب السماء وتفتح

روی ذلک قوم لا یرد حدیثہم۔ الا خاب قوم کذبوہم واقبح

اور ترجمہ انکا اردو میں یہ ہے ابیات۔ متمسک کر تو حبل اللہ

کا اوپر۔ ہدی کی پیروی کر اے برادر۔ نہو تو مدعی حق کا سوا

کا۔ کہ پاوے تو نجات ای صاحب ما۔ کتاب اللہ اور سنت

کے پاس آ۔ کہ ہے ادسمین نجات ای شاہ والا۔ نجات دینا

ہے بس اسمین۔ سوا اسکے نہین مطلب کسی مین۔ کلام حق نہین

مخلوق اے یار۔ یہی ہی اتقیا کا قول پرکار۔ نکر اسمین ذرا بھی تو تامل

کہ جیسے جہمیہ کرتے ہین بالکل۔ یہ لفظین نہین مخلوق اسکی۔

یہ لفظین ہین خدا کی خود ہین بولی۔ کلام حق ہین ہین الفاظ اور حرف

نہین جیسے سمجھتا جو ہی کم ظرف۔ ہین دو نو ہاتہ ہی اوسکے محقق

ہی نیکون کا ہے قول محقق۔ اوترتا ہے وہ ہر شب آسمان پر

بلا کیف ای اخی نیک وبہتر۔ کہلا کرتے ہین دروازے سما کے

خدا کی فضل سے ای یار میرے۔ روایت ایسی لوگون نے یہ کی ہے

کہ بات اون کی نہین رد ہو سکی ہے۔ جو منکر اسکا ہے محروم
ہے وہ ہی منکر فضل حق کا اور بد خو۔ اور اون کی ابیات اور
ہین کہ مینے آونمین سے مختصر کیا اور ابن ابی داؤد نے کہا یہی
میرا قول ہے اور میرے اوستادونکا اور یہی قول تہا اون بزرگونکا
جن سے مین ملا اہل علم سے اور یہی قول ہے اون لوگون کا جن کو
مین نے نہین دیکہا اور ایسا ہی پہونچا ہے اونسے ہمکو پہر جس نے
سوا اسکے اور کچہہ کہا وہ جہوٹا ہے روایت کیا یہ اعتقاد اور
یہ اجماع اوسنے بہت لوگون نے کہ اونہی مین ابن بطہ بہی ہین
جنہون نے ابانہ مین ذکر کیا اسکا اور اونہی مین آجری ہین
اور تصنیف کی اونہون نے ان ابیات کی ایک شرح امام ذہبی
نے کہا ابو بکر یہ کبار ائمہ محدثین مین ہین اور وہ اپنے والد
کی مثل ہین حفظ مین اور معرفت حدیث مین اور کتاب المصاحف
اور کتاب شریعت القاری اونہی کی ہے کہ اوسمین بہت سے
آثار اور غرائب ایسی لائے ہین کہ دلالت کرتے ہین اوپر اتساع
روایت اور فضیلت اون کی اور وفات پائی انہون نے
سن تین سو ساٹھ مین۔ **ایکسو بیالیسوین** امام ابو عبد اللہ
ابراہیم بن محمد بن عرفہ النحوی لقب نفطویہ ہین کہ اونہون نے کتاب
الرد علی الجہمیہ مین جو اون کے تالیف ہی کہا ہے کہ روایت کی

ہم سے داؤد بن علی سے کہ اونہون نے کہا ہم ابن اعرابی
کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ الرحمن علی العرش
استوی کے کیا معنی ہین تو انہون نے فرمایا وہ تعالے اپنے
عرش پر ہے اور اوسی پر اوسنے استوا کیا ہے جیسی کہ خبر دی
اوسنے تو اوس نے کہا ایسا نہین بلکہ معنی اوسکی یہ ہین کہ غالب
ہوا ابن اعرابی نے کہا چپ رہ تو نہین جانتا کہ یہ عرب کے لوگ
استولی اوسی جگہ بولتے ہین جہان دو شخصون مین ضد ہو
پھر جب ایک جیتتا ہے تو کہتے ہین کہ وہ اوس سے مستولی ہوا اور اللہ
کوئی ضد نہین کر سکتا اور وہ اپنے عرش پر ہے جیسی خبر دی
اوسنے اور سنا مین داؤد بن علی سے کہ کہتا تھا میرے سے
سبحان ربی الاسفل اور یہ جہل اور نادانی ہے اوسکی اور
رد کرنا ہے اللہ کی کتاب کو اس لئے کہ وہ کہتا ہے ءامنتم
من فی السماء ذہبی نے کہا ابو عبداللہ یہ ایمہ عربیہ اور
لغت مین سے ہین اور نہایت مشہور ہین اور ہم عصر ہین ابن
ابی داؤد اور اوون کے اصحاب کے **ایک سو تینتالیس**
حافظ ابو محمد یحیی بن محمد بن صاعد ہین کہ اونہون نے کہا
یہ فضیلت عرش پر بیٹھنے کی جو ہے اسکو ہم رد نہین کرتے
اور نہ اوسنے معنون مین تکرار کرتے ہین اور نہ اوسمین کلام

کرتے ہین اور نہ کلام کرتے ہین ہم کسی ایسی حدیث مین جسمین فضیلت ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسیطرح کی روایت کی یہ بات اجری نے کتاب الشریعت مین جس باب مین خصوصیات ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقام محمود وغیرہ سے بعد حدیث مجاہد کے جو آگے گذرے امام ذہبی نے کہا ابن صاعد یہ بڑے حفاظ حدیث مین سے ہین اور بہت مشہور ہین وفات پائی سن تین سو اٹھارہ مین ۔ **ایکسو چوالیس** ۱۴۴ امام ہمام رئیس اشاعرہ ابو الحسن علی بن اسمعیل اشعری ہین کہ وہ اپنی اوس کتاب مین جسمین اختلاف گمراہ فرقون کا اور مقولے اہل اسلام کی نقل کیتے ہین غرض ذکر کیا اونہون نے روافض اور خوارج اور مرجیہ اور معتزلہ اور جہمیہ وغیرہم کا پہر ذکر کیا قول اہل سنت کا اور اصحاب حدیث کا اور خلاصہ اونکے قول کا اقرار کرنا اللہ کا اور فرشتون اور کتابون اور رسولون کا اور جو خبرین آئین ہین اللہ تعالیٰ سے کہ روایت کیا اون کو ثقات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین رد کرتے اونمین سے کوئی بات کو اور یقین کرتے ہین کہ اللہ تعالے اکیلا ہے نرالا ہے اکیلا ہے بے پرواہ ہے معبود نہین کوئی سوا اوسکے نہ اوسکی جورو ہے نہ لڑکا اور محمد اوس کے بندے ہین اور اوسکے رسول اور جنت

حق ہی اور قیامت سچ ہے اور قیامت ایکدن آنیوالی ہے کہ
اوسمین کسی طرحکا شک نہین اور اللہ تعالے قبروالون کو
اوٹھاویگا اور اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے جیسے کہ اوسنے
فرمایا الرحمن علی العرش استوی اور اوسکو دونون ہاتھ ہین
بلاکیف جیسے کہ فرمایا اوسنے لما خلقت بیدی یعنی کیون سجدہ
نہ کیا تونے ای ابلیس اوس چیز کو کہ مین نے اپنے دونون ہاتھون
سے بنایا تہا اور ذکر کین تمام صفتون کو پہر ثابت کیا اون کو
آیتون سے یہانتک کہ کہا اونہون نے کہ مسلمانون نے قبول
کیا ہے روایات صحیحہ کو اور وہ سب تصدیق کرتے ہین اون
حدیثون کی جو آئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب
مین کہ پروردگار اوترتا ہے آسمان دنیا پر اور فرماتا ہے کہ کوئی
مغفرت مانگتا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اور نہین کہتے
ہین کہ یہ صفات کیونکر ہین اور کیسے ہین اسلئے کہ یہ بات بدعت
ہے اور اقرار کرتے ہین وہ سب کہ اللہ تعالے آویگا قیامت
کے دن جیسے کہ فرمایا اوسنے وجاء ربک والملک صفا صفا
اور اللہ تعالی قریب ہوتا ہے اپنی خلق سے جسطرح چاہتا ہے
جیسے کہ فرمایا اوس نے نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور
بہت چیزین ذکر کین اصول سنت کی یہانتک کہ کہا اور سبب

چیزیں وہ ہیں جنکا اہل اسلام حکم کرتے ہیں اور بنا دیتے ہیں
ہیں اور روا رکھتے ہیں اور یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ استوا
کو استیلا یعنی غلبہ کے معنون میں لینا درست نہیں اور یہ جتنے
چیزیں ہم نے ذکر کیں ان سب کے ہم قائل ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے
اور ہمارے تئین اللہ ہی نے توفیق دی ہے اور ذکر کیا اونہوں
نے اس کتاب میں ایک باب اس مضمون کا کہ آیا جائز ہے یہ
کہنا کہ اللہ تعالے ہر مکان میں ہے یہانتک کہ کہا اختلاف
کیا ہی لوگون نے اسمین سترہ قول تک اونہی میں ہیں اہل سنت
اور اصحاب حدیث کہ اونہوں نے کہا ہی کہ وہ تعالی جسم نہیں
اور نہ مشابہ ہی کسی چیز کے اور وہ عرش پر ہی جیسے کہ فرمایا الرحمن
علی العرش استوی۔ اور ہم اللہ سے آگے بڑہکر بات نہیں کرسکتے
بلکہ ہم کہتے کہ اوس نے استوا کیا ہے بلا کیف اور اوسکے دو ہاتہ ہیں
جیسے کہ اوسنے کہا خلقت بیدی اور وہ اوترتا ہے آسمان
دنیا کیطرف جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور معتزلہ نے کہا ہی کہ استوا
علی العرش بمعنی استولی ہے اور معتزلہ کا قول ہے کہ ہاتہ سے مراد
نعمت ہی تجری باعیننا سے مراد اوسکا علم ہے امام ذہبی نے
کہا کہ ابو الحسن اشعری نے کتاب جمل المقالات میں کہا ہے کہ میں نے
دیکہا ہی اوسکو خط سے علی بن شاذان کے کہ اوسنے لکہا اسمین ...

ستر برکیی سال مین مانند اس کلام کے اور مضمون اوسکا اصحاب حدیث کی قول مین گذرا اور اونہون نے فرمایا ہے اوس کتاب مین اپنی جسکا نام ابانہ ہے استوا کی باب مین یہانتک کہ کہا ایک کہنے والے نے کہ کیا کہتے ہو تم استوا مین تو کہا گیا اوس سے کہ ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالی مستوی ہی اپنے عرش پر جیسے کہ اوسنے فرمایا۔ الرحمن علی العرش استوی۔ اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ اور فرمایا بل رفعہ اللہ الیہ اور فرمایا یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ اور فرمایا فرعون کے قول سے کہ اوسنے کہا یا ہامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا غرض فرعون نے موسی علیہ السلام کو اس کہنے کو جہوٹلایا کہ اللہ آسمانون پر ہی اور فرمایا اوس عزت والے ذات نے ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض یعنی کیا بیخوف ہو گئی تم اوس سے جو آسمان کے اوپر ہے اور عرش آسمانون کے اوپر ہے پہر جب عرش آسمانون کے اوپر ٹہا جب ہی تو اللہ تعالی نے ءامنتم من فی السماء فرمایا اسلئے کہ وہ عرش پر مستوی وہی عرش پر جو آسمانون کے اوپر ہے اور جو آسمانون کے اوپر ہے وہ برتر ہے آسمانون سے پس عرش برتر ہے

آسمانون سے اور ا امنتم من فی السّماء سے سب آسمان مراد نہین ہے بلکہ مراد اوس سے عرش ہے کہ وہ سب آسمانون کے اوپر ہے تم دیکہتے نہین کہ اللہ عز وجل نے ذکر کیا آسمانون کا اور فرمایا وجعل القمر فیہن نورا غرض اس سے یہ مراد نہین ہے کہ چاند اون سب آسمانون مین بہرا ہوا ہے اور چاند اون سب آسمانون مین ہے یعنے فی اس مقام مین بمعنے علی ہے اور ہم نے دیکہا مسلمانون کو کہ وے سب اپنے ہاتہ اوٹھاتے ہین آسمان کیطرف جب دعا کرتے ہین اسلئے کہ اللہ تعالی اوس عرش پر ہے جو آسمانونکے اوپر ہے غرض اگر اللہ تعالے عرش پر نہوتا تو وہ اپنے ہاتہ نہ اوٹھاتے عرش کی جانب کو جیسے کہ وقت دعا کے وہ زمین کیطرف ہاتہ نہین جہکاتے ہیں ایک فصل مین کہا کہ معتزلہ اور جہمیہ اور حروریہ کہتے ہین کہ الرحمن علی العرش استوی کے معنی غالب ہوا اور مالک ہوا اور اقرار کیا انہون نے کہ اللہ تعالے ہر مکان مین ہے اور انکار کیا اسکا کہ وہ اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اہل حق نے کہا ہے کہ وہ عرش پر ہے اور بعضون نے استوا کو معنے قدرت لیا ہے غرض اگر یہی معنے ہوتی تو عرش اور ماسوای عرش مین کچہہ فرق نہوتا اسلئے کہ اللہ تعالی سب چیز پر قادر ہے یہانتک کہ نجاسات اور خس و خاشاک پر اور جتنے چیزین عالم مین ہین اوپر

اگر مستوی کو بمعنے مستولی اور غالب کے لو تو لازم آتا ہے اللہ تعالی
مستوی ہو سب چیزون پر یہانتک کہ مستوی ہو عرش اور زمین
پر اور آسمان پر اور خس و خاشاک اور نجاسات وغیرہ پر اسلیئے
کہ وہ سب پر قادر ہے اور ہر چیز پر قادر ہے اور جب ہر چیز
پر وہ قادر ہوا اور کسی مسلمان کے نزدیک یہ روا نہین ہے کہ
کہین کہ اللہ مستوی ہے خس و خاشاک پر اور بیت الخلا پر تو لازم
آیا کہ یہ بھی کہنا جائز ہو کہ وہ مستوی ہے عرش پر اسکے یہ معنی ہین
وہ غالب ہوا کہ غلبہ تو عام ہے سب چیزون کو اور واجب ہوا
یہ کہ معنی استوا کے ایسے لیئے جاوین کہ وہ خاص ہوان ساتھ عرش کے
اور نپائے جاتے ہون سوا اوسکے کسی مین اور ذکر کی انہون نے
دلائل کتاب اور عقل کے سوا اوسکے بہت سے کہا امام ذہبی نے
نقل کی امام ابوبکر بن فورک نے یہی بات جو اسکے گذری
اصحاب حدیث کے قول سے اور روایت کی وہ امام ابو الحسن
اشعری سے کتاب المقالات والخلاف بین الاشعری و ابی محمد
بن عبد اللہ بن سعید بن کلاب کی جو اون کی تالیف ہے غرض اس
مین کہا کہ پہلی فصل اوس بیان مین جو ذکر کیا ہمارے شیخ ابو الحسن
نے کتاب المقالات مین جسمین جملہ اصحاب حدیث کے اقوال مذکور
ہین پہر اوسکے آخر مین کہا کہ ہم اس سب کے قائل ہین پہر بیان کیا

ابن فورک کی وہی قول بعینہ ہیر اوسکے آخر مین کہا کہ یہی تحقیق ہی
جو اون کی قول سے ثابت ہے اور وہ اسیکو اصول کی معتقدین
جو قواعد مین اصحاب حدیث کی اور راساس ہین اونکو توحید کی او
کہا حافظ ابو العباس احمد بن ثابت طرقی نے کہ مین نے ابو الحسن
اشعری کی کتاب مین پڑہا ہے جسکا نام ابانہ ہے اون دلیلونکو
جو ثبت استوا مین کہ اونمین سے ایک یہ دلیل ہے کہ اہل اسلام
جب راغب ہوتی ہین اللہ تعالی کیطرف اور رجوع کرتے ہین اوسکی
جانب تو کہتی ہین یا ساکن العرش اور اپنی قسم مین کہتی ہین قسم
ہی اوسکی جو ساتون آسمان کی پردے پر ہے طرقی نے کہا یہ خود
ہی اس حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ
تعالی نے سات آسمان بنائے ہیر اختیار کیا اون سب کی بلند مقام
کو اور سکونت کی وہان اور امام ابو القاسم قشیری نے کہا اہل
سنت کی بیان مین کہ نہین انتقام لیا انہون نے یعنے ابو الحسن اشعری
نے مگر اسبات کا کہ ثابت کیا انہون نے تقدیر کو اللہ کے لئے
یعنے اسی سبب سے اہل بدعت نے اونکی ایذا دی اور ثابت کیا انہون
نے صفات جلال کو اللہ تعالے کی جیسے قدرت اور علم اور حیات
اور سمع و بصر اور وجہ اور ید ہی اور ثابت کیا کہ قرآن اوسکا کلام
غیر مخلوق ہے روایت کی ہی اونسے فراء نے اور روایت کی و

کہ کہا سنا مینے ابی علی دقاق سے کہ کہتے تھے سنا مینے زاہر بن احمد
فقیہ سے کہ کہتے تھے انتقال کیا اشعری نے اور سر اونکا میری گود
مین تہا اور وہ حالت نزع مین کہتے تھے کہ لعنت کرے اللہ تعالے
معتزلہ کو کہ اونہون نے متغیر کردیا اور بدل دیا یعنے نصوص کو اور
کہا حافظ ابو القاسم ابن عساکر نے تبیین کذب المفتری علی الشیخ
ابی الحسن الاشعری مین جو اونکی تالیف ہی کہ جب ابو الحسن نیک
عقیدہ تھے جیسا مذکور ہوا اور نیک مذہب تھے اہل معرفت اور
اہل شناسائی کی نزدیک اور موافق تھے اکابر علماؤ کی مذہب کے تو
اب قدح نہین کرتا ہے کوئی اونکی مذہب پر مگر جو اہل جہل اور عناد
مین سے ہی تو ضرور ہوا کہ اون کا عقیدہ بیان کیا جاوے جو اونکی تالیف
مین ہے تاکہ اونکا حال بخوبی واضح ہوجاوے اور صحت عقیدت اونکی
سب پر روشن ہوجاوے سو سنو کہ اونہون نے ابانہ مین کہا ہے
سب تعریف ہے اللہ اکیلا زبردست بزرگی والے کو جو نرالا ہے اپنی
ہونی مین بزرگی والا ہے بڑائی والا کہ نہین پہونچتے اوسکو صفات
بندون کی اور نہین ہے اوسکا کوئی مثل اور نہ شریک اور ذکر
کی اونہون نے بہت چیزین یہانتک کہ کہا بعد اسکے کہ رد کیا
انہون نے معتزلہ اور قدریہ اور جہمیہ اور رافضیہ پر اور کہا کہ اگر
کوئی کہے کہ انکار کیا تمنے معتزلہ اور قدریہ اور جہمیہ اور ضروریہ کے

باتون کا اور روافض اور مرجیہ کے عقیدون کا سوا تم ہم کو
کہ تمہارا قول کیا ہے جسکے تم قائل و معتقد ہو اور تمہارا دین
کیا ہے جس پر تم قائم ہو تو اوسے ہم جواب دینگے کہ ہمارا قول
یہ ہے اور ہمارا دین جس پر ہم قائم ہین یہ ہے کہ چنگل مارتے
ہین ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اور اوسپر جو روایت کی صحابہ اور تابعین اور ائمہ حدیث
نے اور ہم اوسی کا اوپر قائم رہنے والے ہین اور اسی پر ہے
احمد بن حنبل کہ اللہ تعالے تازہ رکھے اونکے چہرے کو اور ہم
اسیکے قائل ہین اور جو اسکے خلاف کرے اوس سے دور رہنے
والے ہین اسلئے کہ امام احمد امام ہین فاضل ہین اور رئیس کامل ہین
جنکے سبب سے حق ظاہر ہوا عین ضلالت کے وقت مین اور سیدھی
راہ کھل گئی اور جڑ کٹ گئی اونسے بدعتیون کی اور دور ہو گئی
کجی کجروون کی اور مٹ گیا شک کرنیوالون کا سو اللہ
اون پر رحمت کرے کہ وہ امام اور پیشوا ہین اور فقیہ ہین اور دلاور
ہین تمام ائمہ مسلمین کے اور خلاصہ ہمارے قول کا یہ ہے کہ ہم اقرار
کرتے ہین اللہ کا اور فرشتون کا اور اوسکی کتابون اور رسولون کا
اور جو اللہ کے پاس سے آئی ہے اور جو روایت کی ثقہ لوگون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اونمین سے ہم کسی بات کو

ر وہنین کرتے اور اقرار کرتے ہین کہ بیشک اللہ تعالی اکیلا ہو
اکا ہے یگانہ ہی نرالا ہے نہین کوئی معبود سوا اوسکا اور اقرار
کرتے ہین ہم کہ محمد بندے اوسکے اور رسول اوسکے ہین اور اقرار
کرتے ہین ہم کہ جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے اور قیامت
آنیوالی ہے کہ اوسمین کسیطرحکا شک نہین اور اللہ اوٹھاویگا
قبروالون کو اور اللہ تعالے عرش پر بیٹھا ہے جیسا کہ اوسنے
خود فرمایا الرحمن علی العرش استوی اور اللہ کا منہہ ہے جیسے
فرمایا ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور اوسکے
دو ہاتھ ہین جیسے فرمایا بل یداہ مبسوطتان اور فرمایا لما
خلقت بیدی اور اوسکی دو آنکھین ہین بلاکیف جیسے
فرمایا تجری باعیننا اور جسنے یہ کہا کہ اللہ کے نام اوسکے سوا
ہین وہ گمراہ ہے اور اللہ کو علم ہے جیسے فرمایا انزلہ بعلمہ
یہانتک کہ کہا کہ ہم عقیدہ رکھتے ہین کہ دلون کو پھیرنے والے
اور تمام دل اوسکی دو انگلیون مین ہین اوسکی انگلیون مین سے
اور وہ آسمانون کو ایک انگلی پر رکھ لیا اور زمینون کو
ایک انگلی پر جیسی کہ روایت ہین آیا ہے رسول صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم سے یہانتک کہ کہا کہ ہم تصدیق کرتے ہین تمام روایات
صحیحہ کو جو آئی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکے

اوترنے کی باب مین آسمان دنیا پر اور وہ باری تعالے آسمان پر اوترکر فرماتا ہے کوئی مانگنے والا ہے کوئی مغفرت طلب کرنیوالا ہے برخلاف اوسکی جو اہل زیغ اور ضلال کہتے ہین اور جس چیز مین اختلاف ہوتا ہے اوسمین ہم اپنے پروردگار کی کتاب کیطرف رجوع کرتے ہین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اور مسلمانون کے اجماع کیطرف اور جو بات کہ اس قسم سے ہوا اور ہم قائل ہین کہ اللہ تعالے آویگا قیامت کے دن جیسے کہ اوسنے فرمایا وجاء ربک والملک صفا صفا اور وہ نزدیک ہوتا ہے اپنے بندون کے جیسا چاہتا ہے کہ فرمایا ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور جیسے کہ فرمایا ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی اور ہم تجویز کرتے ہین کہ چھوڑ دینا ہر بدعتی کا جو اپنی بدعت کیطرف بلاتا ہو اور تجویز کرتے ہین دور رہنا اوس سے اور جو دلیل لاوے اون باتون سے جو ہم نے بیان کین اور جو باقی رہ گیا اون مین سے وہ تھوڑا تھوڑا بیان ہوگا۔ کہا امام بیہقی نے کہ کہا ابن عساکر نے تامل کرو تم اللہ رحمت کرے تم پر کہ کیونکر کھولکر بیان کیا اور کیسا واضح کر دیا اونہون نے اس عقیدے کو اور اعتراف اور اقرار کیا سب لوگون نے اس امام کی فضیلت کا

جنہون نے شرح کی اس عقیدی کی اور بیان کیا اسکو کہا
حافظ ابن عساکر نے کہ کہا امام ابو الحسن نے کہا اپنی کتاب مین
جسکا نام انہون نے عذر رکہا ہے کہ تالیف کی ہے ہم نے ایک
بڑی کتاب صفات مین اور کلام کیا ہے ہمنے اوسمین معتزلہ
اور جہمیون کی قسمون مین اور اوسمین بہت سے فن ہین صفات
کی اور اوسمین ہی اثبات صفات کا اللہ کیواسطے اور اثبات
وجہ اور یدین کا اور اوسکے استوا کا عرش پر پہر کہا امام
ذہبی نے کہ پیدا ہوے اشعری سن ایک سو چہیاسی مین اور
وفات پائی سن تین سو چوبیس مین بصرہ مین اور پہلی
معتزلی تہے پہر توبہ کی اور اہل سنت کی موافق ہوگئے جو
اصحاب حدیث ہین اور موافقت کی اونکی بہت باتون مین
جنمین معتزلہ لوگ اون کی مخالفت کرتے ہین پہر موافقت
کی حدیث والون کی اونکے کثر اقوال ہین اور وہ باتین
وہی ہین جو ہم نے ذکر کی ہین اوسنے کہ انہون نی نقل کیا
ہے اجماع اونکا اسپر اور وہ موافق ہین اون کی ان سب
باتون مین یعنے عقائد مین اور یہی حال ہے اونکا جو ہم کو
معلوم ہے اور اللہ اون پر رحمت کرے اور بخشے اون کو
اور تمام مسلمانون کو تمام ہوا قول ذہبی کا مین کہتا ہون کہ مین نے

اونکی کتاب ابانہ دیکھی ہے مبالغہ کیا ہے انہون نے اوسمین اثبات
صفات مین اور ثابت کیا ہے اون کو احادیث اور آیات سے
اور طعن تشنیع کی ہے معتزلہ اور جہمیہ اور تمام لوگون پر جو کجرو اور
ظلم کرنیوالے ہین اور رکھی ہے انہون نے ایک بحث استوا کی
باب مین دو ورق مین اور وہ بحث نہایت لطیف ہے اور
نقل کی ہے ہمنے عبارت اونکی آگے اور انہی کا قول ہے کہ
زعم کیا ہے معتزلہ اور جہمیہ نے اور حروریہ نے کہ اللہ عزت اور
جلال والا ہر مکان مین ہے اور لازم آتا ہے اس سے کہ وہ
تعالی مریم کے پیٹ مین بھی ہوا اور تمام گھورون مین اور پاخانون
مین اور یہ عقیدہ دین کے خلاف ہے برتر اور بلند ہے اللہ تعالے
اونکے قول سے اور اون سے کہا جاتا ہے کہ جب وہ تعالی مستوی
ہوا عرش پر اوس معنی سے جو خاص ہے عرش کے ساتھ اور نہین
پایا جاتا وہ معنے سوا عرش کے جیسے کہ اہل علم نے کہا ہے اور
صاحبان آثار نے نقل کیا ہے اور حاملان اخبار نے روایت
کیا ہے اور ہوا وہ تعالے ہر مکان مین تو لازم آیا کہ وہ تعالے
اوس زمین کے نیچے بھی ہوا جسپر آسمان ہے اور جب زمین کے
نیچے ہوا اور زمین اوسکے اوپر ہوئی اور آسمان زمین کے
بھی اوپر ہے تو ضرور ہوا تم کو کہ کہو کہ اللہ سب سے نیچے ہے اور

چیزین تمام اوس کے اوپر ہین اور آسمان اوس سی اوپر ہے
اوپر ہے حالانکہ وہ تعالے اوپر سے اوپر ہے غرض لازم آتا
ہے کہ فوق تحت ہو جاوے بلکہ تحت التحت نہین ہو جاوے اور تحت
فوق ہو جاوے بلکہ فوق الفوق ہو جاوے اور یہ امر محال ہے
اور کسیطرح نہین ہو سکتا برتر ہے اور بلند ہے اس سے
اللہ تعالی پھر ذکر کئے دلائل اس مسئلہ کے اون آیات اور احادیث
سے جو ہم نے اوپر ذکر کی اور اون سے کچھ زیادہ بھی ہم نے
ذکر کیا ہے اور چوتھے باب مین اور جب جان لیا تم نے کہ اشعری
کا مذہب مسئلہ استوا مین وہی ہے جو مذہب سلف صالحین کا ہے
یعنے یہ کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے اور اوپر ہے ہر چیز
کے اور نہین ہے وہ ہر مکان مین تو حجت تمام ہو گئی تمام اشاعرہ
پر پھر جو اسکے خلاف ہو اور اسکی خلاف عقیدہ رکھکر خیال کرے
کہ مین اشعری ہون وہ اپنے خیال مین غلطی کرتا ہے اور اپنے
دعوی مین جھوٹا ہے اور اب تجھے بخوبی معلوم ہو جاویگا کہ بسبب
بعضے پچھلے لوگ متکلمین اشاعرہ مین سے گئے ہین اور اللہ تعالے
کے عرش پر ہونیکی نفی کرتے ہین اور استوا مین استیلا کی معنی
بتاویل بیان کرتے ہین اونکی بات بے اصل محض ہے بلکہ افترا
اور بہتان ہے اپنے شیخ پر اور جرأت کرتے ہین وہ اللہ پر و

[illegible]

علیہ احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے استاد شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایکدن مجھے فرمایا کہ جب تو میرے پاس سے اوٹھتا ہے تو کس کے پاس بیٹھتا ہے مین نے کہا محاسبی کے پاس انہون نے فرمایا وہ بہت اچھا ہے [illegible]

اوسکی رسول پر اور پیچہے چلتے ہین وہ معتزلہ اور جہمیہ کے زعوم باطل کے سو تم اون کے باتون سے فریب نہ کہانا اور گمراہ نہونا اونکے لغو باتون اور خرافاتون سے اور لازم پکڑنا اللہ اور رسول کی پیروی کو اور سلف صالح کی اقتدا کو خواہ محدثین ہون یا متکلمین ہون اللہ تعالی ہمارا حشر اونہی کی ساتہ کرے قیامت کی دن اور بچاوی ہم کو زیادتی کرنیوالون کے تاویلون سے اور بدل سدل کرنیوالون کے دہوکون سے ای رب العالمین **ایک سو پنتالیس** - علامہ ابن غانم مقدسی سے ہین کہ روایت کی اون سے قاضی ابو حمد عسال نے کہ کہا اونہون نے شعر قل لمن یفہم عنی ما اقول۔ اقصر القول فشرحہ یطول - ثم غامض من دونہ - ضربت واللہ اعناق الفحول - یعنے ابیات جو مین کہتا ہون وہ سن لو دوستو شرح اسکی طول ہے تم سن رکہو - اور کی باتون سے انکہین بند کرنا اوسکی غیر پر ہرگز نظر - سیکڑون کو کردیا مین نے خموش + جنکی دلمین تہا بہت لڑنے کا جوش + پہر اسکے بعد کہا شعر کیف تدری من علی العرش استوی - لا تقل کیف استوی کیف النزول - کیف تحکی ام تری کیف تری - ولعمری لیس ذا الا الفضول - ہو لا این ولا کیف لہ - وہو رب الکیف عال ان یحول - ہو فوق الفوق لا فوق لہ - وہو فی کل النواحی لا یزول

جل ذاتاً وصفاتاً وسما تعالے قدرہ عما اقول یعنے انسان
کیا تو جانے عرش پر جو ہے خدا - تو نہ کہہ کیونکر کیا ہے استوی
اور کیسا ہے نزول اوسکا بتا - پاک کیفیت سے ہے رب العلا
جس نے ہے کیف کیا ای دستو ہے وہ بیہودہ بڑا تم سن
رکہو - کیف کا اور ائن کا مالک ہے وہ - اور عالی کیف سے
ای دستو - ہے وہ اوپر سے بہی اوپر برملا - نام و ذات اسکی وعلا
ہے برتر از اسما - قدر اوسکی قول سے میرے بلند ہے
اور صفات اوسکی ہین عالے ارجمند ایک سو چھیالیس ۱۴۶
قاضی امام حافظ ابو احمد عسال اصبہانی ہین کتاب المعرفت مین
جو اون کے تالیف ہے صفات مین اوسمین فرماتے ہین اللہ تعالے
کہ اس قول کی تفسیر مین الرحمن علی العرش استوے کہ ہم کہتے
ہین اقوال ائمہ کے مطابق جیسے ربیعہ اور مالک اور ضحاک اور
ابی عیسے یحییٰ بن رافع اور عبد اللہ بن مبارک اور کعب احبار
وغیرہم ہین اور حدیث ابن مسعود کی جو روایت کی گئی ہے اسناد
اوسکی صحیح ہے اور مضمون اوسکا یہ ہے کہ کرسی سے پانی
تک پانسو برس کی راہ ہے اور عرش پانی پر ہے اور اللہ
عرش پر ہے اور اوسپر کوئی چیز چہپی نہین ہے تمہارے
کاموں مین سے اور ساری حدیث اوسکے طبقات مین گذری ہے

امام ذہبی نے کہا کتاب المعرفت بہت عمدہ اور بزرگ کتاب
ہے کہ تصنیف کی ہے انہون نے پروردگار کی صفات مین اور
جب اوسمین کوئی مبصر نظر کرتا ہے تو جلالت شان مصنف کی
معلوم ہوتی ہے اور وفات پائی انہون نے تین سو چالیس پر
کئی سال مین اور انہون نے بہت شہرون مین سفر کیا اور
اور بہت لوگون سے حدیث سنی جیسے ابی مسلم کجی ہین اور محمد
بن ایوب رازی اور ابن عاصم وغیرہم ایک سو سینتالیس امام
حافظ ابوبکر آجری ہین کہ انہون نے کتاب الشریعت مین کہا ہے
یہ باب ہے مذہب حلولیہ سے بچنے مین اور پھر اوس باب مین فرمایا ہے
جس پر سب اہل علم ہین وہ یہ ہے کہ اللہ عز و جل اپنے عرش پر ہے
آسمانون کے اوپر ہے اور علم اوسکا سب کو گھیرے ہوئے ہے
گھیر لیا ہے یعنے اوسکے علم نے اون سب چیزون کو جو بلند آسمانون کے
اوپر ہین اور اون سب چیزون کو بھی جو ساتون زمینون مین ہین
بلند ہوتے ہین اوسکی طرف عمل بندون کے پھر اگر کوئی کہے کہ اس
آیت کے معنی کیا ہین جو اللہ تعالے فرماتا ہے ما یکون من نجوی
ثلثة الا هو رابعهم آخر آیت تک جسکی دلیل پکڑی ہے یعنے حلولیہ
نے تو کہا جاوے گا اس سے اوسکا علم مراد ہے اور اللہ عز و جل
اپنے عرش پر ہے اور علم اوسکا اون سب کو گھیرے ہوئے ہے

یہی تفسیر کی ہی سب اہل علم نے اور آیت کا اول و آخر خود
دلالت کرتا ہے کہ مراد اس سے علم اور وہ تعالے اپنی عرش
پر ہے پس یہی قول سب مسلمانون کا روایت کی ہم سے ابن مخلد نے
کہا روایت کی ہم سے احمد بن حنبل نے کہا روایت کی ہم سے شریح
بن نعمان نی کہا روایت کی ہم سے عبد اللہ بن نافع نے کہ کہا انہون
نے کہ کہا مالک نی اللہ آسمان پر ہے اور علم اوسکا ہر مکان میں ہے
اوس کی علم سے کوئی مکان خالی نہین پہر اپنی اسند سے چند
حدیثین علو کے بارےمین ذکر کین اور وفات پائی انہون نے
سن تین سو کئی مین اور وفات تہی اونکی اوس حالت مین کہ وہ
مجاور تہے مکہ کی کئی برس سے اور بڑے مرتبہ والے تہے فقیہ
تہے مفتی تہے عالم تہے اختلاف علما کی خبردار تہے احادیث
کی اور اوسکی طریقون کے بہت حدیثین روایت کرنیوالے تہے
اور انہون نی سنی تہین حدیثین ابو احمد غسال سے اور ابن علویہ
القطان سے اور ابو سعید حرانی اور جعفر فریابی سے اور بہت
روایتین انکی جعفر ہی سے ہین اور اون کے بہت اچھی اچھی
تصنیفین ہین ایک اون کی تصنیف کتاب الشریعت ہے
اور ایک کتاب الغربا اور ایک کتاب النصیحۃ اور ایک کتاب
اختلاف العلماء اور ایک کتاب زکوٰۃ الفطر اور کتاب الرسالہ

الی اہل بغداد رہا کے بیان مین اور کتاب عورتون کی دبر مین
جماع کرنیکی حرمت مین اور کتاب المنعری والمعری اور کتاب التفرد
اور کتاب الطب اور کتاب عقوبات الذنوب اور کتاب اثبات
الرویتہ یعنے اللہ کو دیدار کے بیان مین اور کتاب غض الطرف
اور کتاب دخول الحمام اور کتاب تادیب الزوجات اور اونکے
تصانیف بلاد مغرب اور شام اور مصر اور عراق اور خراسان
اور اصبہان مین خوب پھیلی اسلئے کہ جو شخص ذیعلم تمام زمین کے
کنارون سے حج کو آتا تہا وہ اون سے فیض پاتا تہا تمام ہوا جو
مضمون ذہبی نے ذکر کیا اون کا اللہ اون پر رحمت کرے

ایک سو اڑتالیس - امام حافظ ابو بکر اسمٰعیلی ہین کہ اون سے
ذہبی نے اپنی استاد سے روایت کی کہ کہا اونہون نے خبر دی
ہمکو اسمٰعیل فراء نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ محمد بن قدامہ نے
کہا خبر دی ہمکو ابی العباس مسعود بن عبد الواحد ہاشمی نے کہا
خبر دی ہم کو ساعد بن سیار حافظ نے کہا خبر دی ہم کو علی بن محمد
جرجانی نے کہا خبر دی ہم کو حمزہ بن یوسف سہمی نے کہا خبر دی
ہم کو ابو بکر احمد بن ابراہیم اسمٰعیلی نے کہا اونہون نے رحمت کرے
اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر جان لو کہ مذہب اہل سنت کا اور مذہب
اہل حدیث اور جماعت کا اقرار کرنا ہے اللہ کا اور فرشتون اور

کتابون اور رسولون کا اور قبول کرنا اون سب باتونکا
جو کتاب اللہ نی کہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بروایت صحیح مروی ہوئی ہین اور ہم جو وارد ہوئے ہے
اوس سے پھرتے نہیں ہین اور اعتقاد رکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ
اپنی اچھے نامون سے پکارا جاتا ہے اور اچھی صفتون سے موصوف
ہے کہ جن صفتون سے اوس نے اپنی ذات کو موصوف کیا
یا اوسکی نبی نے اوسکا وصف کیا ہے اور اوسنے آدم علیہ السلام
کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور دونو ہاتھ اوس کے کھلے ہوئے ہین -
بغیر اسکے کہ ہم اونمین کسی کیفیت کا اعتقاد کرین وہ عرش پر
مستوی ہے بلا کیف استوائے کہ اوس تعالیٰ شانہ نے اتنا ہی بیان
کیا کہ اوسنے عرش پر استوا کیا اور یہ نہین فرمایا کہ کیونکر استوا
کیا اور بیان کیا سارا اعتقاد جسکو مذہب اہل سنت نے کہا تھا
کہا امام ذہبی نے ابوبکر اسمعیلی کبار ائمہ مشہورین مین سے ہین ذکر کیا
اونکا ابو اسحق شیرازی نے طبقات شافعیہ مین اور کہا کہ وفات
پائی انہون نے تین سو ستتر کے سال مین اور جامع تھے فقہ اور حدیث
کے اور دین و دنیا کی ریاست کی اور تصنیف کی انھون نے
ایک صحیح اور حاصل کیا اون سے علم کو فقہاء جرجان نی روایت
کی ہم سے یہ عمر بن تواس نے ابی الیمان کندی سے کہا خبر دی

ہکو خبر دی ابو الحسن بن عبد السلام نے کہا خبر دی ہم کو ابو اسحٰق نے اور ذکر کیا اون کا اور کہا حمزہ بن یوسف سہمی ریاح جرجان مین کہ وفات پائی انہون نے سن تین سو اکہتر مین اور اون کے عمر چورانوے ٩٤ برس کی تہی اور سنا مینے دار قطنی سے کہ فرماتے تہے مین ارادہ کرتا تہا بہت بار کہ سوار ہوکر جاون ابو بکر اسماعیلی کے پاس یعنے تحصیل علم کو مگر اتفاق نہوا اور ذکر کیا حافظ ابن عساکر نے اونکا طبقات اصحاب اشعری مین کتاب تبین کذب المفتری فیما نسب الی الاشعری مین۔ **ایک سو انچاس ١٤٩** - حافظ امام ابو الشیخ اصبہانی ہین کہ انہون نے اپنی کتاب عظمت مین کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ذکر کیا اپنے عرش کا اور کرسی کا اور اوسکی بڑائی بیان فرمائی اور اپنا عرش کی اوپر ہونا بیان کیا پہر روایت کیا انہون نے چند احادیث کو اسکی دلیل مین اور وہ روایتین اوپر گذر چکین کہا امام ذہبی نے وفات پائی ابو الشیخ نے سن تین سو انہتر یا اٹہتر مین اور وہ بڑے محدث اور حافظ اور عتبار والے تہے اور بہت علم کے جمع کرنے والے اور فقہ اور ابواب علوم کے جاننے والے اور طبرانی کے اور عسالی کے طبقہ مین تہے سنا تہے انہون نے یعنے احادیث کو ابو بکر بن عاصم اور محمد بن یحییٰ مروزی اور ولید بن ابان اور ابو عمر فتات صاحب

ابی نعیم سے اور انہی لوگون کے اور طبقہ والون سے اور
تالیف کی ہین انہون نے بہت مفید کتابین کہ اونہی مین سے
ہے کتاب السنہ اور اونہی مین سے ہے کتاب العظمۃ اور کتاب التوحید
اور کتاب ورود الاثر ایک سو پچاس امام حافظ ابو القاسم
طبرانی سلیمان بن احمد بن ایوب ہین جو اصبہان مین اوترے
کہ انہون نے اپنی کتاب السنۃ مین کہا ہے باب اس بیان مین
کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر مستوی ہے اور وہ خلق سے جدا ہے
پہر روایت کی ابی رزین کے حدیث کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ
کہان تہا پروردگار ہمارا آخر تک اور حدیث عبد اللہ بن خلیفہ
کی عمر سے اور حدیث اوعال کی جسمین یہ مضمون ہے کہ اللہ
پاک کا عرش اون جنگلی بکریون کے پیٹہ پر ہے اور اللہ پاک اس
عرش کے اوپر ہے اور سوا اوسکے اور روایتین بیان کین پہر
کہا روایت کی ہم سے محمد بن یحیے بن منذر نے کہ کہا ہم سے عمران
بن میسرۃ نے کہ بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن ادریس نے وہ لیث سے
وہ مجاہد سے اس آیتہ کی تفسیر مین عسی ان یبعثك ربك
مقاما محمودا کہ کہا مجاہد نے کہ اللہ تعالے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے ساتہ عرش پر بٹہا لیگا اور اس حدیث کا اگلے خوب
بیان ہو چکا ہے اور یہہ بہی اوپر ہو چکا ہے کہ یہ بات ثابت ہو چکی

مجاہد کبار سے جو کبار تابعین سے ہین امام ذہبی نے کہا ہی ابو القاسم
طبرانی امام مشہور ہین کہ جنہون نے معجم صغیر جمع کی ہی آپ نے
اکثر اوستادونکی روایتین اوسمین لکھی ہین اور جمع کی ہے
معجم اوسط غرائب مین اور اوسمین بہت سے احادیث ایسے
جمع کی ہین کہ اوسکو پہلے کسی حافظ نے نہین جمع کیا تہا اور ایک
معجم کبیر جمع کی ہی کہ اوسمین قریب ساٹھ ہزار حدیث کے ہین اور بہت
کتابین سنن اور آداب مین تالیف کی ہین کہ قریب دو سو کی ہین
اور سو برس تک زندہ رہے ہین اور وفات اون کی سن تین سو
ساٹھہ مین ہوئی یہانتک کہ بہت سے محدثین نے اون سے
حدیثین سنین اور اون کے فرزندون نے اور پہر اون کے
پوتون اور پڑپوتون نے اور بعضے اون کے اوستادون
نے بہی اون سے حدیثین سنی کہ اونہی مین ہین ابو خلیفہ
الفضل بن حباب جنہون نے سن تین سو پانچ مین بصرہ مین
وفات پائی اور ابو بکر بن ریذہ اور وفات اون کی سن چار سو
چالیس مین ہوی اور وہ اخیر مین ہین اون لوگون کے جنکو سماع
ہے طبرانی سے ایک سو ایکاون امام ابو الحسن علی بن محمد
طبری ہین جو رفیق ہین ابی الحسن اشعری کی انہون نے اپنے
تالیف کتاب مشکل الآیات مین کہا ہے جس باب مین الرحمن

علی العرش استوی کا بیان ہے کہ جان لو کہ اللہ سبحانہ

آسمان پر ہے سب سے اوپر مستوی ہے اپنے عرش پر اور

معنی اس کی یہ ہین کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور نہی استوا کے

اعتلا ہین یعنے اوپر ہونا جیسا عرب کہتا استویت علی ظہر الدابۃ

لیعنے مین جانور کی پیٹھ پر ہوا اور استویت علی السطح یعنے

اوپر چہت کے ہوا اور استوت الشمس علی راسی یعنے آفتاب

میری سر پر ہوا اور استوی الطیر علی قمۃ راسی یعنے پرندا

میری سر پر ہوی اور مراد اس سے یہ ہے کہ وہ میرے سر

کے اوپر جو فلک مین ہے اور میرے سر کا اوپر پایا جاتا ہے پس

وہ خدائے قدیم جل جلالہ اپنے عرش کا اوپر ہے جیسا اوسنے فرمایا

ءامنتم من فی السماء یعنے کیا بیخوف ہو گئے تم اوس سے

جو آسمان کے اوپر ہے اور فرمایا یعیسی انی متوفیک ورافعک

الی یعنے اے عیسی مین تجھے پھیر لینے والا ہون اور اوٹھانیوالا

تجھ اپنی طرف اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب اور فرمایا

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ اور جنہوں نے

خیال کیا ہے کہ استوا کے معنی استیلا کرنیکی ہین عرش پر اور یہ

کلام عرب مین وارد ہوا ہے چنانچہ اس شعر مین ثم استوی

بشر علی العراق یعنے غالب ہوا بشر عراق پر اور اوسنے کہا

عرش عبارت ہے سلطنت سے تو اوسکی جواب مین کہا گیا ہے
کہ تم نے انکار کیا اسکا کہ عرش اللہ کا ایک جسم ہو کہ پیدا کیا ہے
اوسکو اور حکم کیا ہے فرشتون کو اوسکے اوٹھانے کا اور فرمایا
اللہ تعالے نے ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ
یعنی اوٹھاوینگے تیرے رب کا تخت اوس دن آٹھ
فرشتے اور ... عرب کا شاعر کہتا ہے اشعار مجدوا اللہ فا
لمجد اہلا - ربنا فی السماء امسی کبیرا - بالبناء الاعلی الذی سبق
الناس - وسوی فوق السماء سریرا یعنی تعظیم کرو اللہ کی کہ
وہ تعظیم کے لائق ہے رب ہمارا آسمان کے اوپر ہے بڑائی والا
اوس بناء بلند کا اوپر ہے جو لوگون سے پہلے کی ہے اور طیار
کیا ہے آسمان کے اوپر ایک تخت انتہی اور اون دلیلون مین سے
جو دلالت کرتے ہین کہ استوا یہان استیلا کے معنون مین نہین ہے
ایک یہ ہے کہ اگر یہان استیلا مراد ہوتا ہے تو اسکی تخصیص عرش کے
ساتھہ لائق نہ تھی اسلئے کہ غلبہ اوسکا عرش اور غیر عرش سب پر ہے
اور مغلوب ہونے عرش کو دوسری مخلوقات پر کوئی زیادتی اور
فوقیت نہین ہے غرض اس سے ظاہر ہو گیا بلخی کے قول کا فساد
اور پھر یہی اون سے کہا جاتا ہے کہ یہان استوا سے وہ استیلا
مراد نہین جیسے عرب کہتا ہے استوی فلان علی کذا

یعنے فلانا شخص غالب ہوا اوپر فلانے کے جب وہ اوسپر قابو پایا
بعد اسکی کہ وہ اوسپر قابو نہ رکہتا تہا غرض استوی کو استیلاء کے معنے مین
نہین پہیر سکتے پہر کہا روایت کی ہمسے ابو عبداللہ نفطویہ نے
کہا کہ بیان کیا ہمسے ابو سلیمان نے کہا انہون نے کہ ہم ابن اعرابی
کے پاس تہے کہ ایک شخص آیا اور اوسنے کہا الرحمن علی العرش استوی
کے کیا معنے ہین پہر وہی قصہ ذکر کیا جو آگے ہو چکا پہر کہا کہ اگر کوئی
کہے کہ تم ءامنتم من فی السماء مین کیا کہتے ہو تو کہا جاویگا
کہ اوسکے معنے یہ ہین کہ وہ تعالے آسمانون کے اوپر عرش کے
اوپر ہے جیسے فرماتا ہے فسیحوا فی الارض کہ معنے اسکے یہ ہین
کہ سیر کرو زمین کے اوپر یعنے فی بمعنے علی ہے اور فرمایا اللہ تعالے
نے لاصلبنکم فی جذوع النخل یعنے فرعون نے کہا
کہ مین تمہین پہانسی دونگا کہجورون کے ڈنڈ پر اور یہی مراد ہے
ءامنتم من فی السماء کی پہر اگر کوئی کہے کیا کہتے ہو
تم وهو الله فی السموات وفی الارض یعلم سرکم
وجهرکم یعنے وہ اللہ ہے آسمانون مین اور زمین مین جانتا ہے
تمہاری بہید کو اور کہلی باتون کو تو اوسکو جواب دیا جاویگا کہ بعض
قاریون نے فی السموات پر وقف کیا ہے اور فی الارض سے
دوسرا فقرہ شروع کیا اور اگر کوئی یون کہے فلان بادشاہ

شام اور عراق مین تو معنی اوسکے یہی ہین کہ سلطنت و حکومت
اوسکی دو نو جگہ ہے یہ ہرگز مراد نہوگی کہ اوسکی ذات دو نو جگہ
ہے یعنے یہان بہی اللہ کے معنی معبود ہین تو مراد آیتہ یہ ہوگی کہ
عبادت اوسکی دو نو جگہ ہوتی ہے پہر اگر کوئی کہے کہ ما یکون
من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم مین تم کیا کہتے ہو تو
کہا جاویگا کہ ایک چیز کا دوسری چیز کی ساتہہ ہونا کئی طرح ہوتا ہے
ایک تو بدوسے دوسرے صحبت سے تیسرے ملجانیسے چوتہے علم سے
غرض یہان مراد ہمارے نزدیک ساتہہ ہونا اوسکا ہے علم سے
بلخی نے کہا اگر کوئی کہے کہ ہمارے ہاتہہ اوٹہانے کا آسمان
کیطرف کیا معنے ہے اور اللہ تعالے تو خود فرماتا ہے والعمل
الصالح یرفعه تو ہم کہینگے تاویل اسکی یہ ہے کہ رزق سب
بندون کے چونکہ آسمان مین ہین تو جائز ہوا ہاتہہ اوٹہانا ہمکو آسمان
کیطرف دعا کیوقت اور یہ بہی جائز ہوا کہ کہین ہمارے اعمال
نیک بلند کئے جاتے ہین اللہ کیطرف اسلئے کہ عمل لکہنے والے
فرشتون کے مکان آسمانون پر ہین اور بلخی کو جواب مین کہا
جاویگا کہ اگر ہاتہہ اوٹہانے کا سبب یہی ہوتا کہ رزق سبکا
آسمانون مین ہے اور عمل لکہنے والے فرشتہ وہین رہتے ہین
تو زمین کیطرف بہی ہاتہہ جہکانا دعا مین روا ہوتا اسلئے کہ اللہ تعالے

نباتات اور معاش اور اقوات کو زمین سے پیدا کیا ہے اور ہم
لوگون کے قرار گاہ بہی ہے اور ہم اوسی سے بنے ہین اور فرشتہ
ہمیشہ ہماری ساتہہ بہی رہتے ہین زمین مین غرض آسمان کیطرف
ہاتہہ اوٹہانیکا سبب یہ نہین ہے جو بلخی نے ذکر کیا بلکہ اللہ تعالے
نے ہمکو حکم کیا اپنے طرف ہاتہہ اوٹہانیکا اور اپنی طرف قصد
کرنیکا اور عرش کے سمت توجہ کرنیکا کہ وہ اوسی کی اوپر مستوی ہے
امام ذہبی نے کہا ابو الحسن طبری امام جلیل القدر ہین مصاحب
اشعری کے اور اشعری سے انہون نے علم حاصل کیا اور بہت
عمدہ اور بڑی بڑی تصنیفین کین جو اون کی وسعت علم کی خبر
دیتی ہین ذکر کیا اونکو ابن عساکر نے طبقات ابی الحسن مین تبیین
کذب المفتری مین اور اون کے بہت تعریف کی اور کہا کہ مین
اون کے وفات کیوقت سے آگاہ نہین ایک سو باونوین
امام حافظ ابو بکر احمد بن ابراہیم بن شادان ہین انہون نے کہا
روایت کی مجہہ سے ایک ایسے شخص نے جسکو مین ثقہ جانتا ہون
اور میرے ساتہہ میرے لڑکے ابو علی نے بہی یہ روایت سنی
غرض راوی نے کہا کہ ہم غسل دیتے تہے ایک مردہ کو اور وہ
اپنے تخت پر تہا اور اوسنے اپنا کپڑا کہولا اور ہم نے سنا کہ کہتا تہا
وہ تعالے اپنے عرش پر ہے اور وہ اکیلا اپنے عرش پر ہے

کوئی اوسکا ساجہی نہین سو ہم لوگ الگ ہوی اسباب کی دہشت سے پہر لوٹ کر آئے اور اوسکو غسل دیا روایت کیہ نقل شیخ موفق الدین قدسے نے کتاب صفات العلو مین جو اونکی تصنیف ہے امام ذہبی نے کہا ابوبکر بن شاذان نے اسی برس کی عمر مین انتقال فرمایا سنا بغوی سے اور اونکے معاصرین سے اور وفات ہوی اونکی سن چار سو چہبیس مین اور وہ مشاہیر مین سے تہے اشعری کی طریقہ پر اور بہت حدیث یاد رکہنے والی اور بیان کرنیوالے تہے ابیات سوترہوین - امام حافظ الاسلام ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی مین کہ امام ذہبی نے اپنی سند سے ذکر کیا کہ روایت کی ہم سے احمد بن سلامہ نے ابی قاسم سے کہا خبر دی ہم کو ابو العز بن کادش نے انہون نے کہا کہ شعر پڑہا ہمارے آگے ابو طالب العشاذی نے اون کے آگے امام ابو الحسن دار قطنی نے ان شعرون کو پڑہا

حدیث الشفاعتہ فی احمد ✤ الی احمد المصطفی نسندہ ✤ فاما حدیث باقعادہ ✤ علی العرش ایضا فلا نجحدہ ✤ امروا الحدیث علی وجہہ ✤ ولا تدخلوا فیہ ما یفسدہ ✤ ولا تنکروا انہ قاعد ✤ ولا تجحدوا انہ یقعدہ ✤

اور ان کا ترجمہ ہم فی البدیہہ اردو مین کرتی ہین ابیات نبی کی شفاعت کی جو ہے روایت ✤

یہی تلک ہیں پہونچا سکتے ہم وہ حکایت ہے اسی طرح جو عرش
کی ہے حدیث . ہم اقرار کرتے ہیں اوسپر یہی ہم حقیقت ہو نہیں
اوسکا انکار کرتے کبھی ہو یقین کرتے ہیں اوسکا بھی ہم یہی
روان اوسکو ظاہر پر کرنا تمام . نہ افادہ سے اوسمین کرنا
کلام . نہ انکار جیتنے کا کبھی . مگر اسکا انکار بہی اسے ذکی ہو
کہ ہیں وہ محمد جو پیغامبر تھا وہ گا خالق اونہیں عرش پر
اسکی ہوا امام ذہبی نے کہا کہ شہرت دارقطنی کی ایسی ہے کہ
کہ محتاج تعریف و بیان نہیں اور انہوں نے ایک کتاب سنن
میں ایسی جمع کی جس سے موافق مخالف سب کو نفع ہے اور وہ
بخاری کے نظیرون میں سے اتفاق ہیں اگرچہ زمانا اون
سے پیچھے تھے اور وفات پائی انھون نے سن تین سو پچاسی میں
اسی برس کا سن تھا اور انہون نے بغوی سے سماع کیا اور ابن
صاعد اور ابن ابی داود سے اور اور لوگون سے جو انکی بعد
سے تھے اور شہرون شہرون پہرے اور وہ علوم حاصل کیے
جو اور دلن کو نصیب نہوے اور اونکی ایک کتاب ہے صفات میں
اور ایک کتاب التوحید ہے اور ایک کتاب الافراد ہے اور ایک
کتاب القراءت اور اور بہت کتابین ہین جو مجھے اسوقت
یاد نہین . ایک شیخ جن امام زاہد ابو عبداللہ ابن بطہ عکبری

ہین کہ اوہنون نے اپنی تالیف کتاب الابانہ مین کہا ہے
یہ باب ہی اس پر ایمان لانے کا کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے
اور جدا ہے اپنی خلق سے اور علم اوسکا محیط ہے خلق پر اور
اجماع کیا ہے مسلمانون سے صحابہ اور تابعین نے کہ اللہ اپنی
عرش پر ہے ساتون آسمانون کے اوپر اور جدا ہے اپنی خلق سے
اور یہ جو فرمایا ہے وھو معکم سو وہ جیسے علما نے کہا ہے علم اسکا
ہے اور جو فرمایا وھو اللہ فی السموات وفی الارض معنی اوسکے
یہ ہین کہ اوسی کی عبادت کیجاتی ہے آسمانون مین اور
زمین مین اور تصدیق اسکی اللہ کی کتاب مین ہے کہ فرمایا اوسنے
وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ یعنے وہی ایسا ہے
کہ آسمانون مین معبود ہے اور زمین مین معبود ہے یعنی دونو جگہ
وہی پوجا جاتا ہے اور جہمی نے اپنی نافہمی سے دلیل لی ہے اس
قول سے اللہ تعالی کے ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو
رابعھم اور کہتا ہے کہ وہ ہمارے ساتہ ہی اور ہمارے درمیان
ہے اور حال یہ ہے کہ مراد اس سے اوسکا علم ہے اللہ تعالے نے
سورہ ملک مین اوڑنے والے جانورون کے حق مین فرمایا ہے
ما یمسکھن الا الرحمن انہ بکل شیء بصیر
یعنے نہین تہامتا ہے اونکو مگر وہی اللہ جو بڑا مہربان وہ ہر چیز

کا دیکھنے والا ہے پہر ذکر کئے ابن بطہ نے قول اون لوگون کے
جنہون نے معیت مین علم کو مراد لیا ہے اور ذکر کیا نعیم بن حماد کا
قول جو آگے ہو چکا ہے اور ضحاک بن مزاحم کا قول اور سفیان
ثوری اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے اقوال اپنی سندون
سے اون کے قائلین تک امام ذہبی نے کہا ابن بطہ کبار ائمہ سے
ہین اور زہاد اور حفاظ سے تالیفین کین انہون نے کتاب ابانہ
جو اوپر مذکور ہوئی چار مجلد مین اور اوس مین مذاہب اہل سنت کے
بیان کئے ہین جنمین مبتدعیون نے اختلاف کیا ہے خواہ جہمیہ ہون
یا حروریہ اور قدریہ اور رافضہ اور مرجیہ اور معتزلہ ہون اور
وہ کتاب اون کے وسعت علم اور کثرت فہم اور وفور حدیث اور
آثار پر دلالت کرتی ہے وفات پائی انہون نے تین سو اسی
کے بعد اور اونکو بغوی اور اون کے ہم عصر لوگون سے سماع ہے
ایک سو چھیوین امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندہ
حافظ ہین کہ انہون نے اپنی کتاب الصفات مین کہا ہے اسکی
بعد کہ کہا انہون نے کہ روایت کی ابو نعیم نے حماد بن جریر بن
عبد الحمید سے انہون نے لیث سے انہون نے بشر سے
انہون نے انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ
ارادہ کرتا ہے کہ عرش سے اوترے تو اپنی ذات سے اوترتا ہے

غرض کہا انہون نے کہ وہ تعالے عزوجل صفت کیا گیا ہے یعنے
اوسکا وصف معلوم ہے مجہول نہین اور وہ موجود ہے اگرچہ
مدرک نہین اور دیکھنے کی سزاوار ہے اگرچہ نظر کے گھیرے مین
نہین آسکتا اور وہ اپنی نزدیکی سے ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا تو اثر
کو دیکھہ رہا ہے اور وہ تجہہ سے ملا نہین اور وہ بعید ہے اور
منقطع نہین سُنتا ہی اور دیکھتا ہے اور وہ اونچی جگہ مین دیکھا
جاتا ہی اور عرش پر مستوی ہی اور قلوب اوسکو پہچانتے ہین
اور عقلین اوس تک پہونچتی ہین اور وہ ہر چیز گھیرے ہوئے
اور امام ذہبی نے کہا ہے کہ جو حدیث اوپر مذکور ہوئی مشہور ہے
اور مروی ہے بشر سے وہ راوی ہین انس سے اور محفوظ ہے
اور کئی سند و نسے مروی ہوئی ہے چنانچہ روایت کیا ہی اسکو
امام عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین
عبد الاعلی قرشی سے انہون نے روایت کی یونس سے اور ابوبکر
وخاوی نے روایت کی اپنی امالی مین حسن بن کرم سے انہون نے
عمر بن یونس سے جہضم سے انہون نے عبد اللہ سے انہون نے
ابو ظبیہ سے انہون نے عثمان بن عمیر سے انہون نے انس سے
اور روایت کی یہ حافظ ابو احمد عسال نے محمد بن عباس سے انہون
نے ابی ایوب سے انہون نے محمد بن مثنی سے انہون نے عمر بن

یوال سے اور وہ ابن القاسم حنفی ہین اور مروی ہوئی یہ حدیث
بن اسحاق انصاری سے انہون نے روایت کی عثمان بن ابی
شیبہ سے کہ کہا ہمسے جریر نے انہون نے لیث سے انہون نے
عثمان بن ابی حمید سے اور وہ ابن عمیر ہین انہون نے روایت
کی انس سے (اور روایت کیگئی یہی حدیث عباس بن علی النسائی
کی کہ روایت کی ہمسے حسین بن نصر سے کہ روایت کی ہم سے
سلام بن سلیم نے کہ روایت کی ہمسے ورقاء اور اسرائیل اور
جریر نے ان سبہون نے روایت کی لیث سے اونہون نے عثمان
بن عمیر سے انہون نے انس سے اور روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن عباس سے جو بیٹے ہین ایوب کے انہون نے روایت کی ابن
مثنی سے کہ روایت کی ہمسے یعمر بن بشر اکہ خبر دی ہمکو فضل بن جحو
نی کہ روایت کی ہمسے محمد بن ابی مریم نے انہون نے عثمان بن
ابی جریر سے انہون نے انس سے اور یہ سب سندین جو ہم نے بیان
کین اونکی کتاب المعرفت مین صفات اللہ مین ہین اور روایت
کی یہی حدیث حافظ ابو الحسن دارقطنی نے کتاب الرویہ مین جو
اونکی تالیف ہے شجاع بن ولید کی روایت سے کہ وہ زیاد بن خیثمہ
سے راوی ہین اور وہ عثمان بن ابی سلیم سے وہ انس سے
حمزہ بن واصل کے روایت سے وہ قتادہ سے اونہون نے

انس سے اور عنبر رازی کی روایت سے وہ عثمان بن عمیر
سے وہ انس سے راوی ہین اور روایت کی حافظ ابن مندہ
نے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے بخاری کی روایت سے کہا کہ ہمسے بیان
کیا لیث نے روایت کی انہون نے ابی سلیم سے انہون نے عثمان
بن عمیر سے ابی یوسف کی روایت سے جو شاگرد ہین ابی حنیفہ
کے کہ انہون نے روایت کی حبان سے انہون نے ابی ہریرہ سے
انہون نے انس سے روایت کی اور ولید بن مسلم کی روایت
سے وہ ابن توبان سے انہون نے سالم بن عبد اللہ سے انہون
نے انس سے اور صدق بن حرق کی روایت سے کہ ہمسے روایت
کی علی بن حکم نے انہون نے عبد الملک بن عمیر سے انہون نے
انس سے اور روایت کی دارقطنی نے محمد بن شعیب بن سابور
کی روایت سے کہ روایت کی ہمسے عمر بن عبد اللہ مولی عفرہ نے
وہ انس سے اور اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے کثرت
طرق کے سبب سے حسن کہا ہے پھر ذہبی نے کہا
کہ ابن مندہ حافظ ہین اپنے زمانہ کے جنہون نے شہر وطن
دورہ کیا اور اصفہان اور شام اور عراق اور مصر اور
ثغور اور حجاز مین حدیث کی سماعت کی اور وہ حدیثین جمع
کین کہ جو کسی نے جمع نہ کی تھین اور استاد انکے اکثر ہزار ستر

کو قریب ہین اور لکہی انہون نے طرابلس کی خیمہ مین اکہزار جز اور اصم سے ایک ہزار جز اور ہشیم بن خالد شاش سے اکہزار جز اور انتقال کیا اصبہان مین سن تین سو چہتر مین اور کتاب معرفۃ التوحید اور کتاب الکلی اور کتاب الصفات تصنیف کین اور بہت چیزین تصنیف کین اللہ اون سے راضی ہوا ایک سیتے چہلے امام ابو بکر محمد بن الطیب باقلانی ہین کہ متکلمین اشاعرہ مین اون سے افضل کوئی نہین نہ اونکے پہلے نہ پیچہے انہون نے اپنی کتاب ابانہ مین کہا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ کیا دلیل ہے اسپر کہ اللہ تعالی کا مونہہ ہے اور ہاتہہ تو اوس سے کہا جاوے گا کہ وہ فرماتا ہے ویبقی وجه ربك اور فرماتا ہے وما منعك ان تسجد لما خلقت بيدی غرض اوس تعالی نے ثابت کیا اپنے لئے مونہہ اور ہاتہہ کو پہر اگر کوئی معترض ہو کہ تم کیونکر انکار کرسکتے ہو کہ اوسکا وجہہ اور مونہہ جارحہ ہو اسلئے کہ تم نہین جانتے ہو کسی مونہہ اور ہاتہہ کو مگر جارحہ تو ہم کہینگے کہ ہاتہہ اور مونہہ کو جارحہ ہونا لازم نہین جیسا کہ جو زندہ اور عالم اور قادر ہوتا ہے اوسکو ہم جسم سمجہتے ہین مگر یہ لازم نہین کہ حکم کرین ہم اور تم جسم کا اللہ کی ذات پر اور اسیطرح یہ لازم نہین ہے کہ جو چیز قائم بذات ہو وہ جوہر ہو کیونکہ ہم اور تم کسی قائم

بالذات کو اپنے دیکھنے مین ایسا نہین جانتے جو جوہر نہو اور
یہی جواب دینگے ہم اون کو اگر وہ کہین کہ واجب ہے کہ علم
اوس تعالی کا اور حیوۃ اور کلام اور سمع اور بصر اور تمام
صفتین اوسکی عرض ہون اور دلیل لاوین وہ اسپر کہ تم
کہتے ہو کہ وہ تعالی ہر مکان مین ہے تو ہم کہینگے پناہ اللہ جناب
کی اس قول سے بلکہ وہ مستوی ہے اپنی عرش کی اوپر جیسے خبر دی
اسنے اپنی کتاب مین اور فرمایا الرحمن علی العرش استوی
اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب اور فرمایا ا امنتم
من فی السماء اور اگر وہ ہر مکان مین ہوتا تو انسان
کی پیٹ مین بھی ہوتا اور اوسکے مونہ مین بھی اور پاینجانون
مین اور وہان جگہون مین جسکا ذکر مکروہ ہے اور واجب
ہوگا کہ زیادہ ہو وہ تعالے ساتھ زیادہ ہونے مکانونکی جب
پیدا کرے وہ مکانونکو جو پہلے نہ تھے اور کم ہو جاوے وہ مکانونکو
کم ہونیسے جب وہ مکان مٹ جاوین اور صحیح ہووے یہ بات
کہ جب رغبت کرین اوسکی طرف تو توجہ کرین زمین کے جانب
اور توجہ کرین پیچھے اور داہنے اور بائین کو اور تمام جہان کے
مسلمانون نے اسکی خلاف پر اجماع کیا ہے اور اسکی قائل پر
خطا کا دہبا لگایا ہے پہر اس کے بعد کہا ہے کہ یہ سب صفات

اوسکی صفات کی ہین کہ نہ زایل ہوئے ہین نہ زائل ہون گی اور وہ ذات
مقدس اون سے ہمیشہ موصوف ہے اور وہ حیوۃ ہین اور علم اور
قدرت اور سمع اور بصر اور کلام اور ارادہ اور بقاء اور دونو ہاتہہ
اور مونہہ اور دونو آنکھین اور رضا اور غضب اور اسی طرح اللہ اون
پر رحمت کرے اونہون نے کتاب التمہید مین کہا ہے بلکہ اس سے
زیادہ کہا امام ذہبی نے کہ شہرت باقلانی کی مستغنی ہے تعریف
سے اور وہ بصری ہین کہ بغداد مین رہے اور وہان اونہون نے
قطیعی اور ابن ماسی سے سماع حدیث کیا اور سب لوگون سے
زیادہ مشہور تہے علم کلام مین اور اون کی تصانیف بہت ہین جنمین
مخالفین پر رد کیا ہے جیسے رافضی اور معتزلہ اور جہمیہ وغیرہم
مین یہ سب خطیب نے کہا ہے پہر وفات ہوے اون کی سن چار سو
تین مین جیسے کہ عباس بن شریح کا انتقال ہوا سن تین سو
کے بعد اور شافعی کا سن دو سو کے بعد اور عمر بن عبد العزیز
سن ایکسو کے بعد اللہ ان سب پر رحمت کرے ایک اوستاد نو
امام اوستاد ابو بکر بن فورک کا ہین کہ روایت کی اون سے
بیہقی نے صفات مین جو بیہقی کی کتاب ہے کہ انہون نے کہا
استوے بمعنے علا ہے اور کہا اس آیۃ کی تفسیر مین أأمنتم من
فی السماء یعنے فوق السماء یعنے آسمان کے اوپر پہر دلیل

لائے بیہقی اسکے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے
کہ آپ نے سعد بن معاذ سے فرمایا جب انہون نے بنی قریظہ کا
فیصلہ کر دیا کہ بیشک تم نے وہ حکم لگایا اونکے حق مین جو حکم
لگایا تہا اللہ نے ساتون آسمانون کے اوپر اور پہر لائے قول
ابن عباس کا جو آگے گذر گیا کہ ساتون آسمان سے اوسکی
کرسی تک سات ہزار پردے نور کے اور وہ ذات مقدس
اوسکے اوپر ہے امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ اوستاد ابوبکر بن
فورک سب متکلمین مین افضل ہین بعد قاضی ابی بکر کی تالیف
کی اونہون نے اصول دین مین اور فقہ مین اور معانی قران
مین قریب سو کتابون کے اور ابن خلکان نے وفیات الاعیان
مین کہا ہے کہ وفات ہوئی اونکی سن چار سو چہ مین ایک سو
اٹہاون امام ابو محمد بن ابی زید مالکی ہین کہ انہون نے
اپنے رسالہ کے اول مین کہا ہے کہ وہ تعالی عرش کے اوپر
ہے اپنی ذات سے اور ہر مکان مین ہے اپنے علم سے امام
ذہبی نے کہا ہے ابن ابی زید بڑے امامون مین سے ہین مذہب
کے اور شہرت اونکی بیان سے مستغنی ہے اللہ تعالی نے
اون مین عقل اور دین اور ورع اور علم سب جمع کیا تہا اور
علم اصول مین اللہ تعالے نے اونکو بے نہایت کمال دیا تہا

ذکر کیا اسکو ابن عساکر نے تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الاشعری
مین اور اون کے وفات کا ذکر نہین کیا ہے مین نے پایا کہ اونہون
نے وفات پائی سن تین سو چہیاسی مین قیروان مین ایک سو
اون سٹھون امام عبداللہ بن محمد ابو اسمعیل انصاری ہی
شیخ الاسلام ہین کہ انہون نے اپنے رسالہ مین جیسے ابن
ابی زید نے کہا ہے ویسا ہی لکھا ہے اور کہا کہ بہت سے
متفرق اخبار مین آیا ہے کہ اللہ تعالے ساتون آسمان کے
اوپر عرش کے اوپر ہے اپنے نفس نفیس سے اور وہ
دیکھتا ہے جو تم عمل کرتے ہو اور علم و قدرت اور سماعت
اور نظر اور رحمت اوسکی ہر مکان مین ہے امام ذہبی نے کہا ابو اسمعیل
مشایخ طریقت مین معروف و مشہور ہین اور حدیث کے بہت بڑے
عالم تھے کہ صحیح کو سقیم سے خوب پہچانتے تھے اور آثار سلف اور
لغات عرب اور اون کے اختلاف کو خوب جانتے تھے اور
تفسیر کتاب و معانی اوسکی اور اقوال مفسرین سے اور احوال
قلوب سے خوب واقف تھے اور اون کی کرامات مشہور ہین اور عبدالقادر
رہاوی نے ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مادح و ممدوح
رکھا ہے اور انہون نے اون کے ترجمہ کو خوب لکھا ہے غرض
جو اوس کتاب کو دیکھے وہ اون کے مرتبہ سے خوب واقف ہو جاوے

اور اون کے جلالت اور بزرگی سے خبردار ہوا اور تفسیر بیان
کرنے لگے وہ ایک بار اور اس آیت تک پونہچے یحبونہم
کحب اللہ اور بہت سی مجلسین کین اور اس آیت کے
بیان مین ایک مدت طویل اپنے عمر کی صرف کی اور اسیطرح
اس آیت کو تین سو ساٹہہ مجلسون مین بیان فرماتے رہے
ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اور وہ اپنے زمانہ
مین ایسے بزرگ تہے جیسے جنید اپنے وقت مین اور بشیر حافی اپنے
وقت مین اور وفات کی انہون نے سن چارسو اکاسی مین اور عمر
مبارک اونکی پچاسی برس کی تہی ایک سو ساٹہوین امام ابو نصر
سنجری ہین کہ حافظ حدیث ہین انہون نے اپنی کتاب آبانہ مین کہا ہے
کہ ہماری تمام امام جیسے ثوری اور مالک اور ابن عیینہ اور حماد
بن سلمہ اور حماد بن زید اور ابن مبارک اور فضیل بن عیاض اور
احمد اور اسحاق وغیرہ ہین یہ سب متفق ہین اسپر کہ اللہ تعالے
اپنے عرش پر ہے اپنی ذات سے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے
اور قیامت کے دن آنکہون سے دیکہائی دیگا اور وہ آسمان
دنیا کیطرف اوترتا ہے اور غصہ کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے
اور کلام کرتا ہے امام ذہبی نے کہا ابو نصر امام حافظ فقیہ بزرگ
ہین مکہ مین ایک مدت تک رہے روایت کی انہون نے شیخ الاسلام

۳۹۷

احوال امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا جناب امام

وغیرہ سے اور وفات پائی انہون نے سن [illegible]

ایک سو اکسٹھوین کہا صاحب کرخی نے [illegible]

عقیدے مین ہے کہ اونکے عقیدے یہ ہین کہ اللہ [illegible]

عرش پر ہے اور سب جیسی چیزین جانتا ہے ذہبی [illegible]

اسکو اب لکہا ہوا پایا اوسکے اول مین شیخ تقی الدین [illegible] کے

خط سے کہ یہ عقیدہ ہے اہل سنت کا [illegible]

ایک سو باسٹھوین امام ابو القاسم ہبۃ اللہ [illegible]

ہین کہ انہون نے اپنی شرح اصول السنہ مین [illegible]

کہا ہے الرحمن علی العرش استوی [illegible]

الکلم الطیب وامنتم من فی السماء

وہو القاہر فوق عبادہ کہ یہ آیتین دلالت کرتی ہین کہ وہ تعالے آسمان

کے اوپر ہے اور علم اوسکا ہر مکان کو گہیرے ہوے ہے اور

روایت کی یہ عمر سے اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ام سلمہ

اور تابعین مین سے ربیعہ اور سلیمان تیمی اور مقاتل بن حیان

سے اور یہی کہا ہے امام مالک اور ثوری اور احمد بن حنبل نے

کہا امام ذہبی نے کہ وفات پائی ان ابو القاسم نے چار سو

اٹھارہ مین اور وہ امام تھے اور حافظ تھے ذکر کیا اون کا

نووی نے طبقات فقہاء شافعیہ مین اور تالیف کی انہون نے

ایک کتاب سنن مین اور ایک کتاب معرفت مین اون اسماء کے
جن کی روا نہین صحیحین مین آئی ہین اور ایک کتاب کرامات اولیاء
مین اور سوا اسکی بہت کتابین تصنیف کین اور تعریف کی اون
کی خطیب نے اپنی تاریخ مین ایک سو ترسٹھوین شیخ محمد بن
ناصر حازمی ہین کہ انہون نے اپنے رسالہ صفات مین کہا ہے
کہ اجماع کیا سلف امت نے اسپر کہ اللہ تعالے ساتون آسمان
کے اوپر ہے اپنے عرش کے اوپر اور وہ خلق کی ساتھ ہے
اپنے علم سے وہ جہان کہین ہون اور جانتا ہے وہ جو کچھ عمل
کرتے ہین اور دوسرے مقام مین کہا ہے اور مقصود یہ ہے
کہ دلیلین کتاب وسنت کی ناطق ہوی ہین بلکہ تواتر آئی ہین
اللہ تعالے کے اثبات بلندی کے لئے اور تمام خلق کے
اوپر ہونے کے لئے اور سب اسپر دال ہین کہ وہ آسمانون پر ہے
اپنے عرش کے اوپر اور اوسکا استوا ایسا ہے جیسا اوسکو لائق
ہو کوئی نہین جانتا اوسکو کہ کیسا استوا ہے ایک سو چونسٹھوین
امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی ہین کہ انہون نے
اپنی کتاب حلیۃ الاولیا مین کہا ہے اوس اعتقاد اجماعی کے
بیان مین جو انہون نے جمع کیا ہے کہ ہمارا طریقہ اور اگلے سب لوگون
کا جو کتاب وسنت اور اجماع امت کے تبلیغ تھی یون تھا کہ وہ

معتقد تھے کہ بیشک اللہ ہمیشہ کامل رہا ہے بجمیع صفات قدیمہ نہ اون
صفتون سے بدلتا ہے نہ زائل ہوتا ہے اور ہمیشہ عالم بالعلم رہا ہے
اور بصیر بہ بصر اور سمیع بسمع اور متکلم بکلام ہے اوسنے سب
چیزون کو بنایا بغیر کسی چیز کے اور قرآن اوسکا کلام ہے اور
ایسا ہی تمام کتب منزلہ اور کلام اوسکا غیر مخلوق ہے اور قرآن
سب طرح سے جو پڑہا جاوے اور تلاوت کیا جاوے اور یاد کیا جاوے
اور سنا جاوے اور لکہا جاوے اور بولا جائے سب کا سب
اللہ کا کلام ہے حقیقت کی رو سے نہ حکایت اور ترجمہ کی لحاظ
سے اور وہ ہمارے مونہہ سے جو لفظ نکلتے ہین اللہ کا کلام
ہے غیر مخلوق یعنے یہی لفظین اللہ خود بولا تہا اور انمین
توقف کرنا اور لفظ کی گفتگو کرنا جہمیت ہے اور جہمی اونکے
نزدیک کافر ہے اور بہت سی چیزین ذکر کین یہانتک کہ کہا
کہ وہ حدیثین جو ثابت ہوئی ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرش اور اوسپر استوا کے باب مین اونکو یہ لوگ ثابت کرتے
ہین بغیر کیفیت اور تمثیل کے اور کہتے ہین کہ اللہ جدا ہے
اپنی مخلوق سے اور خلق جدا ہے اوس سے نہ وہ اونمین
ملتا ہے نہ گڈ مڈ ہوتا ہے اور وہ اپنے عرش پر مستوی ہے
اپنے آسمان کے پرے اور زمین پر نہین ہے اور ذکر کیا سلف

کے عقاد اور اجتماع کا اسی عقیدہ پر امام ذہبی نے کہا ابو نعیم
حافظ مشہور ہین کہ اللہ تعالے نے اونکو علو روایت اور علو درایت وفور
عنایت فرمائے اور سواریان اون کیطرف دوڑائی جاتی تہین اور سفر
کرتے تہے اون کے دروازیکی طرف بڑے بڑے امام اور حفاظ
ذکر کیا یہ ابن عساکر نے تبیین کذب المفتری مین کہ مجہے لکہہ بہیجا
عبد الغفار بن اسمعیل نے کہ احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسمعیل بن
موسے بن مہران ذکر کرتے تہے کہ ابو نعیم حافظ یکتا ہین اپنے
زمانہ کے اپنی فضیلت اور جمعیت اور معرفت مین کہ تصنیف
کین انہون نے بہت سی تصانیف مشہورہ اور وہ فرماتے
تہے کہ مین نے اپنے دس اوستادون سے دس ہزار
جز لکہے ہین سوا اون اجزا کے جو لوگون سے مین نے ہدیہ لیئے
اور ذکر کیا اون اوستادون مین سے ابو بکر بن اسمعیل کا اور
ابو احمد حاکم کا اور عبد الغفار نے کہا ابو عبد اللہ حاکم انکو بہت
چاہتے تہے اور اون سے روایت کرتے تہے اور وفات
پائی سن ستره مین یکبارگی ایک سو مین سٹہوین امام یگانہ
ابو زکریا یحیٰے بن عمار سجستانی ہین کہ انہون نے اپنے رسالہ
مین کہا ہے کہ ہم وہ نہین کہتے جو جہمیہ نے کہا ہے کہ پروردگار
سب مکانون مین داخل ہے اور ہر چیز سے نکلنے والا ہے

قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ

ای محمد کہہ دے کہ مین نہین اختیار رکہتا اپنی جان کے واسطے نفع کا نہ نقصان کا مگر جو اللہ چاہے اور اون لوگون نے گمان کیا کہ وہ اپنی کام

اور نہ یہ کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ وہ کہان ہے بلکہ ہم
کہتے ہین کہ وہ اپنی ذات سے اپنے عرش پر ہے اور علم
اوسکا ہر چیز کو گہیرے ہوئے ہی اور سمع اور بصر اور قدرت اوسکی
ہر ایک چیز کو پانے والی ہے اور یہی معنے ہین وھو معکم
اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر کے اور وہ
اپنی ذات سے اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اوس جل شانہ
نے خود فرمایا ہے اور جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے امام ذہبی نے کہا یحیے بن عمار کبار ائمہ ہرات سے
ہین جنمین علم اور روایت اور زہد سب جمع تہا وفات کی انہون
نے سن چار سو تیس مین اور وہ ایک وستاد ہین ابو اسمعیل
انصاری شیخ الاسلام کے صاحب منازل السائرین کی اور امام
ابو نصر سنجری کے ایک سو چہیاسٹہوین ہین امام عارف
معمر بن احمد بن زیاد صبہانی ہین صوفیون کے پیر مرشد یحیے
بن عمار اور ابی نعیم کے زمانہ مین کہ انہون نے کہا مین چاہتا
ہون کہ اپنے یارون کو وصیت کرون سنت سے اور اون
باتون سے جنپر اجماع ہو چکا ہے اہل حدیث اور معرفت الٰہی
اور تصوف والون کا اگلون سے اور پچہلون سے اور وصیت
مین بہت سی چیزین ذکر کین یہانتک کہ کہا بیشک اللہ تعالی نے

استوا کیا ہے اپنے عرش کے اوپر بلا کیف اور بلا تشبیہ اور بلا
تاویل ور استوا معقول ہے اور کیف مجہول ہے اور وہ اپنے
عرش پر مستوی ہے اپنی مخلوقات سے جدا ہے اور مخلوقات اوس سے جدا ہے
نہ وہ حلول کرتا ہے نہ مزاحمت کرتا ہے اور نہ ملتا ہے اور
وہ سبحانہ سنتا دیکھتا ہے جانتے والا بات کرتا ہے اور راضی
ہوتا ہے اور غصہ ہوتا ہے اور ہنستا ہے اور تعجب کرتا ہے
اور ظاہر ہوگا اپنے بندون پر قیامت کے دن ہنستا ہوا اور
اوترتا ہے ہر رات کو دنیا کے آسمان پر جسطرح چاہتا ہے بلا تاویل
کے سو جسنے انکار کیا اوترنے کا یا تاویل کی وہ گمراہ اور بدعتی ہے
ایک سو سترھوین امام ابو عثمان اسمٰعیل بن عبد الرحمن
صابونی ہین کہ وہ اپنی کتاب سنتہ مین فرماتے ہین کہ تمام حدیث
والے لوگ گواہی دیتے ہین کہ بیشک اللہ تعالے ساتون آسمانون
کے اوپر ہے جیسا اوسکی کتاب کہتی ہے اور علمائی امت فرماتے
ہین اور بڑے بڑے امام تصریح کرتے ہین سلف کے اور کوئی
اس امر مین اختلاف نہین کرتا کہ وہ تعالے اپنے عرش پر ہے
سب آسمانون کے اوپر اور ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی نے
احتجاج کیا ہے اپنی کتاب مین اسیر کہ کفارہ مین بردہ مومن
آزاد کرنا چاہیئے اور کافر کا آزاد کرنا کفارہ مین درست نہین

ساتھہ حدیث معاویہ بن الحکم کے کہ انہون نے ارادہ کیا ایک
لونڈی کالی کے آزاد کرنیکا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
اوسکو آزاد کرنیکو تو آپ نے اوسکے امتحان کے لئے پوچھا کہ دیکھین
یہ مومنہ ہے یا نہین اور اوس سے کہا کہ کہان ہے رب تیرا
اوسنے آسمان کیطرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا اسکو آزاد کرو یہ تو
مومنہ ہے غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لگادیا اوسکے
مومنہ ہونے کا صرف اتنی بات پر ایمان لانے سے کہ اوسکا رب
آسمان پر ہے اور اتنی جاننے پر کہ اوسکا رب صفت علو اور فوقیت
رکھتا ہے امام ذہبی نے کہا یہ ابو عثمان صابونی بڑے اماموں
مین سے ہین اور بڑے فقیہ اور محدث تھے اور حافظ اور صوفی
اور بہت بڑے شیخ تھے نیشاپور کے اپنے زمانہ مین وفات کی انہون
نے سن چارسو چالیس پر کئی سال مین اور اون کی اچھی اچھی بہت
تصنیفین ہین مین کہتا ہون کہ بیہقی نے اون کی شان مین کہا
ہے کہ خبر دی ہمکو امام المسلمین اور شیخ الاسلام نے جنکی کنیت
ابو عثمان صابونی ہے روایت کی انہون نے زاہر بن احمد سرخسی
سے اور ابی سعید رازی سے اور ابی بکر مقری اور ابو طاہر بن خزیمہ
اور ابی الحسین الخفاف اور عبد الرحمن بن شریح سے اور روایت
کی اون سے بہت لوگون نے کہ اونہی مین سے عبد العزیز کتانی

ہین اور علی بن الحسین صغرائی اور غرادی اور اون سب ہین فضل
اور بزرگتر حافظ ابو بکر بیہقی ہین کہ ایک فرد یگانہ تہے علم تفسیر و حدیث
مین اور بڑی کوشش کرنے والے اقامت سنت مین اور ازالہ
بدعت مین اللہ رحمت کرے ان سب پر ایک سوا رہ سٹہوین
امام فقیہ ابو الفتح سلیم بن ایوب رازی ہین جو رفیق تہے شیخ ابی حامد
اسفرائی کے کہ انہون نے قرآن کی تفسیر مین اس آیۃ کی ذیل مین
فرمایا ہے الرحمن علی العرش استوی کہ کہا ابو عبیدہ نے
علا اور کہا اور مفسرون نے استقر اور اس آیۃ کے
ذیل مین خلق السموات والارض فی ستۃ ایام
ثم استوی علی العرش کے ذیل مین لکہا ہے کہ قتادہ نے
کہا وہ ساتوان دن ہے اور اس آیت کی ذیل مین کہا ءامنتم
من فی السماء یعنے وہ پروردگار تمہارا جو آسمان کے
اوپر ہے کہ اگر تم اوسکی نافرمانی کرو تو ڈرتے نہین ہو کہ وہ تمکو
زمین مین دہنسا دے اور اسی طرح اور آیتون کے ذیل مین ایسی ہی
باتین لکہین ہین جو صاف دلالت کرتے ہین کہ اللہ تعالی عرش
کے اوپر ہے امام ذہبی نے کہا ہے سلیم بن ایوب بڑے امام ہین
تفسیر اور فقہ اور حدیث کی سوا ان کے اور علمون مین بہی امام
ہین اور کنیت اون کی ابو الفتح مقدسی ہے وفات کی انہون نے

سن چارسو چالیس کے اک بہک مین اکیسوا و نہتروین
امام ابو بکر بن الحسین بیہقی صاحب سنن کبیر وغیرہ ہین انہون
نے کتاب الاعتقاد کی باب الاستوا مین کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا الرحمن علی العرش استوی اور فرمایا وہو
القاہر فوق عبادہ اور یخافون ربہم من فوقہم اور
الیہ یصعد الکلم الطیب اور ءامنتم من فی السما
اور اسکی تفسیر کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ تعالےٰ آسمان
کے اوپر ہے جیسے فرمایا لاصلبنکم فی جذوع النخل
کہ مراد اوس سے علی جذوع النخل ہے یعنی فی بمعنی علیٰ ہے
اور فرمایا فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر یعنی یہان
بھی فی بمعنی علےٰ ہے اور جو کچہ تیرے اوپر ہے وہ آسمان ہے
اور عرش سب آسمانون کے اوپر ہے یعنے علی السماء اور
علی العرش کا مطلب ایک ہی ہے سو مراد آیۃ کی یہ ہوئی
ءامنتم من علی العرش جیسے تصریح کی گئی ہے تمام آیتون
مین اور اوسمین بہت سی آیتین ہین جو باطل کرتے ہین اون جہمیون
کے دعویٰ کو جو کہتے ہین کہ اللہ پاک ہر مکان مین ہے اپنی ذات
سے اور یہ جو فرمایا وہو معکم اینما کنتم اس سے اوسکا علم
مراد ہے نہ ذات پاک اوسکی امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ شہرت

بیہقی کے محتاج بیان نہین ہے اور وفات کی اونہون نے
سن چارسو اٹھاون مین اور اونکا سن چوراسی برس کا تھا
ایک سو سترہ مین امام حافظ مغرب ابوعمر بن عبدالبر مالکی صاحب
استیعاب اور تمہید کے ہین اور سوا ان کتابون کے اور تصانیف
عمدہ اون کے بہت ہین انہون نے جب موطا کے اس حدیث
کی شرح کی ینزل ربنا کل لیلۃ الی السماء الدنیا
تو کہا یہ حدیث ایسی ہے کہ اسکی صحت مین کسی محدث نے
اختلاف نہین کیا اور اس مین بڑی دلیل ہے اثبات پر کہ
وہ تعالی آسمانون کے پرے عرش کے اوپر ہے ساتون
آسمانون کے اوپر جیسے ایک جماعت نے کہا ہے اور یہ سنت
و جماعت کی حجت ہے معتزلہ کے قائل کرنیکو اور یہ حدیث
مشہور ہے عامہ محدثین کے نزدیک اور ایسی شہرت اور صحت
رکہتی ہی کہ زیادہ بیان کرنیکی ضرورت نہین اور اوسکے
خلاف بات جو قراردی ہے وہ ہر کسی مسلمان نے قبول نہین
کی نہ اوس کا اقرار کیا اور یہ بہی کہا کہ علماء صحابہ اور تابعین
سے جن لوگون نے تاویل کا ارادہ کیا انہون نے اس
آیتہ مین ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو
رابعہم مین کہا کہ وہ اپنے عرش پر ہے اور علم اوسکا

ہر مکان میں ہے اور اس بات مین اون کے کسی ایسی نے
اختلاف نہین کیا جسکا قول قابل حجت ہو اور یہ بہی کہا کہ اہل
سنت سب کے سب اقرار کرتے ہین اون صفتون کا جو کتاب و سنت
مین وارد ہوئی ہین اور اونکو حقیقت کی ساتھہ ثابت کرتے
ہین نہ مجاز کے رو سے یعنے یہ نہین کہتے کہ مثلاً ہاتہہ سے قدرت
مراد ہے بلکہ حقیقت مین ہاتہہ سے ہاتہہ ہی مراد ہے مگر اتنا ہے
کہ اہل سنت اوسکی کیفیت نہین بیان کرتے اور جہمیہ اور معتزلہ
اور خوارج یہ سب کے سب ان صفتون کا انکار کرتے ہین اور انمین سے
کسی صفت کو حقیقت پر حمل نہین کرتے اور کہتے ہین کہ جو ان کو
درحقیقت جانے وہ مشبہہ ہین اور جو لوگ صفتون کا اقرار کرتے
ہین وہ ان جہمیہ وغیرہ کو نافیہ کہتے ہین کہ نفی کرتے ہین معبود
کی امام ذہبی نے کہا کہ یہ ابو عمر امام ہین اہل مغرب کے اور بڑے
حافظون مین ہین اور بڑے اون امامون مین ہین جو قائم تہے
مذہب مالک پر وفات ہوی اون کی سن چار سو تیرانوے
مین اور اسی سن مین حافظ مشرق ابوبکر خطیب نے بہی انتقال کیا
ایکسو اکہترویں حافظ ابوبکر خطیب ہین کہ روایت کی ذہبی نے
اون سے اپنی سند سے اور کہا کہ خبر دی ہمکو اسمعیل بن عبد الرحمن
نے کہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن احمد مقدسی نے سن چہہ سو سترہ مین

مبارک بن علی صیرفی کی روایت سے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو الحسن
محمد بن مرزوق زعفرانی نے کہ خبر دی ہم کو ابو بکر خطیب نے اور
کہا کہ وہ امام ہین کلام کے صفات مین اونہون نے کہا کہ
صفات الٰہی مین جو مروی ہے سنن صحاح مین تو مذہب سلف
کا یہ ہے کہ اوسے ثابت کرین اور اوسکو ہی ظاہر پر جاری
کرین اور کیفیت اور تشبیہ کی اوس سے نفی کرین اور اصل
قاعدہ اسکا یہ ہے کہ کلام کرنا صفتون مین ایک شاخ ہے
اوس کلام کی جو ذات مین ہوتا ہے اور ہم اسمین اون کی قدم
بقدم چلتے ہین اور مثال اوسکی یہ ہے کہ جب معلوم ہوا کہ
رب العالمین ثابت ہی تو اس سے فقط ایک اثبات وجود
کا ہوا نہ اثبات اوسکی حد کا نہ کیفیت کا تو اسیطرح اثبات
ہے اوسکی صفات کا کہ اون صفتون کا صرف وجود ثابت
کرنا ہے نہ اثبات اونکی حد کا نہ کیفیتون کا پھر جب ہم نے کہا
ہاتھ اور سننا اور دیکھنا تو یہ اثبات اون صفتون کا
ہوا جو اللہ تعالے نے اپنی ذات مقدس کے ہی ثابت کیا ہے
اور ہم یہ نہین کہتے کہ ہاتھ کے معنی قدرت ہے اور نہ یہ کہتے
ہین کہ سننے دیکھنے سے مراد جاننا ہے اور نہ یہ کہتے ہین
کہ ہاتھ اور قدم جارحہ ہین یا آلات ہین فعل کے اور ہم کہتے ہین

کہ صرف ثابت کرنا انکا واجب ہے اسلئے کہ توصیف اسکی ساتھ انکے
وارد ہو چکی اور واجب ہوئی نفی تشبیہ کی اوس سے اسلئے
کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر
اور فرماتا ہے ولم یکن لہ کفوا احد یعنے اوسکی ذات
کی مثل کوئی ذات نہین ایک سند یہ ہے امام ابو سلیمان خطابی
ہین کہ انہون نے خطیب کی مثل فرمایا ہے اپنی کتاب غنیہ
عن الکلام مین اور کہا ہے کہ مذہب سلف کا ان صفتون کا
ثابت کرنا ہے اور انکا ظاہر پر جاری کرنا اور کیفیت اور
تشبیہ کی ان سے نفی کرنا ایک سند یہ ہے امام ابو القاسم
اسمٰعیل بن محمد تیمی ہین جنکی ترغیب و ترہیب تالیف کی ہوئی ہے
اور اون سے کسی نے صفات الٰہی کو پوچھا تو انہون نے فرمایا
کہ مذہب مالک اور ثوری اور اوزاعی اور شافعی اور حماد بن
سلمہ اور حماد بن زید اور احمد بن حنبل اور یحیے بن سعید اور عبد
الرحمن بن مہدی اور اسحق بن راہویہ کا یہ ہے کہ یہ سب صفتین
جنسے اللہ تعالے نے اپنی ذات کا وصف کیا ہے یا اوس کے
رسول نے جیسے سمع و بصر و وجہ اور دونو ہاتھ اور تمام صفتین
ہین یہ سب اپنے ظاہر پر ہین جو معروف و مشہور ہین (یعنے ہاتھ سے
ہاتھ ہی مراد ہے مثلاً) بغیر کیفیت کے جو اپنے وہم مین آتی ہے اور

بغیر تشبیہ و تاویل کے اور سفیان بن عیینہ نے فرمایا جن چیزونکا
سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذات کا وصف کیا ہے اون
کی تفسیر یہی ہے کہ اون کے تئین پڑہنا (یعنے ہاتہہ کو ہاتہہ کہنا
قدم کو قدم مثلاً) یعنے ظاہر پر مذکور رکہنا چاہئے اور مجاز کی طرف
پہیرنا جائز نہین کسی طرح کسی تاویل سے ایکسو چودہوین
قاضی ابو یعلی فراء ہین کہ انہون نے کتاب ابطال التاویل مین
کہا ہے کہ تاویل کرنا ان حدیثون کا روا نہین اور نہ مشغول
ہونا اون کے تاویلون مین اور واجب ہی رکہنا اونکا اون کے
ظاہری معنون پر اور وہ سب اللہ کی صفتین ہین کہ اور موصوف
کی صفتون سے جدا ہین اونکا کوئی مشابہ نہین مخلوق مین
اور تاویل کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے یہ امر کہ صحابہ
اور جو لوگ اون کے بعد تہے تابعین وغیرہم سے وہ سب
انکو ظاہر پر رکہتے تہے اور ہرگز خیال بہی تاویل کا نکرتے
تہے اور نہ اونکو ظاہر معنے سے پہیرتے تہے (یعنے ہاتہہ کو
قدرت کہین یا مونہہ سے رحمت مراد لین) پہر اگر ان
صفتون مین تاویل روا ہوتی تو صحابہ سب سے پہلے اسطرف
دوڑتے اسلئے کہ تاویل مین تشبیہ کا دفعیہ خوب ہوتا ہے
اور حدیث جاریہ کو ذکر کرکے کہا کہ اس حدیث مین دو باتین ہین

اور یہ ثابت ہوا کہ یہ سوال روا ہے کہ خدا تعالے کہان

ہے دوسرے یہ معلوم ہوا کہ خبر دینا اسکی کہ وہ آسمان پر ہے جائز

ہے اور بہت باتین کہین پھر کہا کہ اطلاق کیا ہے امام احمد نے اس

حدیث پر کہ یہ اون حدیثون میں سے ہے جو تشبیہ کو رد کرتے ہین

اور کہا کہ ہمکو خبر دی گئی ہے کہ اللہ آسمانون کے اوپر ہے

اور فرمایا اوسنے الیہ یصعد الکلم الطیب اور فرمایا

انی متوفیک ورافعک الی غرض خبر دی اللہ تعالے

نے کہ وہ آسمان کے اوپر ہے اور فرمایا ءامنتم من فی السماء

وغیرہ غرض خبر دی کہ وہ آسمان پر ہے اور وہ اپنے عرش پر ہے

اور ایک کلام طویل ذکر کیا کہ یہان اوسکی جگہ نہین امام ذہبی نے

فرمایا کہ یہ قاضی بڑے بزرگ حنابلہ مین سے ہین اپنے زمانہ کے

اور مذہب امام احمد سے خوب واقف ہین اور اختلاف علما کو

بخوبی جانتے ہین اور بہت کتابین انہون نے تصنیف کی ہین

مذہبون مین اور خلافی مسئلون مین اور اصول مین وفات

سن چار سو ساٹھ کے پہلے اللہ اون پر رحمت کرے

ایکسو چھہتروین امام ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی ہین اور

گذر چکا ہے کہ انہون نے جواب دیا جو کہ امام ابی العباس بن

شریح نے تصریح کی ہے امام ذہبی نے فرمایا کہ سعد بن علی بڑے

امام اور حافظ اور فقیہ اور صوفی ہین ذکر کیا اون کا ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ مین (کہ نام ہے کتاب کا) اور کہا کہ سعد بن علی دنیا مین پہرے اور مشائخ کو دیکہا اور مکہ مین رہا اور شیخ الحرم ہوی اور اونکا یہ حال تہا کہ جب حرم کیطرف نکلتے تہے لوگ طواف چہوڑ دیتے تہے اور حجر اسود سے زیادہ ان کے ہاتہہ کو بوسے لیتے تہے اور اون کے بہت کرامات مشہور ہین وفات پائی انہون نے سن چارسو ستر مین لکن دل مین اس فتوی سے مجہے وہم ہے جسکو انہون نے ابن شریح کے طرف منسوب کیا ہے کہ اوسکی اسناد مین آثار صحت کے نہین پاتا ہون واللہ اعلم مگر اتنا بخوبی یقین کرتا ہون کہ ابن شریح ان اصول کے جو انہون نے فتوی مین ذکر کئے ہین ہرگز مخالف نہین غرض اس مین ہرگز شک نہین کہ ابن شریح کا عقیدہ یہی تہا ایکسو چہترو ین امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی ہین کہ انہون نے اپنی کتاب الملل والنحل مین گمراہ فرقون کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اون مین نجاریہ ہین شاگرد حسین بن محمد نجار کے کہ کعبی نے اوس سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا تہا کہ اللہ تعالے ہر مکان مین ہے ذات سے اور وجود سے اور ہر جگہہ ہونے سے اوسکا علم مراد نہین نہ قدرت اور علم کے مراد ہونے پر اوسنے بہت سے محالات پیش کئے ہین اور

کہا کہ اونہی گمراہ فرقون مین جہمیہ بہی ہین شاگرد جہم بن صفوان کے
اور وہ جبریہ خالصہ سے ہے کہ اوسکی بدعت ترمذ مین پہیلی اور
اوسکو سالم بن احوز مازنی نے مرو مین قتل کیا ہے امیہ کے آخر
سلطنت مین اور وہ معتزلہ کے موافق ہو گیا تہا ازلی صفتون کے
نفی کرنے مین اور زاون سے بڑہکر اور باتین اوسنے زیادہ کین
اونہین سے ایک یہ بات تہی کہ کہتا تہا یہ جائز نہین کہ اللہ کا
وصف کرین کسی ایسی صفت سے جو مخلوق مین ہوتی ہے
(گویا اوسنے سمع و بصر سبکا انکار کیا) اسلئے کہ اسمین تشبیہ
لازم آتی ہے غرض نفی کی اوسنے کہ وہ حی ہو یا عالم اور
اتنا کہا کہ وہ قادر فاعل خالق ہے اسلئے کہ اوسکی کوئی مخلوق قدرت
اور فعل اور خلق نہین رکہتی اور سلف کے جتنے لوگ تہے
سب اوسکو انتہا درجہ کا مردود جانتے تہے اور تعطیل محض
کیطرف اوسکی نسبت کرتے تہے اور وہ دیدار کے نفی کرنے مین
بہی معتزلہ کے موافق ہے اور کلام اللہ کے مخلوق ہونے مین
بہی اسیطرح اور بہت سے مسائل مین اور بعض قول اوسکے
آگے کے ابواب مین اونگی شہرستانی یہ امام فقیہ متکلم جدلی
ہین انہون نے کتاب ملل و نحل وغیرہ تصنیف کی ہے وفات
کی انہون نے سن پانسو اڑتالیس مین ایک سو ست بہتر

امام ابوالمعالی جوینی ہین کہ انہون نے رسالہ نظامیہ مین کہا ہے
سالک علماکے ان صفتون ظاہری مین مختلف ہین بعضون نے
توان کی تاویل کی اور اسکو لازم جانا کتاب اللہ مین اور صحیح سنتون
مین اور تمام امام سلف کی تاویل سے بازرہے ہین اور
ان سب صفتون کو اپنی ظاہر مورد پر جاری کیا ہے اور معانی
(یعنے کیفیات اون کی) اللہ تعالے کو سونپ دی ہین
اور میرے نزدیک یہی بات پسند ہے اور جو میری رائے
مین آتا ہے اور جسکو مین اللہ کا دین جانتا ہون وہ سلف کا
عقیدہ ہے اور دلیل قطعی (جسمین کچہ شک نہو) اور جو
سماع سی اسبارہ مین وارد ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اجماع اس
امت کا ایسی حجت ہے جسکی اتباع ضرور ہے پہر اگر اسمین تاویل
کی ذرا ہی گنجایش ہوتی تو اگلے لوگ انکی تاویلون مین اور فروع
شرعی سے زیادہ کوشش اور بندوبست کرتے اور جب صحابہ
اور تابعین کا زمانہ بے تاویل کے گذر گیا تو اسی کی تابعداری ضرور
ہے امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ معرفت امام شافعی کے مذہب کے
ابی المعالی پر ختم ہوگئی اور انہون نے بہت کتابین تصنیف کین
اور باریک مسلون مین فقہ کی اور اوسکے فروع و اصول مین
وہ ایک دریا تہی وفات کی انہون نے سن چارسو اوناسی مین

۴۱۵

ایکسو اٹھتروین امام محی السنہ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی
ہین کہ انہون نے اپنی تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کی ذیل مین
ثم استوی علی العرش فرمایا ہے کہ کلبی اور مقاتل نے
کہا استقر یعنے قرار پکڑا اور ابو عبیدہ نے کہا صعد یعنے
چڑہا اور تاویل کی معتزلہ نے استوا کی استیلا سے مگر اہل سنت کہتے ہین
کہ استوا علی العرش ایک صفت اسکی بلا کیف کہ اوسپر ایمان لانا واجب
ہے اور بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ثم استوی الی السما
وھی دخان کی ذیل مین کہا ہے کہ اکثر مفسرین سلف کے
استوی کے معنے ارتفع یعنے بلند ہوا کہتے ہین اور ھل ینظرون
الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام کی تفسیر مین
کہا کہ یہ آیتہ اور جو اس قسم کی آیتین ہین اونمین انسان کو ضرور
ہے کہ اون کے ظاہر پر ایمان لاوے (اور علم اوسکے معانی
(یعنی کیفیت کا) اللہ پاک پر سونپ دیوے اور اعتقاد رکہے کہ اللہ
حدوث کی نشانیون سے پاک ہے اسی اعتقاد پر گذری ہین ایمہ سلف
کے اور علما سنت کے اور اس آیت کی ذیل مین کہا ھو اللہ فی
السموات و فی الارض یعنے وہی اللہ ہے اون لوگون
کا جو آسمانون مین ہین یا زمین مین اور زجاج نے کہا اس آیت مین
تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر اس آیت کی یہ ہے

کہ واسطے سب انسانون کے ہین اور جانتا ہے تمام چھپی اور کھولی چیزون کو زمین مین اور آسمان مین اور اس آیت کے ذیل مین کہا ما یکون من نجویٰ ثلثۃ الا ہو رابعہم یعنی ساتھہ علم کے امام ذہبی نے کہا ابو محمد بغوی یہ کبار ائمہ فقہاء شافعیہ مین ہین مصنف شرح السنہ کے اور کتاب التفسیر کے اور سوا ان کے اور کتب کے اور شہرت انکی بیان کی محتاج نہین وفات کی انہون نے سن پانسو سولہ مین

ایکسو اناسیوان ابو اسحق ثعلبی ہین کہ انہون نے اپنی تفسیر مین ان آیتون کے ذیل مین بغوی کے مثل کلام کیا ہے ایکسو اسیوان امام ابو الحسن محمد بن عبد الملک کرخی شاگرد شیخ الاسلام ہین کہ انہون نے اپنے مشہور عقیدہ مین کہا ہے جسکا شروع یہ ہے بیت

وشیب ذوائبی بذہاب وصل الحبائب		محاسن جسمی بدلت بالمعائب

یہانتک کہا ابیات اقصد ادنی المعاد عقیدۃ + علی منہج فی الصدق والحق لاحب + عقائدہم ان الالہ بذاتہ + علی عرشہ مع علمہ بالغوائب + وان استواء الرب یعقل کونہ + ویجہل فیہ الکیف جہل الشہارب + غرض یہ قصیدہ دو سو بیت کا ہے اور ترجمہ اسکا یہ ہے ابیات محاسن میرے جسم کے سب گئے بوڑہاپے نے اگر دیا مجھے + عقیدہ سے بہتر نہین زاد راہ +

جو سچا عقیدہ ہوے مشتباہ	سبھی اہل حق کا عقیدہ یہ تہا
کہ ہے عرش پر ذات سی وخدا	جہی چیزیں جتنی ہیں ای لیر با
ہر ایک کو ہی وہ جانتا بی خطا	سنو استوا اوسکا معقول ہے
فقط کیفیت اوسکی مجہول ہے	امام ذہبی نے فرمایا یہ ابو الحسن

امام صاحب رائی زرین اور شافعی مذہب ہیں اور بغوی کے زمانہ میں
ستہے اور یہ قصیدہ اون کا خاص وعام میں بلاد مشرق کے مشہور
و معروف ہے ایکسو اکیاسی میں امام شیخ الاسلام صوفیوں کے
سردار قطبوں کے افسر کاملوں کے خلاصہ عابدوں کے سلالہ
محبوب سید ابرار ابو محمد عبد القادر بن ابی الصالح جیلانی ہیں کہ انہوں
نے اپنی کتاب غنیہ میں فرمایا ہے جو آج تک لوگوں کے ہاتھہ میں
موجود ہے کہ پہچان عالم کے بنانے والے کی آیتوں اور دلیلوں سے
مختصر طور پر یہ ہے کہ تم جان لو اور یقین کر لو کہ اللہ واحد احد ہے
یہاں تک کہ کہا وہ جہت علو میں ہے عرش پر مستوی ملک پر
محتوی علم اوسکا سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے اوسیکی
طرف چڑھتی ہیں پاکیزہ باتیں اور نیک عمل بلند ہو جاتے ہیں
اوسکی طرف ہر کام کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین کی طرف
پھر وہ کام چڑہ جاتا ہے اوسیکی طرف ایسی دن میں کہ
اوسکی گنتی تمہارے شمار سے ہزار برس ہے اور اوسکی وصف

ہین یہ کہنا روا نہین ہے کہ وہ ہر مکان مین ہے بلکہ یون کہنا چاہئی
کہ وہ آسمان کے پرے عرش کے اوپر ہے جیسا اوسنے خود فرمایا
الرحمن علی العرش استوی غرض ضرور ہے صفت
استوا کا اطلاق بغیر تاویل کے اور اوسنے اپنی ذات سے
عرش پر استوا کیا ہے اور اوسکا تعالی کا عرش پر ہونا ہر کتاب
مین مذکور ہے جو کسی نبی مرسل پر اوتری ہو بلا کیف اور ذکر کیا
ایک طویل کلام کہ مین نے اوسکا مختصر کردیا اور دوسری جگہ فرقہ
سالمیہ کے عقیدہ مین کہا کہ وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے ہر مکان مین ہے
اور عرش اور غیر عرش مین کچہ فرق نہین اور قرآن مین اونکو اللہ
جہوٹلاتا ہے جہان فرماتا ہے **الرحمن علی العرش استوی**
اور نہین فرمایا کہ اوسنے زمین پر استوا کیا یا پہاڑون کی پیٹ پر
استوا کیا اسیطرح اور کسی مکان مین استوا نہین فرمایا تمام ہوا قول محبوب
سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہ سب عبارتا ون کی شیخ ابن تیمیہ اور
علامہ حافظ شمس الدین ذہبی نے نقل کی ہے اور ان کے سوا اور
بہت بڑے بڑے عالمون نے نقل کی غنیۃ الطالبین سے اور صاف
کہدیا ہے کہ یہ کتاب حضرت شیخ کی تصنیف ہے اللہ اون پر رحمت
کرے اور کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون مین بھی لکھا ہے
کہ غنیہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی ہے جنہون نے سن پانسو اکسٹھ

مین انتقال فرمایا اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی اپنی کتاب قرۃ العینین
فی تفضیل الشیخین مین فرمایا ہے کہ کہا میرے سردار شیخ عبد القادر
رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ مین اور نقل کی اس کتاب سے علی قاری نے
شرح فقہ اکبر مین بہت جگہ اور اس کتاب پر اعتماد کیا اور نقل کیا
اس سے امام یافعی وغیرہ نے غرض اس زمانہ مین جو بعضی کوتاہ
نظر لوگ یہ شبہہ کرتے ہین کہ یہ کتاب شیخ کی نہین اونکا خیال لغو ہے
اور صرف تعصب و نفسانیت ہے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ
انہون نے ایک کنایہ کیا ہے حنفیہ کی طرف حالانکہ وہ کنایہ حنفیون کی طرف
نہین ہے بلکہ ایک فرقہ حنفیونکا ہے جو امام ابو حنیفہ کی راہ
پر نہین رہے اور حنفی کہلاتے رہے اور کتاب البہجہ مین جو حضرت شیخ نے
فرمایا ہے وہ بھی اس عقیدہ کا موٴید ہے کہ اوسمین فرماتے ہین رب
ہمارا عرش پر مستوی ہے ملک پر محتوی ہے سات آیتون کی رو سے
جو قرآن مین آچکی ہین اسی بارہ مین کہ ہم اوسکو ذکر نہین کرتے جہل جاہل
اور اوسکی رعونت کی وجہ سے امام ذہبی نے فرمایا کہ مین نے اپنے شیخ
ابو الحسن یونینی سے سنا انہون نے شیخ عز الدین بن عبد السلام سے
کہ فرماتے تھے ہم نہین جانتے کہ کسی کی کرامات اس حد تواتر کو پہونچی ہو
جسقدر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے امام یافعی نے مرآۃ الجنان
مین کہا ہے قطب الاولیاء الکرام وشیخ المسلمین والاسلام رکن الشریعۃ

وعلم الطریقہ اور بہت ورتبک اون کی مدح کی ہے اور کفوی سے اعلام
مین لکہا ہے سید العارفین قبلۃ الواصلین شیخ الزمان عروۃ الہیاکل
الناسوتیۃ والمعارف اللاہوتیۃ غرض خراسانیون نے نہایت اونکی
ثنا مین مبالغہ کیا اور علما نے اون کی کرامات و فضائل و مکاشفات
بہت سی کتابین تالیف کی ہین اور اونہون نے سن پانسو اکسٹہہ
مین انتقال فرمایا اور اس مقام مین سبکے خوب معلوم ہو گیا کہ جو اس طریقہ
کا مرید اور طالب ہو اور اوسکو برا جانے اور اس طریقہ اور خاندان
والون کا دوست ہو اور باوجود اسکے پہر اس مسئلہ استوا کو جیسا شیخ نے
بیان کیا ہے اوسکو خیال کرے کہ یہ مشبہہ یا مجسمہ کا عقیدہ ہے
تو وہ اس طریقہ نورانی سے باہر ہے اور اس خاندان عالیہ سے
خارج ہے اور اس زمانہ مین بہت سے لوگ اسی ڈہنگ کے پائے
جاتے ہین اللہ تعالے ہمکو اون کی صحبت سے بچاوے اور ہمارا
حشر و نشر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتہہ اور اون کے گروہ مین اور سلف صالحین
کے ساتہہ کرے اور اللہ اون سب سے راضی ہو آمین یا رب العالمین مترجم
کہتا ہے کہ مین سال تیرہ سو تین مین مدراس گیا تہا اور وہان معلوم کیا
کہ اوس غنیہ مین جو ہند مین چہپی ہے کئی فصلین معرفت صانع کے
متعلق مین جو ضروری تہین اور جسمین عقائد صحیحہ محدثین مذکور تہی
وہ بالکل نکال ڈالی تہین اخر مین نے مصر کے مطبوعہ غنیہ تلاش

کی اور اسمین اون فصلون کو دیکھا اور ایک میرے شفیق نے فرمایش کی
کہ اوسکو زبان پارسی مین نظم کردو مین نے ان اوراق مین تھوڑی حصہ
مین اوسنے نظم کردیا چنانچہ وہ اشعار ہی اسکے خاتمہ مین ضم کردی جاوینگی
انشاء اللہ تعالے ایک سوبیاسی امام شیخ الاسلام ابو محمد عبد اللہ
بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی ہین کہ انہون نے صفات کے
رسالہ مین کہا ہے کہ ابن مبارک نے فرمایا کہ ہم پہچانتے ہین کہ رب
ہمارا آسمانون کے اوپر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اور ہم
یہ نہین کہتے جیسے جہمیہ نے کہا ہے کہ وہ یہان ہے اور
اشارہ کیا زمین کیطرف بلند ہے ذات مقدس اللہ کی اس سے
بہت اور دوسری جگہہ کہا کہ اللہ کی اون صفتون مین سے جنپر ایمان
لانا واجب ہے یہ ہے کہ وہ متکلم ہے کلام قدیم کے ساتھہ سناتا ہی وہ اپنا
کلام جسکو چاہتا ہے اپنی خلق مین سے اور موسے علیہ السلام نے
اوسکی بات سنے بغیر واسطہ کے اور سنے بات اوس کے جبرئیل نے
اور جسکو وہ اجازت دیتا ہے فرشتون مین سے وہ اوسکا کلام
سنتے ہین اور وہ قیامت کے دن مومنون سے کلام کریگا اور مومن
اوس سے عرض معروض کرینگے اور اونکو اجازت دیگا کہ وہ اوسکے
طرف دیکھینگے اور اون کے لئے پردہ اوٹھا دیا جاویگا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالے وحی کے ساتھہ متکلم

ہوتا ہے تو اوسکی آواز مبارک آسمان والے سنتے ہین آخر حدیث
تک ایک سو تراسی امام محمد بن موصلی ہین کہ انہون نے فرمایا
اللہ تعالی نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وہ تعالے آسمانون کے اوپر
ہے مستوی عرش کے اوپر اپنے مخلوق سے جدا فرشتے اوسکی
اوسکی طرف چڑہتے ہین اور اوسیکی پاس سے اوترتے ہین اور مسیح
علیہ السلام کو اوسنے اپنی طرف اوٹہالیا اور اوسیکی طرف پاک کلمہ
چڑہتے ہین ذکر کیا اسکو کتاب سیف السنۃ الرفیعہ مین اور دوسری
جگہہ کہا ہے کہ خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور
آپ کی اصحاب نے اور وہ ساری خلق سے زیادہ پہچاننے والے تھے
اللہ کے (خبر یہ دی کہ) وہ نزدیک ہے ہر ایک کو اوسکی اونٹ
کی گردن سے اور خبر دی کہ وہ ساتون آسمانون کے اوپر ہے
اپنے عرش پر خبردار ہے اپنے مخلوق سے دیکہتا ہے اونکے
عملون کو جانتا ہے اون کے باطن کو اور یہہ وہ حق ہے کہ اس
مین ایک بات (یعنے قریب ہونا) دوسرے کی (یعنی عرش پر ہونیکے)
منافی اور خلاف نہین تمام ہوا قول اونکا ایک سو چوراسی
کے شمار مین امام ابو الولید الرشید ہین کہ انہون نے مناہج الادلہ
مین کہا ہے جہت مین یہ بات ہے کہ یہ صفت ہمیشہ اہل شریعت
ابتدا سے اللہ پاک کے لئے ثابت کرتے آئے تھے یہانتک

۴۲۲

کہ معتزلہ نے اسکی نفی کی پہر اون نفی کیجئے تابع ہو گئے اشاعرہ بہی بعض

جیسے ابی المعالی اور جو اون کے مقتدی ہین یہانتک کہ کہا کہ

تمام شریعتین اسی بنا کی ہوئی ہین کہ اللہ تعالے آسمان پر ہے اور

اوسکی طرف سے ملائکہ اوترتے ہین وحی لیکر پیغمبرون کے پاس اور

آسمان ہی سے کتابین اوتری ہین اور اوسی کے اوپر چڑہتے تہے

معراج ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع حکما اسپر متفق ہین کہ اللہ اور

اوسکے فرشتے آسمان پر ہین جیسے کہ سب شریعتین اسپر متفق ہین

پہر اسکی تقریر کی عقلون کے طور سے اور بیان کیا شبہہ اون

لوگون کا جنہون نے نفی کی ہے جہت کی جہمیہ وغیرہم سے اور

وجہ اوسکی نفی کی بیان کی ہے یہانتک کہ کہا ہے کہ اب تم کو

خوب معلوم ہوگیا کہ ثابت کرنا جہت (فوق) کا شرع اور عقل کے

روسے واجب ہے اور جہت کی نفی سے تمام شریعتین باطل ہوجاتی

ہین اکیسوین چھیاسیوین امام شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم

بن عبد السلام ہین جو ابن تیمیہ کے لقب سے مشہور ہین اور وہ

حرانی پہر دمشقی ہین کہ انہون نے حمویہ مین کہا ہے یہ اللہ کی کتاب ہے

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ اول سے آخر تک

اور اسکے بعد تمام صحابہ اور تابعین کا کلام ہے پہر تمام ائمہ اسلام کا

کلام کہ یہ سب کا سب بہرا پڑا ہے اس عقیدہ سے کہ اللہ سبحانہ تعالی

اسمانون کے پرے تمام چیزون سے بلند اور تمام چیزون سے
اوپر اور وہ عرش کے اوپر ہے پہر ذکر کئے اسپر دلائل کتاب و سنت
اور اجماع امت کے اور عقیدہ واسطیہ مین بہی ایسا ہی کہا ہے
چنانچہ اوسمین لکہا ہے کہ اسپر ایمان لانے مین یہ بہی ضرور ہے
کہ جس بات کی اللہ نے اپنی کتاب مین خبر دی ہو اوسپر ایمان
لاوے اور اسیطرح اوسپر بہی جو تواتر مروی ہوئی ہو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اجماع کیا ہو اوسپر سلف امت نے اور
اونہی باتون مین سے یہ ہے کہ وہ سبحانہ تعالے اپنے عرش پر ہے
اپنی مخلوق سے اونچا اور جب شیخ نے یہ عقیدہ بیان کیا تمام
قاضی اور علما سب سلطان کے محل مین جمع ہوئے اور اون کے
اور شیخ کے بیچ مین بڑی تقریر اور بحث تین مجلسون مین چلتی رہی
یہانتک کہ اسپر اتفاق ہوگیا کہ سلف کا یہی عقیدہ روشن ہے یہ بات
ابن رجب نے اپنی طبقات مین ذکر کی ہین اور اپنے رسالہ تدمریہ مین بہی
ایسا ہی لکہا ہے اور کتاب النزول مین بدلائل قویہ اللہ تعالی کا جہت
علو مین ہونا ثابت کر دیا ہے اور تاویلون کو باطل کر دیا ہے اور ابن
تیمیہ بڑے ائمہ اعلام اور شیوخ اسلام اور کبار علما مین سے ہین اور
اجل حنابلہ مین اور شیخ ہین محدثین کے اپنے زمانہ مین بڑے تعریف
کی ہے اون کے حافظ ذہبی نے اپنی کتابون مین جابجا اور

اون کی ثنا و صفت مین اور مدح و جلالت مین بہت کچھ لکھا ہے اور ایسے ہی حافظ
کمال الدین ابن الزملکانی اور شیخ اثیر الدین ابو حیان اندلسی و شیخ اسحق بن
ابی بکر النزلی المصری و حافظ ابو الحجاج مزی اور شیخ عماد الدین واسطی اور
علامہ ابن رجب حنبلی نے طبقات مین اور شمس الدین ابن ابی عمرو نے اور
شیخ تاج الدین فزاری اور ابن منجا و ابن عبد القوی اور قاضی جونی اور
شیخ تقی الدین ابن دقیق العید اور ابن النحاس وغیرہ نے ان کی بہت بہت
تعریفین اپنی تالیفات مین لکھی ہین اور امام ذہبی نے فرمایا کہ اون کا درجہ
اس سے بڑا کہ میرے کلام سے اور اون کی صفت ادا ہو اور میری قلم
سے اون کے اوصاف پوری ہون اسلئے کہ سیرت اور علم اور
معارف اور بحث اور نقل اون کے شاید دو جلدون مین آوے
اور تصانیف اون کی پانسو مجلدات تک پہنچی ہین اور تعریف کی ہے
اون کے شیخ شہاب بن فضل اللہ عمری نے اور نماز پڑھی ہے اون کی
جنازہ پر ساٹھہ ہزار مردان مسلمین نے اور پانچہزار عورات مومنین نے
اور بڑے بڑے عالمون کے لکھے لکھے قصیدہ ہین اور ابیات ہین
اون کی مدح مین اور علمانے کہا ہے کہ وہ ایک آیت تھی اللہ کی
آیتون مین اسکے اتفاق کیا ہے اون کی کثرت علم اور وفور عقل پر
اگلے پچھلے یعنے جو اون کے بعد تھے علمانے اور امامون نے جن کے
اقوال پر اعتماد کلی کیا جاتا ہے اور جسنے اون پر مجسمہ یا مشبہہ ہونے

کی تہمت لگائی ہے وہ اون کے مرتبہ سے واقف نہین ہین جیسے
جو اون کے زمانہ مین تہے اور نہ اون کی تصانیف مین تدبیر اور
غور کیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک رسالہ اس باب مین اون
کی براءت کے لئے لکہا ہے اور اوسمین کہا ہے کہ جسکو مین اعتقاد کرتا ہون
اور دوست رکہتا ہون کہ سب مسلمان اوسی اعتقاد پر رہین وہ یہ ہے
کہ تمام علمائے اسلام حاملان کتاب و سنت و فقہ وحدیث کو عدول
اور منصف جانین اسلئے کہ اون کی تعدیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرما دی ہے جہان فرمایا ہے کہ اوٹہاوینگے اس دین کو ہر خلف سے
عدول اون کے غرض ایسی ہے ابن تیمیہ بہی ہین کہ ہم نے اون کا
حال تحقیق کیا اور معلوم ہوا کہ وہ عالم ہین کتاب اللہ اور واقف ہین
اوسکی معانی لغویہ اور شرعیہ سے اور حافظ ہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سنت کی اور آثار سلف کے عارف ہین اون کے
معانی لغویہ اور شرعیہ کے اوستاذ ہین نحو کے اور لغت کو محرر اور
جمع کرنے والے ہین مذہب حنابلہ کے جمع کیا انہون نے اوس کے
فروع و اصول کو فائق ہے لوگون سے فہم لسان مین صاحب زبان
اور صاحب بلاغت ہین اور ہمیشہ عقیدہ اہل سنت سے تہمتون کو
دور کرتے رہے کوئی فسق اور بدعت اون کے کہین سنی نگئی آخر
رسالہ تک اور مسئلہ استوا مین وہ جماعۃ صحابہ اور تابعین کے موافق

ہین اور تمام سلف صالحین کے مطابق ہین جیسا تم نے ابہی اون کی
عبارت سے معلوم کیا اور ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین ملا علی قاری
کا قول شرح مشکوۃ شریف مین بہی دیکہنا چاہئے بعد ذکر وجہ دید وعین وقدم
اور اور صفات کے کہا ہے کہ ان صفتون مین علما کے تین مذہب ہین تیسرا
مذہب یہ ہے کہ نہ ان صفتون مین تاویل ہے نہ توقف کرنا بلکہ یہ سب صفات
زائد علی الذات ہین اور صحیح وجوہ اون کے معانی معلوم نہین ہین
(یعنے من وجہ معلوم ہین کہ معنے ظاہری اون کے ہین اور من وجہ مجہول
کہ کیفیت اون کی ہے) اور یہی مختار ہے ہمارے امام اعظم کا اور احمد
بن حنبل اور اون کے اتباع کا جیسے ابن تیمیہ اور ابن خزیمہ وغیرہم ہین اور
یہ سب اکابر ائمہ محدثین سے ہین اور یہی مذہب عامہ سلف کی
طرف منسوب ہے تمام ہوا قول ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا اور جو ذکر کی
ابن حجر مکی نے شرح ایضاح مین تکفیر وتشنیع اون کی اوسکی کوئی دلیل
نہین ہے اور ابن حجر مکی اور اون کے مثل الون کا کوئی شمار اور
رتبہ نہین ابن تیمیہ کے آگے مگر شاید اتنا جیسے ایک قطرہ ہو دریا کے سامنے اور یہ بات
تم پر بخوبی کہل جاویگی جب تم مصنفات ان شیخ کی دیکہو گے اور جو جو
تعریفین اون کی بڑے بڑے امامون نے کی ہین اوسکو مطالعہ
کرو گے اور اون کی ایک ہی فضیلت کافی ہے کہ ابن قیم سے شیخ
اون کے شاگردون مین سے ہین اور اون کے مخلص دوستون مین سے

ہین اور اون کے مخلص دوستون مین سے انتقال کیا ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے سن سات سو اٹھائیس مین سحر کے وقت بائیسوین تاریخ ذی القعدہ کی

ایک سو چہاسی مین امام حافظ الاسلام محمد بن احمد ابو عبد اللہ ذہبی ہین کہ انہون نے اپنی کتاب العرش والعلو مین کہا ہے کہ وہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے تمام مخلوقات سے اونچا اور سب سے جدا اور اون مین داخل نہین ہے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے اسپر دلیل کتاب و سنت اور اجماع صحابہ اور تابعین اور ائمہ مسلمین کا ہے اور یہ حافظ ذہبی کبار حفاظ اسلام مین سے ہین اور اون کی کتابین بہت ہین جو اون کی جلالت شان پر دلالت کرتے ہین اور علو منزلت پر اور رجال کے معرفت رکھتے ہین وفات پائی انہون نے سن سات سو اڑتالیس مین

ایک سو اسی حافظ علام محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز بن القیم الزرعی الدمشقی الحنبلی ہین جنکا لقب شمس الدین ابن القیم ہے اور وہ شاگرد رشید ہین شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے کہ انہون نے اپنی کتاب اغاثۃ اللہفان مین فرمایا ہے کہ وہ تعالیٰ عالم کے اوپر اور آسمانون کے اوپر ہے اپنی ذات سے تمام ہوا کلام اون کا اور یہ ابن القیم کبار ائمہ سے ہین تعریف کی ہے ان کی قاضی برہان الدین زرعی نے اور کہا اونہون نے کہ زیر آسمان کے نیچے اون سے بڑا عالم کوئی نہین ہے اور تعریف کی اون کی ابن رجب اور حافظ ابن حجر اور ابن کثیر اور حافظ مجد الدین سخاوی اور حافظ ذہبی نے اور

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تصانیف ہین کہ دلالت کرتے ہین اون کی
بزرگی اور وفور علم دین پر اور اتنی فضیلت اون کی کافی ہے کہ صاحب
قاموس اون کے شاگرد ہین وفات پائی انہون نے سن سات سو
اکاون مین پنجشنبہ کے شب کو تیسوین رجب مین اللہ رحمت کرے اون پر
مترجم کہتا ہے کہ اون کی تصانیف مین سے دو کتابین میرے
مطالعہ مین آئین ہین ایک اعلام الموقعین جسمین مقلدین متعصبین کا
رد ایسا ہے کہ شاید جہان مین دوسری کتاب ایسی نہو اور اوسکی تجرید
مین نے اردو مین کی ہے جسکا نام ارشاد اہل التوحید الی مزایا السنۃ
ورزایا التقلید ہے اور دوسرے زاد المعاد سیرت مین جو دہلی مین مطبوع
ہوئی ہے واقع مین ان دونو کتابون سے اون کی جامعیت
علوم دینی مین معلوم ہوتی ہے اور تحقیق وتدقیق احادیث مین اللہ ان
بزرگون کی قبرون کو نور سے بہرے اور ہمکو اون کے گروہ مین داخل کرے
آمین یا رب العالمین ایک سو اٹہاسی وین امام ابو عبد اللہ
فخر الدین الرازی رئیس المتکلمین ہین کہ وہ جب فلسفہ سے بیزار ہوے
اور اوس سے توبہ کی تو یہ کہا کہ مین اثبات وجود باری مین تو یہ
پڑہتا ہون الرحمن علی العرش استوی والیہ
یصعد الکلم الطیب یعنی رحمان عرش پر مستوی
ہے اور پاک کلام اوسی کے طرف چڑہتے ہین اور نفی مین لیس یعنے تشبیہ

کی نفی مین) پڑہتا ہون لیس کمثله شئ ولا یحیطون به علما پہر کہا کہ جسنے میری برابر تجربہ کیا ہوگا وہ جانیگا میری اس معرفت کو ایک سو نواسی ۱۸۹ وین امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی ہین کہ انہون نے احیا اور کیمیای سعادت اور اربعین مین کہا ہے کہ وہ تعالے مستوی ہے عرش کے اوپر اور فوق العرش ہے بلکہ سب چیزون کے اوپر اور اپنی کتاب تفرقہ بین الاسلام والزندقہ مین کہا ہے کہ حنبلی کہتے ہین کہ اثبات فوق کا اللہ تعالے کے لئے مشہور ہے سلف مین اور کسی نے اونمین سے یہ ذکر نہین کیا کہ خالق عالم عالم سے ملا ہوا ہے یا منفصل ہے اور نہ یہ کہا کہ داخل ہے نکہا کہ خارج ہے نہ یہ کہا کہ جہتین سب کے سب اوس سے خالی ہین اور نہ یہ کہا کہ نسبت فوق کی اوسکی طرف ایسی ہی ہے جیسے نسبت تحت کی غرض یہ سب اقوال بدعت ہین اسلئے کہ بدعت عبارت ہے ایسی بات نکالنے سے کہ جو سلف سے مروی نہوئی ہو لیس ظاہر یہ ہے کہ امام غزالی نے یہ قول حنبلی سے نقل کیا اور پہر اسکی تکذیب نہین کی اور نہ کسیطرح اسکو بدلا شک کرکے کہ جسکی طرف رجوع کیا جاوے اور اگرچہ اس مین شک نہین کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو رغبت تہی طرف تاویل کے اور رجوع تہا متکلمین کے قول کیطرف جیسے کہ ہم نے مقدمہ کتاب

مین کہا ہے تم اوسکو دوبارہ دیکھو (یعنے باوجود اس میلان دل کی پہر اس قول حنبلی مین تاویل نہین کی) ایکسو نوین کی شرح مین امام محمد بن عطاس ہین کہ اپنی کتاب تنزیہ الصفات مین کہتی ہین کہ مسلمانون کو واجب ہے کہ ایمان لاوین اسپر کہ اسد جل جلالہ نے عرش کے اوپر استوا کیا ہے ایک سو گیارھوین مین امام عضد الدین صاحب موقف ہین اور شارح اونکے سید شریف جرجانی کہ انہون نے فرمایا کہ اگر اسد ہر جگہہ ہوتا تو لازم آتا تداخل اوسکا متحیزین مین اسلیے کہ بعض چیز مشغول ہین ساتہہ جسمون کے اور تداخل متحیزین کا محال ہے ضرورۃً بالضرور اور اسی طرح لازم آتا ہے اس سے مل جانا ساتہہ نجاست کی جو عالم مین ہے پاک اور برتر ہے اسد تعالے ان سے ایک سو بارھوین مین امام ربانی معروف بمجدد الف ثانی ہین کہ رئیس ہین طائفہ نقشبندیہ کے کہ اونہون نے اپنی مکاتیب مین جو فارسی مین ہین تحریر فرمایا ہے کہ واجب تعالی وتقدس کی ذات بلا کیف ہے اور مرایائے کیفیت مین نہین آتی ہے نہ مرایائی کیف مین اور کیونکر سماوے وہ ذات جو لامکان ہو مکان مین سو لازم ہے کہ جو طالب اوسکا ہو اوسکو دائرہ کون سے خارج مین طلب کرے آخر تک ایک سو تیرھوین مین شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی ہین کہ انہون نے اوس رسالہ مین جو اہل مکہ اور مدینہ کو بہیجا ہے تحریر

کیا ہے کہ ہم اقرار کرتے ہین ایات صفات اور احادیث صفات کا
اور رکہتے ہین ونکو ظاہر پر اور معنے (یعنے کیفیت) اون کے سپرد کرتے
ہین اللہ تعالی کو جیسے کہا ہے امام مالک نے استوا مین اور ہم مجسمہ نہین ہین
اگرچہ جہت کے قائل ہین جیسا حدیث مین وارد ہوا ہے ایک سو
چورانوے شمار مین شیخ امام عارف باللہ شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی ہین کہ انہون نے فرمایا مجھے پڑہایا ابو طاہر مدنی نے باپ
یعنے امام المحدثین شیخ ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا لکہا ہوا
کہ انہون نے کہا کہ شیخ ابو الحسن نے اپنی کتاب مین فرمایا کہ ہم امام
احمد کے مذہب پر ہین مسئلہ صفات مین اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے
عرش کے اوپر ہے اور ان فاضل نے اپنے رسالہ عقائد مین فرمایا ہے
کہ اللہ تعالی عرش کے اوپر ہے جیسا کہ اوس نے وصف کیا آپ اپنی
ذات پاک کا اور یہ عرش پر ہونے سے متحیز ہونا اور جہت نہین ثابت ہوتی
بلکہ اس اوپر ہونے کی اور استوا کی کیفیت کوئی نہین جانتا مگر اللہ اور
راسخان فی العلم جو علم لدنی رکہتے ہین اور رسالۃ الذب عن ابن تیمیہ
مین فرماتے ہین کہ اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کے لئے خود جہت
ثابت فرمائی اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور اون کے مثل اور اماموں
کا اور ابی الحسن اشعری کا اور کہا حجۃ اللہ البالغہ مین کہ شارع نے اون سے
یعنے اپنے بندون سے نہین خطاب کیا مگر اون کی عقل کے موافق

جو اون کی اصل سوا الشرایع ہین و لیسے ستیکہی تہی قبل اسکے کہ وہ معاینہ کرین
دقایق حکمت کو اور کلام اور اصول کو (یعنے جو عقل عام لوگون مین
رکہی گئی ہی جو حکمت و اصول و کلام کو نہین جانتے اوس عقل کی موافق
کلام کیا) اور ثابت کر لیا اوسنے اپنی وسطی جہت کو جہان فرمایا الرحمن
علی العرش استوی اور نبی صلی اللہ علیہ سلم نے ایک کالی عورت
سے پوچہا کہ اللہ کہان ہے اوسنے کہا اشارہ سے کہ آسمان پر
آپنے فرمایا یہ مومنہ ہے اور اللہ نے اپنے بندون کو تکلیف نہین دی
کہ استقبال قبلہ اور اوقات صلوۃ اور عیدون کے لئے کہ وہ مسایل
ہیئت کو حفظ کرین یا ہندسہ کو اور اشارہ کیا آپنے قبلہ کیطرف اس قول
مین کہ فرمایا قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین ہے جب تم قبلہ کی طرف
توجہہ کرو اور فرمایا حج اوسدن ہے جسدن تم حج کرو اور عید
اوسدن ہے جسدن تم روزہ نرکہو تمام ہوا قول شاہ صاحب کا
اور دوسری جگہہ اپنی کتاب کے آخر مین فرمایا کہ مین کہتا ہون کہ سمع و بصر اور
قدرت اور ضحک اور کلام اور استوا مین کچھ فرق نہین ہے اسلیے کہ
مفہوم ان سب کا زبان والون کے نزدیک ایسا ہے کہ جناب قدس
کے سزاوار نہین اور کیا ضحک مین اور کوئی محال ہے سوا اسکے کہ
ضحک کے لئے مونہہ کا ہونا ضرور ہے اور ایسا ہے کلام ہے اور
بطش (یعنے پکڑنا) اور اوترنے مین کوئی محال ہے سوا اوسکے

کہ اوس سے لازم آتا ہے ہاتہہ اور پیر کا ہونا اور اسیطرح سمع و بصر سے لازم آتا ہے آنکھہ اور کان کا ہونا اور زبان درازی کی ہے ان خوص کرنے والون نے اہل حدیث پر اور اونکو مجسمہ اور مشبہہ کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ ملفہ کے پردے مین چہپے ہوئے ہین (یعنے ہر صفت کو بیان کرکے بلا کیف کہتے ہین) اور میرے اوپر بہی کہل گیا ہے کہ یہ زبان درازی اون کی اہل حدیث پر ٹہیک نہین اور وہ لوگ (یعنے زبان دراز) خطا پر ہین اپنی کلام مین روایتا و درایتا دونو کی نظر سے اور خطا کرتے ہین وہ کہ طعن کرتے ہین ائمہ ہدے پر اور اسکے بعد کہا کہ حق بات یہ ہے کہ اسماء اور صفات اللہ تعالی کے توقیفی ہین اور ضحک و فرح اور بشاشت اور غضب و رضا مانند اسکی (یعنے جو حدیث مین آچکی ہین) انکا استعمال ہمکو جائز ہے اور بکا اور خوف اور مانند اوسکی (یعنے جو حدیث مین نہین آئے) کا استعمال روا نہین اور اگرچہ دونو کا ماخذ (یعنے مطلب) ایک ہو اور یہ مسئلہ جو ہم نے لکہا ہے عقل اور نقل دونو سے ثابت ہے اور کسی طرح اسمین باطل کو دخل نہین اور باطل نہ اسکی آگے سے آسکتا ہے نہ پیچہے سے تمام ہوا قول اون کا اختصار کی ساتہہ اور اس کلام سے شاہ صاحب کے دو مطلب ظاہر ہوئی اول یہ کہ جہت فوق ثابت ہے اللہ تعالے کے لئے جیسے اوسنے اپنے واسطے ثابت کی از روی معنی لغت کے یعنے طرف

اوپر کی نہ وہ جہت جو اصطلاح فلاسفہ کی ٹھیری ہوی ہے کہ اوس سے
لازم آتا ہے کہ جو چیز جہت مین ہو اوسکی طرف اشارہ کر سکین اور وہ جوہر
ہو یا عرض ہو) غرض یہ جہت مراد نہین) دوسرے یہ کہ استوا بھی مثل
اور صفتون کے جیسے سمع و بصر و کلام ہین اور شک نہین ہے کہ
سمع و بصر اور کلام کے جو لغت مین معنے ہین وہی ہر عاقل سمجھتا ہے
مگر اتنی بات ہے کہ سمع مین محال وہ چیزین ہین جو ہم مخلوقات
مین پائی جاتی ہین یعنے سمع ایک قوت ہے جو ایک پٹھے مین
ودیعت رکھی گئی ہے اور ایسی ہی بصر مین اور کلام مین غرض
اسیطرح استوا بھی ہے کہ معنے اوسکے معلوم ہین اور ہم اوسکو استواے
اجسام کے مثل نہین کہتے جیسے ہم سمع و بصر کو اللہ کے اپنے سمع
و بصر کے مثل نہین کہتے اور تشبیہ تو یہی ہے (یعنے اپنے سمع
و بصر کے مثل کہنا) نہ صرف سمع و بصر کا اطلاق کرنا معنے لغوی
کے روسے (یعنے اسمین کچھ تشبیہ نہین) اور ایسا ہی کلام
ہمارا استوا مین ہے اور جہمیہ اور معتزلہ اور اتباع اون کے
جو لوگ منکر صفات ہین وہ اصل سمع و بصر کا انکار کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ ثابت کرنا ان سب صفتون کا بس یہی تشبیہ ہی اللہ تعالی
کی مخلوق سے جیسا ہم اوپر نقل کر آئے ہین قول جہمیہ کا شہرستانی
سے کہ جہمیہ نے کہا جایز نہین ہے کہ وصف کرین باری تعالے کا

کسی ایسے صفت سے جو مخلوق مین پائی جاتی ہو اسلئے کہ اس سے
تشبیہ لازم آتی ہے اور نفی کر دے اونہون نے اسی قاعدہ کے
سبب سے اللہ کے حی اور سمیع و بصیر اور عرش پر مستوی ہونے کی اور طرح
اور سب صفات کی کہ جو آیات اور احادیث مین بہ تواتر آئے ہین اور
ائمہ اہل سنت نے اول سے آخر تک جنکو ثابت کیا ہے اور جہمیہ
یہ سب ائمہ جواب دیتے ہین کہ تشبیہ تو جب ہو کہ جب ہم کہین کہ اوسکا سمع
فلانے کے سمع کے مثل ہے اور اوسکی بصر فلانے کے بصر کے مثل غرض
تشبیہ یہی ہے اور جب کہین کہ یہ ہے اور سمع ہے اور بصر ہے
اور یہ نکہین کہ کیسے ہے اور نہ یہ کہین کہ فلان کے مثل ہے تو کیون
تشبیہ ہونے لگی اور یہ تو ایسی بات ہے جیسے اللہ تعالے نے
اپنی کتاب مین فرمائے لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر
تمام ہوا کلام شہرستانی کا اور اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ شیخ
دہلوی نے جو قول الجمیل مین تنزیہ کے بارہ مین فرمایا ہے کہ وہ
پاک ہے جمیع نشانیون سے نقص و زوال جیسے جسم اور تحیز
اور جہت اور رنگ اور شکلین ہین تو یہ معارض اور مخالف نہین ہے
اوسکی جو حجۃ اللہ مین کہا ہے اور ذب عن ابن تیمیہ اور جو رسالہ
عقائد مین کہا ہے اسلئے کہ جس جہت کی نفی کی ہے اوس سے
جہت فلسفیہ مراد ہے جیسے ہم ابھی کہہ آئے ہین اور جس جہت کا

کا اثبات وجب ہے وہ جہت لغوی متعارف بین الناس ہے اور وہ
جہت اون لوگون مین بہی مشہور ہے جو علم حکمت در کلام سے واقف
نہین اون دونو کو رسالہ عقائد مین جمع کر دیا ہے چنانچہ اوس مین کہا ہے
کہ وہ تعالے نہ کسی حیز مین ہے نہ کسی جہت مین پہر کہا کہ وہ عرش
کے اوپر ہے جیسے اوسنے اپنی ذات کا وصف بیان کیا اور اگر
تعارض تسلیم بہی کیا جاوے تو جوان تین کتابون مین (یعنے حجۃ اللہ
اور رسالہ عقائد اور ذب عن ابن تیمیہ مین) کہا ہے اوسکو ترجیح
دیجاوے گی قول الجمیل کے بات پر کئی وجہون سے اول یہ کہ
قول الجمیل تربیت سالکین اور مسالک صوفیہ کے اورادون کے طریقون
کے بیان مین ہے اور اوراد اور وظائف کی کتاب ہے اور عقائد کی
کتاب نہین کہ اوسمین عقیدہ محقق اور ترجیح والا بیان کیا جاوے
دوسرے یہ کہ قول الجمیل مین جو کہا ہے اوسمین یہ نہین لکہا کہ یہی حق ہے
اور وہان اختلاف کو بہی نہین بیان کیا جیسے رسالہ ذب عن ابن تیمیہ مین بیان
کیا ہے تیسرے یہ کہ قول جمیل مین فقط قول مفرد ہے اور یہان اقوال
متعددہ ہین چوتہے یہ کہ قول جمیل ون کی اگلی تالیف ہے اور کتاب
حجۃ اللہ پچہلے جیسے اون کے احوال اور ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے پانچوین
یہ کہ ذب مین جو کچہ لکہا ہے اوسکو ایک گروہ کی مقابلہ مین لکہا ہے جو ابن تیمیہ
پر طاعن تہی پس ضرور ہوی کہ وہان ایسی ہی بات لکھی جاوی جو خوب محقق اور

ثابت ہوا اگرچہ مخالف ہو طاعنون کے اور عجیب بات یہ ہے جو بعض کوتاہ نظرون
نے لکھی ہے حجۃ اللہ کی عبارت نقل کرکے اور کہا ہے کہ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ ذکر جہت کا بادی النظر مین اون عوام کے لئے ہوا ہے جو حکمت
اور کلام اور اصول سے ناواقف ہین اور جو ان سے واقف ہو وہ جہت کا
انکار کرے (یعنے واقف کو انکار ضرور ہے) اسلئے کہ بنا عقائد کی اصول
پر ہے اور اصول سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ اللہ تعالی منزہ ہے جمیع جہات سے
اسی لئے فرمایا ہے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ آخر تک (بیان
تقریر کوتاہ نظرون کی ہوچکی) اب جواب سنیئے کہ اس قائل نے اول تو
مراد شیخ کی نہ سمجھی کہ حجۃ اللہ مین انہون نے کیا فرمایا ہے دوسرے اپنی طرف
سے ایسی بات بڑہائی جو فساد مین اوس سے بہی زیادہ تہی اللہ کی پناہ
اس سے اور فساد اس فہم کا ایسا ہے کہ کسی فہیم پر پوشیدہ نہین مگر
تاہم ہم اوسکو بتصریح بیان کرتے ہین تاکہ کند ذہنی اس قائل کی بخوبی
ظاہر ہو جاوے اول یہ کہ مراد شیخ کی اس عبارت سے کہ اللہ تعالی نے کلام
کیا اون سے میزان عقل کے موافق جو عقل کہ اصل خلقت مین اور بدو فطرت
مین اون کے رکہی گئی تہی اور اوسمین شک نہین کہ جمیع انسان اس فطرت
پر پیدا ہوئے ہین کہ جانتے رہین کہ اللہ تعالے جہت علو اور فوق مین ہے
اور اسی لئے تم لوگون کو دیکہتے ہو کہ وہ اپنے ہاتہ اوٹہاتے ہین آسمان
کیطرف دعا مین اور فیصلہ کے لئے آسمان پر نظر کرتے ہین اور کلام نہین

کیا اللہ تعالے نے بندون سے تدقیقات فلاسفہ کے طور پر اور نازل
کلام کے طرز پر اسلئے کہ اس سے اکثر لوگون کے فہم قاصر ہین تو اس لیے
شاہ صاحب کی غرض یہ ہے کہ جب جہت واسطے اپنی واسطے ثابت کی
تو لفی اوسکی شبہات فلاسفہ کی راہ سے نکرنا چاہیئے اسلئے کہ اللہ نے
جو خطاب کیا وہ فلاسفہ کے علوم پر موقوف نہین ہے بلکہ واجب ہے
تسلیم کرنا اوس چیز کا جو ثابت کی اللہ پاک نے اوس عقل کے رو سے
جو کدورات فلاسفہ سے پاک ہے اسلئے کہ اصل ایمان اور اسلام یہی ہے
اور اگر اثبات علو اور جہت کا صرف عوام کے خیال سے ہوتا اور حقیقت
مین اللہ اس سے پاک اور منزہ ہوتا تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالے
نے ایسی چیز کو ثابت کیا جو اصل مین ثابت نہین اور اوس سے نسبت کذب
کی اللہ تعالی کی طرف لازم آتی ہے پاک ہے + وہ اور برتر ہے اوس سے
اور اس صورت مین جہت کی کوئی تخصیص نہین بلکہ جتنی چیزین عقل مین
نہین آئین بسبب شبہات حکمت اور فلسفہ کے جیسے رویت اور نزول
اور سمع و بصر وغیرہ ان سب مین یہ اعتقاد کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالی نے
انکو اپنے واسطے ثابت کر لیا اگرچہ نفس الامر مین یہ ثابت نہین ہین اور
یہ بلا شک کفر اور زندقہ ہے دوسرے یہ کہ جو اس علوم فلاسفہ اور
حکمت سے واقف ہی وہ اس جہت کا انکار نہین رکہتا جو عقل فطری کے
سبب سے ثابت ہوتی ہے اور وہ تو اوسی جہت کا انکار کرتا ہے جو فلسفہ

کے موافق ہے اور اسمین شک نہین کہ فلاسفہ اور حکما کے نزدیک
فلک الافلاک محدد جہات ہے (یعنے ختم کردینے والا جہتونکا)
اور فلک الافلاک کے پرے نہ جہت ہے نہ مکان فلاسفہ کے نزدیک
غرض جب ان علوم سے کوئی واقف ہوگا تو جہت فلسفی کا انکار
کریگا نہ جہت لغوی کا تلبیس سے یہ کہ اقرار کیا اس نادان نے کہ
آیۃ کریمہ **فاینما تولوا فثم وجہ اللہ** اصول مین سے
ہے اور اس آیت سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ تعالے جہات سے
منزہ ہے اسلئے کہ معنے آیۃ مذکورہ کے حسب تصریح ائمہ
تفسیر کے مثل کلبی وغیرہ کے یہ ہین **فثم اللہ یعلم ویری**
یعنے جدہر موہنہ کرو اودہر وہ تعالے جانتاہی اور دیکھتا ہے اور یہ معنے
اوسکے نہین ہین کہ جدہر موہنہ کرو اودہر اللہ تعالے کی ذات
ہے جیسا کہ اس نادان گرفتار وہم وگمان نے خیال کیا ہی فاینما
تولوا فثم وجہ اللہ .... اور شیخ ولی اللہ دہلوی بڑے
علماء مشہورین مین سے ہین بلاد ہند کے اور بڑے مشائخان
طریقت مین ہین اور جامع ہین بین الشریعت والطریقت شاگرد
ہین وہ شیخ ابی طاہر مدنی کے اور حاصل کیا ہے اون سے علم
حدیث کو وفات پائی انہون نے سن گیارہ سو چہتر مین اور اون
کی تالیفات بہت ہین جو اون کی جلالت شان اور وسعت علم کے گواہ ہین

اس قول کی **وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر** اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان کہین تم ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے

ایک سوچھانوی وہ ہے جو نقل کی نووی نے قاضی عیاض سے کہ انہون نے کہا جو قائل ہوا جہت فوق کا بغیر محدود کرنے کی اور بغیر کیفیت کے محدثین اور فقہا سے اور متکلمین سے آخر تک پہر اوسپر رد کیا اپنے قول سے اور کہا کہ کیا انکے سیفات ور اثبات جہات مین کچھ فرق ہے اور اسمین شک نہین کہ اس مذہب پر وہ نہین وارد ہوتا اسلئے کہ کیفیت اور چیز ہے اور اثبات جہت فوق بمعنے لغوی جو متعارف ہے یہ اور چیز ہے ہرگز یہ دونوا ایک نہین ہوسکتی تاکہ نفی فرق کی اون دونومین صحیح ہو اور آگے اس مطلب کی تفصیل آتی ہے انشاء اللہ تعالے تم منتظر رہو ایک سو چہانوی وہ مضمون ہے جو ذکر کیا امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری خزرجی اندلسی قرطبی مالکی نے اپنی تفسیر مین کہ جسکو احسن التفاسیر کہتے ہین کہ اگلے لوگ جہت کی نفی نہین کرتے تہے اور نہ زبان سے اسکی نفی نکالتے تہے بلکہ صاف اثبات جہت کا بیان کرتے تہے اللہ تعالے کے واسطے جیسا کہ اوسکی کتاب نے بیان فرمایا ہے اور اوسکے رسولون نے خبر دی ہے اور سلف سے ایک نے بہی انکار نہین کیا اوسکے عرش پر استوا کرنیکا حقیقۃً اور عرش کو اللہ تعالے نے اس عظمت کی ساتہہ خاص کیا ہے اسلئے کہ وہ سب مخلوقات سے بڑا ہے اور صرف کیفیت استوا کو مجہول کہا اسلئے کہ اوسکی حقیقت معلوم نہین جیسا کہ امام مالک نے فرمایا ہے کہ استوا

معلوم ہے یعنی لغت کی رو سے اور کیفیت مجہول ہے اور سوال
اوس سے بدعت ہے اور ایسا ہی فرمایا ہے ام سلمہ نے اور اسقدر
کافی ہے اور جو اس سے زیادہ تفصیل چاہے (یعنی صفات کی)
تو علما کی کتابون میں یہ مضمون دیکھ لے اور استوا کی معنی کلام
عرب مین علو اور استقرار ہے اور حکایت کی ابو عمر بن عبد البر نے
ابی عبیدہ سے الرحمن علی العرش استوی کی تفسیر مین
کہ استوا علا کے معنی مین ہے چنانچہ عرب کا شاعر کہتا ہے بیت

فاوردتهم ماء بفيفاء قفرة ۔ وقد حلق النجم اليماني فاستوى

یعنی علا و ارتفع مراد یہ ہے استوی سے کہ بلند ہوا اور اوپر رہا تمام
ہوا کلام اون کا باختصار اور وفات کی قرطبی نے سن چھ سو اکہتر
مین ایکسو ستانوے امام حافظ علاء الدین علی بن محمد ابن ابراہیم
بغدادی ہین جو خازن کا لقب رکہتے ہین غرض انہون نے اپنی تفسیر
مین کہا ہے کہ دوسرا قول یہ ہے کہ استوا بمعنے استیلا ہوا اور یہ مذہب
معتزلہ کا ہے اور ایک جماعت کا متکلمین سے اور احتجاج کیا انہون
نے شاعر کے قول سے بیت قد استوى بشر على العراق
من غير سيف ولا دم مهراق یعنے بشر غالب ہوا عراق
پر بغیر تلوار کے اور بغیر خون بہانے کے اور اس قول کے اعتبار سے عرش کی
وجہ تخصیص یہ ہوگی کہ وہ سب مخلوق مین بڑا ہے یعنی جیسا وسیر

اور خلق اوس سے جدا ہے
ملا ہوا نہین ہے وہ خالق ہے
اور ملا نہین گیا ہے
اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے
جاننے والا خبردار ہے وہ بولتا ہے اور راضی ہوتا ہے
اور غصہ مین آتا ہے اور ہنستا ہے اور تعجب
کرتا ہے اور قیامت کے دن اپنے
بندون کی سامنے ہنستا ہوا ظاہر ہوگا

اور ہر رات کو نیچی والی آسمان کی طرف
اوترتا ہے جس طرح چاہتا ہے بے تمثیل
[illegible] ہر جو شخص اوس سے کہتا ہو
یا مطلب اور ہر [illegible] وہ گمراہی بد کہے
[illegible] حضرت شیخ عبد اللہ
انصاری بہت بڑے اولیاؤن مین
ہین اون کا [illegible] مولانا جامی رح
کی نفحات الانس مین دیکھو

غلبہ ہو گیا تو اور مخلوق پر بدرجہ اولی ہو گیا اور پھر اس قول کو خازن نے
رد کیا کہ عرب استوے کو غلبہ کے معنون مین جانتا ہے نہین بلکہ یون
کہتا ہے استوی فلان علی کذا اور یہ جب کہتا ہے کہ جب کوئی
چیز کسی کے ملک مین نہو اور وہ اوسکا مالک ہو جاوے اور اللہ تعالے
ہمیشہ سے ہر چیز کا مالک رہا ہے اور ہر چیز پر ہمیشہ غالب ہا ہی (غرض خبر
دنیا اللہ کے غلبہ کی حماقت ہے کہ اس سے حدوث غلبہ کا معلوم
ہوتا ہے اور وہ قدیم سے غالب ہے) غرض اس صورت مین جبکہ ہر چیز
پر غلبہ ہوا تو عرش کی وجہہ تخصیص کیا ہے بہ نسبت اور مخلوقات
کے اور بیہقی نے ابی الحسن اشعری سے نقل کیا کہ اللہ تعالی نے ایک
فعل کیا عرش کے اوپر اوسکا نام استوا ہے جیسے اور مخلوق کے
ساتھہ ایک فعل کیا کہ اوسکا نام رزق اور نعمت وغیرہ رکہا پھر اوس استوا
کی کیفیت نہین بیان کی مگر اتنا ہے کہ اسکو صفات فعلیہ مین سے
کہا اور دلیل اسپر اللہ تعالی کا یہ قول ہے ثم استوی علی العرش
اور ثم تراخی کے لئے آتا ہے اور تراخی (یعنے ایک کے بعد دوسرے
کا ہونا) یہ نہین ہوتا مگر افعال مین اور افعال اللہ کے اوس سے خود بخود
پیدا ہو جاتے ہین بغیر اسکے کہ کچھ کرنا یا ہلنا پڑے اور نقل کی اوستاذ
ابوبکر ابن فورک اپنے بعض اصحاب سے کہ انہون نے کہا استوا بمعنے علا ہے
مشتق علو سے اور اس سے وہ علو مراد نہین ہے جسمین مسافت ہو

(یعنے جیسا دہ جسمون مین ہوتا ہے) یا تحیز ہو یا ایک مکان مین متمکن ہونا مراد ہو بلکہ مراد اس استواسے تحیز کی نفی ہے اور یہ مقصود ہے کہ اوسکی ذات ایسی نہین ہے کہ کوئی طبقہ آسمان کا اوسکو محیط ہو جاوے اور اللہ تعالے نے وصف کیا اس صفت کی ساتھ بطور خبر کے اور خبر جسمین وارد ہوتی ہے اوس سے تجاوز نہین کرتی ہے اور بیہقی نے کہا وہ اس نظر سے صفات ذات مین سے ٹہیرا اور کلمہ ثم اس صورت مین اوس چیز (یعنی استوا) سے متعلق ہوگا جسپر استوا ہوا ہے (یعنی عرش سے اور کہا کہ اشارہ کیا ابو الحسن اشعری نے اس طریقہ کیطرف بطور حکایت اور کہا کہ بعض اصحاب نے ہمارے کہ یہ صفت ذات ہے اور دوسرا جواب بھی ہے جو مین اول بیان کر چکا اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے عرش پر مستوی ہے اور وہ تمام چیزون سے اونچا ہے اور ہر چیز سے جدا ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ وہ کسی چیز مین حلول نہین کرتا اور نہ کوئی چیز اوسمین حلول کرتی ہے اور نہ وہ کسی مین چہو جاتا ہے نکوئی چیز اوس سے چہو جاتی ہے اور نکوئی چیز اوسکی مشابہہ ہے اور بینونت سے بے تعلقی مراد نہین بلند ہے رب ہمارا حلول سے اور چہو جانے سے نہایت درجہ پر اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ استوا ایک صفت ہے کہ نفی کرتی ہے وہ ٹہیرے ہونی کی (یعنے استوا کے معنے سیدہا ہونا)

اور مروی ہے کہ ابن اعرابی کے پاس ایک شخص آیا اور اوسنے کہا
اے ابو عبد اللہ الرحمن علی العرش استوی کا کیا معنے
انہون نے کہا وہ تعالے عرش پر مستوی ہے جیسے خبر دی ہے
تو اوسنے کہا معنی استوے کے استولی ہین (یعنی غالب ہوا)
ابن اعرابی نے کہا تجھے خبر نہین عرب یون نہین بولتا استولی فلان
علی الشی جبتک کہ دو چیزون مین ضد اور مقابلہ نہو پہر جب مقابلہ ہو
ایک دوسرے پر غالب آیگا تو بولینگے کہ استولی فلان اور اسکے
سے ضد کون کر سکتا ہے اور مقابلہ کی کسکو مجال ہے کیا عرش نے
اوس سے مقابلہ کیا جب کہا اوسنے استوی علی عرشہ تو
کیا گمان کرتا ہے واللہ اعلم تمام ہوئی عبارت خازن کی ایکسو
اٹھانوے ۱۹۸ جو کہا امام محمد بن علی شوکانی یمنی نے اپنی کتاب
ارشاد و التحف مین کہ حق وہی مذہب سلف ہے کہ اللہ تعالی اپنے
عرش پر مستوی ہے اور ہونا اوسکا جہت مین فوق کی مصرح ہے
کتنی جگہہ پر اوسکی کتاب مین اور تصریح کی ہے اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے بہت سی حدیثون مین بلکہ ہر شخص اپنے دل مین یہ بات پاتا ہے اور
اپنی فطرت مین اوسکو دیکہتا ہے اور طبیعت اوسکی اسیطرف کہنچتی ہے
جیسے تو دیکہتا ہے فریاد کرنے والی کو جو اللہ کیطرف فریاد کرتا ہے
اور اوسنے التجا کرتا ہے اوس سے دعا کرتا ہے وہ اپنے

دونو ہاتہہ سے اوپر سے کو اشارہ کرتا ہے اور اوسی طرف نظر کرتا ہے
اور اسوقت مین اور اس حالت مین عالم اور جاہل دونو برابر ہین پہر قاضی
محمد بن علی شوکانی رح فرماتے ہین کہ جیسا ہمارا قول ہے استوا مین
اور اوپر کیطرف ہونے مین اسیطرح ہمارا قول ہے اللہ کے اس قول
مین وہو معکم اینما کنتم یعنے وہ تمہاری ساتہہ ہے جہان کہین
تم ہو اور ان اللہ مع الصابرین اللہ ساتہہ ہے صبر کرنیوالونکی ان اللہ
مع الذین اتقوا الذین ہم محسنون اللہ ساتہہ ہے اون لوگون کی جو اوس سے
ڈرتے اور جو لوگ اچہی طرح نیک کام کرنیوالے ہین اور جو اسطرح
کے ہون اور اسکی مانند ہون اور اسکی مشابہ ہون اس طرحکی اتیون
مین ہم بہی کہتے ہین کہ قران مین اسیطرح آیا ہے کہ اللہ ان لوگونکی ساتہہ
ہے اور ہم بناوٹ کر کے اسکے معنے اور طرف نہین پہیرتے جیسے اور
لوگ پہیرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسکی معنے یہ ہین کہ اوسکا علم اونکی ساتہہ
ہے یہ ایک شاخ ہے معنے پہیردینی کی شاخون سے اور اگلی لوگونکے
برخلاف اور برخلاف ہے اصحابونکی اور اونکی شاگردونکی اور شاگردون کے
شاگردون کے اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنے رسالہ مالابدمنہ
مین لکہتے ہین کہ اللہ تعالے سب کا گہیرنے والا ہے اور سب سے نزدیک ہے
مگر اس گہیر لینے کے اور نزدیک ہونے کی معنے ہم نہین جانتے اسیطرح
جو قران اور حدیث مین آتا ہے اللہ کا عرش پر بیٹہنا اور ایماندار کے

مین کہا ہے طریقہ ہمارا اور سلف تابعین کا جو فرمان بردار ہین کتاب اللہ
کے اور جسپر اجماع ہو چکا ہے اور جسکو انہون نے اپنا عقیدہ قرار
دیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے ہمیشہ تمام صفتون مین کامل ہے
یہانتک کہ کہا جو حدیثین عرش اور استوا علی العرش مین ثابت
ہوئی ہین وہ سب کے قایل ہین اور اون حدیثون کو ثابت کرتے ہین
بغیر کیفیت اور بغیر تمثیل کے اور کہتے ہین کہ وہ اپنی تمام مخلوقات سے
جدا ہے تمام ہوا قول شیخ سلام اللہ کا **دوسرے شمار مین** شیخ محمد
فاخر محدث الہ آبادی کہ وہ اپنے رسالہ نجاتیہ مین فرماتے ہین امام
ابو حنیفہ کے قول کے بعد جو انہون نے بیہقی سے نقل کیا ہے اور امام
ابو الحسن اشعری اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول
کے بعد کہ لازم ہے اون لوگون پر جو اللہ کی کتاب اور اوسکے رسول کے
حدیث پر ایمان لاچکے ہین اور ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہین اور شیخ اشعری
کے عقیدہ پر ہین اور مسلک اعتقاد پر حضرت سید عبد القادر جیلانی
کے چلتے ہین کہ اس اعتقاد سے ہرگز نہ بدلین اور ہواے نفسانی کیطرف
ہرگز نہ جھکین اور شیخ محمد فاخر اجل علماے دین مین سے ہین اور متبعین
کتاب اللہ اور سنت رسول سید المرسلین مین ہین علیہ الصلوۃ والتسلیم
وفات پائی انہون نے سن گیارہ سو چونسٹھ مین اور اون کی کئی
کتابین ہین جو اون کے اتباع سنت اور اجتناب عن البدعت پر

الرحمن علی العرش استوی کا تاکہ نور ذات بسبب ذکر کی تکرار کی ذاکر طالب کے دل پر فائض ہووے عرش کے اوپر سے اور بقدر وہ نور اوسکو گھیر لیوے کہ ساری عالم کو محیط ہو جاوے بلکہ سارا عالم اوس نور مین گم ہو جاوے تمام ہوا مضمون سید مرحوم کا اور یہ سید مرحوم ومغفور بڑے صوفیہ کرام مین سے ہین اور متبعین کتاب وسنت مین اور بڑے دور رہنے والے ان مین ہین محدثات وبدعت سے شہید ہوئے ہین بخاریہ کفار مین سن بارہ سو سینتالیس مین اللہ پاک اون پر رحمت کرے

چھٹا باب اس بیان مین کہ معیت اللہ کی تمام مخلوقات سے علمی ہے نہ ذاتی جاننا چاہیے کہ اکثر اہل سنت اگلوں اور پچھلوں کا اسپر اتفاق ہے کہ جن آیات اور احادیث مین اللہ کی معیت وارد ہوئی تمام مخلوقات مین وہ معیت ذاتی نہین ورنہ لازم آتا ہے اوس کا ہر مکان مین ہونا بلکہ مراد اوس سے جہان علی سبیل العموم ہے جیسے اس آیت مین مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم یعنے کوئی کانا پھوسی کرنے والے تین نہین کہ وہ اون کا چوتھا نہین اور وھو معھم اذ یبیتون ما لا یرضی من القول یعنے وہ اون کے ساتھ ہے جب وہ رات کو باتین کرتے ہین اوسکی مرضی کے خلاف غرض ایسی سب آیتون مین معیت سے علمی معیت مراد ہے (یعنے اللہ کا علم اونکو گھیرے ہوئے ہے اور اون کے حال سے وہ واقف ہے) اور جہان معیت خصوصیت

۴۵۱ حنبلی کی تعریف

کی ساتھہ مخصوص ہوکر مذکور ہے جیسے لا تحزن ان اللہ معنا
مین یعنے (حضرت نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے کہ غمگین نہو
اللہ ہماری ساتھہ ہے) اور فرمایا اللہ تعالے نے اننی معکما اسمع
واری (یعنے مین تمہاری ساتھہ ہون سنتا دیکھتا) اور فرمایا ان اللہ
مع المحسنین اور فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین
ھم محسنون یعنے اللہ متقیون کے ساتھہ ہے اور اون کے
ساتھہ جو نیک ہین اور اسی طرحکی جو آیتین ہین اونمین معیت سے مراد مدد اور
اعانت ہے اور فضل اور احسان اور جو اسکی مثل ہو اور اوس مقام کے
مناسب ہو اور اتفاق ہوگیا اس تاویل پر تمام اگلون اور پچھلون کا کہ اون
کی تعداد بے حد ہے اور اون کے افراد کو کوئی نہین گن سکتا سوا اللہ تعالے
کے چنانچہ چند لوگون کے اقوال آگے کی بابون مین اوینگے اور تفتازانی
اور غزالی نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور جسنے اس تاویل مین توقف
کیا ہے اور کہا ہے کہ معیت اوسکی بلا کیف ہے جیسے اسکی
نسبت ابو حنیفہ کیطرف ہوی ہے تو وہ اون کی شدت احتیاط اور
گویا کمال احتراز ہے تاویل سے مگر یہ تاویل متفق علیہ ہے......
اور ایسے ہے اکثرون نے اسکا خلاف نہین کیا اور اگر ہم یہ ہی
کہین کہ معیت اوسکی بلا کیف ہے اور ہم اوسکی تاویل نہین کرتے ابو حنیفہ
کے قول کے مطابق تب ہی اوس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ تعالے

سو مکان مین ہر چیز کی ساتھہ مخلوط ہے اور پانچوین باب مین جیسا ہم

روایات صحیحہ سے ثابت ہو چکا کہ وہ سبحانہ آسمان کے اوپر ہے اور

زمین مین نہین ہے اور اپنے عرش پر مستوی ہے تو بہر حال غرض اس

تاویل نکرنے سے لازم ہوگا کہ ہم یہ کہین کہ وہ سبحانہ عرش پر ہے اور

وہین رہ کر ہماری ساتھہ ہے اور اسکا ہم انکار نہین کرتے اور نہ اسکے

قائل کا رد کرتے ہین اور اسکی ساتھہ یہ بھی ہے کہ ہم روایت

کرتے ہین ابی حنیفہ سے بھی تاویل معیت کی علم کے ساتھہ جیسے کہ

روایت بیہقی مین امام اعظم سے اوپر گذر چکا کہ امام صاحب نے فرمایا وھو

معکم مین کہ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی شخص تمکو کہین سے

خط لکھے کہ مین تمہاری ساتھہ ہون اور تم اوس سے دور ہو اور خلاصہ

کلام یہ ہے کہ آیات اور احادیث معیت یا دال بالعلم نصرت و معونت و تفضل

واحسان ہین یا اپنے ظاہر کے اوپر چھوڑ دی گئی ہین اور دوسری صورت

(یعنے جب ظاہر پر چھوڑ دین اور تاویل نکرین) تب بھی آیات فوقیت

اور استوا کی منافی نہین ہین اسلئے کہ کلمہ مع کا لغت مین جب مطلق چھوڑ

دیا جاوے تو ظاہر اوسکا مطلق ترجیح کی ہوتی ہے بغیر اسکے کہ اسمین چھونا

یا سامنے ہونا یا دہنی یا بائین ہونا سمجھا جاوے پھر جب کسی طرحکی قید لگی

سمجھی جاویگی اسلئے کہ جب یون کہتے ہین کہ ہم چلے جا رہے تھے اور

چاند اور تارے ہماری ساتھہ تھے اور کہتے ہین کہ یہ مال ہماری ساتھہ

ہے اگرچہ وہ تمہارے سر پر ہو تو یہ بھی صحیح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خلق کی ساتھ ہے حقیقۃً اور وہ عرش پر ہے غرض دو نو تقدیرون مین (الخ)
تاویل کرین یا نکرین) اس آیتون سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ
ہر مکان مین ہے جیسے کہ زعم جہمیہ اور نجاریہ کا ہے اور اونکے بربادکر
اور دلیل قاطع اسپر کہ تاویل معیت کی علم اور حفظ اور نصرت کی ساتھ واجب
ہے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی کتاب مین کہین یہ فرماتا ہے کہ لا تحزن
ان اللہ معنا اور انني معكما اسمع وارى اور ان اللہ
مع الذين اتقوا اور کہین یہ فرمایا ہے وهو معهم اذ يبيتون
ما لا يرضى من القول اور وهو معكم اينما كنتم
اور ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم تو کبھی تو خاص
کرتا ہے معیت کو متقیون اور نیکون کی ساتھہ (جیسے پہلی آیتون
مین) اور کبھی عام فرماتا ہے معیت کو کافرون اور مومنون کے
سبکی ساتھہ (جیسے دوسری آیتونمین) پس اس سے بخوبی معلوم ہوا
جسکو ذرا بھی عقل ہے کہ اگر اس معیت سے معیت ذاتیہ مراد ہو تو
اوسمین مومن و کافر اور متقی اور فاجر سب برابر ہون اور انبیا اور
صلحا کو کفار و اشقیا پر کوئی فضیلت نہو تو اسلئے ضرور ہوا کہ معیت کی
تاویل ہر جگہہ مناسب مقام کی کیجاوے (تاکہ دشمن اور دوست کی
برابری لازم نہ آوے) اسطرح کہ معیت عام سے تو علم مراد لیا جاوے

اور معیت خاص سے نصرت اور حفظ اور اعانت اور تفضل اور احسان
لیا جاوے جب تو ان سب آیتوں کا مطلب ٹھیک ہوا اور جو اس باب
کی وہ سب درست ہو جاوے اور یہ کہا جاوے کہ معیت عامہ معیت
ذاتیہ ہے اور معیت خاصہ معیت نصرت و حفظ ہے اسلئے کہ ہم کہتے
ہین کہ اگر تم معیت ذاتیہ سے یہ مراد لیتے ہو کہ اللہ تعالے کی ذات
ہر مکان اور ہر جہت مین موجود ہے تو یہ تو باطل ہے باتفاق اہل
سنت و باجماع ارباب حدیث اور یہ مذہب (یعنے خدا کا ذات
ہر جگہ ہونا) سالمیہ اور جہمیہ کا ہے اور اون کے ساتھ والون کا
اور اس صورت مین لازم آتا ہے اللہ پاک کا ہونا نجاستون مین اور
ہر خالی جگہون مین اور فروج نسا مین اور جانورون کے مونہہ مین برتر
ہے اللہ تعالے اس سے اور عالی ہے ذات مقدس اوسکی اور
ایک دوسری اور خرابی یہ لازم آتی ہے کہ لازم آتا ہے دو شئ کا ہونا
ایک مکان مین اور تخلخل اور تکاثف اور گھٹنا بڑھنا اوسکا مکان کے
گھٹنے بڑھنے سے اسیطرح اور بہت سے محالات پیش آتے ہین کہ اوس سے
تنزیہ اور پاک سمجھنا اللہ پاک کا ضرور ہے اور اگر یہ مراد لیا جاوے
(یعنے معیت ذاتیہ سے) کہ وہ تعالے باوجود اسکی کہ عرش ہی
پر ہے ہر چیز کے ساتھ ہے سو وہ منافی نہین اوسکی جسکا ہم یہان
اثبات چاہتے ہین یعنے بذاتہ اللہ پاک کا عرش پر ہونا اور استوا

ہین خواہ نخواہ معیت کو پہیر دینے سے معنے لینا پڑینگے جو ہم اوپر کہہ آئی ہین
یعنے معیت علم کی یا نصرت و تحفظ و فضل کی غرض بہر حال معیت
کو علم کی طرف خواہ نخواہ اور جوع کرنا ہوگا اور یہ نہ کہا جاوے کہ حلول
اور تخلل اور تکاثف تو جب لازم ہووے جبکہ ہم قائل ہووین کہ اللہ تعالی
ہر مکان مین ہے اور اوس مین حلول کے معنے کا ارادہ کرین
اور یہ معنے تو ہم نہین مراد لیتے ہم تو وہی معنے مراد لیتے ہین
جو تم عرش پر ہونے سے مراد لیتے ہو اور وہی معنے اللہ کے
جلال اور بزرگی کے لایق ہین اسلئے کہ ہم کہتے ہین کہ یہ معنے مراد لینا
ہی تمہارے کام نہین آتا جب تم نے یہ کہا کہ اللہ ہر مکان مین ہے
اور عرش کو کچھ تخصیص باقی نرہی اسلئے کہ اس صورت مین عرش
اور غیر عرش دونو برابر ہوگئے اور یہ کہنا صحیح ہوا کہ وہ زمین
پر مستوی ہے اور ہر خلا پر اور گہورون پر مستوی ہے حالانکہ
یہ باتفاق مسلمین باطل ہے جیسا کہ ہم پانچوین باب مین ذکر کرآئے
ہین اور بہت ہی اقوال اس کے ابطال پر نقل کرائے ہین
غرض اس صورت مین تخصیص عرش کی استوا کے ساتھہ لغو
ہوجائیگی باوجودیکہ وہ بہت سی آیتون اور حدیثون مین آچکی ہے
اور اسی طرح معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی زمین سے آسمانتک
اور آسمان سے عرش تک معاذ اللہ لغو ہوگئی اور حدیث نزول

سے کے اور صعود سے کے سبھی لغو ٹھیرے ہے اور
اسی طرح اور بہت سے نصوص بے حد اور
بے انتہا لغو اور بیکار ہوگئی جنکو ہم اگلے باب مین ذکر کر آئے ہین اونکو
تم یاد کرو اور لکھا ہے جناب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے
غنیۃ الطالبین مین اور گمراہ گروہون کے قولون سے ایک قول یہ ہے کہ اللہ
ہر مکان مین ہے اور عرش اور اوسکے سوا اور مکانونمین کچہہ فرق نہین
اور قران مین اللہ تعالی نے اون کو جہوٹلایا ہے اور فرمایا ہے الرحمن
علی العرش استوی اور یہ نہین فرمایا کہ اوسنے زمین پر استوا کیا یا بطون جبال
وغیرہ پر اور مکانون مین اور شیخ ابو الحسن اشعری نے ابانہ مین لکہا ہے کہ سبکے
نزدیک مسلمانون مین سے یہ درست نہین کہ کہین اللہ تعالی گہورون پر
مستوی ہے یا پچانون پر اور قاضی باقلانی نے فرمایا ہے جو رئیس مین
اشاعرہ کے کہ اگر وہ ہر مکان مین ہوتا تو آدمی کے پیٹ مین بھی ہوتا
اور اوس کے منہ مین بھی اور واجب ہوتا کہ وہ مکانون کے زیادہ ہونے سے
زیادہ ہوجاتا جو پہلے پیدا نہین کی تہی اور اب پیدا کی اور صحیح ہوتا رغبت کرنا
اوس کی طرف زمین کے جانب مین اور داہنے اور بائین طرف اور مسلمانون
کا اجماع اسکے خلاف پر ہوچکا ہے اور سب کے سب اس قایل کو خطا دار کہتے
ہین اور ابو نصر فنا کہانی نے کہا ہے کہ اگر اللہ تعالی ہر مکان مین ہوتا تو
جانورون کے منہ مین اور عورتون کے فرجون مین بھی ہوتا پناہ اللہ صاحب

کی اس قول سے اوپلید ہے اللہ اس سے اور شارح مواقف نے کہا ہے
اللہ تعالی اگر ہر مکان میں ہوتا تو لازم آتا کہ پاخانوں میں لازم آتا اور وہ پلید
اوس سے اور پاک ہے اور امام ذہبی نے احادیث استوا اور فوقیت کے بعد
کہا ہے کہ یہ سب دلیلیں جو ہم نے بیان کیں اور اون سے استفادہ کیا
کہ وہ تعالی آسمانوں کے اوپر ہے یہ سب باطل ہیں اور مخطبے سود ہیں اوسکے
نزدیک جو کہتا ہے اللہ تعالی ہر مکان میں ہے اپنی ذات سے اور وہ ایسے
نالایق ہیں کہ اونکے قول سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالی پیخانوں میں اور پیٹوں
میں اور چھوٹی اور بڑی ہے اسکے اوپر مکانوں میں کہ اللہ تعالی نے بنی آدم کو
اسکے خلاف پر مضطر کیا ہے اونے تو سب کو اسی پر مضطور کیا ہے کہ وہ
اللہ عرش کے اوپر ہے ساتوں آسمان کے اوپر اور تمام پیغمبروں کو اسی کی
تعلیم کے لئے بھیجا ہے اسلئے نہیں ہوا کہ وہ سکھا دیں کہ اللہ عرش پر نہیں نہ
سکھا دیں کہ وہ داخل عالم ہے نہ خارج عالم اور ان دلیلوں میں سے جو دلالت
کرتے ہیں کہ معیت اس جگہہ مقید بعلم ہے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالی نے
معیت اور قرب کا کئی جگہہ اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے مثلاً فرمایا ہے
وهو معكم اينما كنتم اور فرمایا لا تحزن ان الله معنا پہر اس کی خود تفسیر
کی ہے علم اور اجابت اور سمع اور بصر اور نصرت کے ساتھ چنانچہ فرمایا ہے
واذا سألك عبادي عني فاني قريب اور اسکی بعد گویا اس قرب کی
تفسیر میں فرمایا اجيب دعوة الداع اذا دعان پس معلوم ہوگیا کہ مراد اس

سے قرب اجابت ہی ہر دعا کرنے والے کیلئے اور بغوی نے اس کی تفسیر
مین کہا ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ مدینہ کے یہود نے کہا اے محمد
کیونکر سنتا ہے پروردگار ہمارا ہماری دعاؤن کو اور تم تو کہتے ہو کہ ہمارے اور
آسمان کے بیچ مین پانسو برس کی راہ ہے اور ہر آسمان کی موٹان بھی ایسی ہی ہے
اوسپر یہ آیت اوتری تمام ہوئی روایت اور قول بغوی کا یعنی جب یہود نے
کہا زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے اور ہر آسمان اتنا ہی موٹا ہے
پھر اللہ پاک ان سب سے بلند اپنی عرش کے اوپر ہے تو اللہ سبحانہ مخلوق سے
بہت دور ہوا کہ اوس دوری کا اندازہ نہین ہو سکتا پھر وہ کیونکر دیکھتا اور سنتا ہے
جو ہم کرتے ہین یا کہتے ہین اور اوس مین اونہون نے بڑا تعجب کیا اللہ کے
حق مین اپنی قیاس ناقص سے اور اللہ کو اپنی طرح کا سمجھا اور یہ نہ خیال کیا کہ
اللہ کی سمع و بصر مثل ہمارے سمع و بصر کے نہین ہین بلکہ اوس کا سمع و بصر ایسا ہی
کہ کوئی آسمان اوس مین حائل نہین ہوتا اور نہ کوئی زمین اور پہاڑ جیسا حدیث
مین وارد ہوا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اون کے تعجب کو رد کر دیا اور اپنی ذات
سے جلدی سماعت اور قرب اجابت کا ثابت کیا اور سوا اسکے قرب علم اور
سمع اور قرب نصرت او معونت اور قرب حفظ و اعانت ثابت فرمایا اور
فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وھو معھم اذ یبیتون ما لا یرضیٰ من القول** یعنے
وہ اون کے ساتھ ہے جسوقت وہ رات کو باتین کرتے ہین جس سے اللہ راضی
نہین ہوتا اور اسکے بعد فرمایا **وکان اللہ بما یعلمون محیطا** یعنی اور ہے اللہ اونکے

سمجھاوے اپنے گہیری ہووے اوراوس کے بعد فرمایا وکان اللہ علیما حکیما

یعنی اور ہے جاننے والا خبردار غرض صاف بیان فرمایا کہ یہان معیت

ہماری اون کے ساتھہ اس معنی سے ہے کہ ہم اون کے قول و فعل کو جانتے ہین

اور دوسری جگہہ فرمایا الا انہم یثنون صدورہم لیستخفوا منہ الا

حین یستغشون ثیابہم یعلم ما یسرون وما یعلنون انہ علیم بذات

الصدور یعنی کفار اپنے سینون کو دوہرا کرتے ہین تاکہ خدا سے اپنا بہید

چہپائین اور جسوقت وہ اپنا کپڑا اوڑہ لیتے ہین وہ جانتا ہے جو چہپاتے ہین اور

جو ظاہر کرتے ہین بیشک وہ سینہ کی باتون سے واقف ہے اور اللہ تعالے

نے اپنی نبی کے طرف سے فرمایا اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا

یعنی جب نبی کہنے لگا اپنے رفیق سے کہ غم نہ کہا و اللہ ہمارے ساتھہ ہے

(اور یہ غار مین فرمایا تہا ہجرت کے وقت اور ابوبکر آپ کے صاحب یعنی رفیق

تہے) پہر اس کے بعد فرمایا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم

تروہا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا و

اللہ عزیز حکیم ۝ یعنی پہر اللہ پاک نے اپنی طرف سے اوسپر (یعنی نبی اور

اوسکے رفیق پر) تسکین اوتاری اور اپنی ایسے لشکرون سے مدد دی جنکو

تم نے نہین دیکہا (یعنی فرشتون سے) اور کافرون کی بات نیچی کردی اور

اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا انتہی غرض بیان

فرما دیا کہ معیت اللہ کی نبی کے ساتھہ تائید اور نصرت اور معونت اور تسکین

او تار سے کے روی تھی (اور اس معیت مین اور اوپر جن کا فرون کا
ذکر ہوا اون سکے معیت مین زمین و آسمان کا فرق ہے اور جو معیت ذاتی
اور سب جگہ اللہ سکے ہونے کا قایل ہے اوسکے نزدیک یہ دونون برابر تھہر گئے
معاذ اللہ من ذلک) اور فرمایا اللہ تعالی نے قصہ فرعون مین موسیٰ اور
ہرون کے لئے انني معكما یعنی مین تم دونون کے ساتھ ہون پھر اسکے
بعد اسکی تفسیر مین فرمادیا اسمع واری یعنی سنتا بھی ہون اور دیکھتا بھی
ہون سو بخوبی تصریح کردی کہ میری معیت سمع و بصر کے راہ سے ہے کہ ہر آن
تمہاری بات سنتا ہون اور سب کیفیت تمہاری جو فرعون کے ساتھ گذرتی ہے
دیکھتا ہون اور فرمایا اللہ تعالی نے ونحن اقرب اليه من حبل الوريد
یعنی ہم رگ گردن سے انسان کے زیادہ قریب ہین اور اسکے آگے فرمایا
ونعلم ما توسوس به نفسه یعنی ہم جانتے ہین جو اوسکے دل مین
وسوسہ آتا ہے اور اوسکے بعد کہا (یعنی نحن اقرب کے بعد) ما يلفظ من
قول الا لديه رقيب عتيد یعنی زبان سے وہ کوئی بات نہین نکالتا
مگر اوسکے ساتھ ایک نگہبان ہے اس سے بھی ظاہر ہوا کہ قرب اوسکا
باعتبار علم کے ہے کہ وہ وساوس قلبی کو جانتا ہے اور خطرات سینہ کے
خوب جانتا ہے اور باوجودیکہ رگ گردن انسان سے نہایت قریب ہے
کہ اوسی کا ایک جزء ہے مگر انسان کو اوسکا ادراک نہین ہے پھر دل مین جو
آوے یا سینہ مین اوس کا ادراک کیا معنی اور پروردگار کو ان سبکا

اور اگر ہے تو رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہوا اور اگر یہاں معیت ذات
اور مکان کی مراد ہوتی تو یہ کہنا صحیح نہ ہوتا کہ وہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہے
اس لئے کہ گردن کی رگ انسان کی جز ہے اور جز جیسا کل سے قریب ہوتا ہے
ویسی قربت باہر والی چیز کو نہیں ہو سکتی اور جو شخص اس میں ذرا بھی فکر کرے
آیت کے معنی ہیں اوس پر حقیقت کھل جاوے گی اور فرمایا اللہ تعالی نے
ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم آخر آیت تک ۔ اور اس کے
آگے فرمایا الم تر ان اللہ یعلم ما فی السماوات وما فی الارض
اور اوس کے بعد فرمایا ان اللہ بکل شیء علیم اور فرمایا وہو معکم اینما
کنتم اور اس کے قبل فرمایا ثم استوی علی العرش یعلم ما یلج فی الارض
وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا یعنی جانتا ہے وہ
جو زمین میں گھستا ہے اور جو اوس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اوترتا ہے
اور جو اوس کے طرف چڑھتا ہے اور اسکے بعد فرمایا واللہ بما تعملون بصیر
یعنی جو تم کرتے وہ دیکھتا ہے غرض اس سے بھی معلوم ہوا کہ معیت اوس کی خلق
سے اس معنی سے ہے کہ وہ اون کے افعال و احوال کو جانتا ہے اور تو ان اونکو دیکھتا ہے
اور اسے بھی اپنے لئے ثابت کیا اوسنے استوا علی العرش کو اور پھر آگے بیان
کی اپنے وسعت علم اور کشادگی لہ ہر کہ ہر چیز سے خبردار ہے اور ہر چیز کو دیکھتا ہے
اور فرمایا واللہ بکل شیء محیط پھر دوسری جگہ فرمایا ان اللہ قد
احاط بکل شیء علما غرض تفسیر کر دی احاطہ کی علم کے ساتھہ اور اس سے

معلوم ہو گیا کہ خدا اوس کا مخلوق کے ساتھ علم کے رو سے ہے ذات
سے اسلئے کہ قرآن کا قاعدہ ہے کہ آیت دوسری کی تفسیر ہوتی ہے
مطلق حدیثہ مقید پر محمول کیا کرتا ہے اور اسکے مثالین قرآن میں اگر تو تامل
کرے تو بہت پاوے گا اور ایسا ہی حدیثون مین کہ ہم نے اوس مین چند
مثالین بطریق نمونہ کے ذکر کر دین غرض جب عاقل آدمی اسمین تامل کریگا تو
یقین کرے گا کہ اللہ تعالی نے جہان کہین معیت کا ذکر کیا ہے اوسکے لگ
بہگ خواہ نخواہ ایسا لفظ ذکر کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معیت سے
مراد کوئی صفت اوسکے ہی نصرت یا فضل و احسان یا سمع و بصر وغیرہ اور اسی لئے
اگلے پچھلے سب لوگون نے اس تاویل پر اجماع اور اتفاق کیا ہے اور
کسی نے اس کا انکار نہین کیا اور اکثر لوگون نے اسپر اجماع نقل کیا ہے جیسے
غزالی وغیرہ نے اور ہم پہلے تہوڑے اقوال سلف کے نقل کرتے ہین بعضے
خلف کے محققین و محدثین و مفسرین ہین اور اگرچہ پوری اقوال سب جمع کرنا
متعذر ہے کہ اوسپر اللہ پاک کے سوا کوئی قادر نہین ہو سکتا اور اگر کوئی اوسکو
جمع کرنا بھی چاہے تو ہزارون سے زیادہ پاوے اللہ خوب جاننے والا ہے

ساتوان باب اقوال مین سلف صالحین کے جو دلالت کرتے ہین

کہ معیت اللہ کی خلق کے ساتھ علمی ہے اونمین سے وہ ہے جو روایت کی ابو عمر ابن عبد البر
نے اور ابن بطہ اور بیہقی نے اسماء والصفات مین اور حافظ ابو
احمد عسال نے ضحاک سے اس آیت کی تفسیر مین

مایکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم کا صحاک نے کہ وہ تعالی اپنے عرش پر ہے اور علم اوس کا اون کے ساتھ ہے اور بیہقی کے لفظ یہہ ہین وہ اللہ عرش پر ہے اور علم اوس کا اون کے ساتھ ہے اور لفظ عسال کا یہ ہے کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور علم اوس کا اون کے ساتھ ہے جہان کہین ہون اور اوسی مین ہے وہ جو روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر مین وہو معکم اینما کنتم کہا انہون نے کہ وہ عالم تمہاری احوال کا تم جہان کہین ہو اور اوسی مین ہے جو روایت کی عبد اللہ بن احمد نے اپنی اسناد سے انہون نے نافع سے انہون نے بکیر بن معروف سے انہون نے مقاتل بن حیان سے اس آیت کی تفسیر مین مایکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم کہا انہون نے کہ وہ اپنی عرش پر ہے اور علم اوس کا اون کے ساتھ ہے اور اوسی مین ہے وہ جو روایت کی بیہقی نے ابی بکر بن معروف سے انھون نے مقاتل بن حیان سے کہ انھون نے کہا ہمکو خبر پہونچی ہے اللہ خوب جانتا ہے اس آیت کی تفسیر مین هو الاول والاخر والظاهر والباطن کہ وہ سب چیزون سے پہلے ہی اور وہ سب چیزون کے بعد باقی رہے گا اور ظاہر یہ کہ وہ اوپر ہر چیز کے ہے اور باطن یہ کہ قریب ہے بہ نسبت ہر چیز کے اور سوا اسکے اور کچہہ نہین کہ اونہون نے قرب سے اوس کی اوس کا علم مراد لیا ہے اور اوس کی قدرت اور وہ اپنے عرش کے اوپر ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے اور اوسی مین ہے جو

جو روایت کی ابن بطہ نے ابانہ میں بشر بن حارث حافی سے کہ انہون نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ اللہ اپنے عرش پر ہے جیسا اوس نے چاہا اور وہ ہر مکان کا جاننے والا ہے اور اوسی مین ہے جو روایت کی ابن ابی حاتم نے یحیی بن معاذ رازی سے کہ انہون نے کہا بیشک اللہ تعالی اپنے عرش پر ہے اپنی خلق سے جدا گہیر لیا ہے اوس نے ہر چیز کو علم سے اور گن لیا ہے ہر چیز کو شمار سے اور اوسی مین ہے جو روایت کی ابن ابی حاتم نے علی بن مدینی سے کہ انہون نے کہا جب اون سے پوچھا گیا کہ کیا ہے قول اہل سنت جماعت کا کہا وہ لوگ یقین لاتے ہین اللہ کے دیدار پر اور کلام پر اور اسپر کہ وہ آسمانون سے پرے عرش کے اوپر ہے پہر کسی نے یہ آیۃ پوچھی مایکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم تو انہون نے کہا اوس کے آگے پڑہو الم تر ان اللہ یعلم آخر آیت تک (یعنی یہان اللہ اپنے علم کو مراد لیتا ہے) اور اوسی مین ہے جو روایت کی امام ذہبی نے عبدالوہاب وراق سے کہ انہون نے کہا جسنے گمان کیا کہ اللہ یہان ہے (یعنی زمین پر) وہ جہمی ہے اسلئے کہ ثابت ہوگیا ہے کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر ہے اور اوس کا علم دنیا و آخرت کو گہیرنے والا ہے اور اوسی مین ہے جو روایت کی ابن بطہ نے ابانہ مین نعیم بن حماد شیخ بخاری سے اس آیت کی تفسیر مین وھو معکم کہ کہا انہون نے کوئی چیز اوس سے چہپنے والی نہین وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور اس آیت کی تفسیر مین مایکون من نجوی

تلثۃ الا ھو رابعھم کھا کہ مراد خداوند تعالی کی یہ ہے کہ اوس سے کوئی چھپنے والی چیز چھپ نہین سکتی اور اوسی مین ہے جو روایت کی بیہقی نے اسما والصفات مین ابو حنیفہ سے کہ اون سے کسی نے پوچھا وھو معکم تو ابو حنیفہ نے فرمایا یہ تو ویسی بات ہے جیسی کوئی کسیکو کعبین سے خط لکھے کہ مین تمھارے ساتھ ہون حالانکہ تو اوس سے دور ہے اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی عبد اللہ ابن امام احمد بن حنبل نے اور حافظون نے امام مالک سے کہ انہون نے فرمایا اللہ آسمان کے اوپر ہے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے اوس کے علم سے کوئی جگہ خالی نہین اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی امام ذہبی نے طبقات مین امام احمد سے کہ انہون نے فرمایا اللہ آسمان کے اوپر ہے اور علم اوس کا ہر مکان مین ہے اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی لالکائی نے امام مروزی سے کہ انہون نے کہا مین نے ابی عبد اللہ احمد بن حنبل سے کہا کہ کیا معنی ہین وھو معکم اینما کنتم کی اور وھو معکم اور ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم کے انہون نے فرمایا اوس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور رب ہمارا عرش پر ہے بغیر حد کے اور صفت کے (یعنی اوس کی حد اور کیفیت کسی کے خیال مین نہین آسکتی اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی خلال نے یوسف بن موسی قطان سے کہ ابی عبد اللہ امام احمد بن حنبل سے کسی نے کہا کہ اللہ تعالی تو ساتوین آسمان سے پرے اپنی عرش پر ہے اپنی تمام مخلوقات سے جدا اور علم اور قدرت اوسکی سب

جگہ ہے انہون نے فرمایا کہ ہان اور اونہین مین سے ہے جو روایت کی
امام ذہبی نے ابی حاتم اور ابی زرعہ سے کہ اون دونو نے کہا ہم پایا ہے
علما کو تمام شہرون مین حجاز کے ہون خواہ عراق کے یا مصر کے یا شام کے
اور یمن کے کہ اون کے مذہب مین یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالی اپنے عرش
پر ہے اپنی تمام مخلوق سے جدا جیسے وصف کیا ہے اوسنے اپنی ذات کا
بلا کیف اور گھیر لیا ہے اوسنے ہر چیز کو اپنی علم سے اور اونہی مین سے ہے
جو روایت کی خلال نے سنتہ مین حرب بن اسمعیل سے کہ انہون نے کہا
کہ مین نے اسحق بن راہویہ سے اس آیت کو پوچھا ما یکون من نجوی ثلثہ
الا ھو رابعھم کہ آپ اسکی تفسیر مین کیا فرماتے ہین تو انھون نے کہا
کہ تو جہان ہو ۔ وہ تجھ سے تیری رگ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور
باوجود اسکے وہ اپنے تمام مخلوق سے جدا ہے (غرض قرب اوس کا علمی ہے)
اور اونہی مین سے ہے جو روایت کی بیہقی نے اسماء والصفات مین اور کہا امام
ذہبی نے کہ صحیح روایت پونہچی ہے معدان سے اون کو ثوری سے کہ
انہون نے اس آیتہ کی تفسیر مین وھو معکم کے کہا کہ علم اوس کا تمہاری
ساتھ ہے اور فرمایا کہ ایسا ہی ثابت ہوا ہے ایک جماعت سے مفسرین کے
اور اونہی مین سے ہے جو روایت کی امام ذہبی نے عثمان بن سعید دارمی سے
کہ انہون نے فرمایا کہ اہل سنت نے کہا ہے کہ البتہ اللہ تعالی اپنی عرش کے
اوپر ہے جانتا ہے ہر چیز کو اور سنتا ہے ہر آواز کو عرش کے اوپر ہی سے

نہین چہپی اوس سے کوئی چہپنے والی چیز اوسکی مخلوقات سے اور نہین
پردہ مین ہوسکتی اوس سے کوئی شئے اور اونہی مین سے ہے جو روایت کی
محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے کتاب العرش مین کہ تفسیر کی علما نے وھو
معکم کی کہ مراد اس سے اوسکا علم ہے اور اونہی مین سے ہے جو روایت کی ترمذی
نے اپنی جامع مین بعد اوس حدیث کے جسمین رسی کی لٹکالی کا ذکر ہے کہ
گری کی وہ رسی اور ایسی جگہہ پر جہان اوسکی قدرت اور حکومت ہے اور
علم اللہ کا اور قدرت اور حکومت اوسکی ہر جگہہ ہے اور وہ اپنی عرش پر ہی جیسے
اوسنے وصف کیا اپنے ذات کا اپنی کتاب مین اور بعد اس حدیث کے کہا کہ
اب تمہارا ابرا نہین اور غائب ہین اور تمہاری اور تمہاری کجاوون کے بیچمین ہے
(یہہ حدیث ہوئی) غرض اسکے بعد کہا کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور یہ جو
فرمایا کہ تمہارے اور کجاوون کے بیچمین ہی اس سے اوسکا علم اور قدرت مراد ہے
تمام ہوا قول ترمذی کا اور اونہی مین سے ہے جو کہا ہے ابو محمد نے جو فرزند مین قتیبہ
کے ہم سب نے بیچ مین اس آیت کی تفسیر مین مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم
کہ وہ تعالی اون کے ساتھ ہے یعنی جانتا ہے اون کے حالون کو جن مین وہ ہین
الے آخرہ اور اونہی مین سے ہے جو کہا حافظ ابوبکر آجری نے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ
جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم جس سے
لوگ حجت لاتے ہین تو کون سے چیز اوس تعالی کی ہمارے ساتھ ہے تو کہا جاوے گا
اوسکی جواب یہین کہ علم اوس کا اور اللہ عزوجل اپنی عرش پر ہے اور علم اوس کا

ہر چیز کو گھیرے ہوئی ہے ایسی ہی تفسیر کی ہے اس آیت کی اہل علم نے اور
یہ آیت خود دلالت کرتی ہے اپنی اول و آخر سے کہ مراد اس سے اوس تعالی کا
علم ہے اور وہ اپنی عرش پر ہے اور یہی قول ہے تمام مسلمانون کا چنانچہ روایت
کی ہم سے ابن مخلد نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن حنبل نے کہ بیان کیا ہمسے
شریح بن النعمان نے کہ بیان کیا ہمسے عبد اللہ بن نافع نے کہ کہا انہون نے
کہ کہا امام مالک نے اللہ آسمان کے اوپر ہے اور علم اوس کا ہر مکان مین اور
کوئی جگہہ اوس کے علم سے خالی نہین تمام ہوا قول حافظ ابو بکر کا اور انہی مین سے
ہے قول امام ابو الحسن علی بن مہدی کا کہ انہون نے کہا کہ اگر کوئی پوچھے کہ
اس آیۃ کی تفسیر مین تم کیا کہتے ہو مایکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم
تو اوس کو جواب دیا جاوے گا کہ ایک چیز کا دوسری کے ساتھہ ہونا کئی طرح
ہوتا ہے کبھی تو مدد سے اور کبھی صحبت سے اور کبھی چھونے سے اور کبھی علم سے غرض
معنی اس معیت کے ہماری نزدیک ساری خلق کے ساتھہ علم کے ساتھہ ہے
تمام ہوا قول امام ابو الحسن کا اور اونہی مین سے ہے جو کہا امام ابن بطہ ابانہ مین کہ
دلیل پکڑی ہے جہمی نے اس آیۃ سے مایکون من نجوی ثلاثۃ الا
ہو رابعہم اور کہا ہے کہ اللہ ہماری ساتھہ ہے اور ہماری اندر ہی حالانکہ
تفسیر کی ہے علما نے اس آیۃ کی علم کے ساتھہ پھر اس کے آخر مین کہا کہ اللہ تعالی نے
فرمایا ان اللہ بکل شئی علیم پھر اسکے بعد اقوال اون لوگون کے ذکر کی
جن علما نے تصریح کی ہے کہ اس سے علم مراد ہے پھر ذکر کیا اون روایتون

کو جو آگے گذر چکے ہین نعیم بن حماد سے اور ضحاک سے اور سفیان سے
اور احمد بن حنبل سے اور اسحاق بن راہویہ سے اور ذکر کیا ان سبکو اپنی اپنی
سندون سے اون تک اور او نہی مین سے ہے جو کہا امام ابو القاسم ہبۃ اللہ
شافعی نے کہ دلالت کی ان آیتون نے اسپر کہ وہ تعالی آسمان کے اوپر ہے
اور علم اوس کا ہر جگہہ کو گھیری ہوئی ہے اور او نھی مین ہے جو کہا یحیی بن
عمار نے کہ ہم نہین کہتے جو جہمیہ کہتی ہین کہ وہ ہر مکان مین گھسا ہوا ہے
اور ہم نہین جانتے کہ وہ کہان ہے بلکہ ہم کہتے ہین کہ وہ اپنی ذات سے
عرش پر ہے اور علم اوس کا ہر چیز کو گھیری ہوئی ہے اور ایسے ہی اوس کی
سمع و بصر اور قدرت ہر شے کو گھیری ہوئی ہے اور یہی مراد ہے وھو
معکم اینما کنتم کی اور او نھی مین سے ہی جو کہا امام ابو نصر نے کتاب
ابانہ مین کہ ہمارے سب امام جیسے سفیان ثوری اور مالک اور حماد
بن سلمہ اور حماد بن زید اور عبد اللہ بن مبارک اور فضیل بن عیاض اور احمد
بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ ہین یہ سب متفق ہین کہ اللہ تعالی اپنی ذات سے
عرش کے اوپر ہے اور علم اوس کا ہر مکان مین ہے اور او نہی مین سے ہے
جو کہا امام ابو بکر بیہقی نے جو صاحب سنن ہین کہ بہت سے آیتین ایسی ہین کہ
دلالت کرتے ہین جہمیہ کے اوپر جو کہتے ہین کہ اللہ اپنی ذات سے ہر مکان
مین ہے اور یہہ جو فرمایا اسنے وھو معکم اینما کنتم اس سے تو اوس کا
علم مراد ہے نہ ذات پاک اوس کی اور او سی مین ہے جو کہا حافظ ابن عبد البر نے

کہ مین پاتا ہون علمائی صحابہ اور تابعین کو جن سے تاویل مروی
ہوئی ہے کہ سب تاویل کرتے ہین اس آیتہ کی ما یکون من نجوی ثلاثۃ
الا ہو رابعہم کہ وہ تعالی عرش کے اوپر ہے اور علم اوس کا ہر مکان
مین ہے اور اس مین اون کا خلاف کسی ایسے شخص نے کہا جسکی قول کی سند
لگ سکے ۔ آٹھوان باب خلف کے اقوال مین مفسرین اور محدثین
سے اس بارہ مین کہ معیت اللہ تعالی کی خلق سے علمی ہے من جملہ اوس کے
وہ ہے جو کہا امام حافظ محی السنۃ بغوی نے اپنے تفسیر معالم التنزیل مین
اس آیتہ کی ذیل مین واذا سالک عبادی عنی فانی قریب کہ روایت کی
کلبی نے ابیصالح سے انہون نے ابن عباس سے کہ کہا انہون نے یہود
مدینہ نے عرض کی کہ اے محمد کیونکر سنتا ہے پروردگار ہمارا دعا ہماری
اور تم تو کہتے ہو کہ ہمارے اور آسمان کے بیچمین پانسو برس کی راہ ہے اور
ہر آسمان کی موٹان بھی ایسے ہی ہے اوسپر یہ آیت اوتری اور ضحاک
نے کہا کہ بعض نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عرض کی
کہ آیا رب ہمارا نزدیک ہے کہ اوس سے چپکی چپکی عرض کرین یا دور
ہے کہ اوسکو چیخکر پکارین اوسپر یہ آیتہ اوتری اور اللہ تعالی نے فرمایا
واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اور اس مین گویا یہ بات چھپی
ہوئی ہے کہ کہہ تو ای نبی اون سے کہ مین قریب ہون اون سے علم سے
اور کوئی چیز مجھسے پوشیدہ نہین جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے ونحن اقرب

الیہ من حبل الورید تمام ہوا قول محی السنۃ کا اور اس آیۃ کی تفسیر
مین فرمایا ہے انی معکما اسمع واری کہ ابن عباس نے کہا کہ اللہ صاحب
نے فرمایا یعنی حضرت سے اور ہارون سے کہ مین سنتا ہوں دعا تم دونوں
کی اور دیکھتا ہوں جو ارادہ کرتے ہین لوگ تمہاری ساتھ سلوک کرنے کا
سو مین دفع کرونگا اون کی ایذا اون کو اور مین تم دونو سے غافل نہین ہوں
سو تم کچھ شکست مت کرو اور اسی تفسیر مین کہا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل
الورید کی ذیل مین کہ مین جانتا ہوں حال انسان کا اوسکی جان سے زیادہ
اسلئے کہ اجزا اور ابعاض انسان کے ایک دوسری کے پردہ ہو جاتے ہین
اور میرے سے کوئی چیز پردہ نہین ہو سکتی اور اپنی تفسیر مین فرمایا وھو
معکم اینما کنتم کے ذیل مین کہ مراد اس سے علم ہے اور فرمایا اس آیۃ
کے ذیل مین ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم کہ معیت اوسکی
علم کے ساتھ ہے اور بعضون نے لکھا کہ کوئی تین کانا پھوسی کرنے والے
ایسے نہین کہ وہ اون کا چوتھا نہ ہو یعنی اون کے کانا پھوسی نہ سنتا
ہو اور اون کے سرگوشی نجانتا ہو اور اوسی مین سے ہے جو لکھا امام فخر الدین
رازی نے اپنی تفسیر مین کہ جس مین سب چیز بھری ہے سو تفسیر کے اس آیۃ
کے ذیل مین واذا سالک عبادی عنی فانی قریب کہ اس قرب سے
قریب جہت اور مکان مراد نہین بلکہ اس سے قرب علم مراد ہے اور قرب
حفظ اور اسی طرح یہ قول بھی ہے اللہ پاک کا وھو معکم اینما کنتم

اور یہ بھی ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور یہ قول بھی ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم الی اخرہ اور کہا انہون نے آیۃ کی تفسیر مین لاتحزن ان اللہ معنا کہ اس مین شک نہین کہ مراد اس معیت سے معیت حفظ اور نصرت اور حراست اور معونت کی ہے اور اس آیۃ کی تفسیر مین کہا ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہین اور وہ دلون کے بات اور سینون کے چیزون کو جانتا ہے اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید مین بیان ہے اوسکی کمال علم کا اور ورید وہ رگ ہے جسمین دوران خون ہوتا رہتا ہے اور وہان سے سب ٹکڑے مین بدن کے خون جاتا ہے اور اللہ اوس سے بھی نزدیک ہے انسان سے اپنی علم کے ساتھ اسلئے کہ اوس رگ کو تو گوشت کی ٹکڑی چھپائے ہوئے ہین اور انسان سے پردہ مین ہے اور اللہ کی علم سے کوئی چیز چھپ نہین سکتی اور یہ بھی احتمال ہے کہ کہا جاوی ونحن اقرب الیہ من حبل الورید سے مراد یہ ہے کہ ہماری ہی قدرت اوسمین ساری ہے اور جاری ہے اوسمین حکم ہمارا جاری ہے خون رگون مین اور ما یکون من نجوی ثلثۃ کی تفسیر مین کہا ہے کہ اوس تعالی کے چوتھی ہونے سے اور اون کے ساتھ ہونے سے اوسکا عالم ہونا مراد ہے کہ اون کی کلام کو جانتا ہے اور اون کے دلی خیالات کو خوب جانتا ہے اور اون کے بھیدون کو اور کھلی باتون کو بخوبی ایسا جانتا ہے کہ گویا اون کے ساتھ حاضر ہے اور حالانکہ پاک ہے وہ مکان سے اور وہ موضع لم نہایۃ کنتم مین کہا ہے کہ متکلمین کا قول ہے کہ یہ

عبد القادر کو اپنے سینہ سے لگایا اور انکو ایک خلعت پہنائی اور کہا
سے فرمایا کہ شیخ عبد القادر لوگ تیرے سب محتاج ہین شریعت کے علم مین
اور حقیقت کے علم مین اور حال کے علم مین اور حال کے فعل مین
مولانا علی بن یوسف شطنوفی نے لکھا ہے کہ

اونکو دیکھا کہ اپنی قبر سے نکلے
بن حنبل کی قبر کی زیارت کو گئے اور شیخ
اور شیخ بقا ابن بطوطی ساتھ امام احمد
فرمایا کہ مین شیخ محی الدین عبد القادر
بن ... سے اونہون نے
کہ مین نے شیخ ابو الحسن علی
اپنی استاذ محمود جیلانی سے کہا
اپنی باپ سے اور

گنجایش نکی اور دونون صورتون مین مطلب یہ ہے کہ اجماع ہوچکا ہے اسپر کہ
وہ سبحانہ تعالے ہمارے ساتھ کسی مکان مین نہین اور نہ کسی جہت اور حیز مین
(یعنے وہ جہات محدود جو عرش تک تمام ہوچکی ہین اون مین نہین نہ اون
تحیزات مین جنکا محدد عرش ہے) پس اس وقت مین یہ قول موہم واجب
التاویل ہے اور جب ہمنے ایک جگہہ تاویل کی تو سارے مقامون مین وہی
تاویل ضرور ہوگئی اور اوسی مین سے ہے جو علامہ ابو سعود بن محمد العمادی نے
اپنی تفسیر مین لکھا ہے اس آیۃ کے ذیل مین فانی قریب یعنے کہدی
میرے بندون سے کہ مین نزدیک اور یہ تمثیل ہے اوس کی کمال علم کی کہ
وہ بندون کے افعال کو بخوبی جانتا ہے اور اون کے باتون اور حالون
پر ایسی اطلاع رکہتا ہے کہ جیسے کوئی اوسی مکان مین ہووے اور مروی ہے
کہ ایک گانون کا آدمی آیا اور اوسنے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ آیا رب ہمارا قریب ہے کہ ہم اوس سے چپکی چپکی باتین کرین یا دور ہے کہ
چیخکر پکارین اوسپر آیۃ اوتری اور اجیب دعوۃ الداع مین اوسکی قرب
کی تقریر اور تحقیق ہے (یعنی قرب اوس کی مراد یہی ہے کہ دعا قبول
کرتا ہے یعنی قرب سے قرب اجابت مراد ہے نہ قرب ذات اور اس
آیتہ کی تفسیر مین لکھا لاتحزن ان اللہ معنا کہ مراد اس سے مدد اور دشمنون
سے بچانا ہے اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید مین کہا کہ مراد یہ ہے
کہ وہ انسان کے حال کو اوس سے بھی زیادہ جانتا ہے کہ رگ گردن سے

السلام علیک یا عبد القادر

قریب ہو غرض بیان کیا اوسنے قریب علم کو قرب ذات کہکر از روئے
مجاز کے (یعنی قرب ذات مجازیہ کہا اصل مراد قرب علم ہے) اور وھو
معکم اینما کنتم مین لکھا کہ یہ مثال ہے اوسکی احاطہ علمی کی اور مثال ہے
اسکی کہ اوس کی علم سے وہ کسی طرح باہر نہین نکل سکتی اگرچہ کہین جاوین اور
اِس آیتہ مین لکھا الا ھو رابعھم یعنی اون تین کو چار کر دیتے والا ہے
اسطرح سے کہ اون کے حال پر اطلاع کے روسے اون کا شریک ہے
اور اس آیتہ مین لکھا الا و ھو معھم کہ وہ جانتا ہے جو کچھہ اون مین گذرتا ہے
وہ جہان کہین ہون جس مکان مین ہون اور اگرچہ زمین کے نیچے ہون
اسلئے کہ علم اوس تعالی کا سب چیزون کے ساتھہ قرب مکان کے سبب سے
نہین کہ اختلاف اماکن سے مختلف ہو قرب و بعد کے وجہ سے۔ اور اوسی بیان
سے ہی جو لکھا امام علی بن احمد نے جو خازن کے ساتھہ مشہور ہین اپنی تفسیر مین
جس کا نام لباب التاویل فی معانی التنزیل ہے اس آیتہ کے ذیل مین و اذا
سالک عبادی عنی فانی قریب کہ معنی اس کے یہ ہین کہ قریب ہے
علم سے اور نگہبانی سے کہ کوئی چیز اوس پر پوشیدہ نہین اور اس آیتہ مین
لکھا لا تحزن ان اللہ معنا کہ مراد اس سے نصر و معونت ہے اور اس
آیتہ کے ذیل مین لکھا و نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہ مراد اس
قرب سے علم ہے اور اس آیتہ کی تفسیر مین و ھو معکم اینما کنتم یعنی وہ
ساتھہ ہے اون کے علم قدرت سے کہ کوئی چیز ایسی نہین کہ اوس سے

علم اوس کا جدا ہو یا قدرت اوسکی جہان کہین تم ہو آسمان مین یا زمین مین یا
خشکی مین یا دریا مین اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ ساتھ ہے نگہبانی اور
محافظت سے اور اس آیۃ مین کہا الا ہو رابعہم یعنے علم سے یعنی جانتا ہے
کہ اون کی کانا پہوسی کو ایسا کہ گویا وہ اون کے ساتھ حاضر ہے اور اونکے
ساتھ شنا ہے جب کہ کوئی چوتھا جو اون کے ساتھ ہو وہ واقف ہو
اور اوسی مین سے ہے جو کہا امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی حنفی نے
اپنی تفسیر مدارک التنزیل و حقایق التاویل مین اس آیۃ کے ذیل مین واذا
سالک عبادی عنی فانی قریب کہ وہ قریب ہے علم کی راہ سے اور دعا
قبول کرنے کی راہ سے اور الٰہی کہ وہ قرب مکان سے پاک ہے اور اس آیۃ
مین ان اللہ معنا کہ وہ ساتھ ہے ہمارے معونت اور حفظ سے اور اس آیۃ مین ونحن
اقرب کہ مراد اس سے قرب علمی ہے انسان کے ساتھ اور اس قول مین وہو
معکم کہ ساتھ ہے علم و قدرت کے عموماً اور فضل و رحمت کے خصوصاً اور اس آیۃ مین
الا ہو رابعہم کہ جانتا ہے اون کی کانا پہوسی اور اون سے پوشیدہ نہین
جس حال پر وہ ہین اور حالانکہ وہ برتر ہے مکان سے کمال درجہ کا برتر ہے اور
اوسی مین سے ہے جو کہا شیخ علامہ ادیب جار اللہ زمخشری معتزلی نے اپنی
تفسیر مین جسکا نام کشاف عن حقایق التنزیل ہے اس آیۃ مین فانی قریب
کہ یہ مثال ہے اوسکی اجابت کی آسان ہونے کی دعا کرنے والے کی اور یہ
تمثیل ہے اوسکی جلد مراد دینے کی جو وہ مانگے کہ مثال دی اللہ نے اوسکی ساتھ

جو اوس مکان کے قریب موجود ہو کہ جب وہ دعا کرتا ہے تو فرماتا ہے لبیک یعنے حاضر ہون فرماتا ہے اور اسی کے مانند ہی یہ قول اوس کا نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور اس آیۃ کے ذیل مین لکھا وہو معہم اذ یبیتون مالا یرضی من القول کہ وہ عالم ہے اون کے حال کا خبردار ہے اون کے احوال کا اوسپر کوئی بھید اون کا چھپا نہین اور یہ آیت کافی ہے اور بکارتی ہے اون لوگون کو جو اوس تعالی سے شرم نہین رکھتے اور اپنے پروردگار سے نہین ڈرتے حالانکہ وہ اون کے حال کو جانتا ہے جہان کہین ہون وہ اگر وہ ایمان لانیوالے ہون اسلئے کہ وہ سب اوس تعالی کے حضور مین ہین اور اوس سے کسی حال مین پردہ مین نہین اور نہ اوسکو اون سے غفلت ہے نہ غیبت اور ہر حال مین اوسکو پورا بھید اون کا کہلا ہوا ہے اور اوسکا علم اون کو فضیحت کر رہا ہے اور اس آیۃ مین لکھا انني معكما اسمع واری کہ مین تمہارا حافظ و ناصر ہون اور اس آیۃ مین لکھا ونحن اقرب الیہ من حبل الورید کہ یہ مجاز ہے اور مراد اوس سے قرب علم ہے اور اوس کا علم معلومات سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور اون کے احوال سے کہ کوئی چیز اوسپر پوشیدہ نہین رہ سکتی تو گویا اوسکی ذات ہی قریب ہے اپنے معلومات سے اور اس آیۃ کے ذیل مین لکھا ما یکون من نجوی کہ وہ اون کی باتین سنتا ہے اور اوسی مین سے ہی جو لکھا قاضی بیضاوی عبد اللہ بن عمر شافعی نے اپنی تفسیر مین جسکا نام انوار التنزیل و اسرار التاویل ہے اس قول کی تفسیر مین فانی قریب یعنی اون سے کہدو کہ مین

قریب ہون اور یہہ تمثیل ہے اوس کی کمال علم کی جو افعال عباد کے ساتہہ ہے اور اون کے اقوال کے ساتہہ اور اطلاع کی اون کے احوال پر کہ مثال وہی ہے اوسکی ساتہہ جسکا مکان قریب ہو اون بندون سے اور اجیب ٹہرانا اوس کا اسی قرب کے تقریر ہے اور وعدہ ہے داعی کے اجابت کا اور کہا اس آیۃ مین وھو معہم کہ پوشیدہ نہین ہے اوسپر کوئی بہید اون کا پس اون بندون کو اور کوئی راہ نجات کی نہین ہے سوا اس کے کہ چہوڑ دیوین جو باتین اوس تعالی کو بری معلوم ہوتی ہین اور جن پر وہ مواخذہ کرتا ہے اور آیت مین کہا لا تحزن ان اللہ معنا کہ مراد اس سے معونت اور عصمت ہے اور انّنی معکما مین کہا حفاظت اور نصرت سے اور مین سنتا ہون اور دیکہتا ہون جو اون کے اور فرعون کے بیچ مین گذرتا ہے قول سے اور فعل سے غرض ہر حال مین مین ایسا تصرف کرون گا کہ مین اوس کے شر کو تم دونون سے دور کر دون اور اپنی نصرت تمہاری ساتہہ کرون اور یہہ بہی جایز ہے کہ نعیان کچہ مقدر نکرین اور یون ہے معکما کی معنی یہ لیوین کہ مین تم دونون کا (یعنی موسی و ہارون کا) سامع ہون اور دیکہنے والا ہون اور نگہبان جب تا کہ اور سمیع و بصیر ہو تو پوری نگہبانی ہوگی اور اس آیۃ مین کہا ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی مین اوسکی حال کو خوب جانتا ہون اور زیادہ جانتا ہون اوس سے کہ جو رگ گردن سے بہی نزدیک ہوا اور اس آیۃ مین کہا وھو معکم اینما کنتم کہ علم اوس کا اور قدرت اوس کی

اون سے کسی حال مین جدا نہین ہوتی اور اس آیۃ مین کہا ما یکون من نجویٰ کہ جانتا ہے جو اون مین گذرتا ہے اور اوسی مین سے ہے کہا دونو جلال نے جلالین مین اس آیۃ کی ذیل مین فانی قریب یعنی قریب ہون مین اون سے علم کی راہ سے خبر دی اوس تعالی نے اونکو اور اس آیۃ مین کہا وھو معھم یعنی علم سے اور اوس مین ان اللہ معنا مدد سے اور اس آیۃ مین اننی معکما کہ مین تمہارے ساتھ ہون اپنی مدد سے سنتا ہون جو فرعون کہتا ہے اور دیکھتا ہون جو وہ کرتا ہے اور اس مین کہا ونحن اقرب الیہ کہ ساتھ علم کے رگ گردن سے زیادہ قریب ہون اور اس آیۃ مین وھو معکم یعنی جانتا ہے اپنی علم سے اور اس آیۃ مین وھو رابعھم کہ اون کا چوتھا ہی اپنی علم سے اور اسی آیت سے ہی جو تفسیر عباسی مین ہے اس آیۃ کی ذیل مین فانی قریب کہ مین جانتا ہون اون کو اے محمد اور اون سے قریب ہون اجابت سے اور اس آیۃ مین وھو معھم کہ وہ اون کی ساتھ ہی علم سے جانتا ہے اون کو اور اس آیۃ مین ان اللہ معنا کہ اللہ ہمارا معین ہے اور اس آیۃ کی ذیل مین اننی معکما کہ مین تمہارا معین ہون اور اس آیۃ مین ونحن اقرب الیہ کہ جانتا ہون اوسکو اور قدرت رکھتا ہون اوسپر اور اس آیۃ مین ثم استوی قرار پکڑا اور کہا جاتا ہے کہ وہ بلند ہوا عرش کے اوپر اور آسمان و زمین پیدا کرنے کے پہلے ہی وہ عرش پر تھا بلا کیف یعلم ما یلج جانتا ہے جو گھستا ہے زمین مین اور جو اوسکی

۴۷۹

اندر جاتا ہے بارش سے قسم اور خزانون سے اور مردون سے
وما یخرج منہا اور جو نکلتا ہے زمین سے اموات و نباتات
اور پانی اور خزانون کی قسم سے وما ینزل من السماء اور جو اترتا ہے
آسمان سے رزق اور بارش اور فرشتون اور مصیبتون کی جنس سے
وما یعرج فیہا اور جو صعود کرتا ہے یعنے چڑہتا ہے آسمان
کیطرف فرشتون اور نگہبانون اور عملون سے وھو معکم عالم ہے
وہ تمہاری ساتہہ تم جہان کہین ہو جنگل مین یا دریا مین اور اس آیتہ مین
الا ھو رابعہم کہ اللہ عالم ہے اون کا اور جانتا ہے اون کے
عملون کو اور اون کے کانا پہوسی کو ولا خمسۃ الا ھو سادسہم
مین اسی طرح کہا ولا ادنی من ذلک اور نہین ہے اس سے کم
ولا اکثر الا ھو معہم اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ عالم ہے
اون کے حال کا اور اون کے کانا پہوسی کا تمام ہوا قول دونو جلال کا
جلالین مین اور آلوسی مین سے ہے جو کہا سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور
مین اس آیتہ مین انني معکما اسمع واری کہ روایت کی
ابن منذر نے ابن جریج سے کہ اونہون نے اللہ فرماتا ہے کہ سنتا ہون
مین جو فرعون کہتا ہے اور دیکہتا ہون جو وہ تمکو جواب دیگا اور وحی
کرونگا مین تمہاری طرف کہ تم جواب دہی کرنا اوسی کے موافق اور اس آیتہ
مین کہا وھو معکم اینما کنتم کہ مراد ہے اس سے قدرت اور

حکومت اوس کی علم اوس کا تمہارے ساتھ ہے تم جہان کہین ہو اور اللہ
تمہاری عملون کو دیکھتا ہے اور روایت کیے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے
اس قول مین اللہ پاک کے وھو معکم اینما کنتم کہا ابن عباس نے وہ جانتا ہو الا
ہے کہ تم جہان کہین ہو اور روایت کی بیہقی نے اسماء والصفات مین سفیان
ثوری سے کہ اون سے کسی نے پوچھا وھو معکم کو انہون نے کہا علم اس کا
تمہاری ساتھ ہے اور کہا اس آیۃ مین ما یکون من نجوی ثلثۃ کہ روایت
کی بیہقی نے اسماء والصفات مین ضحاک سے اس آیۃ مین کہ انہون نے
کہا وہ اللہ پاک عرش کے اوپر ہے اور علم اون کا تمہاری ساتھ ہے اور
اوسی مین ست ہے جو کہا امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی مالکی نے اپنی
تفسیر مین جو احسن تفاسیر ہے اس آیۃ کی شرح مین انّنی معکما کہ مین سنتا ہون
دیکھتا ہون ارادہ کیا اس سے اللہ پاک نے نصر و معونت اور قدرت کا اوپر
فرعون کے اور یہ ایسے بات ہے جیسے تم کہو کہ وہ امیر فلانے کے ساتھ ہے
تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اوس کا حامی اور مددگار ہے اور یہ جو فرمایا
اوس نے اسمع واری یہ عبارت ہے ادراک سے کہ اوس کے اوپر
کوئی شے مخفی نہین رہتی بڑی برکت والا ہے اللہ رب عالمون کا اور
کہا اس آیۃ مین لا تحزن ان اللہ معنا یعنی نصر و معونت اور رعایت
اور حفاظت سے وہ ہمارے ساتھ ہے اور ترمذی کی روایت مین ہے
کہ فرمایا آپ نے کیا گمان ہے تیرا اون دو کے ساتھ کہ اللہ اون کا تیسرا

ہی کہ محاسبی نے کہا یعنی وہ ہمارے دونوں کے ساتھ ہے نصرت اور
دفع بلیات کے واسطے نہ اس معنی کے رو سے جو تمام خلایق میں عام ہے
(یعنی معیت ذاتی مراد نہین ہے) اور فرمایا مایکون من نجوی ثلثۃ الا
ہو رابعہم کہ معنی اسکی عموم کے طور پر یہ ہین کہ وہ سنتا ہے اور
دیکھتا ہے کافرون کو بھی اور مومنون کو بھی اور اوسی مین ہے جو کہا
سیوطی نے تفسیر اتقان مین اور اسی قسم سے ہے یہ قول اللہ تعالی کا وھو
معکم اینما کنتم کہ وہ تمہارے ساتھ ہے علم کی راہ سے اور کہا انہون نے بیچ اسی
نوع مین جیسے یہ قول ہے اللہ تعالی کا وہو معکم اینما کنتم کہ محال ہے
یہان معیت کو قرب ذاتی سمجھنا پس ضرور ہوا اس کا پھیرنا قرب ذاتی سے
طرف قدرت اور علم کے یا طرف حفظ اور رعایت کے اور یہ کلام سیوطی کا
کافی ہے تمکو اوس شخص کے رد کے لئے جو کہتا ہے کہ مراد معیت سے معیت ذاتی
ہے اور اوسی مین سے ہے جو کہا شیخ ابو القاسم قشیری نے جو بڑے صوفیہ
کرام سے ہین اپنی رسالہ مین اور اوس کی شرح کی ہے شیخ زکریا انصاری
نے کہ پوچھا ابو اسحق ابراہیم بن شاہین نے جنید رحمۃ اللہ علیہ سے
معنی معیت کے کہ اوس مین داخل ہے معیت اللہ کی خلق جیسے اللہ تعالے
فرماتا ہے وھو معکم اینما کنتم اور فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا
تو انہون نے فرمایا مع کے اس جگہ پر دو معنی ہین ایک تو نصرت اور دوسری
علم اسلئے کہ اللہ تعالی انبیا کے ساتھ تو نصرت سے اور حفاظت سے ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا انّنی معکما اسمع واریٰ اور عام لوگون کے ساتھ
علم سے اور احاطہ علمی سے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما یکون من نجویٰ ثلثۃ
الا ہو رابعہم تو اوسیر ابن شاہین نے فرمایا کہ تمہاری سے شخص مستحق مین
اس درجہ کے راہ بتائین امت کو اللہ پاک کی اور اوسی مین سے ہے جو لکھا
امام نووی نے اپنی شرح مسلم مین اس حدیث کے نیچے انکم لا تدعون اصم
ولا غائبا وہو معکم سو کہا نووی نے وہ تمہارے ساتھ ہے علم سے اور احاطہ علمی
اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر خفی مستحب ہے جب تک کوئی حاجت
پکارنے کی نہو اسلئے کہ جب چپکی سے پکارے گا تو اوس مین زیادہ توقیر
اور تعظیم ہے اوس پروردگار تعالیٰ کی پہر اگر کوئی حاجت ہو آواز بلند سے
ذکر کرنے کے تو بلند آواز سے ذکر کرے جیسا اور حدیثون مین وارد ہوا
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری ایت مین والذی تدعونہ
اقرب الی احدکم من عنق راحلۃ احدکم اوس کی معنی بھی وہی ہین جو
اوپر گذرا اور حاصل مطلب اوسکا یہ ہے کہ قرب اور نزدیکی کا ذکر سب مجاز ہے
جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور اوسی مین سے
ہے جو کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلاصہ مرکا اس مقام مین
یہ ہے کہ کتاب وسنت سے کمال ہدایت اور نور حاصل ہوتا ہے اوسکو جو اون مین
غور کرے اور تامل کرے اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
مین اور قصد کرے اتباع حق کا اور اس سے کنارہ کرے کہ کلام کی تحریف

کرے اوس کی مواضع سے اور کنارہ کرے اس سے کہ اللہ کے ناموں اور
اوسکے آیتوں مین الحاد کرے اور کبھی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اللہ کی کتاب
اور نبی کے سنت ایک دوسرے کی مخالف ہے جیسے کوئی سمجھے کہ اللہ تعالی
کی کتاب اور نبی کے سنت مین جو آیا ہے کہ اللہ تعالی عرش کے اوپر
ہے یہ ظاہر مین مخالف ہے اس آیت کی وھو معکم اینما کنتم کے اور
اس حدیث کے بھی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی تم مین
نمازون مین کہڑا ہوتا ہے تو اللہ اوس کی مونہہ کے آگے ہی اور اوسکے
مانند جو روایتین آئی مین تو یہ سمجھنا اوس کا غلط ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ
اللہ تعالی ہمارے ساتھہ ہے حقیقتہً اور عرش کے اوپر ہے حقیقتہً جیسے
کہ جمع فرمایا اللہ تعالی نے ان دونون باتون کو اس آیت مین وھو
الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی
العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء
وما یعرج فیھا وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر غرض
خبردی اس آیت مین کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہمارے
ہم جہان کہین ہون جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حدیث اوعال
مین کہ اللہ عرش کے اوپر ہے اور جانتا ہے تمہاری حال کو مین کہتا ہون
اور روایت کی بیہقی نے اور لالکائی وغیرہم نے باسانید صحیح ابن مسعود سے
اسی کے مثل اور آگے ہو چکا ہے کہ کلمہ مع کا لغت مین جب مطلق بولا جاتا ہے

تو ظاہر اوس کا مقاربت مطلقہ ہوتی ہے بغیر اس کی کہ وہ شئے قریب لگی ہوئی ہو دوسری چیز سے یا اوس کی محاذی ہو یا داہنے بائیں ہو پھر جب مقید ہوا ہے وہ کسی معنی کے ساتھہ تو اوسی معنی سے مقاربت کے اوپر دلالت کریگی جیسے عرب کہتا ہے ہم چلتے تھے اور چاند ہمارے ساتھہ تہا اور تارے ہمارے ساتھہ تھے اور کہتے ہیں کہ یہ میرے ساتھہ ساتھہ ہے بسبب اوسکے جمع ہونے کے تیری ساتھہ اور اگرچہ وہ تیرے سر پر ہو پس اللہ تعالی اپنی مخلوقات کے ساتھہ ہے حقیقۃً اور اپنے عرش کے اوپر ہے پھر اس معیت کے احکام مختلف ہوتے ہیں بحسب موارد اور مقامات کے پھر جب کہا کہ جانتا ہے وہ تعالی جو سماتا ہے زمین میں اور جو اوس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اوترتا ہے اور جو اوسکی طرف چڑہتا ہے اور تمہارے ساتھہ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے تو صاف معلوم ہو گیا کہ مراد اور مقصود اس معیت سے یہی ہے کہ وہ خبردار ہے تمہارے حال پر اور واقف ہے تمہاری حالون سے گہیری ہوئی ہے اور عالم ہے تمہارے حالون کا اور یہی مراد ہے سلف کے قول کی کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھہ ہے اپنی علم سے (یعنی حقیقۃً اوس کا ہمارے ساتھہ ہونا اور علم سے ساتھہ ہونا دونوں کا مطلب ایک ہے) کہ وہ عرش پر ہے فرش پر نہیں جیسے بعض کوڑ مغز گندہ ہائے تاتراش حقیقۃً ساتھہ ہونے سے یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ جیسا وہ عرش پر ہے ویسا ہی

جہان کہیں بھی فرش پر) اور یہ ظاہر ہے خطاب کا حقیقۃً اور ایسا ہی یہ

قول ہے اللہ تعالیٰ کا مایکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم الایہ یعنے

کوئی تین آدمی باتین کرنے والے ایسے نہین کہ وہ اون کا چوتھا نہ ہو

اور نہ پانچ ہین کہ اون کا چھٹا نہ ہو اور نہ اس سے کم ہین نہ زیادہ مگر وہ تعالیٰ

اون کے ساتھ جہان کہین ہون پھر خبر دیگا اون کو اون کے کامون

کی قیامت کے دن اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غار مین

لا تحزن ان اللہ معنا وہ بھی حق تھا اور اپنی ظاہر پر تھا اور دلالت

کرتا تھا حال اون کا کہ حکم اس معیت کا اطلاع کے ساتھ نصرت اور

تائید بھی ہے اور اسی طرح اللہ پاک کا یہ قول ہے ان اللہ مع الذین

اتقوا والذین ہم محسنون اور ایسا ہی اوس کا فرمانا موسیٰ اور ہارون

سے انّنی معکما اسمع وارٰی کہ یہان سب جگہ معیت اپنی ظاہری معنی پر ہے

اور حکم اوس کا ان سب مقامون مین نصرت اور تائید ہے اور کبھی لڑکے

کو جو نیچے ہوتا ہے کسی سے ڈر لگتا ہے تو باپ اوس کا اوپر سے جھانکتا

اور کہتا ہے چھت پر سے کہ ڈر نہین مین تیرے ساتھ ہون یا کہتا ہے مین وہین

ہون یا کہتا ہے مین حاضر ہون اور غرض اسی کے مانند معیت کو بیان

کرتا ہے جس سے دفع ہو جاوے ڈر اوس کا مین کہتا ہون اور اسی طرح

ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب مین جب کہا موسیٰ اور ہارون نے

اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی یعنی ہم ڈرتے ہین کہ فرعون ہم پر

زیادتی اور سرکشی نکرے تب فرمایا اللہ تعالی نے انی معکما اسمع
وادی یعنی مین تمہارے ساتھ ہون سنتا دیکھتا غرض فرق کیا انہون نے
معیت مین او مقتضی مین اور کبھی جو مقتضی اوس کا ہے وہی معنی ہو جاتا ہے
اسی سبب سے مختلف ہوتا ہے اختلاف مواضع سے غرض معیت ایک
لفظ ہے کہ مستعمل ہوا ہے کتاب و سنت مین بہت جگہ اور سر بسر مین
بہت سی امور ایسے ہین کہ دوسری جگہہ مین نہین مراد ہو سکتی تو اب وہ
حال سے خالی نہین یا تو اوس کی دلالتین مختلف رکھے جاوین مناسب ہر
مقام کے یا ایک قدر مشترک اوس کی دلالت کا مراد لیا جاوے جو جمیع
مقامات کے مناسب ہو اور اگر ہر مقام جدا کیا جاوے تو بھی اور ایک
قدر مشترک مراد لیا جاوے تو بھی دونو صورتون مین مقتضی اوس کا کسی
طرح یہ نہین ہو سکتا کہ ذات پروردگار خلق مین مخلوط ہے کہ کہا جاوے
کہ وہ اپنی ظاہر سے پھیری گئی ہے اور اس معیت کی نظیر لفظ ربوبیت اور
عبودیت ہے کہ پرورش اور غلام بنانے مین مستعمل ہوتے ہین پھر جب
کہا جاتا ہے رب العالمین رب موسی و ہارون تو ربوبیت موسی اور
ہارون مین ایک اختصاص ہوتا ہے کہ وہ زاید ہوتا ہے ربوبیت عامہ سے
خلایق پر اسلئے کہ جسکو اللہ تعالی نے کوئی کمال اور لوگون سے زیادہ دیا
تو اوس کی پرورش بھی اور لوگون سے زیادہ کی ہے اسی طرح ہے یہ
فرمانا اللہ تعالی کا عینا یشرب بہا عباد اللہ اور سبحان الذی اسری

سیوطی نے تاریخ مصر مین اونکی پیدائش سن چہ سو چہتیس مین اور وفات سن سات سو دو مین لکہی ہے

ثابت ہوئی جیسا کہ مولانا جلال الدین

ہی اونکی پیدائش سن چہ سو چہتیس مین

۴۸۸

بعبدٍ لا لیلا اسلئے کہ عبد کا لفظ دلالت کرتا ہے مطلق بندہ پر پس تمام مخلوق کو شامل ہوتا ہے جیسی اس آیت مین ان کل من فی السموات و الارض الا اتی الرحمن عبدا اور کبھی عبد سے بندۂ عابد مراد ہوتا ہے اور اوس وقت خاص ہوتا ہے پہر جس کی عبادت اور علم اور حال نیک زیادہ ہوتا ہے اوسپر اضافت اور دلالت اوسکی زیادہ کامل ہوتی ہے اگرچہ وہ جمیع مواضع مین حقیقت ہی اور ان الفاظ کو بعض لوگ مشکک کہتے ہین اسلئے کہ سننے والے کو اوس مین شک واقع ہوتا ہے یہ اسماء متواطیہ مین سے ہی یا فقط مشترک فی اللفظ مین سے اور محققین خوب جانتے ہین کہ جنس متواطیہ سے خارج نہین اسلئے کہ لفظ کے واضع نے لفظ کو قدر مشترک کے مقابلہ مین وضع کیا ہی اور اگرچہ ایک نوع خاص ہو متواطی سے غرض اوسکو ایک لفظ سے خاص کرنے مین کچہ مضایقہ نہین اور جو جانتا ہے کہ معیت مضاف ہوتی ہے ہر نوع کے طرف انواع مخلوقات سے جیسی ربوبیت مضاف ہوتی اور استوا علی العرش سے کچہ اور مراد نہین سوا عرش کے اوپر ہونے کے اور یہ اللہ تعالی کا وصف ہے علو اور فوقیت حقیقۃً اور نیچے ہونا اور تحت مین ہونا کبھی اوس کا وصف نہین نہ حقیقت کے رو سے نہ مجاز کے رو سے تو بخوبی یقین کرے گا کہ قران اپنی حقیقت پر ہے بغیر تحریف کے تمام ہوا قول ابن تیمیہ کا اور اللہ کے لیئی ہے خیر اس شیخ کی کہ کیسے صاف بیان کی انہون نے معیت اور استوا اور کیا خوب فرمایا کہ دونوکے مفہوم اور لوازم مین کچہ مخالفت نہین ہی اور ثابت کیا معیت اور استوا کو اون کے معانی اپنے

سے بغیر کسی نقصان اور ضرر کے اور اسی مین ہے جو کہا امام حافظ
اسلام ذہبی نے کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر ہے ساری مخلوقات سے
پرے اور جدا ہے ہرگز داخل نہین کسی چیز مین ان مخلوقات سے
اور علم اوس کا ہر مکان مین ہے اسپر کتاب و سنت اور اجماع صحابہ اور
تابعین اور ائمہ محدثین سب دال ہین اور اسی مین سے ہے جو کہا شیخ
ابن حجر نے فتح الباری مین وَ اَنَا مَعَهُ یعنے مین اوس کے ساتھ ہوتا ہون اپنے
علم سے یا رحمت اور توفیق اور ہدایت سے اور اسی مین سے ہے جو کہا
قسطلانی نے ارشاد الساری مین اس حدیث کی شرح مین وانا معہ
اذا ذکرنی کہ مین اسکے ساتھ ہوتا ہون اپنے علم سے اور یہ معیت خاصہ ہے یعنے مین
ساتھ ہون رحمت اور توفیق اور ہدایت اور رعایت اور اعانت سے
غرض یہ کہ یہ معیت اوس معیت کے سوا ہے جو اللہ تعالے کے اس قول مین
مذکور ہے وھو معکم اینما کنتم اس لئے کہ یہ معیت صرف علم و احاطہ کی
ہے اور اسی مین سے ہے جو کہا ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مین
اس حدیث کی اس شرح مین وانا معہ یعنے مین اوس کے ساتھ ہوتا ہون توفیق
اور حفظ اور معونت سے یا سنتا ہون جو وہ ذاکر کہتا ہے یا عالم ہوتا ہون اوسکے
حال کا کہ نہین چھپی ہے میرے اوپر کوئی شے اوس کے مقال کی اور انہون
نے شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ تحقیق اس مقام توفیق کی یہ ہے کہ مختار امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ قرب خالق بخلق بلا کیف نزد امام ابو حنیفہ کہ قرب

قرب اللہ تعالے کا خلق سے اور خلق کا اللہ تعالے سے ایک صفت
ہے بلاکیف اور ایک صفت ہے بلاکشف اور جمہور اوس کی تاویل
کرتے ہین اور اوسکو محمول کرتے ہین اوپر قرب رحمت کے جو بسبب طاعت
کے ہوتا ہے اور بعد نعمت کے جو بوجہ معصیت کے ہوتا ہے امام ابو حنیفہؒ
فقہ اکبر مین فرماتے ہین ولیس قرب اللہ ولعدہ من طریق طول المسافۃ
وقصرھا ولکن علے معنی الکرامۃ والھوان ولکن المطیع قریب منہ
بلا کیف والعاصی بعید منہ بلا کیف۔ امام فرماتے مین کہ اللہ کا نزدیک
ہونا اور دور رہونا اس راہ سے نہین ہے کہ رستہ دور ہے یا نزدیک ہے
اور نہ اس راہ سے ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک کوئی عزت دار ہے کوئی ذلیل
لیکن جو اللہ کا تابعدار ہو وہ اللہ سے نزدیک ہے بلکہ کہو کہ کیونکر ہے اور جو گنہگار ہے
وہ اوس سے دور ہے بلکہ کہو کہ کیونکر ہے والقرب والبعد والاقبال یقع علی المناجی
اور نزدیک ہونا اور دور رہونا اور اللہ کا متوجہ ہو جانا واقع ہوتا ہے دعا
کرنیوالے پر ملا علی قاری شرح مین لکھتے ہین کہ جیسا حدیث شریف مین ہے
کہ بندہ اللہ سے بہت نزدیک جو ہوتا ہے تو سجدہ مین ہوتا ہے وکذالک
جوارہ فی الجنۃ والوقوف بین یدیہ بلا کیف اور اسی طرح اللہ
کا پاس رہنا جنت مین اور کہڑا ہونا اوس کے آگے ہوگا یہ نہ کہو کہ کیونکر ہے
ابن تیمیہ نے رسالہ نزول مین امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ انہون نے
فرمایا کہ معیت کے لفظ سے عرب کی زبان مین اور قرآن مین کہین یہ مراد نہین

ہے کردو ذاتین آپس ملجاوین جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے محمد رسول اللہ
والذین معہ محمد اللہ کے پیغام پہونچانیوالے ہین اور وہ لوگ جو اُس
کے ساتھ ہین اور اللہ تعالے فرماتا ہے فاولئك مع المؤمنین وہ لوگ
ساتھ ہین ایمان والون کے اور اللہ تعالے فرماتا ہے جاھدوا معکم
اور جہاد کیا اُنھون نے تمھارے ساتھ تو اللہ جو فرماتا ہے کہ اللہ تمھارے ساتھ
ہے تو یہ بات نہین ہوسکتی کہ اوس کی ذات خلق کی ذات سے ملی ہوئی ہے
ابن تیمیہ یہ بھی لکھتے ہین کہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین اور اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون مین یہ بیان فرمایا ہے کہ مین دعا کرنیوالے
سے نزدیک ہون اور جو میری طرف نزدیکی ڈھونڈتا ہے مین اُس کے
نزدیک ہون اور عرش پر ہونے کے معنی بعض کے نزدیک یہ ہین کہ عرش
کو اپنے نزدیک کرلیا اور بندہ دل سے بھی اس کا نزدیک ہونا یون ہی ہے
کہ اون کو اپنے نزدیک کرلیا اور یہ عقیدہ کہ وہ آپ اپنے بعض بندون کے
نزدیک ہوجاتا ہے اس کو ثابت کیا ہے اون لوگون نے جنھون نے یہ
ثابت کیا ہے کہ اللہ اپنا اختیاری فعل لیتا ہے اور یہی جاری کرتا ہے جیسے
اوس کا قیامت کے دن آنا اور اُترنا اور عرش پر بیٹھنا اور یہ ہی مذہب ہے
اگلے لوگون کا اور دین اسلام کے مشہور اماموں کا اور حدیث والون کا
اور اول جو لوگ اس بات سے منکر ہوئے وہ فرقہ جہمیہ کے لوگ ہین اور جو
اون کی موافقت پر معتزلہ ہون سے ہین اور امام بخاری نے صحیح بخاری مین کتاب الرد

علی الجہمیہ مین یہ حدیث لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالے فرماتا ہے اذا تقرب الی العبد شبر اتقرب الیہ ذراعا یعنی
جب بندہ ایک بالشت بہر میری طرف نزدیک آتا ہے مین ایک ہاتہہ کے
برابر اوس کیطرف نزدیک آتا ہون واذا تقرب ذراعا تقربت الیہ
باعا۔ اور وہ ہاتہہ برابر میرے طرف نزدیک آتا ہے مین بہی دو ہاتہہ
برابر اوس کیطرف نزدیک آتا ہون واذا اتانی یمشی اتیتہ ہرولہ
اور جب میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے مین اوس کے پاس چہپٹا ہوا آتا ہون
ابن تیمیہ رسالہ نزول مین لکہتے ہین فرقہ جہمیہ کے اکثر لوگون نے یہ معنی
کہے ہین کہ بندہ کے نزدیک ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ اللہ کی عبادت
کرتا ہے اور اللہ کی نزدیک ہونے کے یہ معنی کہ وہ اجر اور ثواب دیتا ہے پہر ابن تیمیہ
لکہتے ہین کہ اکثر حدیث والون کے نزدیک یہ معنی ہین کہ اللہ خود اپنے بندہ
کے نزدیک ہو جاتا یہ اوس کا ویسا فعل ہے جیسا قیاست کے دن اوس کا آنا
ابن تیمیہ لکہتے ہین کہ ابن بطہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر نجار نے
کہا کہ ہمسے بیان کیا احمد بن علی ابار نے کہا کہ ہمسے بیان کیا علی بن خشرم نے
انہون نے کہا کہ اسحق بن راہویہ نے کہا کہ مین عبد اللہ بن طاہر کے
پاس داخل ہوا وہ بولا یہ کیسی حدیثین ہین جس کو تم لوگ روایت کرتے ہو
مین نے کہا کہ اللہ امیر کو اچہا رکہے وہ کون چیز ہے کہا ہم لوگ روایت
کرتے ہین کہ نیچے دنیا کے آسمان کیطرف اترتا ہے مین بولا ہان اون حدیثون کو

متغزلون نے روایت کیا ہے جو احکام کی روایت کرتے ہین وہ بولا
کیا وہ اترتا ہے اور اپنے عرش کو چھوڑ دیتا ہے مین نے کہا وہ اس بات پر
قادر ہے کہ اترے اور عرش اس سے خالی نہو کہا ہان پھر کہا پھر تو
اس مقدمہ مین کیون گفتگو کرتا ہے اور خلال نے کتاب السنہ مین
روایت کیا ہے بیان کیا جعفر بن محمد قوایلی نے کہا ہمسے بیان کیا احمد
بن محمد مقدمی نے کہ ہمسے بیان کیا سلیمان بن حرب نے کہا بشر بن سری نے
حماد بن زید سے پوچھا اور کہا اے ابو اسمٰعیل وہ حدیث جو آئی ہے کہ اللہ نیچے والے
آسمان کیطرف اترتا ہے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ اترتا جاتا ہے تب حماد
بن زید چپ ہو رہے پھر فرمایا کہ وہ اپنی جگہہ پر ہے قریب ہوتا جاتا ہے
اپنی خلق سے جسطرح چاہتا ہے اور اس کو ابن بطہ نے کتاب الابانہ مین
روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھسے بیان کیا ابو القاسم حفص بن عمر اردبیلی نے کہ ہم سے بیان کیا ابو حاتم رازی نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سلیمان
بن حرب نے کہا بشر بن سری نے حماد بن زید سے پوچھا اور کہا اے ابو اسمٰعیل
وہ حدیث جو آئی ہے کہ اللہ اترتا ہے نیچے والے آسمان کی طرف
کیا وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ کیطرف اٹھہ جاتا ہے تب حماد بن زید
چپ ہو رہے پھر فرمایا وہ اپنی جگہہ پر ہے نزدیک ہو جاتا ہے اپنے
خلق سے جسطرح چاہتا ہے ابو بکر بن اثرم نے کتاب السنہ مین کہا
ہے بیان کیا ابراہیم بن حارث نے یعنے عبادی نے کہا کہ مجھسے بیان

کہا لیث بن یحیی نے کہا کہ میں نے سنا فضیل ابن عیاض سے وہ فرماتے تھے
کہ جب جہمی تجھ سے کہے کہ میں اس خدا کا منکر ہوں جو اپنی جگہ سے سرک
جاتا ہے تو تو کہہ دے کہ میں اس خدا پر ایمان رکھتا ہوں کہ جو چاہتا وہ
کرتا ہے اور وہ رسالہ جو امام احمد بن حنبل نے مسدد بن مسرہد کو لکھا
تھا اوسمیں یہ بھی تھا کہ اللہ نیچے والے آسمان کیطرف اترتا ہے اور عرش
سے خالی نہیں ہوتا ہے عبد الرحمن بن مندہ نے اوس رسالہ کا ذکر کیا ہے
پھر لکھا ہے کہ یہ لفظ یعنے عرش خالی نہیں ہوتا۔ یہ لفظ اجنبی ہے ابن
تیمیہ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمن بن مندہ کا قول یہ ہے کہ اوس وقت
عرش خالی ہو جاتا ہے ابن تیمیہ جواب دیتے ہیں کہ وہ رسالہ امام احمد کا
حدیث والوں کے درمیان مشہور ہے امام احمد کے ساتھ والوں میں اور
اوسکی سند اور راویوں میں ان سبہوں نے اوسکو قبول کر لیا ہے اور اسکو ابن
بطہ نے کتاب الابانہ میں ذکر کیا ہے اور بہت لوگوں نے اوس کو
معتبر جانا ہے جیسے قاضی ابو العلی ہیں اور بہت سے حدیث والے
تامل کرتے ہیں نہ یہ کہتے ہیں کہ عرش اس وقت خالی ہو جاتا ہے نہ یہ
کہتے ہیں کہ خالی نہیں ہوتا اور اکثر حدیث والے کہتے ہیں کہ عرش اللہ
کا خالی نہیں ہوتا اور اسی میں سے جو کہا ہے ابن اثیر نے نہایہ میں اس حدیث
کی شرح میں وانا علیہ یعنے میں اس پر کیسا ہوں رحمت اور توفیق سے اور
وهو معكم اينما كنتم میں مراد علم اوسکا اور اسی کی مثل جو کہا ہے مجمع البحار

مین نفتی نے مثل اسی کے جو نہایہ مین ہے اور اسی مین سے ہے جو
کہا ہے امام غزالی نے احیا مین کہ اسی طرح مضطر ہوے ہین اہل حق
طرف تاویل کے اس قول مین اللہ تعالے کے وھو معکم اینما کنتم کہ
انہون نے بالاتفاق اسکو احاطہ اور علم اور عمل پر محمول کیا ہے مگر امام
غزالی رح نے اربعین مین یون لکھا ہے کہ اللہ کی طرح کی کوئی شئ نہین
اور کسی شئے کیطرح پر نہین اور ظرف نہین اوس کو گھیرے مین لین اور
وہ عرش پر بیٹھا جسطرح اوس نے کہا اور جو معنی اوس نے رکھے اور وہ
عرش کے اوپر ہے اور ہر شئے کے اوپر ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ
گلے کی رگ سے زیادہ بندے کے نزدیک اور وہ ہر شئے پر حاضر ہے
اور اسکا نزدیک ہونا جسمون کی نزدیک ہونے کیطرح نہین ہے اور
وہ کسی شئے کے اندر داخل نہین ہوتا اور کوئی شئے اوس کے اندر داخل
نہین ہوتی اور اسی مین سے ہے جو کہا ہے شیخ مجدد رئیس طائفہ نقشبندیہ
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکتیسوین مکتوب مین کہ عجب ہے شیخ محی الدین اور
اون کی اتباع سے کہ وہ کہتے ہین کہ ذات واجب تعالی کی مجہول مطلق ہے
اور اس کے اوپر کسی چیز کا حکم نہین لگا سکتے اور باوصف اسکے پھر یہ کہتے ہین کہ
احاطہ اوس کا ذاتی ہے اور ایسے ہی قرب و معیت اوس کی ذاتی ہے اور
اور یہ تو بلا شک و شبہ ذات پر ہے پر حکم لگاتا ہے دیکھئے
جیسے اوپر مجہول مطلق کہا تھا پس اچھی طرح وہی ہے جو اور علما کی

اہل سنت کی کہا ہو کہ قرب اوسکا اور احاطہ اوس کا علمی ہے اور ساتوین
مکتوب مین کہا ہو کہ احاطہ اللہ کا اور ایسا ہی ہو قرب اور معیت اوسکی
محققین علما کی نزدیک اللہ اونکو جزاے خیر دیوے علمی ہے اور حکم
کرنا قرب ذاتی کا اور ماننا اس کے تحصیل حاصل ہے اور بعید اسے
دور پڑنا ہے اور واصلین خدا اور قریب بارگاہ کبریا مین وہ دعوی
نہین کرتے ہین قرب کا جیسے بعض شیوخ نے کہا ہے کہ جو کہے مین
قریب ہون وہ بعید ہے اور جو کہے کہ مین دور ہون وہ قریب ہے
تمام ہوا قول مجدد الف رحمتہ اللہ علیہ کا اون لوگون کیطرف سے جواب
یہ ہے کہ انہون نے اللہ پر حکم نہین لگایا اللہ نے خود یہ لفظ فرمایا اور وہ
لوگ بلا کیف کی قید لگاتے ہین یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا اور بہت
اماموں کا اور مجدد صاحب کی مکتوب جو شیخ عبد الحی صاحب کی جمع
کئے ہوئے ہین اوسکے دسوین مکتوب مین لکہا ہے کہ اللہ پاک کے
نور کی اوس ظہور کی قابلیت جو سایہ نہین ہے وہ خاص قابلیت
عرش کو ہو اور سوا عرش کے عارف کامل کا قلب اوس نور سے روشنی پاتا ہو اور سوا
عرش کو اور عارف کامل کے قلب کی جہان کہین ظہور ہو وہ سایہ ہے
اصلی نہین ہو اور گیارہوین مکتوب مین لکہے ہین کہ عرش رحمان ذات پاک
کی نور کی ظہور کا مقام ہے اور سوا عرش کے جہان ظہور ہو وہ سایہ ہونے
سے خالی نہین اور عرش پر جو ظہور ہو وہ ہمیشہ ہو کسی وقت پوشیدہ نہین رہتا ہو

ہر چند اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا مگر وہ نور سایہ کی پردہ میں ہے نہ معیت بالذات اور اوسی مین سے ہے جو کہا قاضی پانی پتی نے تفسیر مظہری مین اس قول الٰہی کے تحت مین وھو معھم کہ پوشیدہ نہین رہتی ہے اوس کے اوپر کوئی شئے تمام ہوا قول قاضی صاحب کا اور اوسی مین سے ہی جو کہا علامہ عزیزی نے شرح جامع صغیر مین اس حدیث کی تحت مین کہ اللہ تعالی فرماتا ہے انا مع عبدی یعنی مین اپنے بندے کے ساتھہ ہون رحمت سے اور توفیق سے اور ہدایت سے اور اس حدیث کی شرح مین انا ثالث الشریکین یعنی مین تیسرا ہون دو شریکون کا یعنی ساتھ معونت اور حصول برکت کے اور اوسی مین سے ہی جو کہا ہے شیخ عبد الرؤف مناوی نے اپنی شرح مین اسی کتاب کے یعنی جامع صغیر کے مثل علامہ عزیزی کے

نوان باب محکم اور متشابہہ اور اون کے معانی کے بیان مین

جاننا چاہئے کہ سلف کے لوگ صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین سے اطلاق متشابہہ کا اوپر آیات صفات کے اور جو اون کے مانند ہین منقول نہین ہوا جیسے یہ قول ہے اللہ پاک کا الرحمن علی العرش استوی اور بل یداہ مبسوطتان ولتصنع علی عینی اور اس کے سوا اور جو آیات صفات ہین اون کو کسی نے متشابہہ نہین کہا اور اون کو متشابہہ کہنا کسی روایت صحیحہ مین وارد ہوا ہے نہ ضعیفہ مین بلکہ اون سے جو مروی ہوا ہے وہ صاف اسپر دلالت کرتا ہے کہ یہ سب آیات محکمات ہین اور ان مین مجال تاویل کی نہین یا متشابہات ہین مثل اور آیات عقائد کے کہ اون پر ایمان لانا واجب

قیامت کے یا اور آیتون کے جنکی معانی پر یقین لانا ضرور ہے یہہ تو
اگلون کا حال ہوا اگر پچھلے لوگون نے متشابہہ کا اطلاق خاصّتہً ایسی
آیتون پر کیا ہے اس خیال سے کہ متشابہہ مشتق ہے شبہہ سے اور شبہہ کے
معنی خفا کے ہین یعنی پوشیدگی اور اس مین شک نہین کہ ان آیتون
مین کیفیت کے روسے البتہ پوشیدگی ہے اسلئے ان کو متشابہہ کہنا صحیح
ہوا اس حیثیت سے نہ اس نظر سے کہ معنی ان آیتون کے قطعاً مجہول ہین
جیسے حروف مقطعات کے معانی قطعاً مجہول ہین جو اوایل سور مین درج
ہوئے ہین اسلئے کہ آیات صفات کے الفاظ معانی کے لئے وضع کئی گئی
اور عرب کے لوگون مین مستعمل ہین پہر ان کو حروف ہجی کے مثل سمجہنا کیونکر
صحیح ہوسکتا ہے حالانکہ حروف ہجی لغت مین کسی معنی کے لئے وضع نہین
کی گئی بلکہ اسلئے وضع ہوئے ہین کہ اون سے لفظون کو ترکیب دیوین
اور اسی لئے اوائل سور کو کہا گیا ہے کہ وہ اسرار مین اللہ تعالی اور اوس کی
نبی کے درمیان اور ظاہر ہے کہ آیات صفات کو کسی نے اسرار نہین کہا
غرضکہ ہمارے ہمعصر لوگون مین سے جنہون نے یہہ خیال کیا ہے کہ آیات
صفات اوائل سور کے قبیل سے ہین انہون نے کہلی غلطی کی اور بڑا دہوکا
کہایا پہر متاخرین علما مین سے بہی بعضون نے صاف کہدیا کہ متشابہہ
فقط اوائل سور ہین اور موافقت کی انہون نے سلف کی کہ اطلاق کیا
متشابہہ کا آیات صفات پر اور اون مین سے بعضون نے تصریح کی کہ

آیات صفات متشابہ ہین اس حیثیت سے کہ ان کے معنی مرادی مین خفا پایا جاتا ہی یعنی اوس معنے مین جو مکیف ہو بکیفیت مخصوصہ اور یہ کسی نے نہین کہا کہ اون کی معنی لغوی مجہول ہین بلکہ یون کہا ہے کہ ان نصوص صفات کو ظاہر معنے پر جاری کرنا چاہئے اور یہ نہ کہنا چاہئے کہ کیونکر ہے اور کس طرح ہے اور ظاہر سے وہ ظاہر نہین مراد لیا جو ہمارے حق مین ہے ایک کیفیت مخصوصہ کے ساتھہ اور مراد اون کے ظاہر سے ظاہر معنی لغوی ہے یعنے وہ قدر مشترک جو تمام افراد مین پائی جاتی ہے اور اسی لئے جس شخص نے کہا کہ یہ نصوص اپنی ظاہر سے پھیر ے گئی ہین اوسنے اوس ظاہر کو مراد لیا جو ہمارے حق مین ہوتا ہے اور اس تقریر سے تناقض اون کے کلام کا اوٹھہ جاتا ہے (خلاصہ یہ کہ ظاہر دو قسم کا ہے ایک قدر مشترک جو سب افراد مین پایا جاتا ہے اوس کا تو آیات صفات مین اثبات کیا ہے اور اوسی پر آیات صفات کو جاری کیا ہے اور اوس مین کوئی کیفیت ماخوذ نہین اور دوسری وہ ظاہر جو ہمارے حق مین ہے کیفیت مخصوصہ کے ساتھ اوس سے صفات کو پھیرا ہے) اور اگر اس تقریر کو تسلیم نہ کرین تو اون کے کلام مین بڑا اختلاف لازم آتا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ آیات صفات کی ایک معنی تو لغوی ہین کہ اون پر آیات صفات کو حمل کرتے ہین اور یہ نہین کہتے کہ اون کی کیفیت کیا ہے یعنے اون کی کیفیت خاصہ مین گفتگو نہین کرتے اور دوسری وہ معنی ہین جسکی نفی کو واجب کہتے ہین اللہ پاک کے صفات سے

اور وہ معنی مخصوص ہیں کیفیت رکھتے ہووے کہ ایک کیفیت خاص اون کے
ساتھہ ہے اور وہ کیفیت ہمارے حق میں مشہور ہے جیسے اون کے تصریحات
سے معلوم ہوتا ہے اور آگے اوس کی تفصیل اور بابون میں آتی ہے اوسکی
منتظر رہو اب ہم پہلے اون اقوال کو نقل کرتے ہیں سلف سے جن میں معنے
محکم اور متشابہ کے مذکور ہیں جب یہ بخوبی واضح ہوجاوے کہ ہمنے جو اوپر
ذکر کیا ہے کہ اگلے لوگون نے آیات صفات کو اور اون کے امثال کو
خاصۃً متشابہہ نہیں کہا یہ بہت صحیح ہے اور اس میں کچھہ شک نہیں ہے سو اب
ہم کہتے ہیں کہ روایت کی ابن جریر نے اوفی کے طریق سے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے کہ اونہون نے فرمایا محکمات وہ آیات ناسخات ہیں کہ جن
پر دین کا مدار ہے اور متشابہہ وہ آیات منسوخہ ہیں جن پر دین کا مدار نہیں اور
روایت کی ابن جریر نے سدی کے طریق سے ابن ابی مالک اور ابی صالح
سے انہون نے ابن عباس سے اور مرہ سے انہون نے ابن مسعود سے اور
چند صحابیون سے کہ محکمات آیات ناسخات ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے اور متشابہات
منسوخات ہیں (یعنی جن پر عمل نہیں ہوتا) اور روایت کی بغوی اور رازی نے
ابن عباس سے کہ انہون نے کہا متشابہات حروف تہجی ہیں جو سورتون کے
اول میں آئے ہیں اور روایت کی ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے
کہ انھون نے کہا متشابہات جو ہمکو پہنچی ہیں وہ الم اور المص اور المر ہیں
اور روایت کی بخاری نے تاریخ میں اور ابن منذر اور بغوی اور ابن جریر نے

ابن اسحاق کے طریق سے کلبی سے انہون نے ابی صالح سے انہون نے ابن عباس سے انہون نے جابر بن عبد اللہ بن رباب سے کہ انہون نے کہا ابو یاسر بن اخطب چند یہود کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا اور آپ سورہ بقر کا شروع پڑھتے تھے الم ذالک الکتاب لا ریب فیہ سو اوس کا بھائی حیی بن اخطب چند یہود کے ساتھ آیا اور اوس نے کہا تمکو معلوم ہے آج مینے سنا ہے محمد کو وہ اپنے اوپر اوتری ہوئی آیتون مین سے الم ذالک الکتاب پڑھتے تھے تب ابو یاسر نے کہا کیا تو نے خود سنا اوس نے کہا ہان پھر حیی اون لوگون کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ ہمکو خبر پہونچی ہے کہ آپ پر الم اوترا ہے سو مین آپ کو قسم دیتا ہون کہ آپ پر یہ اوترا ہے یا نہین آپ نے فرمایا ہان اوترا اوس نے کہا اگر یہ حق ہے تو مین جانتا ہون کہ مدت اس امت کی اکہتر برس ہے پھر اس کے سوا اور بھی کچھہ آپ پر اوترا ہے آپ نے فرمایا ہان المص تب اوس نے کہا اس کی عدد زیادہ ہوتے ہین یہ ایک سو اکسٹھہ ہوتے ہین پھر اوس نے کہا اور کچھہ اوترا ہے آپ نے فرمایا ہان الر اوس نے کہا یہ اوس سے زیادہ ہین یہ دو سو اکتیس سال ہین اس کے سوا اور بھی اوترا ہے آپ نے فرمایا ہان المر اوس نے کہا یہ اوس سے بھی زیادہ ہے یہ دو سو اکہتر سال ہین اور اسے ہم پر گڈمڈ ہو گئی یہ بات اور ہم نہین جانتے کہ تہوڑی مدت کو یقین کرین یا زیادہ کو اور ہم اون مین ہین جو اسپر ایمان نہین لاتے پس

اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ اوتاری فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ یعنے جنکے دلون مین کجی ہے وہ اوس قرآن کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہین غرض ان آثار کے اوسی بخوبی معلوم ہوا کہ آیات صفات جیسی الرحمٰن علی العرش استوی ہے ہرگز متشابہات سے نہین اس لئے کہ متشابہات ان کے روسے منسوخ آیتین ہین یا اوائل سور اور آیات صفات اون مین ہرگز داخل نہین اور روایت کی ابن جریر اور ابن منذر نے ابن اور ابی حاتم نے طریق علی سے ابن عباس سے کہ انہون نے کہا محکمات ناسخ اور حلال وحرام اور حدود اور فرائض کے آیتین ہین اور جن پر ایمان لایا جاتا ہے اور عمل بھی کیا جاتا ہے اور متشابہات منسوخ آیتین اور مقدم و موخر اور امثال اور اقسام ہین کہ جن پر صرف ایمان رکھا جاتا ہے اور عمل نہین کیا جاتا اور روایت کی سعید بن منصور نے اور ابن ابی حاتم نے اور حاکم نے اور صحیح کہا اوس کو اور روایت کی ابن مردویہ نے عبد اللہ بن قیس سے کہ سنا مین نے ابن عباس سے کہ اس آیت کی تفسیر مین کہتے تھے منہ آیات محکمات کہ تین آیتین آخر سورۂ انعام کی محکمات ہین قل تعالوا اور دو آیتین اوس کے بعد کی اور روایت کی عبد بن حمید نے ابن عباس سے کہ انہون نے فرمایا محکمات حلال وحرام اور متشابہات جو اوس کے سوا ہین اور روایت کی فریابی نے اور عبد بن حمید نے مجاہد سے کہ انہون نے کہا محکمات وہ ہین جن مین حلال وحرام ہو اور اس کی سوا جتنی آیتین ہین سب

متشابہات ہیں کہ ایک دوسرے کو سچا کرتے ہیں جیسے یہ آیت وما
یضل بہ الا الفاسقین الذین الآیۃ اور یہ آیت کذلک یجعل اللہ
الرجس علی الذین لا یؤمنون اور یہ آیت والذین اھتدوا زادھم
ھدی وآتاھم تقوٰھم غرض یہ آیتیں ایک دوسرے کو سچا بتاتی
ہیں سو یہی متشابہہ ہیں اور روایت کی ابن ابی حاتم نے ربیع سے کہ انہوں
نے کہا محکمات وہ آیتیں ہیں جن میں جھڑکیاں ہیں اور روایت کی عبد بن
حمید اور نصر بن یش اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسحاق بن سوید سے کہ
یحیی بن یعمر اور ابا فاختہ دونوں نے تکرار کی اس آیت میں ھن ام الکتاب
سو ابو فاختہ نے کہا کہ وہ فواتح سور ہیں کہ اوسی میں سے قرآن شروع
ہوا کرتا ہے جیسے الم ذلک الکتاب اور اوسی سے سورۂ بقر شروع
ہوتی ہے اور الم اللہ لا الہ الا ھو کہ اس سے سورۂ آل عمران شروع
ہوتی ہے اور یحیی نے کہا کہ نہیں ام الکتاب وہ آیتیں ہیں جن میں فرائض
اور امر و نہی اور حلال و حرام اور حدود ہیں اور وہ ستون ہیں دین کا اور
روایت کی ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے کہ ام الکتاب وہ آیتیں ہیں
جو اصل کتاب ہیں اسلئے کہ وہ تمام کتب میں مکتوب ہیں اور روایت کی ابن
جریر نے محمد بن جعفر بن زبیر سے کہ انہوں نے کہا محکمات حجت
ہیں پروردگار کی اور عصمت یعنی بچاؤ ہیں بندوں اور دافع ہیں خصوم اور
باطل کی اور اون میں اپنے مواضع سے تحریف نہیں ہوسکتا اور دوسری

آیتین متشابہات ہین کہ صدق مین ایک دوسرے کی مشابہہ ہین اور اون
مین تصریف وتحریف وتاویل ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالی اوس سے اپنے بندون
کو آزماتا ہے جیسے حلال وحرام مین اون کو آزماتا ہے کہ باطل کے طرف
اون کو پھیرین اور حق کے جانب سے اون کی تحریف نہ کرین اور روایت
کی ابن جریر نے مالک بن دینار سے کہ انہون نے کہا مینے حسن سے اس
آیتہ کو پوچھا ھن ام الکتاب تو انہون نے کہا وہ حلال وحرام کی آیتین
پھر مین نے اون سے کہا کہ الحمد للہ رب العالمین کیا ہے انہون نے
کہا یہی ام الکتاب ہے اور روایت کی ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے کہا
کہ متشابہات وہ آیتین ہین قرآن کی کہ شبہہ ہوتا ہے اون مین لوگون کو
جب اون کو پڑھتے ہین اور اسی سبب سے گمراہ ہوتا ہے جو گمراہ ہوا ہے یعنی
ہر فرقہ ایک آدھے آیت کو قرآن کی پڑھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ اوس کے
موافق ہے پھر جن آیتون کو متشابہات مین سے حروریہ پڑھتے ہین وہ یہہ
قول ہے اللہ تعالی کا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون
پھر اوس کے بعد یہ پڑھتے ہین اوس مین ملاکر والذین کفروا
بربھم یعدلون پھر اس سے مطلب یہ نکالتے ہین کہ جب امام نے
ارادہ کیا اللہ کے سوا کسی کو حکم بناوین تو اونہون نے کہا وہ کافر ہوگئے
اور جو کافر ہوا اوسنے پروردگار کے برابر کیا (یعنی اوس کی غیر کو) اور
جس نے پروردگار کے برابر کیا وہ مشرک ہوا لہذا یہ سب امام مشرک ہین

یہ سب امام مشترک ہین (غرض یہہ اون کو متشابہات آیتون سے شبہہ ہوا) اور روایت کی قرطبی نے ابن عباس سے کہ محکمات ومتشابہات مین جو بات کہی گئی اون سب مین بہتر یہ ہے کہ محکمات وہ ہین جو اپنی ذات سے آپ قایم ہین اور محتاج نہین ہین اس کی کہ اون کو دوسری آیتون کی طرف پھیرین جیسے ولم یکن لہ کفوا احد اور انی لغفار لمن تاب اور متشابہات جیسے ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا کہ اس کو اللہ تعالی کے اس قول کیطرف پھیرنا ضرور ہے وانی لغفار لمن تاب اور اس آیت کی طرف ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ غرض یہ ہین سب روایتین جو سلف سے مروی ہوئے ہین محکم اور متشابہ کے توضیح معانی مین اور خلاصہ مطلب جو ان سب آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ متشابہ کے چار معنی ہین اول تو متشابہ منسوخ آیتین ہین اور مقدم وموخر اور امثال و اقسام ہین کہ جن پر ایمان لاتے ہین اور عمل نہین کرتے دوسری یہ کہ سورہ انعام کی تین آیتون کے سوا سب متشابہ ہین تیسرے یہ کہ آیات حرمت اور حلت کے سوا سب متشابہ ہین چوتھے یہ کہ جن مین لوگونکو دہوکہ واقع ہوا اور اوس مین اختلاف کرین اور آخر کار ضرور ہو کہ اون کو دوسری آیتون کی طرف پھیرین اور اگرچہ وہ فروع مین ہون یا اصول مین اور تم پر مخفی نہین کہ متشابہات معنے اول کے رو سے تمام آیات اعتقاد ہین جنکو عمل سے تعلق نہین جیسے یہہ آیۃ ان اللہ علی کل شئی قدیر اور

ان اللہ قد احاط بکل شی علما اور اللہ خالق کل شی اور اسی قسم کی جو آیتین ہین اور آیات صفات کی کچھ اس مین تخصیص نہین کہ یہی متشابہ ہون بہ نسبت دوسرے اعتقاد کی آیتون کے باوجود اسکے کہ متاخرین سب ان آیتون کو محکمات مین شمار کرتے ہین پہر کیا سبب ہو کہ وہ آیات صفات کو خاصتہ متشابہات جانتے ہین باوجودیکہ اعتقاد کی تمام آیتون پر تعریف متشابہہ کی صادق آتی ہے اور سب پر اوسکی حد منطبق ہوتی ہے اور ایسی ہی دوسرے معنی بھی ہین بلکہ اس صورت مین تشابہ کا دایرہ ایسا وسیع ہو جاتا ہے کہ صحیح ہوتا ہے کہ ساری قرآن کو متشابہہ کہین اور ان تین آیتون کا خارج ہو جانا متشابہات سے اس کہنے مین کچھہ نقصان نہین کر سکتا اور ایسا ہی تیسرے معنی کے اعتبار سے بھی لازم آتا ہے مگر اس صورت مین دائرہ اتنا وسیع نہین ہوتا مگر تاہم معنی اول کے اعتبار سے زیادہ وسیع ہوتا ہے اسلئے کہ وہ شامل ہو جاتا ہے فرایض اور واجبات اور سنن کو اور ایسی ہی جو تھے معنے ہین اسلئے کہ جو آیت مجمل یا مشترک ہے اوس کی معنے مین علما کا ضرور اختلاف ہے اور یہ اختلاف کچھہ آیات صفات ہی مین منحصر نہین جیسے کہ ظاہر ہو جاتا ہے اوسپر مضمون جو کلام اور فقہ مین اوس کا تتبع کرے حالانکہ متاخرین سے ان آیتون کو متشابہات مین نہین شمار کیا اور مثالین ان کی بہت ہین جیسے یہ قول اللہ تعالی کا لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار

اور لیس کمثلہ شی وھو السمیع البصیر اور یہ قول اوس کا ومن لم یحکم

بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون اور اس کے سوا اور بہت سے

آتیین جید ومشہور ہین بلکہ ان سب آیتون کو محکمات مین گنا ہی اور

تم خوب پہچان چکے ہو کہ جو ذکر کیا ہے ہم نے سلف سے اوس سے بخوبی

واضح ہو چکا ہے کہ سلف کے لوگ آیات صفات کو متشابہ مین ہرگز داخل

نہین کرتے تھے اور اگر داخل کرتے تھے تو تمام اعتقاد کی آیتون کو متشابہ

جانتے تھے کچھ تخصیص آیات کی صفات کی نہین تھی باوجودیکہ تمام جہان

کے مسلمان اسپر متفق ہین کہ اعتقاد کی آیتون کے معانی سمجھنا اور اوسپر

ایمان ویقین کرنا ضرور ہے اور یہ کسی نے آجتک نہین کہا کہ آیات اعتقاد

کی مجہول ہین ورنہ نہین تو اعتقاد مین جہالت لازم آوے گی پس اسی طرح آیات

صفات بھی ہین اور حاصل کلام یہ ہے کہ اقوال سلف سے یہ نہین ثابت ہوتا

نہ صراحۃ نہ اشارۃ نہ رمزا نہ کنایۃ کہ آیات صفات اور اون کے مثل ایسے

ہین کہ اون کے معنون کے ساتھہ تمسک روا نہین یا اون کے مراد کے

ساتھہ اعتماد درست نہین بلکہ انہون نے آیات صفات کو ہرگز متشابہ

نہین کہا بلکہ اعتقاد کی تمام آیتون کے برابر سمجھا اسلیئے کہ وہ فرق کرتے

الرحمن علی العرش استوی اور ان اللہ علی کل شی قدیر مین اور جیسے

یہ دوسری آیت محمول ہے اپنے معنی ظاہری پر بغیر تحریف وتاویل کے ویسے

ہی پہلے آیت بھی ہے اور ان دونون آیتون مین کسی طرح کا فرق نہین سلف کے

نزدیک ہے اور اسپر تو ساری امت متفق ہے کہ اقتدا اور پیروی سلف
امت کی صحابہ اور تابعین اور ائمہ مہدیین سے اعتقاد اور عمل مین اولے
اور انسب اور بہتر اور خوشتر ہے پہر اس مین شک نہین کہ پیروی اونکی
اس مسئلہ اعتقادی مین پچہلے لوگون کے تقلید سے بہتر ہے اور علی الخصوص
جبکہ پچہلے لوگون کے اقوال اس مین مضطرب اور پریشان ہون اور ایک
قول محقق پر محکم اور متشابہ کی تعریف مین متفق نہون اور آپس مین بے انتہا
اختلاف رکہتے ہون کوئی تو کہتا ہو کہ متشابہ اوایل سور مین اور اسنے
موافقت کی سلف کی اور ان لوگون سے نے کہا کہ آیات استوا اور فوقیت
وغیرہا سب صفات کی آیتین محکم ہین کہ کسی طرح تاویل کی مجال اون مین نہین
اور اس قول کے قائلین مین ہین ابن تیمیہ اور ابن قیم اور علامہ ذہبی اور امام
محمد بن موصلی وغیرہم اور ان کے سوا اور لوگون سے نے اور باتین کہین کہ کسی کے
قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیات صفات متشابہ ہین اور کسی سے ثابت
ہوتا ہے کہ متشابہ نہین اور اگر کوئی شخص اون کے اقوال کو جمع کرے
اور گنے تو بخوبی جان لے گا کہ جو لوگ سلف کے موافق ہین متاخرین مین سے
وہ اگرچہ زیادہ نہین ہین لیکن تسپر بہی مخالفان سلف سے کم ہی نہین اور اب ہم اونکے
اقوال نقل کرتے ہین جو متاخرین مین سے سلف کے موافق ہین تعریف متشابہ مین
پہر اون کے اقوال بہی نقل کرتے ہین کہ جنہون نے خلاف کیا سلف کا پہر
ذکر کرتے ہین وجہ سلف کے اقوال کی ترجیح کی اور بدلائل محکمہ اور براہین مسلمہ

کلام حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

اس دعوی کو ثابت کرتے ہین اب ہم کہتے ہین کہ قسم اول اونمین سے
جس مین موافقان سلف کے اقوال مذکور ہین اوس مین سے ہے جو ذکر کیا
بغوی اور سیوطی اور رازی وغیرہم نے اپنی تفسیرون مین کہ متشابہ وہ ہے
کہ خاص کیا اللہ تعالی نے اپنی ذات کو اوسکی جاننے کے لئے اور سوا
اوسکے اور کسی کو علم نہین جیسے قیامت کی نشانیون سے خبر دینا اور خروج
دجال اور نزول عیسے علیہ السلام اور طلوع شمس مغرب کے جانب سے اور وقت
قیامت کے آنے کا اور وقت دنیا کے فنا ہونے کا اور اوسمین سے ہے
جو کہا سید شریف جرجانی نے اپنی تعریفات مین کہ متشابہ وہ ہے جو اپنے
لفظ کی راہ سے مخفی ہو اور ہرگز امید نہو کہ اوسکی معنے معلوم
ہون جیسے اوائل سورتمام ہو قول اونکا درکھا ہے رازی وغیرہم نے کہ متشابہ سے
قسم ہے ایک وہ کہ محتمل ہے کئی وجوہ کا دوسرے وہ ہے کہ علم اوس کا
حاصل ہو سکتا ہے نظر اور فکر سے مگر عوام اوس کو نہین جانتے اور وہ جدا
نہین کر سکتے حق کو باطل سے تیسرے ان مین سے وہ ہے جس کی معنی مستقل
نہین ہین بلکہ محتاج ہین کہ اوس کو دوسری آیتون کے طرف پھیر کر سمجھین
چوتھے قسم وہ ہے کہ الفاظ اوس کی مکرر ہین پانچوین قسم قصص و امثال کہ
ذکر کیا اس کو بغوی اور سیوطی نے اتقان وغیرہا مین جو امام ہین تفسیر کے
اور چھٹے وہ ہے جسکے ساتھ تمسک کیا ہے اہل زیغ و ضلال نے اپنی
اثبات دعاوی کے لئے ساتوین وہ ہین کہ معانی اوس کی بالکل معلوم نہین

...لی جیسے اوائل سورہ میں یا اوس میں کسی طرح کا خفا ہے خواہ اشتراک
ہو یا اجمال وغیرہ ہو جیسے مسئلہ قرء کا اور ربوا کا ذکر کیا اوسکو اصحاب اصول نے
اور دوسری قسم وہ ہے کہ معنی اوس کی لغت کی راہ سے معلوم ہیں مگر مراد
اللہ کی اوس لفظ سے معلوم نہیں اسلئے کہ ظاہر اوس کا مخالف ہے محکم
کا جیسے یہ قول ہے اللہ تعالی کا ید اللہ اور وجہ اللہ اور الرحمن علی العرش
استوی ذکر کیا اس کو بعض متاخرین اصولیین سے حنفی اور انھی کی پیروی
کی ہے سیوطی اور قسطلانی نے اور نووی وغیرہم نے محدثین و مفسرین میں سے
ولیکن یہ سب لوگ متفق ہوئے ہیں اس کے بعد کہ معنی لغوی اوس کے معلوم
ہیں مگر کیفیت مجہول ہے اسی واسطے انھوں نے ان کو متشابہ کہا ہے اور
بیان لفظ متشابہ کا سو یہ مشتق ہے جسکے معنی خفا کے اسلئے کہ اس میں
خفا ہے کیفیت کے رو سے اور وضوح ہے باعتبار معنی لغوی کے غرض
یہ اور قسم میں سے نہیں ہے کہ جسکے معنی مطلق معلوم نہوں جیسے اوائل سور
ہیں اور تفسیر احمدی میں لکھا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ
یہ آیت محکم ہے وجوب دیدار الہی میں مسلمانوں کے لئے بعد دخول جنت
کے اور متشابہ ہے کیفیت کی راہ سے اسلئے کہ لازم آتا ہے مکان اور
جہت اللہ پاک کے لئے پس پھیرا اسکو محکم کے طرف اور یہ فرمانا ہے
اللہ تعالی کا لیس کمثلہ شیء پس ہم کہتے ہیں کہ کیفیت رویت کی ہم نہیں
جانتے اور اعتقاد رکھتے ہیں اصل رویت کا اور اس تقریر سے معلوم ہوا

کہ معنی اور ہین اور کیفیت اور ہے اور کیفیت مجہول ہونے سے معنی کا مجہول ہونا لازم نہین آتا جیسا وہم کیا ہے بعض کوتاہ عقلون نے اگرچہ باعث فساد دین ہوئے ہین اور اون تفاہیم کو جان جہان اور ایمان جنان جانتے ہین حالانکہ وہ ایمان کے حق مین مثل برق کے ضرر رسان ہین اور جب کلام یہان تک پہونچا تو بخوبی واضح ہوگیا کہ مذہب سلف قبول کے لایق ہے اور اتباع اوسی کا سب پر لایق ہے اسلئے کہ اگر امت صرف اگلی سلف ہے لوگ ہوتے جب بھی اونھی کا اتباع اولی تھا خلف کی تقلید سے نہ کہ اوس صورت مین کہ اکثر خلف کے لوگ بھی اون کے تابع اور پیرو ہون یہ مقام عذر و انصاف کا ہے کہ اس طرح کی تحقیق ایسے مختصر بیان مین اکثر بڑی کتب مین بھی نہ ملیگی چھوٹے رسالون مین تو کیا ذکر ہے اور اگر ہم کلام کو طول دین تو ایک بحر طویل ہوجاوے اور اوس کے تحریر کے لیے دفتر جلیل درکار ہو غرض عالم نحریر کو اتنی تحریر کافی ہے پھر بعض کوتاہ نظر لوگون نے ہمارے زمانہ کے یہ خیال کر رکھا ہے کہ آیات صفات اسرار اللہ ہین اور اس بات مین تمیز نہین کیا کہ اسرار اللہ صرف اوائل سور ہین اور سلف سے خلف تک کوئی اوس کا قائل نہین ہوا کہ آیات صفات اسرار اللہ ہین چنانچہ روایت کی ابن منذر وغیرہ نے شعبی سے کہ اون سے کسی نے پوچھا فواتح سور کو تو اونھون نے کہا کہ ہر کتاب مین کچھ اسرار ہوتے ہین اور اس قرآن کے اسرار فواتح سور ہین اور دوسرے لوگون نے اسکو

معنی مین غور کیا ہے اور شاید وہ مبنی ہے الا اللہ پر وقف کرلی ہو اور وقف نہ کرلی ہو۔ جیسا کہ مصرح ہے کتب تفاسیر مین **دسوان باب** اس بیان مین کہ جن لوگون نے آیات واحادیث صفات کو متشابہ کہا ہے اون کی مراد اس کہنے سے کیا ہے۔ جان لو کہ سلف رحمہم اللہ نے تو یہ کہین تصریح نہین کی ہے کہ آیات صفات واحادیث متشابہ ہین اور تصریح کی ہے بعض علماء متاخرین نے غرض سلف سے کسی کا یہ قول نہین کہ یہ متشابہ ہین سوا خلف کے تو اب ہم نقل کرتے ہین عبارتین بعض لوگون کی پہر بیان کرتے ہین مراد اون کی کہ کیون اطلاق کیا ہی انہون نے ان پر متشابہ کا سو ہم کہتے ہین کہ متشابہ لغت مین کبھی مشتق ہوتا ہے تشابہ سے جیسے قرآن مین سورہ بقر وارد ہوا ہے ان البقر تشابہ علینا یعنی مشابہ ہوتی ہے ایک دوسری کے اور اسی معنی کے رو سے اللہ صاحب فرماتا کتابا متشابہا یعنے یہ قرآن متشابہ ہے کہ ہر آیت فصاحت وبلاغت مین دوسری کے مشابہ ہے اور کبھی یہ لفظ مشتق ہوتا ہے اشتباہ سے یعنی متشابہ وہ ہے جسکی مراد مین اشتباہ وارد ہو۔ اور کبھی مشتق ہوتا ہے شُبہ سے جو بالضم ہے اور معنی اوسکی مطلق خفا کے ہین اور اس رو سے جس مین خفا ہو اوسے متشابہ کہہ سکتے ہین خواہ بالکل خفا ہو یا کسی ایک وجہ سے غرض جب من جمیع الوجوہ خفا ہی تب ہی متشابہ کہین گے اور جب کسی ایک جہت سے خفا ہے تو اوس کو ایک وجہ سے متشابہ کہین گے پہر

جب آیات صفات کے معانی معلوم تھے اور کیفیت مجہول تھی تو ...

متاخرین نے متشابہ کا اطلاق اون پر کر دیا اور اون کو آیات متشابہ کہہ دیا

چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے

مستصفی مین کہا کہ اختلاف کیا ہے مفسرین نے اور اصولیین وغیرہم نے

محکم اور متشابہ مین بہت کچھہ پھر جب اوسی طرح وقوف اوس کی تفسیر کا ان کے

اختلاف کے سبب سے حاصل نہ ہو تو ضرور ہے کہ ہم اوسے لغت سے دریافت

کرین اور مناسب لفظ کی وضع کے لحاظ سے دیکھین اور وضع کے لحاظ سے

مناسب نظر نہین آتا قول ان لوگون کا جنہون نے کہا ہے کہ حروف مقطعہ جو

اوایل سورمین ہین وہ متشابہ ہین اور اوس کے سوا سب محکم ہین اور نہ قول

اون لوگون کا جنھون نے کہا ہے کہ محکم وہ ہے جسکو راسخان فی العلم جانتے

ہین اور متشابہ وہ ہے کہ جسکو صرف اللہ ہی جانتا ہے اور نہ قول اون لوگونکا

جنھون نے کہا ہے کہ محکم وعد و وعید و حلال و حرام ہے اور متشابہ قصص و

امثال ہین کہ یہہ قول تو سب قولون کے نسبت دور ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ محکم

کے دو معنی ہین ایک تو یہ کہ معنی اوسکے ایسے کھلے ہوئے ہون کہ اوس مین

کسی طرح کا اشکال اور احتمال نہ آتا ہو اور متشابہ وہ ہے کہ اوس مین احتمال

آتا ہو اور دوسری یہ کہ محکم وہ ہے کہ جسکی نظم ترتیب مفید ہو یا ظاہر کے طور سے

یا تاویل کے نظر سے اور متشابہ وہ اسما مشترکہ ہین جیسے قروء اور الذی

بیدہ عقدۃ النکاح اور جیسے لفظ لمس کا ہے کہ فروع مین تردد ہے

ہوگی جیسے جزلایتجزی اور وہ باالاتفاق باطل ہے اور یہ ہیئت جزئی
ہوگی پس وہ منقسم اور مرکب ہوگی اور جو مرکب ہے وہ ممکن اور محدث ہے
غرض یہ دلیل صاف دلالت کرتی ہے کہ محال ہے کہ اللہ تعالی کسی مکان میں
ہو پس اب ضرور ہوا کہ الرحمن علی العرش استوی اور مانند اوس کے متشابہ
ہون تو اب جو اسکے ساتھہ متمسک ہے وہ متشابہ کے ساتھہ متمسک ہے اور
اسی قسم سے ہی استدلال کرنا معتزلہ کا ساتھہ ظاہر آیات کے جو دلالت کرتی ہین
اوپر سپرد کر دینے فعل کے بالکل بندے کے طرف آخر قول امام فخر الدین رازی
کے یعنی معتزلہ قایل ہین کہ بندہ خود خالق ہے اپنی افعال کا اسلیے ایسی
آیتون سے استدلال کرتے ہین جس مین نسبت فعل کے بندون کے طرف ہے
اور سیوطی نے اتقان مین لکھا ہے کہ متشابہات سے ہین آیات صفات کے
اور ابن لبان نے اوس مین خاص ایک تصنیف کی ہے جیسے الرحمن علی
العرش استوی ہے اور کل شی ھالک الا وجھہ آخر قول تک ایسا
اس کی بعد کہا اور اسی متشابہ مین سے ہے وھو معکم اینما کنتم یعنی وہ
ساتھہ ہے تمہارے اپنی علم سے اور بغوی نے تفسیر کیا ہے معالم مین اس آیت کی تو
مین ثم استوی علی العرش کہ روایت کی سفیان اور اوزاعی اور لیث
بن سعد اور سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہم علماے سنت نے
ان آیتون کے بارہ مین جو صفات مین آئے ہین جو متشابہ ہین ان کو جاری
کر دو جیسے آئے ہین بلا کیف یعنی اگر ہاتھہ آیا ہے تو ہاتھہ ہی کہو قدرت

شہوا اور کیفیت ہاتہ کی مجہول جانو) اور خطابی نے شرح حدیث النزول
مین کہا ہے کہ ہمکو حکم ہوا ہے کہ ایمان لاوین ان کے ظاہر پر اور نہ کہولین
اوسکے باطن کو اور شمار کرین اون کو متشابہہ مین جسکو ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ
نے اپنی کتاب مین اور کہا ہے صدر الشریعت نے توضیح مین کہ متشابہ
مین جیسے اوائل سور مین اور ید و وجہ اور جو مانند اسکے ہین اور امام
تفتازانی نے لکھا ہے تلویح مین کہ جیسے عین اور قدم اور سمع و بصر اور انا
اور جائز ہونا دیدار الٰہی کا بچشم سر جسپر نصوص نے دلالت کی ہے اور اوس کا
اثبات کیا ہے باوجودیکہ قطعاً معلوم ہے کہ معانی ظاہرہ اوس کی ممتنع ہین
اسلئے کہ وہ منزہ ہے جہت اور مکان اور جسمیت سے غرض یہ سب از قبیل
متشابہات ہین کہ اون کی حقیقت کا تو یقین کرنا ضرور ہے اور کیفیت اونکی
معلوم نہین اور بعضون نے حروف مقطعات کو اسمار سور قرار دیا ہے اور
اور موہنہ کو مجاز ٹہیرایا ہے رضامندی سے اور ید کو قدرت سے یا یہہ کہ
جس کلام مین ید و وجہ وغیرہ مذکور ہے اونکو تمثیل قرار دین کہ اوس کے
مفردات مین تشبیہ کا اعتبار نہ کیا جاوے پس اس صورت مین وہ از قبیل
متشابہ نہونگے اور کبھی امور مذکورہ کے ثبوت پر اللہ تعالیٰ کے لیے
استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ صفات کمال ہین متشابہ نہین اور اللہ تعالیٰ موصوف
ہی صفات کمال سے سو واجب ہوا کہ ان سب صفتون سے موصوف ہو
(یعنی ہاتہ ہونا موہنہ ہونا یہ سب صفات کمال مین سے ہے

اور وہ تعالی صفات کمال سے موصوف ہے تو ان کی ساتھہ بھی موصوف ہے مگر اتنی بات ہے کہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ جارحہ مبتدا اوس تعالی کے حق مین نہین تو کیفیت ضرور مجہول ہوئی کہ اوس کے معلوم ہونے کی ہرگز توقع نہین اور جواب اس کا یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک چیز کمال ہوتی ہے مخلوق مین اور نقصان ہوتا ہے خالق مین اور کبھی لکھا جاتا ہے کہ پردہ مین رہنا اون لوگون سے جو دیدار و کرامت کے لایق نہین عیب اور نقصان ہے اور اللہ تعالی ہر عیب و نقصان سے منزہ ہے اسلئے ضرور ہوا کہ وہ دکھائی دیوے اور اپنی دیدار سے سرفراز کرے اور اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دیدار اوس کا بوجہ کمال عظمت کے محال ہو جیسے کہا گیا ہے کہ اوس تعالی کا پردہ اور کچھہ نہین سوا ہیبت اور جلال کے اور حق یہ ہے کہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکے ہین یہ امور پس حق ہین مگر ان کی کیفیت خیال مین نہین آتی اسلئے متشابہہ ہوئی اور ابو البرکات نسفی نے مدارک مین کہا ہے و اُخَر مُتَشَابِهَات یعنے متشابہات اور محتملات ہین اور مثال اوس کی استوا علی العرش ہی اکو کہ استوا کبھی جلوس کے معنی مین ہوتا ہے اور کبھی قدرت اور غلبہ کے معنی مین اور سمنے اول یعنے بیٹھنا وہ تو اللہ تعالی کے واسطے جایز نہین اس دلیل محکم سے کہ لیس کمثلہ شی ہے اور ملا علی قاری نے لکھا ہے اور جو وارد ہوئے ہین آیات متشابہات اور احادیث مشکلات کے قسم سے جن مین ذکر ہے مونہہ اور ہاتھہ اور آنکھہ اور قدم اور مانند اوسکے اور چیزون کا صفات

سے سو اون مین تین مذہب ہین آخر قول اِیک اور شیخ احمد نے
اپنی شرح منار مسمی بنور الانوار مین کہا ہے کہ اب رہا متشابہ سو وہ دو قسم ہے
ایک وہ کہ معنی اوس کے مطلق معلوم نہین جیسے مقطعات اوائل سور کے
جیسے الٓمٓ ہے کہ اوس کا ہر کلمہ دوسرے سے الگ ہے تکلم مین اور وہ
سے معلوم نہین اسواسطے کہ وہ کلام عرب مین کسی معنی کے لئے وضع نہین
کی گئی سوا ترکیب کے اور دوسری قسم متشابہ کی وہ ہے کہ معنی اوس کے معلوم
ہین مگر مراد اللہ کی اوس سے کیا ہے سو معلوم نہین اسلئے کہ ظاہر اوس کا
مخالف ہے محکم کا جیسے اللہ کا قول ہے ید اللہ وجہ اللہ الرحمن علی
العرش استوی اور وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ اور جو اسکے
مثل ہین اور اون کو آیات صفات کہتے ہین اور ہم نے کلام طویل کیا ہے
اوس کی تحقیق مین اور تاویل مین تفسیر احمدی کے اندر اور تفسیر احمدی مین
ایسا ہی لکھا ہے کچھ زیادتی کے ساتھ جیسے اوس کے دیکھنے والے کو
معلوم ہو سکتا ہے اور قاضی صاحب نے تفسیر مظہری مین لکھا ہے کہ جب
بیان اور تعلیم نہ پائی جاوے (یعنی شارع نے بیان نہ کیا ہو کہ متشابہ کیا چیز
ہے) تو اب متشابہ اوسی کو کہینگے جو اون کے اصطلاح کے موافق متشابہ
ٹھہرے اور یہ تقسیم نہین جاری ہو سکتی مگر اوسی قسم مین جسکو عمل سے تعلق نہین
ہے جیسے مقطعات قرآنیہ ہین اور ید اللہ فوق ایدیہم اور الرحمن
علی العرش استوی ہے تمام ہوا قول قاضی صاحب کا اب سنو کہ حاصل

اون قولون کی تفہیم سے ذکر کیا گیا ہے کہ متشابہ کا اطلاق بعض روایات
اشکو پر ہوتا ہے جیسے استوا اور ید و وجہ وغیرہ سے اور جیسے ان بزرگون نے
آیات صفات کو متشابہ کہا ہے ویسے ہی آیت دیدار کو بھی یعنی الی
ربہا ناظرۃ کو متشابہ کہا ہے اور اسی طرح آیت معیت کو بھی متشابہ کہا
ہے جیسے وھو معکم اینما کنتم ہے تم دیکھو کہ ان بزرگون نے اتفاق
مین صاف اس آیت کو متشابہات مین کہا ہے تو اب ضرور ہوا کہ تم تحقیق
کرین کہ انہون نے ارادہ کیا ہے آیات متشابہات سے اون آیتون
کو جنکے معنی معلوم ہین اور کیفیت مجہول ہے اور اسی کیفیت کی جہالت کے
سبب سے ان پر اطلاق متشابہ کا ہوا ہے اسواسطے کہ ان بزرگون مین
کہ اہل سنت ہین کوئی اثبات کا قائل نہین کہ الی ربہا ناظرۃ کے معنے
معلوم نہین یا وھو معکم اینما کنتم کی معنی مجہول ہین اور اسی طرح اہل سنت مین
سے کوئی رویت کی کہ تاویل نہین کرتا کہ مراد اس سے رویت قلب ہے
جو بمعنی فکر و تامل کے ہے اور یہ بھی تاویل نہین کرتا الی یہان بمعنی نعمت کے ہے
(یعنی الی ربہا ناظرۃ مین) جیسے معتزلی منکران دیدار الہی تاویل
کرتے ہین بلکہ تمام اہل سنت متفق ہین کہ نظر یہان بمعنی لغوی ہے اور
وہ دیکھنا ہے آنکھون سے اسی طرح اہل سنت کہتے ہین کہ معنی استوا
کے معلوم ہین اور کیفیت مجہول ہے غرض ہم استوا کی اور اس کیفیت
پر ایمان لاتے ہین کہ جو اللہ کی ذات مقدس کے لایق ہوا سلئے کہ اس طرف

۵۱۹

توکوئی گیا ہی نہین کہ الرحمن علی العرش استوی مین اور الی ربہا
ناظرۃ مین کوئی فرق ہے اور یہ بھی کسی نے نہین کہا کہ معنی استوا آیت اولے
مین مجہول ہے قطعاً اور معنی نظر کے آیت ثانی مین غیر معلوم ہین باوجودیکہ
یہ دونو متشابہات سے ہین پہر جب یہ فرق باطل ہوا اور ان دونو کا حکم ایک
ہوا اور وہ یہی کہ معلوم ہونا معنی کا اور مجہول ہونا کیف کا اور متشابہ ہونا اِن
دونو کا کیفیت کی جہت سے جیسے کہ مقطعات قرآنیہ متشابہ مین معنی اور
کیف دونو کی وجہ سے اور یہی صحیح اور معتمد اور معتبر ہے اور قابل قبول اور
نہایت مقبول ہے اور جو شخص ذرا بھی تامل کرے اور فکر و نظر خرچ کرے اوسکو
بخوبی روشن ہو جاوے کہ یہی بات عمدہ ہے واللہ اعلم گیارہوان

باب اس بیان مین کہ یہ آیات اور احادیث کیفیت کی رو سے متشابہ ہین
اور معنی کے رو سے محکم ہین اور کیف اور معنی کے فرق کے بیان مین اور اسپر
استدلال کے بیان مین تم نے دسوین باب مین جان لیا ہے کہ متاخرین نے
اطلاق کیا ہے آیات صفات پر متشابہ کا اور یہ جان لیا کہ متقدمین نے انکو
متشابہ نہین کہا اور متاخرین نے اگرچہ اسکا اطلاق کیا ہے مگر مراد اون کی بھی یہ
ہے کہ کیفیت ان صفات کی مجہول ہے اور معانی اوسکی معلوم ہین اور اگر
کیف اور معنی دونو مجہول ہوتے تو آیات صفات اور اوائل سور دونو برابر
ہوتے حالانکہ سب لوگون نے تصریح کی ہے کہ ان دونو مین فرق ہے اور
اپنی کتب مین اس تصریح کو کئی جگہہ مین بیان کیا ہے اور اب ہم ذکر کرتے ہین

بعض اقوال متاخرین اس بارہ مین پہر اس کے بعد ذکر کرین گے
ایسے دلایل قویہ اس امر جسبا کی تصریح ہم نے کی کہ اوسپر آثار صحت
کے بخوبی ہویدا ہون گے اب سنو کہ انہین اقوال ذین سے ہے
جو نقل کیا ملا علی قاری نے منح الازہر شرح فقہ اکبر مین امام فخر الاسلام
بزدوی سے کہ ثابت کرتا تہہ موہنہ کا سچ ہے ہمارے آگے لیکن وہ
اصل کے رو سے معلوم ہے اور وصف کے رو سے متشابہ ہے (یعنی
کیفیت کے رو سے) اور ابطال اصل کا روا نہین اس وجہ سے کہ ہم
عاجز نہین ہیا ذات کو کیفیت کے ساتہہ پہچاننے سے (یعنی جو نکہ صفا تکو کیفیت
کی ساتہہ نہین جانتی تو اصل صفت کو باطل کرنا روا نہین) اور معتزلہ جو گمراہ ہوئے تو اسیوجہ سے کہ
انہون نے رد کر دیا اصول کو (یعنے نصوص کتاب سنت کو) جب دیکہا کہ صفات معقول طور سے
انکی سمجہہ مین نہین آتے اور معطلہ ہو گئے اور ایسا ہی ذکر کیا شمس الائمہ سرخسی نے اور یہہ کہا کہ اہل سنت
او جماعت نے ثابت کیا اوس اصل کو جو نص سے معلوم ہو یعنی آیات قطعیہ اور دلالات یقینیہ سے اور توقف کیا انہون
نے اور وہ متبعت ہوا اور انہون نے کیفیت کی طلب مین اشتغال روا
نہ رکہا تمام ہوا قول شمس الائمہ کا اور فخر الاسلام علی بن محمد بن الحسین بن
عبد الکریم یعنی بزدوی امام ہین نزدیک اصحاب ابی حنیفہ کے اصول او
فقہ مین درس دیا انہون نے سمرقند مین اور حفظ مذہب مین ضرب المثل تہے
اور ان کے بڑے بڑے تصانیف ہین وفات پائی ہے انہون نے
سن چار سو بیاسی مین اور وہ بانی اصول ہین مذہب حنفیہ کے اور متقن ہین

۵۲۱

اون کے قوانین کے اور ایسی ہے شمس الائمہ سرخسی ہین کہ اکابر العلماء سے ہین اور بڑے شیخ اور عالم اور فقیہ حنفی تھے کہ نام اون کا محمد بن احمد بن سہل تہا اور کنیت اون کی ابی بکر تہی ایسا ہی ہے مفتاح السعادت مین کہ وہ بہت سخت تھے مذہب ابی حنیفہ مین اور مجتہدین مین شمار کئے جاتے تھے وفات پائی انہون نے سن چارسو چورانوے مین اور اسی قسم کے اقوال سے ہے جو لکھا شیخ اکرم غوث الاعظم نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین مین اور یہ (یعنی استوا) صفت لازمہ ہے اللہ تعالی کی اور لایق ہے اوس کے جیسے ہاتہہ اور موہنہ اور آنکہہ اور سمع اور بصر اور حیوۃ اور قدرت ہے اور جیسے اوس کا خالق اور رازق ہوتا اور محیی اور ممیت ہوتا ہے اور وہ ان سب صفتون سے موصوف ہے اور کتاب وسنت سے فقرے آیات وخبر کے نکالے نہ جاوینگے اور ہم اون پر ایمان لاتے ہین اور صفات مین کیفیت کو سونپتے ہین اللہ عزوجل کے علم پر۔ اور اوسی کی مثل ہے جو لکھا امام ابو عبید قاسم بن سلام نے جو معاصر ہین امام احمد بن حنبل کے کہ یہ احادیث صحیحہ ہین کہ روایت کیا ہے اونکو اہل حدیث نے اور فقہا نے ایک نے دوسرے سے یہ ہمارے نزدیک حق ہین کہ اوس مین شک نہین ولیکن جب کہا جاوے کہ کیونکر رکھا اوس تعالی نے قدم اپنا اور وہ کیونکر ہنستا ہے تو ہم کہینگے کہ اس کی تفسیر نہین کرتے اور نہ سنا ہم نے کسیکو کہ اس کی تفسیر کرتا ہو روایت کی یہ ذہبی نے اپنی

۵۲۲

سے کتاب العرش مین ۔ اور اسی مین سے ہی جو کہا ترمذی نے اپنے جامع
مین کہ جنہون نے انکار کیا ان روایتون کا اور کہا یہ تشبیہ ہے اور
اللہ تعالی نے کئی جگہہ مین اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے ہاتہہ اور سمع و
بصر کا اور تاویل کی ہے جہمیون نے ان آیتون کی اور تفسیر کی ہے سوا
اوس کے جو اہل علم نے کی ہے اور کہا ہے جہمیون نے کہ اللہ نے نہین
بنایا آدم کو اپنے ہاتہہ سے اور ہاتہہ سے مراد قوت ہے اور اسحاق بن
ابراہیم نے کہا کہ تشبیہ جب ہوتی کہ جب کہا جاتا کہ ہاتہہ اوس کا مانند دوسرے
ہاتہہ کی ہے یا سمع اوس کا مانند دوسرے سمع کے ہے غرض جب کہین کہ سمع
اوس کا دوسرے سمع کے مثل ہے جب تشبیہ ہوگی اور جب اتنا ہی کہین جتنا
اللہ نے فرمایا ہے کہ اوس کا ہاتہہ ہے اور سمع ہے اور بصر ہے اور یہہ
نہ کہین کہ کیسا ہے اور کیونکر ہے نہ یہہ کہین کہ مثل فلانے سمع کے ہے تو تشبیہ
کیون ہوگی اور یہ ایسی بات ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمائی اپنی کتاب مین
لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر اور کہا کئی لوگون نے اہل علم مین
سے کہ یہ حدیث اور جو اوسکے مشابہہ ہین صفات سے اور باریتعالی
کے اوترنے مین ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف ان سبکو ثابت کرتے
ہین ہم اور ایمان لاتے ہین اوسپر اور نہ اوس مین وہم کرتے ہین اور نہ
یہ کہا جاتا ہے کہ کیونکر ہے اور روایت کی گئی ہے مالک اور ابن عیینہ
اور ابن مبارک سے کہ انہون نے کہا ان حدیثون کے باب مین کہ جاری

۵۲۳

کہ شان کو جیسے آئی ہین بلاکیف اور تفسیر سورہ

الیہود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیہم الآیۃ

کہا ہے ائمہ نے اسپر ایمان لاتے ہین ہم جس طرح آئی

کہ اوس کی تفسیر کرین (یعنے بغیر بیان کیفیت کے اوسپر ایمان

یہی کہا ہے کئی علما نے اونہین مین سفیان ثوری اور مالک

عیینہ اور ابن مبارک غرض سب نے کہا ہے یہ چیزین روایت کی جاتی ہیں

اور ان پر ایمان لایا جاتا ہے اور یہ نہین کہا جاتا کہ کیونکر ہین

اور یہ ترمذی صاحب جامع ہین امام ہین بہت بڑے کہ شہرت اون کی

محتاج بیان نہین۔ اور اوس مین سے ہے جو کہا امام مالک نے

غیر مجہول ہے یعنے معنی اوس کے مجہول نہین لغت کی رو سے) اور کیف

(یعنے کیفیت اس استوا کی) مجہول ہے اور سوال اوس سے (یعنے کیفیت

بدعت ہے ایسی ہی تفسیر کی ہے اس کی قرطبی نے اپنی تفسیر مین اور ایسا ہی

مروی ہوا ہے ام سلمہ سے اور وہب بن منبہ سے اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن

سے اور یہ اقوال پانچوین باب مین گذر گئے ہین اوسکو دیکھ لو اور

سے ہے جو روایت کی ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین

سے کہ انہون نے کہا حاضر ہوا مین ابو جعفر ترمذی کے پاس یعنے امام محمد بن

احمد بن نصر ترمذی فقیہ کے پاس اور ایک شخص نے اون سے یہ حدیث

پوچھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی آسمان دنیا

کے طرف اوترتا ہے تو کیونکر اوترتا ہے آیا اوس کی اوپر علو باقی رہتا ہے یا نہین تو ابو جعفر نے کہا کہ اوترنا تو عقل مین آتا ہے اور کیفیت مجہول ہے اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوس سے (یعنے اوسکی کیفیت سے) بدعت ہے تمام ہوا قول ابی جعفر کا۔ اور اسی مین سے ہے جو کہا امام اعظم نے فقہ اکبر مین اور ملا علی قاری نے اوس کی شرح مین اور اوس اللہ تعالی کا ہاتہ ہے اور موہنہ ہے اور نفس ہے اور جو ذکر ہوا ہے قرآن مین موہنہ اور ہاتہ اور نفس کا وہ سب صفات ہین اوس کے یعنے صفات متشابہہ بلا کیف یعنے مجہول الکیفیات ہین اور یہ کہنا نہ چاہیئے کہ ید اوس کا قدرت ہے یا نعمت ہی اسلیئے کہ اس مین ابطال صفت کا ہے اور وہ یعنے ابطال صفت بالکل جڑ سے اوسکا بتمامہ قول ہے قدریون کا اور معتزلہ کا اور اگر کوئی کہے کہ ید و وجہ و نفس تو دلالت کرتے ہین حقایق جوہریہ پر جو قایم ہوتے ہین اپنی ذات سے اور صفات معانی ہوتے ہین جو قایم ہوتے ہین ساتہہ غیر کے پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ید و وجہ صفات ہون ہم کہین گے کہ مراد اونکی (یعنی اہل سنت کی) اطلاق صفت سے ان پر یہ امر ہے کہ وہ مغایر ذات کے ہین اور جدا ہین اوس سے اسلیئے کہ معتزلہ اور تمام منکران صفات اوس کی صفتون کو اس طرح پر ثابت نہین کرتے کہ وہ مغایر ذات کے ہین بلکہ کہتے ہین کہ صفات اللہ کے عین ذات اوسکے ہین اور وہ فقط منسوب اور مضاف ہین اوسکی طرف یہ بات نہین ہی کہ وہ معانی زائدہ ہون اللہ کی ذات پر اور مثبتان صفات

سب اون پر رد کرتے ہین جیسا کہ تحقیق کیا ہے اسکو افضل المتاخرین شاہ

عبدالعزیز دہلوی نے اپنی تفسیر فارسی مین جہان اس آیت کی تفسیر کی ہے

یوم یکشف عن ساق جسکا ترجمہ مین اردو مین کرتا ہون یعنے اوٹھا دیویگا

پردہ کو اوس حقیقت سے جسکا نام ساق ہے اور نسبت اوس کی حقایق آلہیہ سے

مثل نسبت ساق کے ہے کہ وہ عضو انسان ہے غرض جیسے نسبت ساق انسان

کو باقی اجزاء انسانیہ سے ہے وہی نسبت اوس حقیقت کو حقایق آلہیہ سے ہے

اور جاننا چاہئے کہ یہان حقایق آلہیہ سے مراد اوسکے جہات کمال ہین جو

ظاہر ہوتے ہین عالم مین اور یہ حقایق متغایر ہین حقیقت مین جدا جدا ہیں اسلئے کہ صفات

کمال کے سب مجتمع ہین اون حقایق مین اور کمال اللہ تعالی کا مشتمل ہے اوپر

سائر صفات کمال کے اور کسی صفت کا ظہور علیحدہ دوسری صفت سے نہین جیسے

علم بدون قدرت کے اور قدرت بدون ارادہ کے اور یہ تینون بغیر حیات

کے ظہور نہین کرسکتے بخلاف جہات کمال کے کہ اوس مین یہ امر ہے کہ ہر ایک جہت

کا ظہور مستقل ہے اور ہر روز جدا ہے اور یہ حقایق مثل برزخ کے ہین ذات

اور صفات کے بیچ مین غرض صفات غیر مستقل ہین اور تابع محض ہین اوس

ذات کے کہ وہ اصل اصول ہے اور استقلال اوس کا جمیع جہات سے کامل ہے

اور اسی واسطے نام رکھا گیا ان جہات کا بر سبیل تشبیہ اور استعارہ ساتھ اسماء

اعضاء کے اور فی نفسہ بات ایسی ہی ہے اسلئے کہ عالم مین کوئی نسبت اس سے

زیادہ مناسب اور کوئی مشابہت اس سے زیادہ پسندیدہ حقایق آلہیہ کی اوسا

نسبت سے جو ذات باری کے ساتھ ہے نہین ملتی غرض جو نسبت ہر عضو کو انسان کی ذات سے ہے اسلئے کہ ہر عضو مظہر ہے جہات کمال ذات کا وہی نسبت حق تعالی کے جہات کمال کو ذات سے ہے اور وہ جہات کمال غیر مستقل نہین مانند صفات کے اور نہ مستقل قایم بنفسہا مین کہ کسی طرح کا تعلق نہو اون کو ذات سے جیسے ذات قایم بنفسہا ہے پھر جو شریعت مین تفصیل مین ان جہات کمال کے وارد ہوئے ہین وہ کئی چیزین ہین جیسے مونہہ آنکہہ ہاتہہ دہنا ہاتہہ اونگلیان کوکہہ اور پنڈلی اور قدم اور ملحق ہین ان حقایق سے دو وصف اور بھی کہ جب وہ دونون جمع ہوتے ہین ان حقایق کے ساتہہ تو متشکل ہو جاتے ہین یہ حقایق علیحدہ شکلون مین اگرچہ نفس الامر مین وہ اعضاء جسمیہ کے مانند نہین ہین ایک اون وصفون مین کا دوری ہے دوسرا طول اور ان حقایق کے بارہ مین بعضون نے تفریط یعنی کمی کی اور دوسرون نے افراط کی ہے اور داہنے بائین گر گئے ہین اور کوئی اوپر چڑہگیا ہے کوئی نیچے گر گیا ہے اور قدم اون کے پہسل گئے ہین صراط مستقیم اور نہج قویم سے تو جن لوگون نے افراط کی ہے اور بغیر فکر تدبیر کے لجہ ضلال مین پڑ گئے ہین وہ صرف تشبیہ مین آگئے ہین اور گمان کر لیا ہے کہ یہہ حقایق اعضاء و جوارح ہین اللہ تعالی کے جیسے اعضا اور جوارح جسمیہ مین انسان کے اور انہون نے کہا ہے کہ اللہ تعالی کی ذات متصور بصورت اور متشکل انسانی ہے اور ایک ہیکل مخصوص رکھتا ہے غرض وہ جسم ہے حالانکہ اللہ پاک برتر ہے

ان ظالمون کے قول سے اور دوسرے گروہ نے کمی کی ہے اس مین اور جاری کیا ہے قاعدہ متنزہیہ کو اور خیال کیا ہے کہ اثبات ان حقایق کا قاعدہ متنزہیہ کے منافی ہے اور اوس مین تاویلات بعیدہ کئے ہین جو مقصود سے براحل دور ہین اور حکم مین نفی اور انکار کے ہین غرض فی الحقیقت یہ گروہ بھی نقصان فہم مین پہلے گروہ کے مانند ہے مگر اتنا فرق ہے کہ پہلا گروہ مثبت ہے دوسرا نافی غرض ان دونون کو کوئی مطلب حاصل نہ ہوا بخلاف ان معانی کے جو الفاظ سے متبادر ہوتے ہین - اور محققین اہل سنت و جماعت اللہ اونہین جزاء خیر دیوے وہ مطلوب کو پہونچ گئے اور انہون نے کہا کہ علم اعضاء کے ساتھ جب حاصل ہوتا ہے کہ ذات کا علم حاصل ہو جیسے یہی حال ہے صفات کا مثلاً علم انسان کا ایک طرح پر ہے اور علم باقی حیوانات کا دوسری طرح پر اور قدرت پرندہ کی ایک طرح پر ہے اور چرندہ کی دوسری طرح پر غرض جیسے ہمارے ذہن عاجز ہین صفات اللہ کی تصور سے اور دور ہین اون کے خیال کرنے سے بسبب علو ذات کے اور نہایت پاکیزہ اور بری ہونے کے ہر برائی سے اور ہمارے عقلون اور خیال مین اوسکی ذات مقدس نہین آتی اسی طرح پر ہم ان اعضا کی کنہ کا تصور نہین کر سکتے اس لئے کہ اعضاء کا تصور جب حاصل ہو کہ جب صاحب اعضاء بخوبی خیال مین آوے اور یہ محال ہے اسی لئے تصور اعضا کا بھی محال ہے اور یہ بات غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک کے تصور سے دوسری تصور مین کتنا

فرق ہے مثلاً انسان کا ہاتھہ اور گہوڑے اور گائے اور جن اور فرشتہ
کا ہاتھہ کس قدر تفاوت رکہتا ہے بلکہ اگر اپنے ہی صورت کا عکس آئینہ
مین یا پانی مین دیکھئے تو اگرچہ وہی صورت اور وہی اعضا و جوارح جیسے
صاحب صورت مین ہین نظر آتے ہین مگر کس قدر انقلاب اسمین ہو جاتا ہے
کہ صاحب صورت کا داہنا ہاتھہ اوس کا بایان ہوتا ہے اور اوس کا بایان ہاتھ
اس عکس کا داہنا ہوتا ہے اور اسی طرح اعضا تصویر کے صاحب صورت کے
اعضاء کے مماثل نہین ہوتے جوہر مین کہ وہ جنس عالی ہے پہر کیا گمان ہے
تیرا اجناس سافلہ مین (یعنے صاحب صورت مثلاً شیر آدمی جو ہے جوہر ہے جب اوسکی تصویر
کاغذ یا دیوار پر کھینچئے تو وہ عرض ہو جاتی ہے اور جوہر نہین رہتی) اور
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان حقایق کی باریکی کو دریافت کرنا متعذر ہے جیسے
ذات کا دریافت کرنا متعذر ہی ہان معرفت اوسکی لوازم اور خواص ثبوتیہ او سکی البتہ ممکن ہے جیسے کہ
شرح اوسکی اوس علم مین جو ان اشیا سے متعلق ہے بتفصیل ہو چکی ہے اور جو
اشاعرہ سے منقول ہے کہ انہون نے ان حقایق کو صفات مین داخل کر دیا
مطلب اون کا یہہ ہے کہ انہون نے جو چیز سوائے ذات ہی اوسکو صفات
کہا ہے اور یہ اون کی اصطلاح ہے اور اصطلاح مین کچہہ جہگڑا نہین مگر اصطلاح
شرع کی اولی ہے اور اوسیکے ساتھہ تمسک کرنا بہتر ہے اور اللہ جزا
خیر دے ان شیخ کو کیا ثابت کیا انہون نے مذہب اہل سنت کا اور بتایا
کہ وہ متوسط ہی افراط تفریط مین جو واقع ہوئی ہے اورون سے اللہ

جزاء خیر دے اون کو سب مسلمانون کی طرف سے اور حشر کرے ہمارا
قیامت کے دن اون کے ساتھ آمین یارب العالمین - اور اسی مین
سے ہی جو کہا امام ابوبکر خطیب نے کہ مذہب سلف کا اثبات صفات ہے
اور جاری کرنا اون کا ظاہر پر اور نفی کرنا کیفیت اور تشبیہ کی غرض جب
ہم کہتے ہین ید او سمع اور بصر تو یہ اثبات ہے اون صفتون کا کہ اللہ تعالی
نے اون کو اپنی ذات کے واسطے ثابت کیا ہے اور ہم یہ نہین کہتے ہے
کہ معنی ید کے قدرت ہین اور نہ یہ کہتے ہین کہ سمع و بصر سے مراد علم ہے
اور نہ یہہ کہتے ہین کہ وہ جوارح اور آلات فعل ہین اور اتنا ہی کہتے ہین
کہ ان صفتون کا اثبات وارد ہوا ہے اور توقیف ان کی وارد ہوئی ہے
اور واجب ہی نفی تشبیہ کی ان سے اللہ تعالی کے بموجب اس فرمانے کے
لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر اور بموجب اس قول کے ولم
یکن لہ کفوا احد اور اسی کے مثل ہے کلام خطابی کا غنیہ عن الکلام
مین اور اسی کے مثل ذکر کیا ہے امام ابو القاسم اسمعیل بن محمد تیمی صاحب ترغیب
وترہیب نے اور اون سے سوال کیا گیا صفات سے تو کہا اونہون نے کہ
مذہب مالک اور ثوری اور اوزاعی اور شافعی اور حماد بن سلمہ اور حماد بن
زید اور احمد ابن حنبل اور یحیی بن سعید اور عبد الرحمن بن مہدی اور اسحاق
بن راہویہ یہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالی کی وہ صفتین جس سے اوس نے اپنی ذات
کا وصف کیا ہی یا اوسکے رسول نے وصف کیا ہے جیسے سمع و بصر او روجہہ

اور مدین اور ربانی اوصاف اوس کے ہین یہہ سب اپنے ظاہر معنے
پر محمول ہین جو معروف و مشہور ہین بغیر کیفیت کے جو وہم مین آوے اور
بغیر تشبیہ و تاویل کے چنانچہ کہا سفیان بن عیینہ نے کہ جن چیزون سے
اللہ نے وصف کیا ہے اپنی ذات کا سو تفسیر اوس کی اوس کا پڑہنا ہے
یعنے وہ اپنے ظاہر پر محمول ہین اور پہیرنا اون کا مجاز کی طرف کسی
تاویل کی رو سے جایز نہین - اور اوسی مین سے ہی جو کہا امام ابو احمد
قصاب نے کہ جتنی صفتین ایسی ہین کہ اللہ نے اپنی ذات کا اوس سے
وصف کیا ہے یا اوسکے نبی نے وہ سب صفتین حقیقت ہین نہ مجاز ہین
اور مین کہتا ہون کہ اگر صفات مجاز ہو جاوین تو لازم آوے اس کا
ترک کرنا اور البتہ کہا جاوے کہ یعنے بصر کے
یہہ ہین و معنی سمع کے یہہ ہین اور معنی حیات کے یہہ ہین غرض تفسیر اونکی
اس معانی کے سوا ہو جو ذہن مین آتے ہین پہر جب مذہب سلف کا یہ
تہا کہ اونہین صفات کو جاری کرنا چاہیے بغیر تاویل کے تو معلوم ہوا کہ وہ مجاز
پر محمول نہین بلکہ وہ اپنی حقیقت پر کہلی ہوئی ہین تمام ہوا قول اون کا
اور یہہ قول مذکور ہے سیر النبلا مین امام ذہبی کے اور اوسی مین سے ہی
جو کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ حمویہ فی الرد علی الجہمیہ مین کہ قول
ربیعہ اور مالک کا یہ ہے کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیف غیر معقول ہے
جیسے اور باقی لوگون کا قول ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ جاری کرنے

رہو (سبحے آئمین جو جا اور ذکر مذکور اور روایت کرتے رہو) ان
صفتون کو جیسی آئی ہین بلا کیف اور اونہون نے نفی کی ہے صرف
کیفیت کے علم کی اور نہین نفی کی صفت کے حقیقت کی اور اگر فقط
لفظ پر ایمان لانا بغیر اوس معنی سمجھے ہوئے جو اللہ کے لایق ہے مقصود
ہوتا تو یہ نہ کہتے کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے
اور یہ بھی نہ کہتے کہ جاری کرو اون کو جیسے آئے ہین بلا کیف اسلئے
کہ استوا اس صورت مین معلوم نہ ہوتا بلکہ مجہول ہوتا اور حروف تہجی کے
برابر ہوتا (اس سے رد ہوگیا اون جہمیون نادانون کا قول جو کہتے ہین
کہ ید وجہہ کی آیتون کو پڑھنا مگر ترجمہ نہ کرنا حالانکہ یہ محض حماقت ہے)
اور دوسری یہ بھی ہے کہ اگر بغیر معنی کے ایمان لانا مقصود ہوتا تو کیفیت
کے جاننے کی نفی ضرور نہ ہوتی اسلئے کہ معنی تو اوس لفظ کے معلوم
ہی نہ ہوئے نہ سمجھ مین آئے پھر نفی کیفیت کی کیا ضرورت ہے اور نفی
کیفیت کی ضرورت تو جب ہی ہوگی کہ صفات کے کچھ معنی ثابت کئے
جائین اسلئے کہ جو صفات خبریہ کی نفی کرتا ہے یا مطلق صفات کا نافی
ہے تو وہ بلا کیف کہنے کا محتاج نہین دیکھو جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
عرش پر نہین اوس کو کیا حاجت ہے کہ بلا کیف کہے غرض یہ ہے کہ
کہ اگر مذہب سلف کا نفی صفات ہوتا نفس الامر مین تو وہ بلا کیف کبھی کبھی
نہ کہتے اور یہ بھی ہے کہ جب وہ لوگ نہون نے کہا جاری کرو اوسکو جیسا آئے ہین

تو اوس سے ثابت ہوا کہ دلالت اون لفظون کے باقی رکھین

اون مین موجود ہے اسلئے کہ وہ الفاظ دلالت کرتے ہوتے

ہین اپنی معانی پیر اور اگر دلالت اوس کی معانی کی منتفی ہوتی تو اوسکا

ضرور ہوتا کہ یون کہین کہ جاری کرو اون کے لفظون کو اور اعتقاد

رکھو کہ مفہوم اور معنی اوس کے مراد نہین ہین یا یون کہتے کہ فقط اون

لفظون کو جاری کرو اور اعتقاد رکھو کہ اللہ تعالی موصوف نہین اوسکی مدلول

حقیقی کی ساتھہ اور اس صورت مین جیسے آئے ہین ویسے جاری کرنا کہان ہوا

اور اوس صورت مین بلا کیف بھی نہ کہتے اور نہ کیف کی نفی کرتے اس واسطے کہ جو

چیز سر سے ثابت ہی نہین اوسکی نفی لغو ہے تمام ہوا قول شیخ الاسلام

ابن تیمیہ کا اور دوسری جگہہ مین اسی کتاب مین لکھا ہے کہ تیسری قسم کے

لوگ اہل تجہیل ہین اور وہ اون لوگون سے زیادہ ہین جو منسوب ہین سنت

اور اتباع سلف کی طرف اور وہ اہل تجہیل کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نہین جانتے تھے معنی اوس کے جو آپ پر اوتارین ہین اللہ تعالی نے

کی آیتین اور نہ جبرئیل اون پر ایمان لانے کے معنی جانتے تھے اور نہ سابقین

اولین صحابہ سے اوسکو پہچانتے تھے اور یہی قول ہے اون کا احادیث صفات

مین کہ معانی اون کے کوئی نہین جانتا حالانکہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اوس کی ساتھہ کلام کیا تو اون اہل تجہیل کے قول کے رو سے لازم آتا ہے

کہ آپ نے ایسا لفظ موہنہ سے نکالا جو عرب مین مستعمل تھا مگر اوس کے

آپنے نہین سمجھی اور وہ گمان کرتے ہین کہ انھون نے فرمان برداری کی اللہ تعالیٰ
کے اس قول کی وما یعلم تاویلہ الا اللہ اس لئے کہ اکثر سلف نے اس قول
پر وقف کیا ہے اور یہ وقف اگرچہ صحیح ہے مگر انھون نے معنے کلام اور اوسکی
تفسیر مین اور اوس تاویل مین جو اکیلے اللہ ہی کو معلوم ہے کچھ فرق نہین کیا
اور یہ خیال کیا کہ لفظ تاویل کا جو کلام الٰہی مین آیا ہے اوس سے وہی تاویل مراد ہے
جو پچھلون کے کلام مین مذکور ہوئی ہے اور اس مین انھون نے مغالطہ کھایا
اس لئے کہ تاویل کے لفظ سے تین معنی مراد ہوا کرتے ہین اور اصطلاح متاخرینا
مین تاویل لفظ کا پھیر دینا ہے احتمال راجح سے احتمال مرجوح کی طرف بسبب کسی
دلیل کے جو اوس کے ساتھ ملی ہے غرض وہ معنے لفظ کے جو دلالت ظاہر کے
موافق ہون تاویل بعضین ان کے اصطلاح کے موافق اور اون اہل تجہیل نے یہ
سمجھا کہ مراد اللہ تعالیٰ کی اس لفظ تاویل سے یہی معنے ہین اور صفات منصوصہ کی کچھ
تاویلین ہین جو مخالف ہین اون کے مدلول کے اور اون کو سوا خداوند تعالیٰ کے
کوئی نہین جانتا یا وہ لوگ جانتے ہین جو ماؤّل ہین پھر بہت لوگ ان مین سے
قائل ہین کہ آیات صفات جاری کیئے جاتے ہین اپنی ظاہر پر اور ظاہر اون کا
مراد ہے باوجودیکہ اون کا یہ قول ہے کہ ان لفظون کے کچھ تاویلین ہین ایسی معنے
سے کہ اون کو کوئی نہین جانتا مگر اللہ تعالیٰ اور یہ عجیب تناقض ہے کہ واقع ہوا ہے
اون لوگون سے جو منسوب بسنت ہین اصحاب سے آئمہ اربعہ وغیرہم سے اور
دوسری معنے تاویل کے تفسیر کلام ہے خواہ ظاہر کے موافق ہو یا نہ ہو اور یہہ

جمہور مفسرین وغیرہم کی اصطلاح ہے اور اس تاویل کو راسخان فی العلم جانتے ہین اور یہہ اون لوگون کے موافق ہے جو وقف کرتے ہین بعض واقفان سلف کے موافق راسخون فی العلم پر اس آیۃ مین وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم جیسے کہ منقول ہے ابن عباس اور مجاہد اور محمد بن جعفر الزبیر اور محمد بن اسحاق اور ابن قتیبہ وغیرہم سے اور دونون قول حق ہین باعتبار اوس تفصیل کے جو ہم نے دوسری جگہہ کی اور اسی سلئے ابن عباس سے دونو جگہہ وقف کرنا مروی ہوا اور دونون حق ہین اور تیسری معنی تاویل کے حقیقت ہین کہ کلام اوس کی طرف اوّل کرتا ہے (یعنے لوٹ جاتا ہے) اگرچہ ظاہر کے موافق ہو یعنے مراد تاویل سے کلی عنہ ہے پس تاویل اون چیزون کی جن کی خبر دی اللہ تعالی نے جنت کی چیزون مین سے جیسے کہانا پینا لباس و نکاح ہے یا قیام ساعت وغیرہ اصل حقیقت اون کی وہی جو اپنے ذاتون سے موجود ہین نہ وہ جو ذہنون مین اون کے معانی آتے ہین یا جو زبان سے نکلتے ہین اور قرآن کے لغت مین تاویل سے یہی مراد ہے جیسے کہ اللہ تعالے نے خبر دی یوسف علیہ السلام کے قول سے کہ انھون نے کہا یا ابت ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقا اور اللہ تعالی نے فرمایا ھل ینظرون الا تاویلہ یوم یاتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق اور فرمایا فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر

۵۳۵

ذالک خیر واحسن تاویلا اور یہ تاویل البتہ ایسی ہے کہ اوسکو کوئی
نہین جانتا سوائے اللہ کے اسلئے کہ تاویل صفات اللہ کی حقیقت صفات ہے کہ سوائے
اللہ کے کوئی نہین جانتا اور وہ کیف مجہول ہے جیسے کہ واسطے کہا مثل مالک بن انس وغیرہ
کے استوا معلوم ہے اور کیف مجہول ہے غرض استوا کی معنے معلوم ہین اور تفسیر
اور ترجمہ اوس کا دوسری زبان مین معلوم ہے مگر کیفیت اس استوا کی یہی
تاویل ہے جسکو سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا تمام ہوا قول شیخ الاسلام کا اور
اوسی مین سے ہے قول امام ذہبی کا کتاب العرش والعلو مین بعد روایت
کرنے اس اثر مالک بن انس کے کہ استوا معلوم ہے آخر تک اور یہ قول ہے
ام سلمہ اور وہب بن عتبہ اور ربیعہ کا غرض اس کے بعد ذہبی نے لکھا کہ دیکھو
ان لوگون کو کہ کیا خوب ثابت کیا اونہون نے استوا کو اللہ تعالی کے واسطے
اور خبر دی کہ لفظ استوا معلوم ہے کچھ تفسیر کا محتاج نہین اور صرف کیفیت
کی اوس سے نفی کی اور خبر دی کہ وہ مجہول ہے اور اوسی مین سے ہے
جو کہا امام محمد بن موصلی نے سیف السنۃ الرفیعہ مین بعد اثبات استوا کی
کتاب وسنت سے کہ یہ نصوص محکم ہین اور اوسی مین سے ہے جو کہا شیخ
ابن القیم نے اعلام الموقعین مین ایک کلام طویل کے بعد کہ حاصل مطلب اوسکا
یہ ہے کہ اور رد کر دیا انہون نے (یعنے مخالفان سنت نے) محکم کو متشابہہ
سے بہت جگہہ چنانچہ اوسی مین سے ہے یہ کہ رد کر دیا انہون نے اللہ تعالی کے
عرش پر ہونے کو اور اوسکی استوا کو عرش کے اوپر ساتھہ ایک متشابہہ کے

کہ وہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ

من حبل الورید اور دوسری جگہ کہا جمیع نے خیال کیا ہے کہ آیات

استوا اور فوقیت کی متشابہ ہیں آخر تک تمام ہوا قول ابن قیم کا اور اسی میں ہے

جو کہا تفتازانی نے تلویح میں کہ حق یہ ہے کہ یہ امور دلیل نقلی سے ثابت

ہیں (یعنی صفات اللہ) پس حق ہیں مگر اتنی بات ہے کہ ان کی کیفیت معلوم

ہونے کی امید نہیں ہے اسلئے یہ متشابہ ہیں (معلوم ہوا کہ صرف باعتبار کیفیت

متشابہ ہیں نہ باعتبار معنی) اور اوسی میں سے ہے جو کہا شیخ احمد نے تفسیر احمدی میں

کہ جیسے یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا الرحمن علی العرش استوی اور استوا

کبھی بیٹھنے کے معنوں میں ہوتا ہے اور کبھی غلبہ کے معنی میں اور معنے اول

روا نہیں ہیں کہ اطلاق کئے جاویں اللہ پر بدلیل اس آیہ محکم کے لیس کمثلہ شیء

پس ضرور ہوا کہ حمل کیا جاوے وہ دوسری معنی پر اور رد کیا جاوے متشابہ

محکم کے طرف اور اسی طرح ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ

پس یہ آیۃ محکم ہے دیدار الٰہی کے واجب ہونے میں مسلمانوں کے لیے بعد دخول

جنت کے اور متشابہ ہے بہ تحقیق کیفیت میں اسواسطے کہ لازم آتی ہے اس سے

جہت اور مکان سو ہم نے اسکو رد کر دیا طرف محکم کے جو قول ہے اللہ تعالیٰ کا

لیس کمثلہ شیء اور ہم قائل ہوئے کہ کیفیت رویت کی ہم نہیں جانتے اور

اصل رویت کا اعتقاد رکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ ایسا ہی حال استوا کا ہے

کہ ہم اوسکی کیفیت نہیں جانتے اور اصل معنی اوس کی جانتے ہیں اور اصل معنی کے

کے انکار سے آدمی دائرہ ہدایت سے نکل جاتا ہے اور حلقہ ضلال و اعتزال میں گھس جاتا ہے اور اسی میں سے ہے جو آگے شیخ ولی اللہ دہلوی کا قول نقل کر آئے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ استوا سمع و بصر اور کلام وغیرہ اور صفتوں کے مانند ہے اور استوا میں اور صفتوں میں کوئی فرق نہیں اور اہل سنت میں سے ایک بھی اس میں شک نہیں کرتا کہ سمع و بصر اپنے معانی ظاہرہ پر محمول ہیں جو لغت میں اون کے معنی ہیں اور نہ اون میں تاویل ہے نہ تحریف پس اسی طرح استوا بھی ہے اور اسی میں سے ہے جو کہا ملا علی قاری نے منح الازہر میں کہ ہم اپنے دل میں خوب سمجھتے ہیں معنے ان اسماء کے اللہ کے لئے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ حق ہیں اور ثابت ہیں اور موجود ہیں اور ان اسماء کے معانی مخلوق کے لئے بھی جانتے ہیں اور ان دونو معنی کے بیچ میں ایک قدر مشترک بھی ضرور ہے اور وہ معنی مشترکہ کلی ہے کہ اشتراک اوسکا ذہنوں کے سوا اور کہیں نہیں پایا جاتا اور خارج میں جب اوس کلی کا کوئی فرد دیکھتے ہیں تو وہ معین اور مختص ہوتا ہے پس ثابت کرتے ہیں ہم ہر ایک میں یعنے خالق اور مخلوق میں سے جو اوس کے لایق ہو تمام ہوا قول ملا علی رحمۃ اللہ علیہ کا

مترجم کہتا ہے کہ یہ قول ملا علی قاری کا بڑے کام کا ہے مگر اس کی توضیح ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ مثلاً ہاتھ ایک کلی ہے اور افراد اوس کے یہ ہیں مثلاً شیر کا ہاتھ اور ہاتھی کا اور چرندہ کا اور پرندہ کا اور جن کا اور آدمی کا غرض ہاتھ ایک کلی اور یہ سب اوسکے افراد ہیں اور کلی کا خارج میں وجود

نہین ہوتا صرف وجود اوس کا وہی ہے جو ضمن افراد مین پایا جاتا ہے
تعینات اور تشخصات کے ساتھہ اور تشخصات اور تعینات اوس معنی کلی سے
خارج ہین اور انہی کو کیفیات کہتے ہین کہ وہ منزہ ہین جسد اور اصل معنے
ساتھہ کے جو ہین اوس سے بھی خارج ہین ورنہ بر وقت تبدل اون تعینات کی
ساتھہ کا لفظ دوسرے پر صادق نہ آتا پس معلوم ہوا کہ اصل معنے اور ہے
اور یہہ تعینات اور اوسی اصل معنے کو ہم اللہ کے واسطے ثابت کرتے ہین
اور تعینات اور تشخصات جو ہمارے ذہن مین آتے ہین اوس سے اوس
تعالے شانہ کو منزہ جانتے ہین تمام ہوا کلام مترجم کا اور آدمی ہین سے
جو کہا شیخ عبد الحق نے لمعات مین اور اہل تحقیق کے نزدیک نزول ایک
صفت ہے پروردگار کی کہ تجلی کرتا ہے وہ اوس کے ساتھہ اوس وقت مین
(یعنی آخر شب مین آسمان دنیا پر) اور اوس پر ایمان لاتے ہین اور اوسکی
کیفیت مین کلام نہین کرتے جیسا حکم ہے سائر صفات متشابہات کا جو شرع
مین وارد ہوئے ہین مثل سمع و بصر اور ید استوا کے اور مانند اوس کے
اور یہی مذہب سلف کا ہے اور یہی بہت بچاؤ کا مذہب ہے تمام ہوا کلام
شیخ کا اور حاصل کلام یہہ ہے کہ کلمات علما کے اسباب مین بہت ہین جو صاف
دلالت کرتے ہین کہ معنے اور ہین اور کیفیت اور ہے اور سب لوگون کے
کلام کو اکٹھا کرنا نہایت دشوار ہے اسلئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہین جو اول
نظر مین ہمارے نگاہ مین آگئے کتب حاضرہ مین اور یہ اقوال سب کے سب

دلالت واضحہ رکھتے ہین اسپر کہ جو اونکی عقل پر کہتا ہو اور ادنہا سے بہرہ در ہو وہ بھی جان لے کہ استوا معنی کے رو سے معلوم ہے اور کیفیت اوسکی مجہول ہے اور معنے اور چیز ہے اور کیفیت اور چیز ہے اور ایک کی معلوم ہونے سے دوسرے کا معلوم ہونا لازم نہین آتا اور نہین تو حال استوا کا سمع و بصر کے مثل نہ ہوتا اور نہ باقی صفات کی مثل بلکہ بمنزلہ حروف مقطعات کے ہوتا اور اس کے طرف کوئی نہین گیا اور نہ کسی نے یہہ لکھا کہ استوا اور باقی صفات الٰہیہ مین کچھہ فرق ہے کہ جس کا کلام معتد بہا ہو اور اس مین کیا مضائقہ ہے اگر کلام کو ہم اس مقام مین طول دین اور اس مطلب کے اوپر کئی دلیلین قوی اور بیان کردین جس سے بخوبی واضح ہو جاوے کہ یہہ مضمون حق ہے سو ہم کہتے ہین **دلیل اول** یہ کہ معنی سے اس جگہہ لفظ کا موضوع مراد ہے جو لغت کی راہ سے ہو اور وہ مراد ہے جو بمجرد لفظ بولنے کے سمجھا جاتا ہے مع قطع نظر کے اون قرائن مرجحہ سے جو دلالت کرتے ہین کہ معنے مجازی مراد ہین اور کیفیت سے ہم کیفیت مصداق اس لفظ کی مراد لیتے ہین اور اس مین شک نہین کہ ان دونون مین نہایت درجہ کا فرق ہے اس لئے کہ معنی شیر کے مثلاً وہ ہے کہ جو لفظ کے بولتے ہی سمجھا جاتا ہے اور وہی مفہوم اور مدلول اس لفظ کا ہے اور کیفیت سے مراد وہ احوال لیتے ہین جو فی الواقع صفات ہین اور نفس الامر مین اوصاف ہین اوسکی جسکا نام شیر ہے اور اوس کی جسپر لفظ شیر کا صادق آتا ہے اسلئے کہ اس مفہوم کا ایک وجود

ذہنی ہے اس لفظ کے بولنے کے وقت اور جب یہہ مفہوم ذہن مین
منقش ہو جاتا ہے تب وہ شکلین حاصل ہوتی ہین جسپر یہہ مفہوم صادق آتا ہے
خارج مین اور حال اوس کا یہہ ہے کہ اگر مصداق اس مفہوم کا اوس مدرک نے
دیکہا ہوتا ہے تو تو یہہ احوال اوس کے ذہن مین آتے ہین اور نہین تو یہہ
مفہوم سب ذہن مین رہتا ہے اور کیف کچہہ خیال مین نہین آتا جیسے کہ
کوئی جبرئیل کے ہاتہہ کا تصور کرے تو مفہوم ہاتہہ کا تو اوسکے ذہن مین
آجاتا ہے اور ہیئات مخصوصہ اوسکے خیال مین نہین آتی اور اوسی کو کیفیت
کہتے ہین اسلئے کہ کیفیت ایک صفت ہے کہ منقسم نہین ہوتا اور نہ کسی ذات
کے ساتہہ نسبت رکہتا ہے اور داخل ہین اوس مین تمام اوصاف شے کے
اور شکلین اون کی حالانکہ یہ معنے فلسفی ہین ہمارے نزدیک اور کیف
ہمارے نزدیک عام ہے تمام صفتون سے اور شامل ہے تمام حالات
اور ہیئات کو محکی عنہ کے مع قطع نظر کے مرتبہ حکایت سے اور داخل ہین
اوس مین وہ حالتین جن سے وصف کیا جاتا ہے باعتبار عارض ہونے
مقدار اور نسبت خاصہ کی جسکا منشا موجود ہے خارج مین سوا اون نسبت
عقلیہ محضہ کے کہ اوس کا وجود نہین مرتبہ محکی عنہ مین مطلقاً پہر جب
ہم نے کہا الرحمن علی العرش استوی تو بمجرد لفظ استوا کے
بولنے کے ایک معنے مخصوص ذہن مین آگیا اور وہ علو علی العرش ہے
یا جلوس ہے اور اوسکے سوا اور کچہہ ولیکن اوسکی کیفیت کچہہ ہمکو حاصل

نہ ہوئی اسلئے کہ حصول کیفیت کا اوس شے کے دیکھنے پر موقوف ہے جسکے لئے استوا ثابت کیا ہے پہر موقوف ہے اوس استوا کے دیکھنے پر جو خارج مین موجود ہے اور ان دونو کا دیکہنا دنیا مین محال ہے پہر اوس کی کیونکر حاصل ہو بخلاف اسکے کہ کہین فلان مردنے گہوڑے پر استوا کیا تو پہلے معنی استوا کی ذہن مین آتے مین پہر کیفیت اس استوا کی بہیئت مخصوصہ خیال مین آتی ہے اسلئے کہ ہم نے بہت سی مردون کو دیکہا ہے اور کئی بار اون کو گہوڑے پر چڑہے ہوئے پایا ہے اب غرض ہماری سنو کہ ہم جو کہتے ہین صفات اللہ مین کہ معانی اونکے معلوم ہین اور کیفیات اون کے مجہول ہین وہ یہی ہے کہ جو ہم نے ابھی بیان کی ہے کہ حاصل ہونا معنے لغوی کا اور نہ حاصل ہونا حالات اور کیفیات مخصوصہ کا جسکو تعلق خاص ہے اس صفات کی مصداق سے ہمارے ذہن مین اور جسنے اطلاق معنے کا اس کیفیت پر کیا اوسنے ارادہ کیا معنے سے مراد اور مقصود کو اور کہا کہ واجب ہے تفویض اوس کی معانی کی اللہ عزوجل کے طرف اور معنی سے معنی لغوی مراد نہین ہی جو لفظ کے بولتے ہی مراد ہوتی ہین اسلئے کہ اوس معنی لغوی کا جدا ہونا ایسے لفظ سے جو اوپر دال ہو ممکن نہین علے الخصوص جب مخاطب اہل لسان ہو اور ذہن بھی اوس کا تاویلات فلسفیہ اور توجیہات عقلیہ سے خالی ہو اور اس تقریر سے جو تناقض بعض علما کے قول مین آتا تھا وہ رفع ہوگیا (یعنے بعض نے

کہا ہے کہ معانی ان صفات کے تفویض آلٰہی کرنا چاہیئے اور بعض نے
کہا کیفیات اس کی اللہ کے سپرد کرنا چاہیئے غرض ان دونو قولون مین
تعارض نہین اسلئے کہ جنہون نے معانی کو کہا کہ معلوم نہین اوس کے مراد
معانی لغویہ بلکہ وہ معانی جو مراد آلٰہی ہین اور مخصوص ہین اوس کیفیت کیساتھ
جو شان الٰہی کے مناسب ہے اور وہ معانی سوا خدا کے کسی کو معلوم نہین اور جنہون نے
کیف کو کہا اون کے مراد وہ کیفیات ہین جو معنی لغوی سے خارج ہین
اور خدا ہی کو معلوم ہین غرض مآل دونون کے قول کا ایک ہی ہوا
اور تعارض نہ رہا) اسلئے کہ بعض نے کہا ہے کہ معنی معلوم ہین اور کیف مجہول
اور بعض نے کہا واجب ہے تفویض اون کے معانی کی اللہ عزوجل کے
طرف تو گروہ اول نے معنی سے معنی لغوی مراد لئے جو لغت مین مشہور
ہین اور گروہ ثانی نے معنی سے معنی مراد اور مقصود آلٰہی مراد لیا جو اللہ
نے مدلول لفظ سے ارادہ کیا ہے یعنی استوائی مخصوص ایک حالت
مخصوصہ کے ساتھ اسی لئے حکم کیا گروہ اول نے معنی کے معلوم ہونے کا
اور دوسرے نے اوسکے مجہول ہونے کا اور اطلاق معنی کا اسپر بھی
(یعنی ایک حالت مخصوصہ پر) بھی اون کے نزدیک بلا انکار جاری ہے
غرض اس مضمون کو سونچنا ضرور ہے کہ بہت دقیق ہے اور قابل قبول ہے
دلیل دوسری یہ ہے کہ اگر کیف اور معنے دونو واحد ہوتے تو آیات
صفات مین اور حروف مقطعات مین کچھ فرق نہ ہوتا حالانکہ علماء اصول

فقط ... ثابت ہیں کہ ان دونوں میں فرق ہے اور انہوں نے آیات صفات کو
اور متشابہ کی قسم میں گنا ہی جن کے معنے معلوم نہیں ہیں ... اور ان دلیل کے
اور یہ گذر چکے ہیں دلیل تیسری یہ کہ اگر معنے اور کیف دونوں مجہول ہونے میں
برابر ہوتے تو امام مالک رضی اللہ عنہ اور ام سلمیٰ اور ربیعہ اور وہب بن
منبہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کبھی یہ نہ کہتے کہ استوا معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے
اسلئے کہ ظاہر ہے کہ معلوم ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اوس کی حروف
ہجا معلوم ہیں (یعنی الف سین وغیرہ) یا اول اوس کی الف ہے پھر سین ہی ہے
اس لئے کہ اسکو ایک نادان اور طفل مکتب بھی جانتا ہے غرض یہ کہنا تو محض
لغو ہوتا اور اتنے بڑے اکابر کی شان سے بعید تھا کہ ایسی بات بیکار فرماتے
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سائل نے بھی یہ بات نہیں پوچھی تھی اسلئے کہ سائل بھی
اتنی بات سے تو ضرور واقف تھا پھر یہ جواب عبث بیکار اور بے فائدہ
ہوتا سوا سے ضرور ہوا کہ یون کہیں کہ معنی استوا کی معلوم ہیں اور یہی مراد ہے
دلیل چوتھی اگر استوا معلوم نہ ہوتا تو صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین اوس کا
اثبات کرتے جیسے کہ اقوال اون کے ہم اوپر بیان کر آئے ہیں پانچوین
باب میں کہ وہ قریب دو سو قولوں کے ہیں کہ سب دلالت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ
کی علو علی العرش پر اور اثبات نکرتے وہ اس آیت سے اس علو کو اور یہ بھی
سمجھتے کہ منکر اوس کا جہمی ہے اسلئے کہ کوئی اس آیت کے لفظون کا تو ہرگز
انکار نہیں کرتا دلیل پانچوین وہ ہے کہ جو اقوال اون بزرگون کے اوپر

گذرے ہین اون سب مین انھون نے تصریح کی ہے کہ ان آیتون
اور احادیث کے مثل جتنی آیات اور احادیث ہین سب مین کیفیت کی
نفی ضرور ہے اگر معنے مجہول ہوتے تو نفی کیفیت کی ہرگز اُنسے ایسی ج
نہ ہوتی جیسے کسی نے نہین کہا الم معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے
دلیل چھٹی یہ ہے کہ اگر استوا معلوم نہ ہوتا تو ابن عباس اوسکی استقرار
کے ساتھ تفسیر نہ فرماتے اور مجاہد علا وغیرہ سے تفسیر نکرتے نہ علو
اور صعود سے اور نہ نقل کرتے ائمہ حدیث اور مفسران تفاسیر کو اپنے
کتب مین **دلیل ساتوین** اگر معنی استوا کے معلوم نہ ہوتے ترجمہ اوسکا
زبان فارسی اور ہندی مین درست نہ ہوتا اور ترجمہ توراۃ کا زبان عبرانیہ مین
صحیح نہ ہوتا حالانکہ یہ صحیح ہے اور تمام اہل سنت کے نزدیک بلکہ تمام جہان
کے آگے بغیر انکار کے مشہور و معروف ہے **دلیل آٹھوین** اگر معنی استوا کے
معلوم نہ ہوتے اُتارنا قرآن آدمیون کی ہدایت کا سبب نہ ہوتا اور صحابہ کرام
علیہم الرضوان ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکے معنی دریافت کرتے
اور اسباب مین ضرور کوئی آیت نازل ہوتی کہ معنے اس آیت کی اور جو اسکے
مانند ہین سب مجہول ہین پس اس سوال نکرنے سے معلوم ہوا کہ استوا اور اسی طرح
اور باقی الفاظ صفات کی اون کے نزدیک معانی ظاہرہ پر محمول تھی بغیر تاویل
و تحریف کی اور اسی لئے یزید بن ہارون نے جہمیہ سے ڈرایا اور کہا کہ جسکے
دل مین یہ بات مقرر نہین ہوئی اور خوب نہین جمی کہ اللہ نے عرش پر استوا

کیا ہے جیسے عوام الناس کے دلون مین جا ہوا ہے تو وہ جہمی ہے اور یہ کلیہ مارا (یعنی ساری قرآن کا ہدایت ہونا) اوائل سور سے نہین ٹوٹتا اسلئے کہ حروف مقطعات ایسے الفاظ نہین ہین کہ جو عرب مین کسی معنی کے لئے وضع کئے گئے ہون بلکہ وہ ایسے حروف ہین جو صرف ہجے لگانے کے لئے مقرر ہوئے ہین اور اون سے کوئی اور غرض نہین سوا ترکیب الفاظ کے پس سوال کرنا اون کے معانی سے خلاف موضوع ہے اسلئے کہ وہ معانی کے لئے وضع ہی نہین کئے گئے **دلیل نوین** یہ ہے کہ سلف نے تصریح کی ہے کہ ان الفاظ کو جیسے آئے ہین ویسے ہی جاری کرو اور جاری کرنے سے مراد یہ نہین ہے کہ ان لفظون کو زبان سے کہتے رہو اسلئے کہ یہ امر تو مہمل اور بے معنے لفظون مین بھی ہو سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ مراد اون کی یہ ہے کہ ان لفظون کو اون کے معانی ظاہرہ کے ساتھہ جاری کرو بغیر تاویل کے اور سکوت کرو اون کی کیفیت سے جیسی کہ نقل کیا ہم نے ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ سے آگے **دلیل دسوین** اگر استوا وغیرہ کے کچھہ معنے نہ ہوتے تو اوس کا متشابہہ مین شمار کرنا صحیح نہ ہوتا اصولیون کے اصطلاح کے موافق اور ہرگز اوس کی تاویل کا وجود بھی نہ ہوتا اور والراسخون فی العلم پر وقف بھی صحیح نہ ہوتا اسلئے کہ لفظ مہمل کی کچھہ تاویل نہین ہوتی اور اگر کوئی کہے کہ استوا کی معنے ہونے سے یہہ تو لازم نہین آتا کہ وہ معنی معلوم ہی ہون اور یہی مقصود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب وجود معنی کا ثابت ہوا تو راسخین فی العلم نو اوسکو ضرور جانتے ہین اور بالاتفاق ثابت ہو چکا ہے کہ ابن عباس راسخین فی العلم

ہین ہین اور انہون نے استوا کی تفسیر نہیا استقر کیا ہے تو اوس کا ماننا ضرور ہوا اور یہی مقصود ہے **دلیل گیارہوین** اگر استوا معلوم نہوتا تو اوس کا صفت کہنا روانہ ہوتا حالانکہ استوا کی صفت الٰہی ہونے مین سب لوگ متفق ہین اور پھر یہ آیت استوا اور جو اسکے مانند ہین اسکو آیات صفات کہتے ہین اور یہہ امر ظاہر ہے کہ صفت ہونا اوس کا مقتضی ہے اس امر کا کہ اوس کی معنے معلوم ہون اور نہین تو اوس کی صفت ہونے پر جزم کیونکر ہوسکتا تھا مترجم کہتا ہے **دلیل بارہوین** بعض منکران استوا سے مروی ہے کہ انہون نے کہا مین چاہتا ہون کہ آیتہ الرحمن علی العرش استوی کو قران مین سے چھیل ڈالون پس اگر استوا کی معنی معلوم نہوتے تو منکرون کو اس سے عداوت کیون ہوتی اسلئے کہ کسی سے مروی نہین ہوا کہ مین الم کو چھیل ڈالون یا حم کو **دلیل تیرہوین** اگر استوا کی کچھہ معنی نہ ہوتے تو اس آیتہ کی بھی کچھہ معنی نہوتے واستوت علی الجودی یعنی ٹھہر گئی کشتی نوح علیہ السلام کی جودی پہاڑ پر اور اسی طرح حدیث کا یہ جملہ صحیح نہوتا فاستوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر یعنے قرار پکڑا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر اور یہ شعر بھی اہل لسان کا کچھہ معنے نرکہتا فاستوی بشر علی العراق الخ حالانکہ یہ محال ہے پس استوا کا بے معنے ہونا بھی محال **دلیل چودہوین** اگر استوا کی کچھہ معنے نہوتے تو اس آیت کی بھی کچھہ معنی نہ ہوتے سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم اسلئے کہ ذہ دونون کا ایک ہی ہے غرض دلائل اسکے بیحد ہین اور انکا

اس کا صریح مکابرہ بلکہ من قبیل جنون ہے **باب بارھواں** اس قول کی
تحقیق میں کہ جاری کرو متشابہات کو جیسے آئے ہیں اپنے ظاہر پر اور اقوال
علما میں جو اسباب میں وارد ہوئے ہیں اب ہمکو ضرور ہے کہ پہلے اون کے
اقوال نقل کریں پھر اون کے مراد کی تحقیق سو ہم کہتے ہیں کہ اوسی قسم میں سے ہے
جو مروی ہوا ابو احمد غسال سے اون کی سند سے محمد بن ایوب سے انہوں نے
روایت کی ہیثم بن خارجہ سے انہوں نے ولید بن مسلم سے کہ انہوں نے کہا
پوچھا میں نے اوزاعی اور مالک بن انس اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد سے
ان حدیثوں کو جن میں صفات ہیں تو انہوں نے فرمایا جاری کرو ان کو
جیسی آئے ہیں بلا کیف اور اوسی میں سے ہے جو روایت کی ترمذی نے
اپنے جامع میں کہ کہا ہے کتنی ہی اہل علم نے اس حدیث میں اور جو اس کی
مشابہ ہیں صفات کی حدیثوں سے اور نزول کی روایت کہ اوترتا ہے
پروردگار تعالی آسمان دنیا پر غرض ان سب روایتوں میں انہوں نے
کہا ہے کہ ہم ان کو ثابت کرتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں اور اون میں
کچھ وہم نہیں کرتے اور یہ نہیں کہا جاتا کہ صفات کیونکر ہیں اور مروی ہے
مالک اور ابو عبیدہ اور ابن مبارک سے کہ انہوں نے کہا ان حدیثوں کو
جاری کرو جیسے آئے ہیں بلا کیف اور اوسی میں سے ہے جو روایت کی
امام ذہبی نے اپنی اسناد سے کتاب العرش میں امام ابی الحسن علی بن عمر الدارقطنی
سے ایک قصیدہ کہ اوس میں کا ایک شعر یہ ہے شعر امر الحدیث علی وجہہ

ربا اتر حنوا فیہ ما یثبت ۔۔ ؟ + یعنے جاری کرو حدیث کو جیسے آئی ہے اور ایمن
کو لی تیری تنبا کی داخل نکرو اور اسی مین سے ہے جو کہا خطابی نے غنیہ مین
کہ مذہب سلف کا ان صفات کو ثابت کرتا ہے اور ان کا جاری کرنا انکی ظاہری
معنون پر اور نفی کرنا کیفیت کی اور اسی مین سے ہے جو آگے ہم نے ذکر کیا قول
ابن عبد البر کا کہ تمام اہل سنت صفتون کا اقرار کرتے ہین جو کتاب و سنت
مین وارد ہوئے ہین اور محمول کرتے ہین وہ ان سب صفتون کو حقیقت پر
نہ مجاز پر مگر اتنا ہے کہ اہون نے ان صفتون کی کچہہ کیفیت نہین بیان کی ہے
اور جہمیہ اور معتزلہ اور خوارج سب انکا انکار رکہتے ہین اور ان مین سے کسی کو حقیقت
پر محمول نہین جانتے اور کہتے ہین کہ جو ان کا اقرار کرے وہ مشبہہ ہے اور وہ
لوگ نزدیک مثبتان صفات کے نفی کرنے والے ہین معبود کی اور اسی قسم سے ہے
قول امام ابی القاسم اسمعیل بن محمد التیمی کا جو مولف ہین ترغیب و ترہیب کی اور انسے
کسی نے سوال کیا صفات الٰہی کا تو جواب دیا انہون نے کہ مذہب امام مالک
اور ثوری اور اوزاعی او شافعی اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور احمد بن حنبل اور
یحییٰ بن سعید اور عبد الرحمن بن مہدی اور اسحق بن راہویہ کا یہ ہے کہ یہ سب
صفتین جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے ثابت کیا یا اوسکے رسول نے
بیان کیا ہین سمع و بصر و وجہ و ید ہین اور تمامی اوصاف اوس تعالیٰ کے اپنے
معنی ظاہری پر محمول ہین جو معنی معروف و مشہور ہین بغیر اوس کیفیت کے جو
وہم مین آوے اور بغیر تشبیہ و تاویل کے اور سفیان بن عیینہ نے کہا جن چیزون

سے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا وصف کیا ہے پس تلاوت اوسکی یہی
تفسیر ہے یعنی اون کو ظاہر سے مجاز کی طرف پھیرنا کسی طرح کسی تاویل کیساتھ
روا نہیں اور اسی میں سے ہے جو آگے بیان کیا ہم نے قاضی ابی یعلی
سے کہ انہوں نے ابطال التاویل میں لکھا واجب ہے حمل کرنا [illegible] کا اوسکے
ظاہر پر۔ اور اوسی میں سے ہے جو آگے بیان کیا ہم نے [illegible] سے کہ انہوں نے
کہا ہے کہ ائمہ سلف اس طرف گئے ہیں کہ باز رہنا چاہئے تاویل سے اور جاری
کرنا چاہئے ظواہر صفات کو اور موارد [illegible] کے اور اوسی میں سے ہے
جو آگے بیان کیا ہم نے شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی سے کہ انہوں نے
لکھا ہم اقرار کرتے ہیں کہ آیات صفات کے اور احادیث اوسکے محمول ہیں
اپنے ظاہر پر۔ اور اوسی میں سے ہے جو آگے لکھا ہم نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ
کی طرف سے کہ انہوں نے لکھا کہ ربیعہ اور مالک کا قول اور باقی لوگوں کا
قول بھی یہی ہے کہ جاری کرو ان کو جیسے آئی ہیں بلا کیف اور نفی کی ان
لوگوں نے کیفیت کے علم کی اور نہیں نفی کی حقیقت صفت کی۔ اور اوسی میں سے ہے
یہ جو لکھا بغوی نے معالم التنزیل میں کہ کہا ائمہ سلف اور اہل سنت نے ایسی
صفتوں میں کہ جاری کرو اون کو جیسی آئی ہیں بلا کیف اور اوسی میں سے ہے
جو لکھا بیہقی نے اور اونہیں سے منقول ہیں [illegible] وہ ہیں جو بنص کتاب و سنت کے
ثابت ہوئی ہیں جیسے ید و وجہ و عین یہ اللہ کی صفات ذات میں سے ہیں اور
جیسے استوا اور اوترنا اور آنا اوسکے صفات فعل میں سے ہیں پس [illegible]

۵۰

اثبات ان صفتون کا اللہ تعالی کے لئے بسبب ثابت ہونے حدیثون کے ساتھہ ان صفتون کے اسی طرح سے کہ نفی ہے اوس کے ساتھہ تشبیہ کو اور اوسی مین سے ہے جو کہا ملا علی قاری نے شمس الائمہ سے کہ متشابہ آیتون اور حدیثون مین واجب ہے کہ جاری کرو اوسکو اپنے ظاہر پر اور سپرد کرے اوسکی علم کو اللہ تعالی کی طرف اور پاک جانے باری تعالی کو جارحہ سے اور صفات محدثہ کے مشابہت سے اور اوسی مین سے ہے جو کہا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب فوز الکبیر مین اور اپنے وصایا مین جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جیسے متکلمین لوگ متشابہات کے تاویل مین تفریط کرتے ہین (یعنی تاویل کر کے اللہ کی صفتون کو باطل کرتے ہین) اور اوس مین غلو کرتے ہین وہ میرا مذہب نہین ہے بلکہ میرا مذہب وہ ہے جو مذہب ہے امام مالک اور ثوری اور ابن مبارک اور تمام قدما کا اور وہ یہی ہے کہ جاری کرنا متشابہات کا اون کے ظاہر پر اور ترک کرنا اون مین خوض کرنے کو اور اوسی مین سے ہے جو کہا شیخ محمد فاخر الہ آبادی نے اپنے رسالہ نجاتیہ مین کہ نصوص کتاب و سنت کے محمول ہین اپنے ظاہر پر اور جائز ہے بولنا اون کا (یعنی یہ کہنا کہ اللہ کے ہاتھہ ہین آنکھہ ہین وغیرہ وغیرہ) اور جائز ہے اعتقاد رکہنا اون پر اور حق مین وہم ہوتا ہے جسمیت کا واجب ہے اون مین ظاہر معنے کا اعتقاد رکہنا اور اون کے لازم معنا دوسرے بیچ ہرگز نا ضرور ہے آخر قول تک اور اسمین انہون نے ایک گفتگو کی دراز

کی ہے اور اسی قسم سے ہے جو بہت سے اقوال گذر چکے ہین ہمارے
پانچوین باب مین کہ اوسکی دوبارہ بیان کرنے مین بہت طول ہے
اون کے مطلب کی سو وہی ہے جو بیان کر چکے ہین ہم اوس باب مین جو اس
سے پہلے ہی کہ مراد جاری کرنے سے یہ نہین ہے کہ اون کے لفظون کو
جاری کرنا اسلئے کہ یہ امر تو اس قسم کے ساتھہ خاص نہین بلکہ یہ تو اوائل سورۃ میں
ہوتا ہے جس مین کسی طرح کے معنی ہی نہین بلکہ واجب ہے کہ مراد اونکی اس
جاری کرنے سے یہی ہو کہ یہ نصوص اپنے معانی ظاہرہ پر ہین مع قطع نظر کے
کیفیت سے اور یہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ جب ارادہ کرین ہم ہاتہ اور
ظاہر کو تو لازم آتا ہے اوس سے اثبات جوارح کا اللہ تعالی کے لئے اور
ہو جاتا ہے اور جسم کا ہونا باتفاق اہل سنت باطل ہے اس لئے کہ ہم اس لازم
ہونے کو باطل کہتے ہین اور جسم کا لازم ہونا جب ہوتا کہ ہم یون کہتے کہ ہاتہ
اللہ کا مثل مخلوق کے ہاتہ کے ہے اور ہم یہ تو نہین کہتے بلکہ ہم اتنا ہی کہتے ہین
کہ وہ ایک جہت ہے ذات کی جہات کمال کی اور ذات پاک اوس تعالی کی
مخلوقات سے مشابہہ نہین کسی صفت مین اور اسی طرح اوس کی جہات کمال بھی
اور ایسی ہے اوس کی تمام صفات ہین اور یہ کہنا کہ اوسکو ہاتہ ہے یا آنکھہ ہے
یہ تو بعینہ ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ اللہ سمیع و بصیر ہے پہر دوسرا (منکر
صفات) کوئی کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالی سمیع و بصیر ہوتا تو لازم آتا کہ اوسکے لئے
کان اور آنکہہ ہوا اور اس سے لازم آتا ہے ثبوت جوارح کا اور ثبوت جسم کا

تو اوس کا جواب (ثبوت صفات کی طرف سے) یہی ہوگا کہ یہ لازم آنا
باطل اور ممنوع ہے اور سننا دیکھنا اپنی معانی ظاہرہ پر محمول ہین اور اس لزوم
کے خوف سے اوسمین تاویل نہین کی جاتی یہی حال ہے استوا کا اور اسی وجہ سے
کہا گیا ہے کہ سمع و بصر و استوا مین کوئی فرق نہین ہے اور بہید اوسمین
بھی ہے جو ہم نے آگے بیان کیا یعنے لزوم جب ہی ہوتا ہے کہ جب کسی
کیفیت مخصوص کو ثابت کرین جو مخلوقات کے ساتھ خاص ہو نہ اس صورت
مین کہ فقط معنی لغوی پر قناعت کرین سو تم اس مین غور کرلو کہ منصف کو
کافی ہے **باب تیرہوان** اون لوگون کے تحقیق اقوال مین جنہون نے
لکہا ہے کہ یہہ نصوص ظاہر سے پہیر گئی ہین اور اس بیان مین کہ ظواہر سے
اون کی مراد کیا ہے جاننا چاہئے کہ متاخرین مین سے بعضون نے یہہ
بخیال کیا ہے کہ اللہ تعالی اون صفتون کے ظاہر سے جو شرع مین وارد
ہوئے ہین منزہ ہے جیسے ید و وجہ و قدم و عین و جنب و استواء
اور نزول وغیرہ مین کہ نصوص شرعیہ مین وارد ہو چکے ہین غرض ان سبکو
واجب ہے کہ ظاہر سے پہیر دیوین اور اون کے ایسے معنی مراد لین جو اللہ تعالی
کے جلال و بزرگی کے لایق ہون اور انہی لوگون مین سے ہین نووی کہ انہون نے
اپنی شرح مسلم مین اس حدیث کی ذیل مین لکہا ہے ان اللہ یمسک السموات
علی اصبع یعنی اللہ تعالی لے لیوےگا آسمانون کو اپنی ایک انگلی پر اتنے کہ
یہہ حدیث احادیث صفات مین سے ہے اور اس مین آگے دو مذہب

بیان ہو چکے ہین ایک تاویل کا اور دوسری تاویل سے باز رہنے کا اور ایمان لانے کا اعتقاد کرنے کا کہ ظاہر ان کا مراد نہین ہے یہان تک کہ انہون نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد اصابع سے بعض مخلوقات الٰہی ہون اور یہہ غیر ممتنع ہے اور مقصود یہہ ہے کہ ہاتہہ جو بمعنی جارحہ ہے وہ محال ہے پہر اسکے بعد ایک تقریر طویل ذکر کی قاضی عیاض کی اور کہا کہ اللہ ہے خوب جانتا ہے جو مراد ہے اوسکے نبی کی ان احادیث سے اور یہہ مشکل ہین اور ہم ایمان لاتے ہین اللہ تعالی پر اور اوسکے صفتون پر اور اوسکو مشابہہ نہین جانتے ہین کسی چیز کے ساتہہ اور فرمایا ہے اوسنے لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اور جو کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو آپ سے ثابت ہوا ہے سب حق ہے اور سچ ہے پہر جو ہماری سمجہہ مین آوے وہ اللہ کا فضل ہے اور جو ہم سے پوشیدہ رہے اوسپر ہم ایمان لاتے ہین اور اوس کا علم اللہ پاک کو سونپتے ہین اور حمل کرتے ہین اون لفظون کو اوسی پر جیسے محمول ہوتا ہے زبان عرب مین جسکے ساتہہ ہم سے خطاب کیا گیا ہے اور یقین جانتے ہین ہم اوسکے معنی کو بعد اسکے کہ منزہ جانتے ہین اللہ تعالی کو اوسکی ظاہر سے جو اوس کی جناب کے لایق نہین اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نزول کی شرح مین کہا ہے کہ ایمان لایا جاتا ہے اسپر کہ یہہ حق ہے جس طرح کہ لایق ہووے اللہ پاک کے اور ظاہر اوس کا جو ہمارے حق مین متعارف ہے وہ مراد نہین اور اوسکی تاویل (یعنی حقیقت مین اوسکی) کلام نکیا جاوے

اور اعتقاد رکھا جاوے کہ اللہ تعالی پاک ہے صفات مخلوق کی جیسے اترنا اور

انتقال اور حرکات سے اور تمام صفات خلق سے (مترجم کہتا ہے کہ خلاصہ

یہہ ہے کہ نووی نے اللہ رحمت کرے اون پر صاف اشارہ کر دیا کہ ظاہر

دو ہین ایک لفظ کے ظاہر معنی لغوی دوسری وہ ظاہر جو ہمارے

حق مین متعارف ہے اور اسے دوسری ظاہر سے تنزیہ اللہ پاک کی

ضرور ہے نہ مطلق ظاہر سے) اور اسی قسم سے ہے جو ذکر کیا علامہ

یعقوب بنانی نے اپنی شرح بخاری مین جس کا نام خیر الجاری ہے

اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین کہ ظواہر ان آیتون کے غیر مراد ہین

اور مذہب ملاحدہ کا وہی ہے جو سمجھا جاتا ہے ظاہر متشابہات سے

بغیر تاویل کے (یہان بھی ظاہر سے وہی ظاہر مراد ہے جو ہمارے حق مین

متعارف ہے) اور کہا ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ مین کہ معلوم

ہوتا ہے کہ دونو مذہب متفق ہین پہیرنے مین ان ظواہر کے جیسے آنا اور

صورت اور شخص اور پیر اور قدم اور ہاتہہ اور مونہہ اور غضب اور رحمت

اور استوا اور آسمان پر ہونا وغیرہ مین ظاہر سے اس وجہہ سے کہ لازم

آتے ہین اس سے ایسی محالات جو یقینا باطل ہین اور ایسی چیزین لازم

آتی ہین جو مکفر ہین بالاجماع اسی لئے تمام سلف و خلف مجبور ہوئی ہین

اس لفظون کے پہیرنے کی طرف ظاہر سے اور اعتقاد کرنے والی ہین

وہ اللہ سبحانہ کے ساتہہ جو لائق ہے اوسکے جلال و عظمت کے بغیر اسکے کہ

۵۵۵

وہ تاویل کرین ان کی دوسری چیز سے اور بھی مذہب ہے اکثر جہلو نکا
اور یہہ تاویل مفصل ہے اور سیوطی نے اتقان مین کہا ہے کہ جمہور اہل سنت
کہ ان مین سلف بھی ہین اور خلف بھی وہ سب کے سب ایمان لاتے ہین
اسپر اور معانی مقصودہ اوسکے سونپتے ہین اللہ پاک کی طرف اور یہ
کہتے ہین کہ اوسکی تفسیر نکرنی چاہیئے اور اوس کی حقیقت سے منزہ سمجھنا چاہیئے
اللہ پاک کو اور قرطبی نے کہا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ مذہب سلف کا یہ ہے
کہ تعرض نکرین اسکی تاویل کے طرف اور یقین کرین کہ محال ہے ظاہر اوسکا
اور نیز وہ کہتے ہین کہ جاری رکھو ان کو جیسے آئے ہین فقط یہہ قرطبی متاخر
ہین اون قرطبی سے جنھون وفات پائی ہے سن دو سو چھتر مین اور اونکی
ایک تفسیر ہے کہ نقل کیا ہم نے اوس سے پہلے اور اسی طرح اور متاخرین کے
اقوال بھی ہین کہ اون مین ایک دوسرے کا مقتدی ہو گیا ہے چنانچہ
ملا علی قاری تابع ہے سیوطی کا اور سیوطی تابع ہے ابن حجر اور بنا نے کا
اور یہ دونو تابع ہین نووی اور قرطبی کے اور پوشیدہ نہ ہے کہ مراد
نووی اور قرطبی کی نفی ظاہر سے وہ ظاہر ہے جو متعارف ہے ہمارے حق مین
اور کیفیت مخصوصہ رکہتا ہے نہ وہ ظاہر جو معنی لغوی ہے اور دلالت
کرتے ہین اس پر کئی وجہین اوّل یہ کہ نووی نے خود کہا ہے دوسری
جگہہ مین کہ ظاہر مقید ہے اور کہا ہے کہ ظاہر جو معروف ہے ہماری حق مین وہ
مراد نہین ہے اور بعد تنزیہ حق سبحانہ کے کہا ہے کہ وہ منزہ ہے اوسا

ظاہر سے جو لایق نہین ہے اوس سبحانہ تعالی کے اور لکھا ہے کہ مقصود
یہہ ہے کہ یدجارحہ محال ہے اور اس مین شک نہین کہ مطلق محمول ہوتا ہے
مقید پر پہر جہان کہین لفظ ظاہر کا مطلق آوے گا اوس سے وہی ظاہر مراد
ہوگا جو ہمارے حق مین متعارف و مشہور ہے اور تکییف بکیفیات جسمیہ ہے
اور خاص ہی ہمارے ساتھ اور اس مین شک نہین کہ اللہ پاک اس سے
منزہ ہے اور اس ظاہر سے پاک ہے اور غرض یہہ ہے کہ ظاہر سے یہان
ظاہر لغوی مراد نہین اور نہ اوس کی نفی مقصود ہے اور قرطبی نے اس
تفسیر مین دوسری جگہ کہا ہے جسکو ہم نے آگے بیان کردیا ہے کہ استوا کے
معنی معلوم ہین لغت مین اور وہ علو اور استقرار ہے اور سلف اول نے
کہا ہے کہ جہت اللہ تعالی کے لئے ثابت ہے جیسا اوس کی کتاب مین
وارد ہوا ہے اور جیسے اوسکے رسولون نے خبر دی ہے اور سلف مین
سے کسی نے اس علو کی نفی نہین کی اور نہ یہہ کہا کہ وہ اپنے عرش پر مستوی نہین
حقیقۃً اور انہا ہی ہے کہ انہون نے کیفیت کو اس استوا کی مجہول کہا ہے کہ
حقیقت مین کوئی نہین جانتا اور اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ مقصود
اون کا بھی یہہ ہے کہ محال وہی ظاہر ہے جو ہمارے حق مین متعارف ہے اور
تکییف بکیفیات مخصوصہ ہے نہ وہ ظاہر جو معنی لغوی کے رو سے ہے اور نہین تو
ان کے قولون مین تناقض لازم آتا ہے اور اوسی مین سے ہے جو گذرے ہین
تیرھوین اور بارھوین باب مین اقوال کثیرہ سلف و خلف سے کہ وہ سب دلالت

۵۵۷

کرتے ہین کہ یہ نصوص جاری ہوئے ہین اپنی ظواہر پر اور معنے اون کے
معلوم ہین تو اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ پچھلون کے کلام مین جو آیا ہے
کہ ان نصوص کو ظاہر سے پھیرنا چاہیے تو اس کی تاویل ضرور ہے اور تاویل
یہی ہے کہ ان کی مراد ظاہر سے بھی ظاہر ہے جو ہمارے حق مین متعارف ہے
اور کیف بکیفیت مخصوصہ ہے اور قرطبی متقدم نے لکھا ہے کہ جو صفات اللہ
مین سے وارد ہوئے ہین اون کو جاری کرنا چاہیے اپنی ظواہر پر اور اگر
اس کی تاویل نکرین اور یہی مراد لین کہ ان نصوص کو ظاہر معنی لغوی سے
پھیرنا ضرور ہے تو بلا وجہ اون بزرگون کے کلام مین جو سلف خلف مین
بہت ہین تناقض لازم آتا ہے پس اس مقام مین نووی اور قرطبی کے
کے کلام کو معتبر نہین جان سکتی ہاسلئے کہ وہ مخالف ہے اکثر ائمہ کے اور علی الخصوص
اس وقت مین اور بھی کہ جب اون کا ایسا محمل صحیح ملتا ہو جس مین اون کا
کلام تمام ائمہ کے کلام کے موافق ہو جاتا ہو پھر کیا ضرور ہے کہ ہم ان دونون کے
کلام سے ایسی معنے لین جو مخالف ہو اور ائمہ کے اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ
بارہوین باب مین بہت سے دلائل ذکر کر چکے ہین اسپر کہ معنی استوا کی معلوم ہین
اور کیفیت مجہول ہے تو اب ضرور ہوا کہ ان کے کلام کو ایسی معنون مین اوتارین
جو اون اقوال کے مطابق ہوون اور یہ نہین ہو سکتا جب تک کہ ہم ظاہر سے
وہی ظاہر مراد نہ لین جو ہمارے حق مین مشہور و متعارف ہین نہ ظاہر لغوی اور
امام شہرستانی نے بھی ملل مین ظاہر کی یہی معنے کہے ہین چنانچہ کہا ہے

کہ مشبہ نے جاری کیا ان استوا و ید و وجہ کو الخ ظاہر پر یعنے او سپر جو اطلاقات
کے وقت جسمیت سمجھا جاتا ہے اور اوسکے بعد پھر کہا کہ انہون نے جاری کیا
ان صفات کو اون معنون پر جو مشہور ہین اجسام کے صفات مین سے جو وجود ہوا ان بات
سلف کے کنارہ کرنے مین تاویل سے اور کنارہ کرنے مین علم کلام مین گھسنے سے
اور وجہ اس کی کہ اسلام مین مقالات فلسفہ کیونکر پھیل گئی اور اس قسم کی
بعض اقوال ہم نے مقدمہ کتاب مین ذکر کر دیے ہین اور اون کے دوبارہ
ذکر کرنے کا کوئی مضائقہ نہین کہ اس مین ذہنون کی آزمایش ہے اور مشتاقون
کی آسایش اور کلام کی آرایش اور عوام کی فہمایش تو اب جاننا چاہیے کہ پہلے سلف
کے لوگ صحابہ و تابعین مین سے سب کے سب کنارہ کرتے تھے اور دور رہا کئے اوس علم
سے کتاب و سنت کے سوا ہوتا تھا اور ساری کوششین اپنی اسی مین خرچ کرتے تھے
کہ معانی کتاب اللہ کے دریافت کرین یا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کرکے یا خود کوشش و اجتہاد کرکے اور ایسی ہی روایت حدیث مین
سعی کرتے تھے کہ وہ آپس مین جاری ہوا اور جب اون مین کوئی اختلاف ہوتا تھا تو
کتاب و سنت ہی پر تکیہ اور اعتماد کرتے تھے اور کسی طرح کی تاویل و تحریف
ان مین نکرتے تھے اور اون کو اسی امر پر مستقیم پایا اور ہمیشہ اسی طریقہ پر قایم
رہے یہانتک کہ آخر ایام صحابہ مین بدعت معبد جہنی کی نکلی اور غیلان دمشقی
اور یونس اسواری کی وہ قدر مین گفتگو کرنے لگی اور خیر و شر کو اللہ پاک کی
طرف منسوب کرنے سے منکر ہو بیٹھے اور انھی کے طریق پر قدم بقدم واصل بن عطاء

یعنی معتزلہ چلنے لگا جو شاگرد تھا امام حسن بصری کا یہانتک کہ اون سے بھی معتزل (یعنے جدا ہو گیا) اور اوس کے ساتھ والے معتزلہ مشہور ہوئے پھر اوسکے بعد سردار معتزلہ کے کتب فلاسفہ کا مطالعہ کرنے لگے جب اون کتابون کے ترجمہ ہوئے مامون رشید کے زمانہ مین بس اس سے اون کے باتین علم کلام کی باتون مین مل گئین اور یہ سب مل ملا کر ایک فن علم جداگانہ ہو گیا جسکا نام علم کلام ہے پھر اس علم پر انکار کیا ائمہ نے اوس زمانہ مین جیسے ابی حنیفہ اور مالک اور شافعی اور ابی یوسف قاضی اور جو اون کے بعد تھے محدثین سے جیسے احمد بن حنبل اور داؤد اصفہانی اور جو اون کے اتباع تھے محدثین مین سے غرض ان سب نے طعن و تشنیع کی اس فن پر اور بہت برا جانا اوسکو جو اس مین مشغول ہو یہانتک کہ ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قدریہ اس امت کی مجوس ہیں اور جب اون سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ جو کلام مین سے عرض جسم وغیرہ خوض کرتے ہین ان کو آپ کیا فرماتے ہین تو انھون نے فرمایا کہ یہہ باتین فلاسفہ کی ہین اور تم لازم پکڑو آثار کو اور طریقہ سلف کو اور بہت بچو ہر محدث سے اسلئے کہ وہ بدعت ہے اور انہون نے فرمایا کہ یہ باتین فلاسفہ کی ہین اور تم لازم پکڑو آثار کو اور طریقہ سلف کو اور بہت بچو ہر محدث شئے سے اسلئے کہ وہ بدعت ہے اور انہون نے فرمایا اللہ ہلاک کرے عمرو بن عبید کو کہ اوسنے کھولدیا لوگون کے اوپر دروازہ خوض کرنے کا کلام مین جو اون کے کلام مین آتا اور ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی جو اون کے بڑے شاگرد ہین انہون نے

٥٦٠

جب کلام کیا بشر مریسی سے جو شیخ ہے معتزلہ کا تو فرمایا کہ علم کلام
کا جہل ہے اور نجاننا علم کلام کا یہی علم ہے اور یہہ بھی فرمایا کہ جسنے
طلب کیا علم کو کلام کی راہ سے وہ زندیق ہوگیا (مراد کلام سے یہی
علوم فلاسفہ ہین جیسے منطق وغیرہ) اور نماز جائز نہین پیچھے علم کلام
والے کے اگرچہ وہ حق بات بھی کہے اسلئے کہ وہ بدعتی ہے اور نماز
بدعتی کے پیچھے روا نہین اور امام شافعی نے فرمایا جب تم کسیکو کہتے ہوے
دیکھو کہ اسم غیر مسمے ہے تو گواہی دو اوسکے لئے کہ وہ زندیق ہے
اور ایک روایت مین ہے کہ گواہی دو کہ وہ اہل کلام مین سے ہے اور
بے دین ہے اور کہا اگر لوگ معلوم کرین کہ اس کلام مین کسقدر ہواے
نفسانی بھری ہوئی ہین تو اوس سے ایسا بہاگین جیسے شیر سے اور فرمایا
امام شافعی نے کہ سیکھنا علم کلام کا حرام ہے اور بدعت ہے اور ابو عبیدہ نے
نے کہا کہ مین نے امام شافعی سے سنا جبدن اونہون نے حفص فرد سے
مناظرہ کیا اور وہ شیوخ معتزلہ مین سے تھا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ
مین جانتا ہون کہ اگر انسان اللہ پاک سے ملے تمام گناہون کو لیکر سوا
شرک کے تو بہتر ہے کہ ملے علم کلام مین سے کچھ تھوڑا سا بھی لیکر (یعنی
سوا شرک کے جتنی گناہ ہین اون سب سے علم کلام بدتر ہے) اور مین نے
حفص سے ایسی نالایق بات سنی کہ اوسکے بیان کرنے کی مجھے طاقت
نہین اور یہ بھی کہا کہ مینے اہل کلام مین وہ وہ خرابیان دیکھین کہ جسکا

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم

کلام خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

ہیئیگی کہ ان سبکی نہ تہا اور بندہ تمام منہیات شرعیہ مین مبتلا رہے جس سے
اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے سوا شرک کے تو بہتر ہے کہ علم کلام مین نظر کرے
(یعنی گناہ کبیرہ شراب پینا زنا کرنا حرام خوری قتل ناحق ان سب گناہون سے
علم کلام مین دیکہنا برا ہے) اور کرابیسی سے مروی ہے کہ امام شافعی سے
کسی نے بات کلام کی پوچہے تو وہ غصہ ہوگئے اور فرمایا کہ ایسی باتین حفص
فرد سے پوچہے جاتے ہین اور اوس کے رفیقون سے اللہ اونکو ذلیل و
خوار کرے اور جب امام شافعی بیمار ہوئے تو حفص فرد اون کے پاس آیا تو
اونہون نے پوچہا کون ہے حفص نے کہا حفص فرد آپ نے فرمایا اللہ تعالے
نہ تیری حفاظت کرے نہ رعایت کرے جب تک تو اس علم سے توبہ نکرے
اور زعفرانی نے فرمایا کہ امام شافعی نے فرمایا میرا فتوے اصحاب کلام کے
بارہ مین یہہ ہے کہ وہ چہڑیون سے مارے جاوین اور گلیون مین پہرائے جاوین
اور محلون مین اور کہا جاوے کہ یہہ سزا ہے اوس نابکار کی جسنے چہوڑا کتاب
و سنت کو اور پکڑا کلام کو اور فرمایا امام مالک نے کہ درست نہین ہی شہادت
اور گواہی اہل بدعت اور اہل ہوا کے اور اون کے بعض شاگردون نے اسکی
تاویل یہی کی ہے کہ مراد اہل ہوا سے اہل کلام ہین کسی مذہب کے ہون۔ اور
اوہون نے فرمایا ان اہل کلام کا (یعنی منطقی لوگون کا) یہ حال ہے کہ اگر کوئی
اون سے ٹہکر جہگاڑ لے تو اپنا دین چہوڑ دیتے ہین (اور اوسکی بات قبول
کر لیتے ہین) غرض ہر روز ان کا نیا دین ہوتا ہے غرض یہ ہے کہ باتین

ان جہگاڑ لوگون کے قوت وضعف مین متفاوت ہوتی ہین اور زیادت اور سند مین فرق رکھتے ہین اور فرمایا امام احمد نے علمار کلام زنادقہ ہین اور فرمایا کہ اہل کلام کبھی سیدھی راہ پر نہین آسکتی اور جب تو کسی ایسی شخص کو پاوے گا جسنے علم کلام مین نظر کی ہے تو ضرور اوسکے دل مین فساد ہوگا (یعنی کسی قسم کی بدعقیدگی کتاب وسنت سے بدگمانی اہل شرایع کی تحقیر وغیرہ) اور بہت اون کے مذمت کی اور اونکو برا کہا یہانتک مبالغہ کیا کہ حارث محاسبی کو چھوڑدیا اور اون سے ملاقات ترک کردی حالانکہ وہ بڑے زاہد اور متورع تھے اور اس سبب سے اون کو چھوڑدیا کہ انہون نے ایک کتاب تصنیف کی تھی بدعت کی رد مین اور امام احمد نے فرمایا خرابی ہو تیری تو اون کی بدعت کو نقل کرتا ہے پہلے پہر اون پر رد کرتا ہے تو گویا لوگون کو اپنی تصنیف سے مستعد کرتا ہے اون کے بدعت دیکہنے پر اور اون مین غور اور فکر کرنے پر اور اون کے شبہون کے دیکہنے پر اور یہہ امر لوگون کو کہینچتا ہے طرف رائے کے اور طرف بحث وتفتیش کرنے کے اور رغبت دیتا ہے اون کو فتنہ کی اور ابوالمظفر نے کہا ہے کہ امام احمد اور اون کے اتباع نے حرام کہا ہے بحث اور تفتیش کرنے کو امور غامضہ مین اور برا جانتا ہے اہل کلام کو اور برا جانا ہی خوض اور تنازع کو مگر اونہی باتون مین غور بہتر ہے جنکا علم آچکا ہے اور اللہ کے رسول نے اوسکو بیان فرمادیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور چھوڑدے امام احمد نے ملاقات حسین کرابیسی کی باوجود اسکی کہ اون کو بڑا تبحر تھا حدیث اور فقہ مین اسلیئے کہ

انہون نے غوض کیا تھا اس مسئلہ مین کہ قرآن مخلوق ہے اور فرمایا
امام صاحب نے کہ کبھی نجات نہ پاوینگے اصحاب کلام ذکر کیا ہے ذہبی نے
سیر النبلا مین اور میزان مین ہے کہ کرابیسی کہتی تھی کہ کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے
اور میرے زبان سے جو نکلتا ہے وہ مخلوق ہے پس اگر اس سے انہون نے
صرف اپنا تلفظ مراد لیا تو صحیح ہے اسلئے کہ افعال ہماری مخلوق ہین اور اگر
اس سے ملفوظ کو مراد لیا ہو تو یہ وہی بات ہے جسکو برا جانتے ہین امام احمد
اور تمام سنت کے لوگ اور اسی کا نام جہمی ہونا ہے اور لوگون نے بہت غصہ
کیا ہے حسین کرابیسی پر اسلئے کہ انہون نے کچھ کلام کیا تھا امام احمد مین۔
(معاذ اللہ من ذلک) یہانتک کہ برا کہا اونکو یحیی بن معین نے اسلئے
کہ انہون نے جرح کی امام احمد پر اور کہا کہ اوسکی مار پیٹ کرنے کی ضرورت ہے
اور امام شہرستانی نے ملل و نحل مین لکھا ہے کہ معتزلہ اور جہمیہ اور سلف کے لوگون مین
ہمیشہ اختلاف رہا صفات اللہ مین اور سلف کے لوگ ہمیشہ اون سے مناظرہ
کرتے چلے آئے ہین اون صفات کے لئے نہ قانون کلامی کے طور پر
بلکہ قول اقناعی کے طور پر اور وہ لوگ ان سلف والون کو صفاتیہ کہتے تھے
اور سلف کے لوگ نہایت سخت رد کرتے تھے اسلئے اون پر اور اون کو سخت
بدعتی کہتے تھے پھر جب ایسے اقوال ہون ائمہ اور مجتہدین کے علمائے راسخین
مین سے کلام کے برائی مین اور اونمین سے بعضون نے اوسکو حرام و بدعت کہا ہو اور
سوا شرک کے سب گناہون سے بڑھکر کہا ہو تو جن متاخرین نے اپنی تمام عمر

اوسی مین تضییع کی اوقات وان فلسفہ اور مباحث کلامیہ مین اوقات خراب کی اور پہر اس میانی مین یہہ خیال کیا کہ مین حق پر ہون اور جسمین مشغول ہون یہہ دنیا و آخرت مین بہتر ہے اور باعث فوز و فلاح و نجات و نجاح ہے تو انکی جہل مرکب کی کچہہ انتہا ہے اور بلا شبہہ وہ کلام ائمہ سے غافل محض ہین یہہ متاخرین مین سے ہین اور متاخرین ہمارے زمانہ کے ہین اللہ اون کو ہدایت دے اون لوگون نے تو اپنی حماقت اور بلادت سے سمجہہ رکہا ہے کہ جو لوگ علوم جدلیہ اور علم کلام مین خوض کر رہے ہین یہہ علمائے دین ہین اور گمان کیا ہے انہون نے یہہ ورثۃ الانبیا ہین (حالانکہ وہ ورثۃ الاشقیا اور ترکۃ الاغبیا ہین) اور اعتقاد کیا ہے انہون نے ایسی باتون پر جن پر اون کی رائے لگی ہے اور اگرچہ وہ اون کی محض رائے ہو اور ایک دلیل بہی وہ کتاب و سنت سے اوسپر نہ رکہتے ہون اور اپنے مدح اور فخر مین انتہا سے مبالغہ کرتے ہین اور اپنے لوگون کو علمائے سلف پر ترجیح دیتے ہین جو اپنے ذہنون کو صاف و پاک رکہتے تہے علم کلام سے اور مشغول تہے کتاب و سنت کے ساتہہ غرض ہزار ہا افسوس ہین کہ ان کی عقلون پر کیسے پردے پڑ گئے ہین ضلالت اور گمراہی کے اور یہہ کم بخت نہین جانتے کہ سلف کے لوگون کے تابعداری اولی ہے اور وہ امام اور پیشوا تہے خلق کے ہم اللہ تعالی سے یہی توفیق مانگتے ہین کہ ہمکو ان کا اتباع نصیب کرے اور اپنی سلف کی اقتدا پر بارے اور ہوا سے نفسانی اور ہوا سے شیطانی اور اقوال فاسدہ اور عقائد کاسدہ سے محفوظ رکہے جو روز بروز

۵۶۵

یون آپ نے فرمایا اون کا مطلب یہہ تہا کہ فقط اسیکی ذات پاک کا دہیان کرو کسی مخلوق کا دہیان نہو اوس وقت اسیکی حالت تہی اپنی حالت کے موافق بیان فرمایا اور یہہ ہرگز نہین سمجہنا چاہئے کہ حضرت

پہیلتے جاتے ہین اور ایک کے بعد ایک نکلتے آتے ہین اور یہ زمانہ تو ایسا پُر
کہو ہے رد فتن اور آفات و محن سے پر ہوگیا ہے ہر ایک اس وقت مین فلسفی ہوکر
گرگ کہن اور مجمع فتن ہو رہا ہے یہان تک کہ ہم دیکہتے ہین اکثر لوگون کو
نصوص شرعیہ کا صراحتاً انکار کرتے ہین اور تاویلات ملاحدہ سے اون کو
بالکل تغیر ایا چاہتے ہین اور وجود جن وجود شیطان اور وجود ملئکہ اور وجود
آدم وحوا اور جنت ونار وعرش وکرسی اور لوح وقلم کا سراپا انکار کرتے ہین
اور یہ لوگ ہرگز دائرہ اسلام اور زمرۂ مسلمانون مین سے نہین ہین اور حکم
اون کا مرتدین کا ہے اوس مین کسی قسم کا شک وشبہ نہین ہے اور قتل و
قمع اون کا مسلمانون پر واجب ہے پیدر ہوان باب اس بیان مین کہ
جس نے پہلے مخالفت کی معنی استوا مین تمام سلف سے وہ جعد بن درہم اور جہم بن
صفوان تہا اور اس باب مین اقوال جہم کے اور کیفیت و احوال اوس کا مذکور ہے
جاننا چاہیے کہ سلف رحمہم اللہ سب کے سب متفق تہے کہ اللہ پاک جل جلالہ اپنی
ذات مقدس سے عرش اعلےٰ کے اوپر ہے اور عرش اوس کا آسمانون کے
اوپر ہے اور وہ قریب ہے ہر چیز سے اپنی علم کی رو سے بلکہ یہود ونصاریٰ
اور تمام ارباب ملل سماویہ اسی کے قائل تہے اور اس مین اون کے درمیان کسی
طرح کا اختلاف نہین تہا اور کوئی اون مین سے استوی علی العرش کی استیلا
اور غلبہ کے ساتہہ تاویل نہین کرتا تہا نہ اوس کی مانند اور کوئی تاویل اور ان سب
نصوص کو معانی معروف مشہور پر اوتارتے تہے اور اسی طریقہ اور عقیدہ پر سب کے سب

گذرے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور خلفائے راشدین
اور اون کے بعد کے زمانون تک خواہ صحابہ ہون یا تابعین اور پہلے پہل جو یہہ
قول سنا گیا کہ وہ انکار کرتا ہے اللہ تعالی کے عرش پر ہونے کا تو یہہ قول
جعد بن درہم کا تھا اور اسی طرح اوسنے انکار کیا جمیع صفات آلہیہ کا خواہ سمیع و
بصیر ہون خواہ ید و وجہ وغیرہ اور قتل کیا اوسکو خالد بن عبد اللہ قسری نے
اور قصہ اوس کا مشہور ہے اور جعد نے یہہ قول جو سیکھا تو ابان بن سمعان سے
اور ابان نے طالوت ابن اخت لبید بن عاصم سے اور طالوت نے لبید بن
عاصم یہودی ساحر سے جسنے سحر کیا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر (غرض
یہ نسب نامہ ہے ہر عقیدے دین اور ہر جہمی پر ازکین کا خواہ رومی ہون یا شامی
یا ہندی ہون یا سندی) اور یہ جعد پہلے زمین حران مین رہتا تھا اور وہان
بہت سے صابئیہ اور فلاسفہ بستی تھی جو دین نمرود پر اور کنعانیین کے دین
پر تھے جن کی سحر مین بعض متاخرین نے کتابین لکھین ہین اور نمرود بادشاہ تھا
صابئہ کا جیسے کسری بادشاہ تھا فرس کا اور فرعون ملک مصر کا اور نجاشی ملک
حبشہ کا غرض یہہ اسم جنس ہے نہ یہہ کہ کسی شخص خاص کا نام ہو اور صابئیہ بالکل
مشرکین تھے مگر تھوڑے اون مین سے اور علماء اون کے فلاسفہ تھے اور
کبھی کوئی صابئی ایسا بھی ہوتا ہے جو مشرک نہ ہو بلکہ ایمان رکھتا ہے اللہ پر
اور اوس کے رسول پر اور پچھلے دن پر جیسے اللہ تعالی نے فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ
اٰمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِينَ مَنْ اٰمَنَ

٥٦٧

با لله والیوم الاخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم
ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون مگر اکثر اون مین سے کفار اور مشرکین
تھے جیسے اکثر یہود و نصاری اپنے دین کو بدل کر اور تحریف کرکے کفار و
مشرکین ہوگئی تھی اسی طرح صابئین بھی اوس وقت کفار و مشرکین تھے
اور کواکب کو پوجتے تھے اور اون کے لئے ہیاکل (یعنی تجانے) بناتے
اور مذہب اون کا پروردگار کے باب مین یہ تھا کہ اوس کی کچھ صفات نہین ہین
سوا صفات سلبیہ کے یا صفات اضافیہ کے یا جو ان دونوں سے مرکب ہون
اور اوہی لوگون کی طرف ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئی تھے غرض جعد نے
اس عقیدۂ باطلہ کو صابئہ اور فلاسفہ سے اخذ کیا تھا اور سیکھا تھا پھر جعد سے
اوس کے رفیق جہم بن صفوان نے لیا جسکی کنیت ابو المحرز تھی اور نسبت اوسکی
سمرقندی جسکی بدعت آخر زمانہ تابعین مین پھیلی اور تمام اماموں نے اوس
زمانہ کے اوس قول کو برا کہا جیسے امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک
اور لیث بن سعد اور ثوری اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ اور ابن مبارک
اور جو اون کے بعد تھے ائمہ ہدی سے اور اقوال اون سب کے پانچوین باب
مین گذرے اور جہم منکر تھا صفات اللہ کا اور استوا اور فوقیت کا سخت انکار
رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ کی قسم اگر مین کوئی راہ پاتا آیت استوا کی مٹانیکی تو
اوسکو قرآن سے مٹا دیتا اور مصاحف سے چھیل دیتا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالے
ہر مکان مین ہی اور اوسکو عرش کے ساتھ کوئی خصوصیت نہین اور استوا سے

اور جو وقت دل عرش سے ... اوس وقت اسکی سوا کسی ...
سو صنع بیند مرد محجوب از صفات
در صفات آنست کو گم کرد ذات

۵٦۸

مراد استیلا یعنے غلبہ ہے اور مانند اسکے اور خرافات بکتا تھا اور اس
دعوے پر اپنی آیات معیت اور قرب کو دلیل لاتا تھا جیسے یہہ قول ہے
اللہ تعالی کا وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ من حبل الورید
اور وما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم اور جسکی اہل سنت
قایل ہیں اوس کا قائل نہ تھا یعنے اس کو نہ مانتا تھا کہ معیت سے مراد ان
نصوص میں اور جو ان کے مانند میں معیت علمی ہے اور نہ یہہ کہتا تھا جیسے
اہل سنت کہتے ہیں کہ ذات اللہ پاک کی ہر مکان میں نہیں ہے بلکہ وہ اپنی
ذات سے عرش کے اوپر ہے اور علم و قدرت اوس کی ہر مکان میں ہے
چنانچہ روایت کی ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں اور کہا روایت کی
ہم سے ذکریا بن ابی داؤد نے انہوں نے ابو قدامہ سے انہوں نے ابو معاذ
اوہنوں نے کہا میں سنا ابو معد یعنے خلف بن سلیمان سے فرغانہ میں
کہ وہ کہتے تھے جہم اہل کوفہ سے تھا اور ترمذ کے شہر میں تھا اور فصیح اللسان تھا
مگر اوس کو علم نہ تھا اور نہ اہل علم کے ساتھ اوس کی نشست و برخواست تھی
پھر اوس سے کہا ایک قوم نے سمنیہ سے جو ثنویہ تھی کہ تو وصف کر
اپنی معبود اور رب کا ہم سے جس کی تو عبادت کرتا ہے پھر وہ گھر میں چلا گیا
اور ایک مدت تک نہ نکلا پھر چند روز کے بعد نکلا اور کہا کہ رب اور معبود میرا یہی
ہوا ہے کہ ہر شے کے ساتھ ہے اور ہر شے میں ہے اور کوئی شے اوس سے
خالی نہیں پھر کہا ابو معاذ نے کہ جھوٹ کہا اوس دشمن خدا نے اور بیشک اللہ

اللہ تعالی عرش پر آسمانوں پہ ہے جیسے اوسنے اپنی ذات کا وصف
بیان کیا ہے امام ذہبی نے فرمایا ہے یہ حدیث ثابت ہے ابو معاذ
اور وہ ایک امام ہین اور ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ روایت کی
ابن خزیمہ نے توحید مین (یہ اون کی کتاب کا نام ہے) اور انھی کے طریق
سے بیہقی نے اسماء والصفات مین کہ انھون نے کہا سنا مین نے ابو قدامہ
سے کہ وہ کہتے تھے سنا مین نے ابو معاذ بلخی سے کہ فرماتے تھے جہم ایک
معبر تھا ترمذ کے اور اصل مین کوفی تھا اور زبان کا فصیح تھا مگر بے علم
اور اوسکو نشست و برخاست بھی علما کے ساتھ نہ تھے پھر اوس سے کہا بیان
کر تو وصف اپنی رب کا تو وہ گھر مین چلا گیا اور ایک مدت تک باہر نہ نکلا
پھر چند روز کے بعد نکلا اور کہا کہ ہوا ہی میرا معبود ہے کہ ہر شئے کے ساتھ
اور ہر شئے مین ہے اور کوئی شئے اوس سے خالی نہین - اور امام ذہبی نے
کہا کہ ابن ابی حاتم نے کہا روایت کی مجھ سے عبداللہ بن محمد نے کہا کہ
ہم سے روایت کی ابن ایوب نے کہا کہ ہمسے روایت کیے ابو نعیم بلخی نے اور
انہون نے پایا تھا جہم کو تو انہون نے کہا کہ جہم کا ایک رفیق تھا کہ جہم
اوس کی بہت تعظیم و توقیر کیا کرتا تھا اور غیرون سے اوسکو افضل جانتا تھا
تو ایک دن وہ اوسپر آوازی توازی پھینکنے لگا اور اوسکو برا بھلا کہنے لگا
تو ابو نعیم کہتے ہین کہ مینے اوس سے کہا کہ تم تو جہم کے بڑے یار تھے
اور وہ تمہاری بڑی تعظیم کرتا تھا تو اوس نے کہا کہ آج مینے جہم سے

ایسے حرکت دیکھی جہم سے اوٹھہ نہ سکے اور وہ بیٹھو کہ مصحف پڑھ رہاتھا اپنی گود مین رکھی ہوئے اور سورہ طہ پڑہتا تھا پہر جب اس آیت پر پہونچا الرحمن علے العرش استوی تو کہنے لگا اگر مجھے کوئی راہ ملتی تو ہین اس آیت کو مصحف مین سے چھیلڈالتا غرض مین اس حرکت کا اوس کے متحمل نہ ہوسکا پہر وہ ایک بار اور قرآن پڑہ رہا تھا کہ ایک آیت پر پہونچا اور کہا محمد کیسے ظریف تھے جب تو یہ بات کہی پہر ایک بار وہ سورہ طسم یعنے سورہ قصص پڑہتا تھا اور مصحف اوسکی گود مین تھا جب موسی علیہ السلام کے ذکر پر گذرا تو مصحف کو پہنک دیا (ارے مردود خدا تجھے غارت کرے) اپنی ہاتھ سے اور ٹھوکر ماردی اپنی پیر سے اور کہا یہ کیا شے ہے یہان اوس کا ذکر کیا اور پورا ذکر نہ کیا (غرض کہ اون کے ذکر سے جل گیا مردود) پہر کہا امام ذہبی نے بیان کی یہ روایت عبداللہ بن امام احمد نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین صفانی سے اہنون نے یحیی بن ایوب سے اور نام ابو نعیم کا شجاع بن ابی نصر ہے تمام ہوا قول ذہبی کا مین کہتا ہون کہ بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال العباد مین لکھا ہے جسمین اہنون نے اصحاب جہم اور ارباب تعطیل پر رد کیا ہے کہ روایت کی مجھ سے یحیی بن ایوب نے اہنون نے کہا سنا مین نے ابو نعیم بلخی سے کہ اہنون نے کہا کہ ایک شخص اہل مرو کا دوست تھا جہم بن صفوان کا پہر اوس سے اوسنے ملاقات ترک کردی اور اوسکو برا کہنے لگا

پہر اوس سے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو اوس نے کہا کہ مین نے اوس سے
ایسی حرکت دیکھی کہ کوئی اوس کا تحمل نہین ہو سکتا مین نے اوسکی آگے
ایک آیت پڑہی ایسی ایسی بہول گیا تھی تو اوس نے کہا محمد بہی کتنے ظریف
تھے پہر سورۂ طٰہٰ پڑہی اور جب اوس نے کہا الرحمن علی العرش استوی تو
کہا قسم ہے اللہ کی اگر مجھے کوئی راہ ملتی اسکے چھیلنے کی مین بیشک اوس کو
چھیل ڈالتا مصحف سے پہر مین نے اس کی برداشت کی پہر اوس نے سورۂ
قصص پڑہی پہر جب موسی علیہ السلام کے ذکر پر پہونچا تو کہا کہ یہہ قصہ تو اون کا
ایک جگہہ ذکر کیا گیا اور اوسکو پورا نہ پڑہ سکا پہر مصحف کو پہینکدیا اپنے
گود سے اور اپنے پیرون سے ٹہکرا دیا اور مین اوس کے اوپر کودا اور
روایت کی بخاری نے عبدالعزیز کے سند سے کہ انہون نے کہا جہم کا قول
صفت ہے بلا معنے اور دیوار بغیر بنیاد کے (بنیاد کے) اور اوس کی گنتی
کبھی اہل علم مین نہین ہوئے اور اوس سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ
ایک آدمی نے اپنی عورت کو قبل دخول کے طلاق دیا تو جہم نافہم نے
کہا کہ اوس کی عورت عدت کرے (حالانکہ شرع مین اوسپر عدت نہین ہے)
معلوم ہوا کہ جناب کو فقہ مین بھی بڑا دخل تھا) پہر انہون نے بہت سے آثار
نقل کئے اوس کی تکفیر مین اور ابن حجر نے فتح الباری مین ذکر کیا کہ ابن
بطال نے کہا کہ ترجمہ باب سے (یعنے بخاری کے) یہ معلوم ہوا کہ اللہ جسم نہین
اس لئے کہ جسم مرکب ہوتا ہے چند ملی ہوئے چیزون سے اور یہ وہی جہمیون کے

که وه گمان کرتے ہین که الله جسم ہے فتح الباری مین ایسا ہی ہے
مگر شاید یہان جہمیون سے مشبهه مراد ہین رہی جہمیه تو اُن کے باب مین
تو سب متفق ہین جنہون نے تصنیفین کی ہین که وه تو صفات کی نفی کرتے ہین
یہان تک که منسوب کیا ہے لوگون نے اون کو تعطیل کے طرف اور ثابت
ہو چکا ہے ابی حنیفه رحمته الله علیه سے که انہون نے فرمایا که جہم نے مبالغه کیا
نفی تشبیه مین یہان تک که کہا اوسنے که الله کے حق مین چیز کا لفظ بهی نه بولو
اور کرمانی نے کہا که جہمیه ایک فرقه ہے مبتدعین مین سے که منسوب ہین وه
وه جہم بن صفوان کے طرف که اون کا پیشوا ہے اور وه قائل ہین که بندون کو
اصلا قدرت نہین اور وه سب کے سب جبریه ہین بفتح جیم و سکون بائے موحده اور
وه جہم نام ہم قتل ہوا ہے ہشام کے زمانه مین تمام ہوا کلام اون کا اور جہم کے
اوپر جو برائی لگائی گئی ہے اوس مین سے فقط جبریت نہین ہے اور سب نے
اتفاق کیا ہے جہم کے عیبون مین سے وه انکار صفات ہے که انہون نے
یہان تک اس مین مبالغه کیا که کہا قرآن الله کا کلام نہین ہے اور قرآن
مخلوق ہے اور ذکر کیا ہے استاذ ابو منصور عبد القاهر بن طاہر تمیمی بغدادی نے
اپنی کتاب الفرق بین الفرق مین که سردار مبتدعون کے چار ہین یہان تک که
کہا انہون نے که جہمیه اتباع جہم بن صفوان ہین که جو قائل ہوئے ہین بندون کے
مجبور ہونے کے اور بے اختیار ہونے کے اپنی عملون مین اور کہا ہے انہون نے
که کوئی فعل کسی سے نہین صادر ہوتا ہے سوا خدا کے اور فعل کی نسبت بندون

کے طرف مجاز ہے بغیر اس کے کہ وہ فاعل ہون یا طاقت رکھتے ہون
کسی فعل کی اور خیال کیا انہون نے کہ علم اللہ تعالی کا حادث ہے اور اللہ تعالے
کو مشیت والا (یعنے چاہنے والا) کہنا محال ہے یا زندہ ہونا اوس کا یا عالم
اور ارادہ کرنے والا یہہ سب صفات اوسپر محال ہین یہانتک کہ کہا اوس نے
کہ مین خداوند تعالی کی کوئی صفت ایسے نہین جانتا جسکا اطلاق اوسکے
غیر پر روا ہو اور کہا کہ مین اوس کا وصف صرف اتناہی جانتا ہون کہ وہ
خالق ہے اور زندہ کرنے والا ہے اور مارنے والا اور دنیا نکالنے والا
ہر چیز کا اسلئے کہ یہہ وصف ایسے ہین کہ اوسے مین خاص ہین (اس قول سے
اوس مردود کے لازم آیا کہ خداوند تعالی نہ عالم ہے نہ سمیع و بصیر ہے معاذ اللہ
من ذلک) اور دعوے کیا اوس نے کہ اللہ کا کلام (یعنے قرآن) حادث ہے
اور اللہ کو متکلم نہین ٹہراتا کہ اوس نے قرآن کے ساتھہ کلام کیا ہو اور انہون نے
کہا کہ جہم ہتیار باندہتا تھا اور لڑتا تھا اور نکلا وہ حارث بن سُریج کے ساتہ
اس مین سین بے نقطہ ہے اور جیم سے بلکہ وہ لڑنے کہڑا ہوا النصر بن سیار سے
جو عامل تھے بنی امیہ کے خراسان مین آخر یہ نوبت پہونچی کہ وہ مقتول ہوا
(یعنے جہم ناہنجم) اور قتل کیا اوسکو سلم بن احوز نے اور وہ سردار تھا نصر کی
فوج کا اور سلم مین بی نقطہ سین پر زبر ہے اور لام ساکن ہے اور احوز کی حا
بے نقطہ ہے اور زی بھی احوز کے وزن پر۔ اور بخاری نے فرمایا ہے اپنی
کتاب خلق افعال العباد مین کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ جہم باتین سیکہتا تھا جعد

درہم سے اور قالد قشیری جو امیر عراق تھے اونھون نے خطبہ پڑہا اور
فرمایا کہ مین جعد کی قربانی کرتا ہون اس لئے کہ اوس نے دعوے کیا ہے
کہ اللہ تعالی نے ابراہیم کو اپنا خلیل نہین ٹہرایا اور موسی علیہ السلام سے
کوئی بات نہین کی مین کہتا ہون کہ واقعی وہ ایسا ہی مردود تھا اور ایسا ہی
ہوا ہے خلافت مین ہشام بن عبد الملک کے اور کرمانی کو دہوکا ہوا کہ اونکا
خیال جعد سے جہم کے طرف جا رہا اسلئے کہ قتل جہم کا اسکے مدت کے بعد ہوا
اور بخاری نے نقل کیا محمد بن مقاتل سے کہ اونھون نے کہا کہ عبد اللہ بن مبارک
نے فرمایا مین وہ نہین کہتا جو جہم نافہم نے کہا ہے اسلئے کہ اوس کا قول تو
مشرکون کے قول سے مشابہ ہے کہین کہین اور ابن مبارک سے
مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا ہم نقل کرتے ہین کلام یہود و نصارے کا
اور جی ڈرتا ہے اس سے کہ نقل کرین ہم جہم کے قول کو اور عبد اللہ بن شوذب
نے کہا ہے کہ جہم نے چالیس روز تک نماز نہ پڑہے اور شک مین پڑا رہا
(کہ کسکی نماز پڑہون واہ بے الو ملحد) اور ذکر کیا طبری نے اپنی تاریخ مین
سن اونیس کے حوادث مین کہ حارث بن سریج نے خروج کیا نصر بن سیار
پر جو عامل خراسان تھا بنی امیہ کے طرف سے اور اون سے لڑا اور حارث
اوس وقت بلاتا تھا کتاب و سنت کی عمل کرنے پر لوگون کو اور جہم نافہم اوسکو
اوس کا نقل نویس تھا (سچ ہے نقل نویس بہ نقل بپیوند) پھر اون دونو نے آپس
مین خط و کتابت کی صلح کے واسطے اور دونون ملگئے مقاتل بن حیان سے

حکم سے اور جہم کے اور دونون متفق ہوئے اسپر کہ جو کام ہو دونو کے
مشورے سے ہو جب تک کہ اہل خراسان راضی نہ ہون کسی ایک حاکم پر
جو اون مین عدل کے ساتھہ حکومت کرے اور نصر نے اس بات کو قبول
نہین کیا اور حارث سے لڑتا رہا یہان تک کہ حارث مارا گیا سن اٹھائیس مین
مروان حمار کی خلافت مین سو بعضون نے کہا کہ جہم مقتول ہوا معرکہ قتال مین
اور بعضون نے کہا بلکہ وہ قید ہوا سو نصر بن سیار نے حکم کیا سلم بن احوز کو
اوسکے قتل کا اور جہم نے امان چاہی تو سلم نے اوس سے کہا کہ اگر تو میرے
پیٹ مین بھی ہوتا تو مین اپنا پیٹ چاک کر ڈالتا کہ تجھکو مار دون غرض اوسکو
قتل کیا اور روایت کی ابن ابی حاتم نے محمد بن صالح کے سند سے جو مولی مین
بنی ہاشم کے کہ اونہون نے کہا کہ سلم نے کہا جہم سے جب اوسکو گرفتار کیا کہ
کہ اے جہم مین تجھہ کو اسلئے قتل نہین کرتا ہون کہ تو مجھہ سے لڑا ہے اسلئے کہ
تیری کچھہ حقیقت نہین اور تو ذلیل ہے میرے آگے کہ مین اسلئے تجھے مار دون
قتل کرتا ہون کہ مین نے ایک بات سنی ہے جو تو کہتا ہے اور مین نے اللہ تعالی سے
عہد کیا تھا کہ اگر مین تجھہ پر اختیار پاؤن گا تو تجھے قتل کرون گا غرض اوسے
قتل کیا۔ اور معتمر بن سلیمان کے سند سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے خلاد
طفاوی سے روایت کی کہ سلم بن احوز کو خبر لگی اور وہ سردار تھا خراسان کے
لشکر کا کہ جہم انکار کرتا ہے اس کا کہ موسے علیہ السلام سے اللہ تعالی نے بات
کی پھر اوسکو قتل کیا اور بکر بن معروف کی سند سے روایت کی ہے کہ اونہون نے

کہا مین نے دیکھا اسلم بن احوز کو جب انہون نے گردن ماری جہم کی کہ جہم کا منہہ کالا ہو گیا (دونو جہان مین) اور ابو القاسم لالکائی نے کتاب السنہ مین کہا کہ قتل جہم کا سن ایک سو تیس ہجری مین ہوا اور معتمد بات وہی ہے جو طبری نے کہی کہ وہ سن اٹہائیس ہجری مین ہوا اور ذکر کیا ابن ابی حاتم نے طریق سعید بن احمد سی جو شاگرد ہین ابو اسحاق فزاری کے کہ انہون نے کہا قصہ جہم کا سن ایک سو تیس مین ہوا ہی اور یہ محمول ہے کسر کے حذف پر (یعنی دو برس جو کسر تہی اوسکو ذکر نہین کیا) اور شاید قتل جہم کا حارث بن سریج کے قتل کے بعد ہوا ہے اور کرمانی نے جو نقل کیا کہ جہم مقتول ہوا خلافت ہشام بن عبد الملک کے سو وہ وہم ہے اسلئے کہ خروج حارث بن سریج کا کہ جہم اونکا کاتب تہا وہ اسکے بعد ہوا اور شاید مستند کرمانی کا وہی روایت ہی جو روایت کی ابن ابی حاتم نے صالح بن احمد بن حنبل سے کہ انہون نے کہا مین نے پڑہی کتاب اوس ہشام بن عبد الملک کی جو اوسنے نصر بن سیار عامل خراسان کیطرف بہیجی تہی اور اوسمین یہ مضمون تہا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم ہو کہ تیری طرف ایک شخص ظاہر ہوا ہے کہ اوسی جہم کہتے ہین اور وہ دہریون مین سے ہے پہر اگر وہ تمکو ملے تو اوسے تم قتل کرنا مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ قتل اوسکا ہشام ہی کے زمانہ مین ہوا ہو اور اگر چہ ظہور اوسکی بات کا اس سے پہلے ہوا ہو اور ہشام نے لکہہ بہیجا

ہو واللہ اعلم تمام ہوا کلام اون کا اور کہا علامہ مورخ عبدالرحمن ابن خلدون
مغربی نے اپنی کتاب العبر مین کہ جب مروان نے عراق پر یزید بن عمر
بن ہبیرہ کو حاکم کیا تو یزید نے نصر کو اوسکی وقت مین لکھہ بھیجا کہ تو خراسان
پر حاکم ہے اور بیعت کی لوگون نے مروان کی تو حارث نے کہا مجھی مروان
سے امان نہین ملیگی اور اوسنے خروج کیا اور لشکر طیار کیا اور نصر سے
کہا کہ جو کام ہو ہماری تمہارے مشورہ سے ہو تو نصر نے نمانا اور جہم
بن صفوان جو موالی تہا راسب کا اور سردار تہا جہمیہ کا اوسنے سیرت حارث
کی پڑہی اور لوگون کو خبر دی اوسبات سے جسطرف حارث بلاتا
تہا اور لوگ حارث سے راضی ہوئے اور جماعت اوسکی بہت
بڑہ گئی اور نصر کو اوسنے لکھہ بہیجا کہ سلم بن احوز کو معزول کردے
لشکر پر سے اور اپنی عاملون کو بدل دے پہر اون دونون مین یہ امر
قرار پایا کہ اس مین چار شخصون کو پنچ ٹہیرادین ایک مقاتل بن سلیمان
اور دوسرے مقاتل بن حیان کو نصر کی طرف سے اور مغیرہ بن
شعبہ اور معاذ بن جبلہ کو حارث کی طرف سے اور نصر نے حکم دیا
کہ حکومت سمرقند اور طخارستان اوسکو ہو دے جسکو یہ چارون
ادمی پسند کرین اور حارث کہتا تہا کہ مین مالک ہون سور کا (یعنی
فصیل کا) اور مین دمشق کی سور کو گراؤن گا اور بنی امیہ کی سلطنت
کو برباد کرونگا پہر نصر نے اوسکی طرف پیغام بہیجا کہ اگر تیری بات

سچی ہے تو آؤ دمشق کو چلین اور نہین تو تو اپنی ساتھہ والون کو ہلاک
کیا چاہتا ہے پس حارث نے کہا کہ یہی بات سچی ہے مگر میرے
لوگ اسپر مجھہ سے بیعت نہین کرتے نصر نے کہا کہ پھر تو کیون بیس ہزار
آدمی کو ربیعہ اور یمن سے ہلاک کرتا ہے پھر اوس سے کہا کہ تو ولایت
ماوراء النہر کی لی اور تین لاکھہ (دراہم یا دنانیر) اور دیتے ہین مگر او
قبول نہین کیا پھر اوسنے کہا کہ پہلی کرمانی کو مار لو پھر مین تیرا فرمان بردار ہو
پھر دونو (یعنے حارث اور نصر) اسپر متفق ہوے کہ جہم اور مقاتل کو
پنچ بنادین غرض پنچ بنایا اور انہون نے حکم دیا کہ نصر معزول ہے اور
کام شوری سے ہوا کرے پس نصر نے اس پنچایت کے حکم کو نہ مانا اور
اور حارث اوسکا مخالف ہوا اور ایک لشکر نصر کے پاس اور آگیا اہل
خراسان کا جب انہون نے اس فتنہ کا حال سنا اوسمین عاصم بن عمیر
ضمیری بھی تہا اور ابو الدیال ناجی بھی اور مسلم بن عبد الرحمن وغیرہم اور
یہ سب نصر کے ساتھہ ہو گئے اور حارث نے حکم دیا کہ ہماری سیرت
بازار مین سنائی جاوے اور مساجد مین اور لوگ اوسکے پاس جمع ہوگئے
اور جمع ہو کر نصر کے دروازے پر آئے اور نصر کے جوانون نے اون کے
قاری کو مارا اور اوسنے غل مچایا اور لوگ لڑائی کو طیار ہوگئے اور حارث
مرو کی فصیل مین رات کو نقب کہود کر اون کو مرد مین داخل ہوا اور
لڑائی ہونے لگی اور جہم بن مسعود ناجی اور اعین مولی حبان مقتول ہوے

اور سلم بن احوز کا گھر لوٹ لیا غرض سلم سوار ہوا صبحکو اور حارث سے
لڑا اور اوسکو شکست دی اور اپنی لشکر مین آگیا اور اوسکا کاتب مارا گیا
اور نصر نے کرمانی کو پیام بھیجا اور وہ ازد اور ربیعہ کے قبیلہ پر حاکم تھا
اور حارث کی موافق تھا جیسے ہم اوپر کہہ آئے ہین پھر آیا نصر ان پر
اور اون سے گفتگو کی اور لوگون نے اوس سے سختی کی اور جب
نہ مانا اور چلا گیا اور اوسکی یار دن مین سے جہم بن صفوان مارا گیا غرض
یہ قصہ موافق ہے اوسکی جو ذکر کیا ابن حجر نے طبری وغیرہ سے نقل
کرکے کہ قتل جہم کا خلافت مین مروان حمار کے تھا نہ خلافت مین ہشام
کے اور کرمانی نے جو دعوے کیا ہے کہ وہ ہشام کے زمانہ مین ہوا
یہ سہو ہے اور تحقیق علامہ ابن حجر کی صحیح ہے اور مطابق ہے
اقوال مورخین کے اور جو علامہ یعقوب بنانی نے خیر الجاری مین کہا ہے
وہ بھی ابن حجر کے مؤید ہے کہ انہون نے کہا جہم اوائل مائتہ ثانیہ مین
مقتول ہوا سن یک سو تیس مین سلئے کہ یہ زمانہ مروان حمار کا تھا جیسا
ہم اوپر کہہ آئے ہین اور امام ذہبی نے میزان مین کہا ہے کہ جہم بن
صفوان ابو محرز سمرقندی ضال اور بدعتی ہے اور سردار ہے جہمیہ کا
اور تابعین کے شروع زمانہ مین ہلاک ہوا اور مین نہین جانتا کہ اوسنے
کچھہ روایت کیا ہو مگر اتنا البتہ کیا ہے کہ ایک بڑے فساد کا بیج بوگیا
اور بخاری نے رسالہ خلق افعال عباد مین کہا ہے کہ وہیب بن

جریر نے کہا کہ جہمیہ زنادقہ ہین اور یہ چاہتے ہین کہ اللہ تعالی عرش پر نہو وے
اور علی بن حسن نے کہا مین نے سنا ابن مصعب سے کہ تو تہے منکر ہو گئے
جہمیہ کئی مقامون سے کتاب اللہ مین سے چنانچہ ایک قول اون کا یہ ہے
کہ جنت فنا ہو جاویگی اور حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ان ھذا لرزقنا ماله
من نفاد یعنی یہ ہمارا دیا ہوا رزق ہے فنا ہونے والا نہین پہر جسنے
کہا فنا ہوگا وہ کافر ہو گیا اور فرمایا اللہ تعالے نے اکلھا دائم
وظلھا یعنے میوے اوسکے ہمیشہ ہین اور سایہ اوسکا بہی علی الدوام
ہے پہر جسنے کہا اوسکو دوام نہین وہ کافر ہو گیا اور فرمایا اللہ تعالے نے
لا مقطوعة ولا ممنوعة یعنے نہ اون کے فصل تمام ہو
والی ہے نہ اون سے کہانیکو توڑنیکو کوئی روکتا ہے پہر جسنے کہا
کہ اون کی فصل تمام ہوگی وہ کافر ہو گیا اور اونہون نے فرمایا کہ
پہونچ گئے جہمیہ کفر کو اور عورتین اون کی مطلقہ ہین اور زہیر سختیانی
نے کہا کہ سنا مین نے سلام بن ابی مطیع سے کہ وہ کہتے تہے
کہ جہمیہ کافر ہین اور عبد الحمید نے فرمایا کہ جہم کافر ہے اور منکر
ہے اللہ عظیم الشان کا اور وکیع نے کہا کہ نکالا ان مرجیہ نے
جہمیہ کو (یعنے اون کے عقیدہ سے یہ عقیدہ مشتق ہوا) اور جہمیہ
کفار ہین اور کہا ابن الاسود نے کہ سنا مین نے ابن مہدی سے
کہ فرماتے تہے یحیی بن سعید سے کہ اگر جہمی کے اور میرے بیچ مین

قرابت ہوتی تہا اوسکی میراث سے کچہ لینا حلال نجانتا اسلئے کہ وہ کافر ہے
اور کافر کی میراث مسلمان کو درست نہین) اور کہا یزید بن ہارون نے
کہ جہمی کا ضرر وسوسۂ شیطان سے زیادہ ہے ابو عبداللہ نے کہا کہ مین
جہمی اور رافضی اور یہود و نصاریٰ کی پیچہے نماز پڑہنے کو برابر جانتا ہون
اور جہمیون پر سلام نہین کرتا اور نہ اون کی عیادت کرتا ہون اور نہ اون سے
نکاح کیا جاوے اور نہ اون کے جنازے پر حاضر ہونا چاہئے اور نہ اون کا
ذبیحہ درست ہے اور سوال کیا گیا وکیع سے کہ مثنی انماطی کیسا شخص ہے
انہون نے فرمایا کافر ہے اور عبداللہ بن داؤد نے کہا اگر مثنی انماطی
پر مجہے قابو ہوتا تو مین اوسکی زبان نکال ڈالتا تہا گردن کی طرف سے
اور وہ ایک جہمی تہا اور یزید بن ہارون نے جہمیہ سے بہت ڈرایا اور
اور فرمایا کہ جو کہتا ہے کہ الرحمن علی العرش استوی کے معنے کچہ اور
ہین خلاف اوسکی جو قلوب عباد مین جمے ہوئے ہین (یعنے اللہ عرش
کے اوپر ہے) سو وہ جہمی ہے اور ضمرہ بن ربیعہ نے صدقہ سے
روایت کی کہ انہون نے سنا سلیمان تیمی سے کہ کہتے تہے کہ اگر کوئی مجہسے
پوچہے اللہ پاک کو تو مین یہی کہون کہ وہ آسمان پر ہے پہر اگر کوئی کہے
کہ عرش اوسکا آسمان کے پہلے کہان تہا تو مین کہون کہ عرش اوسکا
پانی پر تہا پہر اگر کوئی پوچہے کہ عرش اوسکا پانی سے پہلے کہان تہا تو مین
کہون کہ مین نہین جانتا ابو عبداللہ نے کہا یہ جواب انہون نے اسلئے دیا

اپنے رب کو نہین پہچانتا تہا اور کسی نے عبد اللہ بن ادریس سے پوچھا
کہ نماز اہل بدع کے پیچھے کیسی ہے تو انہون نے فرمایا کہ ہمیشہ
لوگ نماز پڑہتے رہے ہین غرض جب اون مین کوئی پسندیدہ ہو اور
صاحب عدل ہو تو اوسکے پیچھے پڑہو (یعنے ضرورت کو بدعتی کے پیچھے
رواہے اور اگر عدول ملے تو سبحان اللہ) پہر مین نے پوچھا کہ جہمیہ
کے پیچھے تو انہون نے کہا کہ اسکا کون قائل ہے ان لوگون کے
پیچھے تو مین کبہی نماز نہین پڑہتا اور اون سے نکاح نکیا جاوے
اور اون پر توبہ ضرور ہے اور پوچھا حفص بن غیاث سے تو انہون نے
بہی وہی فرمایا جو ابن ادریس کا قول ابہی گذرا ہے قبل جہمیہ کے
بارہ مین اور کہا کہ مین نہین جانتا جہمیون کو تو کہا وہ ایک قوم ہے
کہ کہتی ہے کہ قرآن مخلوق ہے انہون نے کہا اللہ تجہے جزاے
خیر دیوے تو نے میرے دل پر ایسی بات ڈالدی کہ کسی دل نے
کبہی نہین سنے اور بیشک جو لوگ ایسا کہتے ہین اون لوگون سے
نکاح نکیا جاوے اور اون کی گواہی درست نہین ہے اور سوال
کیا ابن عیینہ سے تو انہون نے یہی یہی جواب دیا اور ابن مبارک نے
کہا ہم وہ نہین کہتے جو جہمیہ کہتے ہین کہ اللہ زمین مین ہے یا زمین پر ہے (ہمارے
یہان کے جہمیون کا بہی یہی مقولہ ہے بعینہ) یہان بلکہ ہم کہتے ہین
کہ وہ تعالے عرش پر ہے اوسی پر استوا کیا ہے اونے اوپر

پانی پر ہے اور اللہ عرش کے اوپر ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرو علی العرش استویٰ کے یعنی ہین اللہ تعالے کے الرحمن و اور ابن مسعود نے فرمایا اس قول زمین کے اوپر عرش قبہ کے سے ہین کے اوپر ہے اور آسمان اور زمین ہے اور عرش اوسکا ساتون آسمان فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے عرش ہے کہ آپ نے

جس حال مین ہو اور قتادہ نے فرمایا اس آیت کی تفسیر مین وھو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ کہ وہ تعالی پوجا جاتا ہے آسمان پر بھی اور زمین پر بھی یعنے دونون

تو تم کہو مین ایمان لایا اوس خدا پر جو کرتا ہے جو چاہے اور روایت کی مجھ سے ابو جعفر نے انھون نے کہا سنا مین نے حسن بن موسیٰ اشیب سے اور ذکر کیا انھون نے جہمیون کا اور اُن کو برا کہا پھر فرمایا کہ ایک سردار زنادقہ کا کہ اوس کا نام شمعلہ تہا وہ مہدی پر داخل ہوا اور مہدی نے اوس سے کہا کہ خبر دی مجھے تو اپنے یارون کی۔ اوس نے کہا کہ دو گروہ تو ہمارے زنادقہ مین کے ایسے ہین کہ قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہین ایک قدریہ دوسری جہمیہ اور جہمی جب غلو کرتا ہے تو کہتا ہے کہ یہان کوئی شے نہین اور اشارہ کیا آسمان کی طرف اور قدری جب غلو کرتا ہے تو کہتا ہے کہ دو خدا ہین ایک خالق خیر کا دوسرا خالق شر کا اور آخر مہدیؒ نے اوس کی گردن ماری اور اُسکو سولی پر چڑہایا اور فرمایا وکیع نے کہ رافضی بدتر ہین قدریہ سے اور حروریہ ان دونو سے بدتر ہین اور جہمیہ ان سب قسمون سے بدتر ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہے وکلم اللہ موسےٰ تکلیما۔ اور وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے بات ہی نہ کی اور کہتے ہین کہ ایمان فقط دل سے ہے (یعنے زبان سے اقرار کرنا ضرور نہین) اور ابن عباسؓ نے فرمایا جب اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام سے بات کی تو آواز آسمان ہی سے آئی اور اللہ آسمان پر تہا اور جبیر بن مطعم نے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے مقابلہ تمام ہوا قول اونکا اور امام ذہبی نے میزان مین فرمایا
کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک افراط کی کہ کہہ دیا
کہ خدا کوئی چیز نہین ہے اوسکی حق مین چیز کا لفظ بہی نہ بولو اور مقاتل
نے اثبات مین یہانتک افراط کی کہ اللہ پاک کو مخلوقات کی مثل ٹہیرا دیا
تمام ہوا قول اون کا اور ان سب سے معلوم ہوا کہ سلف رحمہم اللہ نہایت
رد کرنے والے تہے جہم کے اور اوسکی اتباع کی اور بڑا سبب اون کے
رد کا یہی انکار تہا استوا علی العرش کا اور اوسکی اوپر خداوند تعالے
کی ہونے کا اور قائل ہونا اوسکا کہ وہ خداوند تعالی آسمان کے
اوپر بہی ہے اپنے ذات سے اور زمین پر بہی ہے اور یہ رد و انکار
ان جہمیون کے اوپر سلف سے خلف تک برابر چلا آیا اور ہر ایک ان پر رد
کرتا رہا جیسے بخاری مین اور ترمذی اور ابن ماجہ اور عبد اللہ بن امام
احمد اور ابن ابی حاتم اور بیہقی وغیرہم کہ جنکی گنتی نہین ہوسکتی
اور ان سب بزرگوارون نے اپنی تصانیف و تالیف مین ابواب اور
فصول ٹہرائی جن مین رد کیا جہم نافہم پر اور اوسکی لوگون پر اور اون
ابواب و فصول مین احادیث استوا کی اور فوقیت اور علو وغیرہ اللہ تعالے
کی صفتون کے درج کئے کہ جسکا جہم منکر تہا اللہ اوس مردود کو تباہ
و ذلیل و خوار کرے پہر اس زمانہ مین لوگون کا کیا حال ہوگیا کہ
یہ سب تصریحات ان بزرگون کے اون کے گوش زد ہی نہین

نے) پھر مالک نے جو فرمایا سو فرمایا اور فرمایا کہ اس کو نکال دو
اس لئے کہ یہ صاحب بدعت ہے (سبحان اللہ اونکا نکالدینا
کچھہ چھوٹی بات نہین ہے گویا قیامت تک زمرۂ مسلمین سے نکالا گیا)
غرض وہان سے نکالا گیا اور امام ذہبی نے فرمایا کہ ایک عورت
امام اعظمؒ کے پاس آئی جو بیٹھا کرتی تھی جہم کے پاس اور وہ ترمذ
کی تھی (شہر کا نام ہے) اور اوس نے عرض کیا کہ تم ہی ہو جو لوگون
کو مسائل سکہاتے ہو اور تم نے اپنا دین چھوڑ رکھا ہے کہان
ہے معبود تمہارا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ پھر ابو حنیفہؒ چپ
ہو رہے اور سات دن تک تامل کیا (سبحان اللہ اکابر پر
رحمت خدا بدیع الزمان ان بزرگون پر فدا ہو کہ اپنی رائے
سے کچھہ جواب ندیا اور نصوص مین غور کرتے رہے) اور کچھہ
جواب ندیا پھر ہماری طرف نکلے اور ایک کتاب بنائی اور فرمایا
کہ اللہ آسمان پر ہے زمین پر نہین پھر ایک آدمی نے اون
سے پوچھا کہ بتائیے یہ قول اللہ پاک کا کیسا ہے وھو معکم
تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی کہین سے
لکھہ بھیجے کہ مین تمہارے ساتھہ ہون اور حالانکہ تم اوس سے
دور ہو (یعنے معیت علمی یا نصرتی ہے) اور جہم کی عورت
کے آگے ایک شخص نے یہ آیت پڑھی الرحمٰن علی العرش استویٰ

نواسی عورت نے کہا کہ ایک محدود دوسرے محدود پر ہے۔ اصمعی نے فرمایا کہ یہ کافر ہو گئی اس بات کے کہنے سے اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین فرمایا جہمیہ کی مذمت کہ مشبہہ کہتے ہین اس سے کہ وہ سنت جماعت والون [illegible]

یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جو صفات کی نفی کرنے والا ہے وہ مثبتین صفات کو مشبہہ کہتا ہے یہان تک کہ بعض معتزلین بھی جیسے عبد الجبار اور زمخشری وغیرہما مین معتزلہ مین سے اور رافضیہ مین سے وہ بھی جب [illegible] بھی صفتون کو ثابت کرتے ہین [illegible]

[illegible]

کہ صفات ذاتیہ سب قدیم ہین اور صفات فعلیہ اشاعرہ کے نزدیک
حادث ہین اور ماتریدیہ کے نزدیک قدیم ہین اور نزاع دونو
کا لفظی ہے اس لئے کہ تعلقات حادث ہین یہ اونکا حاصل
کلام ہے مبحث صفات مین اور مبحث خلق مین انہون نے فرمایا
کہ پہلے جس نے یہ بدعت نکالی اسلام مین وہ جعد بن درہم تہا
کہ اوائل مین دوسری صدی کے گذرا ہے اور اوسکو قربانی کی
طرح پر ذبح کیا خالد بن عبداللہ قسری نے جو امیر عراق اور مشرق
کا تہا اور قتل کیا اوس کو واسط مین اور خطبہ پڑہا اوس نے بقرعید
کے دن اور کہا کہ اے لوگو اللہ تعالے تمہاری قربانی قبول
کرے اور مین ایک قربانی کرنے والا ہون جعد بن درہم کی کہ
اوس نے یہ کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالے نے اپنا خلیل
نہین ٹہیرایا پہر منبر سے اوترا اور اوسکو ذبح کیا اور یہ کام اوسنے
اہل زمان کے فتوے سے کیا یعنے علماء دین کے حکم سے اور
اور دوسری جگہہ یہ کہا کہ جہم نے کہا کہ مین آرزو رکہتا ہون کہ قرآن
سے ثم استوی علی العرش کو چہیل ڈالون اور شیخ الاسلام
بن تیمیہ نے فرمایا کہ یہ اسانید ہین جہمیہ کے کہ پہونچتے ہین یہود اور
نصاری تک اور مشرکین اور فلاسفہ تک اور صابئین تک غرض
کہ وہ صابئین مین سے ہین یا مشرکین مین ہے پہر جب کتب

۵۸۷

کہ آگے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ جہمیہ استوا کو بمعنی استیلاء تاویل کرتے ہین اور معتزلہ اور تمام منکران صفات کی اس بات مین موافقت کرتے ہین اور صاف کہتے ہین کہ اللہ تعالے ہر مکان مین ہے اور عرش کو بہ نسبت اور مکانون کے اوس کی ذات پاک کی نسبت کوئی مزیت اور خصوصیت نہین ہے اور جو آیات اور احادیث معیت ہین وہ سب معیت ذاتیہ ہے اُن کے نزدیک اور انکار کرتے ہین وہ صعود اور نزول اور ید و وجہ اور عین اور قدم اور ساق وغیرہ کا جو صفتین ہین اللہ پاک کی اور اوس کے جہات کمال ہین اور یہ سب باتین ہماری اوپر کی تحریر سے بخوبی واضح ہین جب تم اگلی ہماری تقریرون کو دیکھو گے تو اون کے مذہب مین کوئی شک نہ رہیگا اور فرقہ سالمیہ اور نجاریہ بھی ان کے ساتھ ہو گئے ہین جہان انہون نے کہا ہے کہ اللہ پاک ہر مکان مین ہے اور یہی مقصود ہے اس باب سے۔

ستترہوان باب اُن آیتون کے بیان مین جن سے جہمیہ نے اپنے اثبات دعوے پر استدلال کیا ہے اور ان آیتون مین سے ہے ولله المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجه الله اور اون کی تقریر یہ ہے کہ جب وجہ اللہ ہر مکان مین ہوا تو اللہ بھی ہر مکان مین ہوا پس تخصیص عرش کی باطل ہو گی۔ پس اس کا جواب ہم

سے ہے یہ قول اللہ تعالے کا۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ غرض
معلوم ہوا کہ تفسیر اس آیت کی نہین معلوم ہو سکتی جب تک کہ سبب نزول
نہ معلوم کرین اور جو اس کا شان نزول وارد ہوا ہے وہ نہ دریافت
کرین غرض جو شان نزول اسکا مذکور ہوا ہے وہ دیکھنا چاہیے اور
گمراہی اور کج فہمی کی راہ نہ چلنا چاہیئے۔ اب سنو کہ بغوی نے
کہا ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر
مین نکلے اور جب تک لوگ قبلہ کی طرف نماز نہین پڑہتے تھے بلکہ
بیت المقدس کیطرف پڑہتے تھے پہر اُن پر کوہر آیا اور نماز کا
وقت آگیا اور انہون نے قبلہ کا اندازہ کیا اور نماز ادا کی پہر جب
کوہر کہل گیا اور روشنی ہوئی تو انہون نے خیال کیا کہ اُن کی نماز
ٹہیک نہین ہوئی پہر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا تب یہ آیتہ مبارک اُتری اور
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت مسافر کے واسطے
اتری کہ وہ نفل ادا کرے اپنی سواری پر جدہر اوس کی سواری
جاوے پہر روایت کی اپنے اوستاد ابن عمر رضی اللہ عنہما کر
کہ کہا انہون نے کہ تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی سواری
پر نماز ادا کرتے تہے سفر مین وہ جدہر چاہے جاوے اور عکرمہ
نے فرمایا کہ نازل ہوئی ہے یہ آیتہ تحویل قبلہ کے باب مین اور ابو العالیہ

غرض کی کہ ہم اوس کو کدہر پکارین پس اللہ تعالے نے اوس پر یہ آیتہ اتاری وللہ المشرق والمغرب یعنے مالک ہی وہ مشرق اور مغرب کا اور خالق فاینما تولوا فثم ۵۹۰ وجہ اللہ

اور وجہ سے مراد قبلہ ہے اور بعضون نے کہا وجہہ سے مراد
اوسکی رضامندی ہے تمام ہوا قول اون کا۔ اور جلالین مین کہا
ہے کہ فثم وجہ اللہ یعنے قبلہ ہے کہ جس کو وہ پسند کرتا ہے اور
بیضاوی نے کہا فثم وجہ اللہ یعنے جدہر مونہہ کرو ادہر وہ
جہت ہے جس کا حکم کیا ہے اوس نے اس لئے کہ امکان مونہہ
پہیرنے کا کسی مسجد اور مکان کے ساتہہ خاص نہین یا جدہر مونہہ
کرو ادہر ذات ہے اوس کی یعنے وہ عالم ہے اور مطلع ہے جو
فعل اوس جہت مین ہوتا ہے اور بیضاوی کے حاشیہ مین ہی
کہ وجہہ کا لفظ عبارت ہے ذات سے اور مراد اوس کا وہان ہونا یہ
کنایہ ہے علم سے اور مراد اوس کی اطلاع سے اور ابوسعود نے کہا فثم
وجہ اللہ یعنے ادہر وہی جہت ہے جس کا حکم کیا ہے اوس نے
یا اُس جگہہ ذات ہے اُس کی اس معنے کرکے کہ وہان حضور
علمی ہے اوس کا یعنے وہ عالم ہے اوس کا جو کام وہان کیا
جاوے اور تم کو ثواب دیتا ہے اس فعل کا اور امام نسفی نے
مدارک مین کہا ہے فثم وجہ اللہ یعنے وہ جہت ہے جسکا
اس نے حکم کیا ہے اور جس کو پسند کیا ہے اور زمخشری
نے کہا ہے فثم وجہ اللہ یعنے ادہر وہ جہت ہے جس کا حکم
دیا ہے اور جسکو پسند کیا ہے اور صاحب خازن نے

پس اگر ذات مقدس اوس کی مراد ہوتی تو داخل عالم ہوتی اور

وہ اپنی ذات کا بھی مالک ہوتا اور اوس کے بعد اللہ صاحب ارشاد

فرماتا ہے واللہ واسع علیم پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ وسعت

اور حضور باعتبار علم کے ہے اور اسی لئے کلبی نے او رمقاتل

نے قید لگائی کہ وہان اللہ جانتا ہے اور دیکھتا ہے حاصل کلام

یہ ہے کہ کسی مفسر نے یہہ نہین کہا کہ اس آیت کی مراد یہ ہے

کہ ذات اللہ تعالے کی ہر مکان مین ہے جسطرح جہمیہ کہتے ہین

بلکہ مقصود یہ ہے کہ اوس کے حکم کی ٹھیرائی ہوئی جہت ہے

یا اوسکا علم ہے یا اوس کی رضا ہے یا اور معانی جو اس کے

مثل ہین اور بعضون وجہ اللہ کی کچھہ تفسیر ہی نہین کی اور

یہ خیال کیا کہ وجہہ کا لفظ یہان زاید ہے جیسے ویبقی وجہ

ربک ذو الجلال والاکرام مین ہے غرض وہ اوس متشابہ

سے ہے کہ مثل اس کا ظاہر پہ ضرور ہے جیسے ہم نے اوپر

تحقیق کی ہے ف ۱

اور اس صورت مین اوسکا وجہ مبارک عرش کے اوپر ہونا ضرور

ہوا تاکہ نہ متوجہ ہو کوئی اوس وجہ کے سوا اور کسی طرف خواہ

کدہر ہی مونہہ کرے یا تاویل کیجاوے ساتھہ علم وقدرت کے

مولانا شاہ عبدالقادر صاحب ترجمہ کے فائدہ مین فرماتے ہین

قید ہے مثلاً شعاع آفتاب کی باوجود تمام فراخی کے مخروط ظلی زمین
مین اثر نہین کرتی ہے اور فراخی جبرئیل علیہ السلام کی حوصلہ کی
اوس کام مین نہین چلتی جو ملک الموت علیہ السلام سے علاقہ
رکھتا ہے اللہ کی شان کی فراخی سب فراخیون کو گھیرنے والی
ہے اوس کی انتہا نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ بڑا جاننے والا ہے
یعنے تمہاری ہر حال کو جانتا ہے اور اسی مین سے ہے یہہ
قول اللہ تعالے کا وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْب
اور راوون کا کہنا یہ ہے کہ اگر اللہ تعالے عرش پر ہوتا تو ہم سے
نہایت دور ہوتا چہ جائے کہ قریب تو ہم اوس کا یہ جواب دیتے
ہین کہ آگے آٹھوین باب مین ہم ذکر کر چکے ہین اسی کتاب مین کہ
بغوی اور رازی اور ابو السعود اور خازن اور ابو البرکات اور
زمخشری اور بیضاوی اور محلی وغیرہم مفسرین سے سب اپنی تفسیرون
مین صاف فرما چکے ہین کہ مراد قرب سے یہان قرب علم و حفظ
ہے اور اسی پر سب نے اتفاق کیا ہے اور کسی مفسر نے یہ
نہین کہا کہ قرب سے یہان قرب ذات مراد ہے جو مقتضی اتصال
کا اور ملجانے کا ہر چیز سے پس اس صورت مین یہ آیتہ تمہاری
حجت نہ ٹھہری اور یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ ہر مکان مین ہے
مگر اوس کو کسی مکان سے تعلق نہین جیسے اور ممکنات کو مکانون

عرش پر ہے اور زمین پر بھی اور پہاڑون اور گہوڑون اور پیچانون اور نجس مکانون مین بھی حالانکہ پاک ہے اس سے اور بلند ہے اور یہ خرابی اوس وقت لازم نہین آتی جب قائل ہون کہ اس طرح کا تعلق مخصوص ہے عرش کے ساتھہ کہ وہ سب مکانون سے بلند اور اونچا اور عمدہ اور بہتر ہے علاوہ اس کے خود آیت مین دلیل موجود ہے کہ قرب سے یہان اجابت دعا کا قرب مراد ہے دعا کرنے والون سے اور ان کے کلام سننے کا قرب مراد ہے وہ جب سوال کرین۔ اس لئے کہ اللہ تعالے خود آگے فرماتا ہے اُجیبُ دعوۃ الداع اور یہ قول اس کا قایم مقام ہے قرب کی تفسیر کا اور تعمیر ہے اِنّی قریب کی اور معنی آیتہ یہ ہوئی کہ جب تم سے پوچھین میرے بندے مجہکو تو مین قریب ہون قبول کرتا ہون مین دعا اون کی اور سنتا ہون مین ندا اون کی اور سرگوشی اون کی جس گہڑی وہ کوئی چیز مانگتے ہین تو مین اون کی آرزو کو سنتا ہون وقتاً فوقتاً اور ان کے سوال کا جواب دیتا ہون آناً فاناً اور اگر قرب ذاتی مقصود ہوتا کہ ہمیشہ اوسکی ذات مقدس اون کے نزدیک ہے تو جزا کو شرط سے کچہہ تعلق نہ ہوتا اِذا سالک یہ شرط ہے فانّی قریب اُجیب آخر آیتہ تک جزا ہے اسلئے

اور تحقیق نون کو سورۂ حدید مین جمع کر دیا جہان پہلے فرمایا استوی
علی العرش پھر فرمایا وھو معکم اینما کنتم غرض اس آیت مین
صاف دلالت ہے ہمارے قول کی اس لئے کہ اس کے بعد اس
آیت مین فرمایا وکان اللہ بما یعملون محیطا اور اس مین شک
نہین کہ احاطہ اعمال کا ذات سے متصور نہین ہوتا تو ضرور ہوا حمل
کرنا اس کا علم پر اور اس کے بعد فرمایا وکان اللہ علیما حکیما اس
لئے واجب ہوا کہ تاویل کرین اوس کے علم سے یا چھوڑ دین آیت کو
اپنے ظاہر پر اور معیت کو مطلق چھوڑ دین اور مطلق معیت اتصال
کی مقتضی نہین جیسے ہم آگے کہہ چکے ہین اور آگے کچھہ اور بھی
اوس کا ذکر آوے گا اور اسی مین سے ہے قول اللہ تعالی کا
سورۂ انعام مین وھو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم
سرکم وجہرکم ویعلم ما تکسبون کہ اس آیت سے مخالف
کے نزدیک ثابت ہوا کہ وہ اللہ آسمانون مین بھی ہے اور زمین
مین بھی اور باطل ہوگی اس سے یہ بات کہ ذات اوس کی عرش
کے اوپر ہو اور فقط علم وقدرت اوس کا ہر مکان مین ہو جیسے
امام مالک وغیرہ نے کہا ہے اماموں مین سے (ہوا) یہ قول جہمیون
کا ہم کہتے ہین کہ تم نے اس آیت کی تفسیر نہین سمجھی اور نہین
تو تم اس ورطہ غلط وخطا مین نہ پڑتے اور معنی آیت کو جو سیوطی نے

اس مین فی السمٰوات پر وقف ہے (یعنے وہان جملہ تمام ہوگیا)
اور اس صورت مین یہ آیتہ ہماری موید ہوئی اور نہین تو فی السمٰوات
مین وقف نہین صحیح ہوتا اوس صورت مین جو تم کہتے ہو اور زجاج
نے فرمایا کہ اس آیت مین تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر اس آیتہ کی
یہ ہے وهو الله يعلم سركم وجهركم في السمٰوات وفي
الارض یعنے وہ اللہ جانتا ہے تمہارا چھپا کھلا خواہ تم آسمانمین
ہو یا زمین مین اور محمد بن احمد قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہ کہا جاتا ہے
اس ظرف کا یعنے في السمٰوات وفي الارض کا عامل اعراب کون ہے
تو اس مین کئی جواب ہین ایک یہ کہ اللہ معظم ہے یا معبود ہے آسمانون
مین اور زمین مین مین کہتا ہون کہ اس سے دور ہو جاتا ہے اعتراض
اُن لوگون کا جو کہتے ہین کہ اللہ اسم ذات ہے پھر کیونکر متصور
ہوگا کہ وہ بمعنے معبود ہوا اور معبود کے معنے تو الٰہ کے ہوتے ہین
(نہ اللہ کے)، جیسے دوسری آیت مین وارد ہوا ہے وهو الذي
في السماء اله وفي الارض اله اور تقریر دفع اعتراض کی یہ ہے
کہ ہم یہ نہین کہتے کہ اللہ کے معنے معبود ہین بلکہ کہتے ہین کہ لفظ معبود
کا اللہ کے بعد مقدر ہے جیسے کہتے ہین زيد الخليفة في
المشرق والمغرب یعنے زید خلیفہ ہے شرق و غرب مین یعنے
اوس کا حکم چلتا ہے اون دونو مین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ معنی

لوگ خیر و شر سے آخر تک تمام ہوا قول اونکا اور کہا امام فخر الدین
رازی نے اپنی تفسیر مین جس کا نام مفاتیح الغیب ہے اس آیت کی
تفسیر مین کہ ان دلیلون سے ثابت ہوا کہ حمل اس آیت کا اپنے ظاہر
پر محال ہے اور تاویل واجب ہے اور تاویل اوس کی کئی طور سے
ہے اوّل یہ کہ قول اوس تعالے کا وهو الله فی السموات وفی الارض
مراد اس کی یہ ہے کہ وہ اللہ تدبیر مین ہے آسمانون کی اور زمین کی
جیسے کہتے ہین کہ فلان فی امر کذا یعنے فلانا اس کام مین ہے یعنے
اوس کی تدبیر اور اصلاح مین ہے اور اوس کی نظیر یہ آیت ہے
وهو الذی فی السماء اله وفی الارض اله اور دوسری یہ کہ وهو
الله پورا کلام ہے یعنے جملہ تمام ہو گیا پھر آگے شروع ہوا کہ فرمایا
فی السماء وفی الارض یعنے چھپا کھلا تمہارا جو آسمان و زمین مین
ہے سب جانتا ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ سبحانہ سرائر ملائکہ
کے جانتا ہے جو آسمان پر ہین اور سرائر جن و انس کے جانتا ہے
جو زمین پر ہین اور تیسری یہ کہ کلام مین تقدیم و تاخیر ہو اور تقدیر
اوس کی یہ ہو وهو الله یعلم فی السموات وفی الارض سرکم وجهرکم
یعنے وہ اللہ جانتا ہے آسمانون اور زمین مین تمہارا چھپا اور کھلا
اور جو دلیلین ان تاویلون کو قوی کرتی ہین وہ یہ ہین کہ قول ہمارا
وهو الله نظیر ہے هو الفاضل العالم کی اور کلمہ هو کا یہان حصر

کمال سے پس جب یہ نام لیا جاتا ہے اوس کمال ذاتی کا خیال
ضرور آتا ہے (یعنے الوہیت کا) جیسا مناسب مقام ہوتا ہے
خواہ مالکیت کلیہ ہو یا تصرف کامل ہو جس طرح پر کہ مقتضی ہو مشیت
مبنی ہے حکمت بالغہ پر اور اسی سے یہ ظرف متعلق ہو جاویگا
اسی حیثیت سے پس اب یہ کلام گویا ایسا ہو گیا جیسے کہین
وہی مالک ہے یا متصرف یا مدبر ہے آسمان و زمین مین جیسے
اس دوسری آیت مین ہے وهو الذی فی السماء اله و
فی الارض اله آخر قول تک جو ذکر کیا ابو السعود نے اور صاحب
خازن نے اپنی تفسیر مین کہا وهو الله فی السموات
وفی الارض یعنے وہ اله ہے (یعنے معبود ہے) آسمانون
مین کا اور زمین مین کا اور بعضون نے کہا وہ معبود ہے آسمانون مین کا
اور زمین مین کا (یعنے جو لوگ آسمان و زمین مین رہتے ہین
اونکا) اور محمد بن جریر طبری نے کہا وهو الله فی السموات
یعلم سرکم وجهرکم فی الارض یعنے وہ الله تو آسمان پر
ہے اور تمہارا چھپا کھلا جو زمین مین ہے سب جانتا ہے اور زجاج
نے کہا اس آیتہ مین تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر اوس کی یہ ہے
وهو الله یعلم سرکم وجهرکم فی السموات وفی الارض
یعنے وہ الله جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا آسمان مین ہو یا

سے کہتے ہین آسمان و زمین مین اور سا وس کا شریک نہین کوئی اسم
نام مین اور یہ کبھی ہوسکتا ہے کہ فی السموات خبر ہو بعد خبر کے یعنے
وہ اللہ ہے اور وہ آسمان اور زمین مین ہے یعنے عالم ہے ان
دونون کے چیزون کا اور اوسپر کوئی شے مخفی نہین گویا کہ ذات
اوسکی ان دونو مین ہے (یعنی حضور علمی ایسا ہے جیسے حضور
ذات یہہ کہ ذات حاضر ہے) اور بیضاوی نے کہا وھو اللہ
فی السموات وفی الارض یہ متعلق ہے (یعنے ظرف فی السموات
وفی الارض کا) اللہ کے نام کے ساتھہ اور معنی یہ ہین کہ وہی مستحق
ہے عبادت کا آسمان و زمین مین نہ کوئی اور جیسے دوسرے
جگہہ فرمایا ہے وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض
الٰہ۔ یعنے وہی معبود ہے آسمان مین اور وہی معبود زمین مین
اور جلالین مین ہے وھو اللہ مستحق للعبادۃ فی السموات
والارض یعنے وہی مستحق ہے عبادت کا آسمانون مین اور
زمین مین سو دیکھو کہ تمام مفسرین متفق ہین کہ یہ آیتہ اپنے ظاہر
پر نہین اگر علی الارض پر وقف کرین اور اگر علی السموات
پر وقف کرین تو صحیح ہے اسطرح پر کہ فی اوسمین علی کے معنے پر
ہووے اس لئے کہ اس صورت مین یہ معنے ہونگے کہ
اللہ آسمان پر ہے اور بعض اکابر نے کہا ہے کہ وقف صحیح ہے

جہمیہ کی گروہ کو بلکہ یہ آیتہ ایک قرارت مین ہماری حجت سے ہے
اور اسی مین سے ہے یہ آیتہ سورہ انفال کی واعلموا ان اللّٰہ
یحول بین المرء وقلبہ پھر جب اللّٰہ حائل ہوا آدمی مین اور
اوسکے دل کے بیچ مین تو موجود ہوا زمین پر پس استوی
علی العرش باطل ہو گیا یہ تقریر ہے جہمیون کی - اب جواب
مین ہم کہتے ہین کہ معنی آیتہ کے یہ نہین ہین جو تم نے سمجھے
ہین کہ اللّٰہ تعالے کی ذات آدمی اور اوسکے دل مین حائل ہو گئی
چنانچہ صاحب کشاف نے کہا ہے اس آیت کی تفسیر مین یعنے مراد
یہ ہے کہ وہ دل کو مار ڈالتا ہے پس وہ فرصت جو اسکو ملتی
ہے وہ فوت ہو جاتی ہے اور فرصت کیا ہے دل کا اخلاص
پر جمنا اور اوسکے مرضون کا معالجہ اور اوس کی علتون کا دفع
کرنا اوس کو تسلیم کرنا جیسا اللّٰہ پاک چاہتا ہے ہو تم غنیمت جانو اس فرصت
کو اور خالص کرو اپنے دلون کو اوسکی اطاعت اور اوس کے
رسول کی اطاعت کے لئے قرطبی نے کہا ہے اپنی تفسیر مین
کہ مسلمان بدر کے دن ڈرے دشمنون کی کثرت سے تو اللّٰہ
تعالے نے اون کو خبر دی کہ وہ حائل ہو جاتا ہے آدمی اور اسکے
دل کے بیچ مین کہ بدل دیتا ہے خوف کو امن سے اور بدل دیتا ہے
دشمن کے امن کو خوف سے اور بعضون نے کہا ہے کہ معنے

مالک ہے بندون کے دلونکا
اون سے زیادہ
طرف سے اس بات کی کہ وہ
ہو جاتا ہے دونون مین اور وہ حائل
ہین جب چاہتا ہے اور بندون
اسی کے پاس جمع کیے جاؤگے

باتون مین سے اور نظیر اوسکی یہ آیۃ ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور علامہ ابو السعود نے اپنی تفسیر مین کہا ہے اس آیت کے ذیل مین کہ یہ تمثیل ہے اللہ تعالیٰ کی قرب بندے سے جیسے اس آیۃ مین ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور تنبیہ ہے اوسپر کہ اوتعالے مطلع ہے دلون کی چھپی چیزون پر اور واقف ہے اون چیزون پر اگرچہ وہ صاحب دل اوس سے غافل بھی ہو جائے یا ترغیب دیتا ہے بندون کو اخلاص دلی پر اور صفائی قلبی پر قبل موت کے اس لئے کہ وہ حائل ہے آدمی اور اوس کے دل مین یا تصویر و تخییل ہے اوسکے تملک اور تصرف کی بندے کے دل پر اس طرح پر کہ توڑ دیتا ہے اوس کے ارادون کو اور بدل دیتا ہے اوس کی نیتون کو اور مقاصد کو اور حائل ہو جاتا ہے اوس کے اور کفر کے بیچ مین اگر اوسکی سعادت چاہتا ہے اور بدل دیتا ہے امن کے ساتھ خوف کو اور ذکر کے ساتھ نسیان کو اور جو اوس کے مشابہ ہے ایسے امور سے جو فرصت کو فوت کر دیتی ہین تمام ہوا قول اون کا اور کہا قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر مین جیسے کہا ہے ابو السعود نے اور لیکن دونون کے کلام مین

۶۰۱

حائل ہو جاتا ہے کہا ہے کہ اوس کے دل کے بیچ انسان اور پس وہ ایمان نہین لا سکتا اور کفر نہین کر سکتا مگر اوس کے اذن سے اور بعضون نے کہا کہ قوم جب قتال کی طرف بلائی گئی حالت ضعف مین اون کو بدگمانی ہوئی اور سمجھے ... تو اون سے کہا گیا کہ تم لڑو اللہ کی راہ مین اور ایمان رکھو کہ اللہ حائل ہو جاتا ہے آدمی اور اوس کے دل کے بیچ اور بدل

ویگا اللہ پاک موفق کو اس سے اور نامردی کو جوانمردی سے اور
شجاعت سے اور یہ سب اقوال دلالت کرتے ہین کہ معنے اللہ
کے حائل ہونے کے بندے کے اور اوس کے دل کے بیچ
مین روکنا ہے مومن کا معصیت سے اور کافر کا ایمان سے
اور مراد اوس سے اللہ پاک کی قدرت ہے لوگون کے دلون
پر اور اون کے سینون پر بینے ارادہ نیک خیر و شر کا نہین کر سکتی
عقل کا تو کیا ذکر ہے اور یہ بعینہ اس آیت کا مضمون ہے وما
تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین اور یہی مضمون
مشہور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا صلی اللہ علیہ
وسلم کہ مومن کا دل اللہ پاک کی دو انگلیون مین ہے اوس کی
انگلیون مین سے پھیرتا ہے جس طرف چاہتا ہے اور کہا سیوطی
نے جلالین مین اس آیت کی تفسیر مین کہ نہین ہو سکتا ہے آدمی
سے کہ ایمان لاوے یا کفر کرے مگر اللہ کے ارادے سے
اور در منثور مین کہا روایت کی ابن ابی شیبہ نے اور خشیش
بن احرم نے استقامت مین اور ابن جریر اور ابن منذر
نے اور ابن ابی حاتم نے اور ابو الشیخ نے اور حاکم نے اور
صحیح کہا اس روایت کو ابن عباس کی سند سے اس آیت
کی تفسیر مین واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ غرض کہا

ابن ابی حاتم نے ربیع سے جو بیٹے انس کی ہین اس آیت کی
تفسیر مین کہ انہون نے فرمایا حائل ہوجاتا ہے وہ مومن مین
اور معصیت مین کہ جس سے ہلاکت واجب ہوتی ہے غرض
ضرور ہے کہ ابن آدم وہ کام نہ کرے اور نہ داخل ہووے
اوس کے دل پر ہلاک کرنی والی چیزین جو واجب کرتی ہین
دوزخ کو اور حائل ہوجاتا ہے درمیان کافر کے اور طاعت
کے اور نہین پہونچ سکتا وہ ایسی اطاعت تک کہ واجب ہووے
جس سے کسی طرح کی بہلائی اور یہ پہلے سے اوس کے علم مین تہا
جسکی طرف منتہی ہوتا ہے امر اللہ تعالے کا اور ٹہیرتے ہین
اوس کے نزدیک اعمال بندون کے اور روایت کی احمد نے
زہد مین اور ابن منذر نے عمر بن خطاب سے کہ انہون نے
سنا ایک لڑکے کو کہ وہ دعا کرتا تہا اور کہتا تہا کہ اے
اللہ تو حائل ہوجاتا ہے آدمی اور اوس کے دل کے بیچ مین
سو حائل ہوجا میری اور خطاؤن کے بیچ مین کہ مین کوئی بری
بات نہ کرون سو عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اللہ تجہہ پر
رحم کرے اور اس کے لئے دعاے خیر کی اور امام نسفی
نے مدارک مین ویسا ہی کہا ہے جیسا ہم نے کشاف سے
نقل کیا اور خازن نے اپنی تفسیر مین ویسا ہی کہا ہے جیسے بغوی

بھی ہے) غرض معلوم ہوگیا کہ اس سے وجود ذات کا اسجگہہ مراد نہین
بلکہ قدرت اور تصرف اوسکا لوگون کے دلون پر مراد ہے اور ان
کے خیال پر نہیں ہے کہ اس صورت مین کوئی مناسبت اس حائل ہونے
مین اور آگے جو فرماتا ہے وانہ الیہ تحشرون مین نہین پائی
جاتی ہے پہر عطف اسکا اوسپر کیونکر جائز ہوسکتا ہے اور لازم
آتا ہے کہ یہ عطف ایسا ہو جیسے یہ قول عرب کا ان النوی صبر
وان ابا الحسین کریم اور یہ فصاحت مین نہایت مخل انداز
ہے پہر ایسا کلام اللہ کے کلام پاک مین کیونکر آسکتا ہے کہ اوسکا کلام تو نہایت فصیح
وبلیغ ہے بخلاف اوس صورت کی جو ہم نے کہا کہ قلوب بندون
کے اوسکی ہاتہہ مین ہین اور اوسکی اختیار مین ہین اور وہ اون کے
اوہام اور خواطر کو خوب جانتا ہے اور تم سب اوسکی پاس جمع کرکے
جاؤگے اور وہ تمکو خبر دیگا تمہارے خیال و خواطر کی کہ اس صورت
مین عطف صحیح و چسپان ہوجاتا ہے اور اونہی آیتون مین سے جن سے
جہی استدلال کرتے ہین یہہ بہی آیت ہے لا تحزن ان اللہ معنا
اور ہم کہتے ہین کہ آٹھوین باب مین بخوبی گذر گئی تحقیق آیات معیت
کی کہ وہ سب کے سب ماول بعلم ہین جبکہ عام معیت اونمین مذکور ہو
جیسے اس آیت مین وھو معکم اینما کنتم اور نصرت و معونت و حفظ
و نگہبانی کے ساتھہ ماول ہین جبکہ خاص معیت مذکور ہو نیک بندون

ذرا بھی سیاق وسباق آیت مین تامل کرے اور اوسی مین ہے قول
اللہ تعالے کا سورہ رعد مین افمن ھو قائم علی کل نفس بما کسبت
کہ مخالفون کا قول ہے کہ جب اللہ پاک ہر ذات پر قائم ہوا تو یہ کہنا کہ فقط
وہ عرش پر ہے باطل ہوا اور یہی مطلوب ہے اور ہم اسکے جواب مین کہینگے
کہ قائم کے معنے یہان یہ ہین کہ وہ ہر ذات کی تدبیر کے لیے قائم ہے
اور ہر ایک کی تربیت کرتا ہے اور اوسکے اعمال کا حافظ ہے اور اوسکے اقوال
وافعال کا ناظر ہے نہ یہ کہ قائم کے معنے عرفی ہون (یعنے کھڑا ہونا)
اسلئے کہ نفس اسکی صلاحیت نہین رکھتا اور محال ہے اور اگر کوئی
اعتراض کرے کہ یہ تاویل ہے اور پھیرنا ہے لفظ کا ظاہر معنے سے
تو ہم کہینگے کہ نہین تاویل نہین ہے اسلئے کہ قیام کلام عرب مین بمعنے
تدبیر اور حفظ کے ہے اور کلام عرب مین جابجا مستعمل ہے حقیقۃً
جیسے کہتے ہین فلان یقوم بہ یعنے فلانا اوسکی تدبیر کرتا ہے اور
اوسکی درستی مین مشغول ہے اور جو بگڑتا ہے اوسکو درست کرتا ہے
اور یہ کلام ائمہ تفسیر کا ہے اس آیت مین کہ شاہد ہے ہماری قول کا
چنانچہ علامہ سیوطی نے درمنثور مین فرمایا ہے کہ روایت کی ابن ابی حاتم
نے اور ابو الشیخ نے عطار سے اس آیتہ کے تفسیر مین افمن ھو
قائم الایتہ کہا انہون نے کہ اللہ پاک قائم ہے عدل کے ساتھہ اور
انصاف کے ساتھہ ہر ذات پر اور اسی طرح ہے یہ آیتہ شھد اللہ
انہ لا الہ الا ھو والملئکہ واولوا العلم قائما بالقسط

والا اور عالم ہے یہ قول اعمش کا ہے چنانچہ شاعر عرب کہتا ہے
شعر فلولا رجال من قریش اعزۃ ٭ سرقتم ثیاب البیت واللہ قائم یعنے اگر چند مرد قریش غالب نہ ہوتے تو تم کپڑے بیت اللہ کے چرا لیتے مگر اللہ قائم ہے یعنے عالم ہے غرض اللہ تعالیٰ عالم ہے ہر ایک ذات کے کسب کا اور بعضون نے کہا مراد اس سے ملائکہ موکلین ہین جو بنی آدم پر متعین ہین اور مروی ہے یہ ضحاک سے اور بیضاوی نے کہا افمن ھو قائم علی کل نفس یعنے رقیب ہے جو کچھ وہ کماتے ہین خیر و شر سے اور نہین مخفی ہے اوس کے اوپر کوئی چیز اون کے عملون مین سے اور نہین فوت ہوتا ہے۔ اون کی جزاؤن مین سے اور جلالین مین ہے افمن ھو قایم کہ رقیب ہے وہ (غرض قائم کے معنے دونون مفسرون نے رقیب کئے ہین) اور بغوی نے کہا افمن ھو قایم علی کل نفس بما کسبت یعنے حافظ ہے اوس کا اور رازق ہے اور عالم ہے ہر ذات کا اور بدلا دینے والا ہے اون کے عملون کا اور امام رازی نے کہا افمن ھو قایم علی کل نفس بما کسبت یعنے قادر ہے اوپر جمیع ممکنات کے عالم ہے جمیع معلومات کا جزئیات اور کلیات سے اور جب ایسا ہے تو خواہ مخواہ جمیع نفسون کے احوال سے

کسی مین نہین سوا حق سبحانہ کے
اور نظیر اوس کی یہ قول ہے اس تعالے کا قائماً بالقسط تمام
ہوا قول فخرالدین رازی کا اور
زمخشری نے کہا ہے افمن
ھو قائم یہ حجت لاتا ہے اون
کے اشراک باللہ

اور جانتا ہے اون کے عملون کو جو انہون نے کئے خیر و شر سے
اور بدلہ دیگا اون کو اون کی کمائی کا اور ثواب دیگا اگر عمل نیک
ہین اور عذاب کرے گا اگر عمل بد ہین اور جواب اس کا محذوف
ہے اور تقدیر اوس کی یہ ہی کہ کیا ایسا قدرت والا برابر ہو سکتا ہی
اوس کے جو عاجز ہو اپنی ذات سے اور جو اپنی ذات سے عاجز
ہوگا وہ غیرون کی جان پر تصرف کرنے سے اور بھی زیادہ عاجز
ہوگا اور یہ حال ہے اصنام کا جو نہ نفع دے سکتے ہین نہ ضرر پہونچا
سکتے ہین تمام ہوا قول خازن کا اور اسی مین ہی یہ قول اللہ پاک
کا موسی اور ہارون کے لئے اننی معکما اور مخالفون کی تقریر یہ
ہے کہ معیت اگر اس جگہہ علم سے ہوتی تو آیت موجب تسلی نہ ہوتی موسی
علیہ السلام کے لئے اور اون کے دل کے تقویت اس سے حاصل
نہ ہوتی اس لئے کہ معیت علمی تو فرعون کو بھی حاصل تھی اور اورون کو
بھی اور اس مین موسی علیہ السلام کی تخصیص کچھہ نہین پس واجب
ہوا کہ یہ معیت معیت ذاتی ہو آپ جواب سنو کہ ہم اس معیت کو فقط
معیت علمی نہین کہتے بلکہ معیت تائید اور نصرت اور حفظ کی اور
بچانے کی فرعون کے شر سے اور اس کی قوم کی شر سے جیسے ذکر
کرچکے ہین ہم آٹھوین باب مین تفسیر مین اس آیتہ کی بغوی اور زمخشری
اور بیضاوی اور قرطبی وغیرہم کے اقوال سے کہ انہون نے

وہ اللہ پاک سے بیعت کرتے ہین تو ہم کہینگے کہ بیعت سے مراد انقیاد اور
فرمان برداری ہے اوسکے حکم کی اور اس سے یہ واجب نہین ہوتا کہ
اوسکا ہاتھہ اون کے ہاتھون کو چھو جاوے اور اوس مین ہرگز شک نہین
کہ اطاعت رسول کی اللہ کی اطاعت ہے جیسے کہ دوسری
جگہ خود اپنی کتاب مین فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
پس اسی طرح بیعت بھی ہے اور جب یہ تمہید ہو چکی تو اب سنو کہ
ائمہ تفسیر نے اس آیت کی تفسیر مین کیا کہا ہے چنانچہ روایت
کی سیوطی نے درمنثور مین عبد بن حمید کی روایت سے وہ راوی ہین
حکم بن اعرج سے کہ انہون نے کہا ید اللہ فوق ایدیھم
سے مراد یہ ہے کہ وہ بھاگین نہین (یعنے اللہ کی تائید اون کے
ساتھہ ہے جو بھاگنے سے بچاتی ہے) اور بغوی نے کہا ید اللہ
فوق ایدیھم کہ ابن عباس نے کہا کہ اللہ کا ہاتھہ اون کے اوپر ہے
کہ وفا کریگا وہ اون سے جو وعدہ کیا ہے خیر کا اون کے ہاتھون
کے اوپر اور سدی نے کہا ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہاتھہ پکڑتے تھے اور بیعت کرتے تھے اور اللہ کا ہاتھہ اون کے
ہاتھون کے اوپر تھا اس بیعت مین اور کلبی نے کہا ید نعمت یعنے
احسان تھا اللہ پاک کا اون کے اوپر کہ اون کو ہدایت کی اور یعنے
اس بیعت ہی پہلی جو انہون نے اب کی ہے اور محلی نے جلالین مین کہا

من يطع الرسول فقد اطاع الله اور مراد اس سے
بیعت الرضوان ہے اور نسفی نے مدارک مین اسی کے مثل کہا ہی
اور امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہے اور خازن نے بہی اپنی
تفسیر مین اونہی سے نقل کیا ہے يد الله فوق ايديهم
اس مین کئی وجوہ ہو سکتی ہین اور یہ اس طور سے کہ ید کا لفظ
دونو مقام مین ایک ہے معنے رکہتا ہو یا دو معنی پہر اگر ہم کہین کہ دونو جگہ
ایک ہی معنے ہین تو اس مین دو وجہین ہون گی ایک یہ کہ ید الله
نعمۃ الله کے معنے مین ہووے تو مطلب یہ ہوگا کہ الله کی نعمت
اون کے اوپر ہے اور نعمت پر اور نعمت ہے جیسے دوسری جگہ
فرمایا بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان یعنے الله تعالے
احسان کرتا ہے تم پر کہ ہدایت کی تمکو ایمان کی اور دوسری وجہہ یہ
الله کا ہاتہہ اون کے اوپر ہے یعنے مدد اوسکی اوس نبی کے اوپر
سب سے قوی اور اعلی ہے صحابہ کے مددون کے بہ نسبت جو حضرت
کی ساتہہ ہے صلی الله علیہ وسلم جیسے عرب کہتے ہین الید لفلان
یعنے غلبہ اور نصرت اور قوت فلانی کو ہے اور اگر ہم کہین کہ وہ دونو
ید کے دو معنی ہین تو ہم کہتے ہین کہ ید جو الله کے حق مین ہے اوس سے
حفظ مراد ہے اور جو تابعین کا ید ہے اوس سے جارحہ یعنے
وہی ہاتہہ مراد تو معنے یہ ہوئی کہ الله کا ہاتہہ اون کے اوپر ہے حفاظت

اور مشرکون کے ہاتھون پر بھی ہران اور ہر وقت اوسکے مکان مین ... ہونے کی اور زمرہ مومنین کے ساتھہ کون سے وجہہ ہو تی ... نے بیعت رضوان کی واللہ اعلم اور اوسی مین سے ہے یہ آیہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور اوسکا جواب ہم اوٹھوین باب مین دے چکے ہین کہ مراد قرب سے اس جگہہ قرب علم ہے جیسے تصریح کی ہے اسکی ائمہ مفسرین نے مثل بغوی اور رازی اور ابی السعود کے اور مانند خازن اور نسفی اور زمخشری اور بیضاوی اور سیوطی وغیرہم کے اور اگر قرب سے قرب ذات مراد ہوتا تو صیغہ تفضیل کے کچہہ معنی نہوتے (صیغہ تفضیل اقرب ہے) جیسے ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے اور اوسی مین سے ہے قول اللہ پاک کا سورہ واقعہ مین فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب الیہ منکم ولاکن لا تبصرون اور وجہہ مخالفون کے استدلال کی ظاہر ہے اسلئے کہ یہہ فرمانا اوس تعالی کا کہ تم نہین دیکھتے دلالت واضحہ رکہتا ہے اسپر کہ مقصود اس قرب سے قرب ذات ہے علم اور نہین تو نہ دیکھنے کے کوئی معنی ہی نہوتے اسلئے کہ قرب علمی قابل دید نہین اور جواب اوسکا یہ ہے کہ یہان بھی قرب علمی ہی مراد ہے اور نہین تو حاضرین کے بہ نسبت تفضیل جائز نہوتی (یعنے اقرب کا لفظ صحیح نہوتا) اوس شخص سے قرب کی جو قریب الموت ہے اور لوگ اوسی گھیرے بیٹھے

منکم یعنے ہم قریب زیادہ ہین بہ نسبت تمہاری یعنی ساتھہ
علم کے اور قدرت اور رویت اور فرشتے ہماری جو اوسکی روح قبض
کررہے ہین وہ تمہارے بہ نسبت زیادہ قریب ہین اوس سے
ولیکن تم اونکو نہین دیکھتے جو فرشتے حاضر ہین اور سیوطی نے درمنثور
مین کہاہے ونحن اقرب الیہ منکم یہ قول ہے ملئکہ کا
(کہ اللہ تعالی نقل فرماتا ہے) ولکن لا تبصرون مگر تم نہین دیکھتے
یہ مروی ہے ابن عباس سے روایت کی اسکو ابن مردویہ نے ابی صالح
سے انہون نے ابن عباس سے پوری سورت کی تفسیر اور کہا خازن
نے اپنے تفسیر مین ونحن اقرب الیہ منکم اور ہم قریب ہین
اوس سے بہ نسبت تمہارے یعنی علم اور قدرت اور رویت کی راہ سے
اور بعضون نے کہا ہے کہ ہمارے رسول جو اوسکی روح قبض
کررہے ہین وہ میت سے زیادہ نزدیک ہین بہ نسبت تمہاری ولکن لا
تبصرون مگر تم نہین دیکھتے اون لوگون کو جو اوسکے پاس حاضر ہین ملائکہ
سے اوسکی قبض روح کے لئے اور بعضون نے کہا لا تبصرون
یعنے تم نہین جانتے اسبات کو اور نسفی نے مدارک مین کہا ہے ونحن
اقرب الیہ منکم یعنے ہم قریب ہین اوس سے تم سے زیادہ
اے اہل میت براہ قدرت اور علم اپنے کے اور براہ ملئکہ اپنے
کے جو موت کے لئے مقرر ہین اور محلی نے جلالین مین کہا ہے ونحن

یعنے نہین جانتے اوسکی حال کو اسلئے کہ تم اوسکی کیفیت سے لاعلم ہو اور تفسیر
عباسی مین ہے ونحن اقرب الیہ اور ہم قریب ہین اوس سے
یعنے ملک الموت اور اوسکی مددگارون سے زیادہ قریب ہین طرف میت
کے منکم بہ نسبت تمہاری یعنے اہل میت کی ولکن لا تبصرون
مگر تم نہین دیکھتے ملک الموت اور اوسکی مددگارون کو تمام ہوا قول
مولف عباسی کا اور اوسی مین سے ہے یہ آیۃ سورہ حدید کے
وہو معکم اینما کنتم اور جواب اس آیت کا مانند تمام آیات معیت
کی ہے یعنے محمول ہے معیت علمی پر اور دلالت کرتا ہے اوسپر
شروع آیت کا اور آخر اوسکا اب سنو کہ اول اوسکا یہ ہے ثم استوی
علی العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا
وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا اور آخر اوسکا
یہ ہے واللہ بما تعملون بصیر اور ہم نے بہت سے
اقوال جو متعلق تھے اس آیت سے وہ آگے ذکر کر دی ہین اور
اونکو ائمہ تفسیر سے نقل کر دیا ہے اٹھوین باب مین اب دوبارہ
اسکی اعادہ کی ضرورت نہین ہے مگر اس جا پر اگر کوئی کہے کہ یہ قول
اللہ پاک کا ھو الاول والاخر والظاھر والباطن
دلالت کرتا ہے کہ وہ تعالی ہر مکان مین ہے اسلئے کہ ظاہر فوق
ہے ہر چیز کا اور باطن تحت اوسکا پس وہ تمام چیزون کے اوپر ہے

کہین مستعمل نہین نہ لغت مین نہ اصطلاح مین اور معنی اس حدیث
کی وانت الظاہر فلیس فوقک شی ٭ یہ ہین کہ کوئی چیز تیرے اوپر اور تجھسے
اظہر نہین اور تو باطن ہے کہ تجھہ سے پوشیدہ کوئی شئے نہین ہماری
آنکھون سے اور ہماری عقلون مین اسلئے کہ ابصار اس عالم کے اوسکی
ادراک سے قاصر ہین اور اوسکی دیدار سے عاجز اور اسی طرح عقول
عاجز ہین اوسکی کنہہ کے ادراک سے تو کوئی شئے اوس سے زیادہ
باطن نہوی اور معنی لا شئے دونک کی یہ ہوئی کہ کوئی شئے خفا اور پوشیدگی
مین تیرے قریب بھی نہین پہر تیرے مثل ہونے کا کیا ذکر ہے جیسے کہتے
ہین کہ فلان دونہ فی العلم یعنے فلانا قریب ہے اوس سے اور ذرا کم ہے
اور امام رازی نے کہا ہے کہ اوسکا ظاہر اور باطن ہونا یون جاننا چاہئے
کہ وہ ظاہر ہے بحسب وجود اسلئے کہ جو شئے تم کائنات اور ممکنات سے
دیکھتے ہو وہ سب اوسکی وجود کی دلیل ہین اور اوسکی ثبوت اور حقیقت
کی گواہ اور شاہد ہین اسکی کہ وہ جہات تغیر سے پاک اور بری ہے اور اوسکا
تعالی کا باطن ہونا اوسمین کئی وجوہ ہین اول یہ کہ اوسکا کمال ظہور یہ
سبب ہو گیا ہے اوسکی باطن ہونے کا جیسے فرض کرو کہ یہی افتاب
اگر ہمیشہ رہے آسمان پر تو ہمکو نہ معلوم ہو کہ یہ روشنی اسیکی سبب سے
ہے بلکہ بعض اوقات یہ خیال مین آوے کہ یہ سب چیزین خود ہی
روشن ہین مگر جبکہ یہ اس طرح پر ہے کہ کبھی غروب ہو جاتا ہے اور ہم

٦١٣

جب اوسکی باریکی کو دریافت کرنے لگتی ہین تو دہشت اور حیرت انکو تمام ادراک سے روک
دیتی ہی اسلئے وہ تمام چیزون سے زیادہ ظاہر ہے اور سب چیزون سے زیادہ پوشیدہ
بھی ہے ولیکن ظہور اور پوشیدگی دونو دو حیثیتون سے ہین اسلئے اجتماع ضدین لازم
نہین آتا جیسا کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی اور اسی لئے کہ دونو کی حیثیتین جدا
اسی واسطے ان دونو کو اور اول و آخر کو جمع فرمایا اس آیت مین اور روایت کی بغوی نے
اس آیت مین ابن عباس سے کہ ظاہر یعنی غالب ہے اور برتر ہی ہر چیز پر اور باطن یعنی
عالم ہے ہر چیز کا اور نسفی نے کہا ہی کہ ظاہر دلیلون کی روسے جو اوسپر دلالت
کرتے ہین اور باطن ہے اسلئے کہ حواس سے مدرک نہین اور بیضاوی نے
بھی ایسا ہی کہا اور محلی نے بھی جلالین مین اور ملا علی قاری نے فرمایا ہے
کہ ظاہر ہے اپنی صفتون سے اور باطن ہے اپنی ذات سے اور ابو السعود نے
بھی ایسا ہی کہا اور نووی نے شرح مسلم مین کہا ہی کہ معنی ظاہر کے جو اسماء اللہ
مین سے ہی یہ ہین کہ بعضون نے کہا وہ مشتق ہی ظہور سے جو بمعنی قہر و غلبہ کے ہی اور کمال
قدرت کی اور اوسی قبیل سے ہی یہ کلام عرب کا ظہر فلان علی فلان
یعنے غالب ہوا فلانا اوپر فلانے کی اور بعضون نے کہا ظاہر ہی دلائل قطعیہ کے
روسے اور باطن مستور ہی خلق سے اور یا یہ کہ عالم ہی خفیات کا اور صاحب
کشاف نے کہا ظاہر ہے بادلہ داتہ جو اوسپر دلالت کرتی ہین اور باطن ہے
کہ غیر مدرک ہے حواس سے اور عبد الرحمن بن علی شیبانی نے کہا اپنی
کتاب تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین اسماء حسنی کی شرح مین کہ ظاہر

اور یہی مطلوب ہے اب جواب سنو کہ معنی شہید کے تو یہی ہین کہ حاضر ہو علما اور
مطلع ہو بندون کے حال پر ہر وقت نہ یہ کہ ذات سے حاضر ہو ہر چیز کے پاس اور
اوس سے متصل ہو اور نہین تو کئی فساد لازم آتے ہین جیسے ہم نے آگے
بیان کئی ہین اور یہ کلام مفسرین کا شہید کی تفسیر مین موجود ہے چنانچہ
بغوی نے کہا ہے شہید ہے یعنے اون کے سے یعنی عالم ہے اون کا
اور خبردار ہے اون کے احوال پر اور علامہ ابو السعود نے فرمایا ہے واللہ
علی کل شئی شہید کہ یہ فرمانا وعدہ ہی ہے اون کے اور وعید شدید
ہی ہے اون کے عذاب کرنے والون کو اسلئے کہ علم اللہ تعالی کا جمیع اشیا کی ساتھ
ہے کہ اوسی مین سے ہین اعمال فریقین کے یعنی کافر و مومن کے اور وہ علم
مستدعی ہے اور مقتضی ہے اسکا کہ دونو کو پوری جزا و سزا دیوے ضرور بالضرور
اور صاحب مواقف نے کہا کہ شہید عالم ہے غائب کا اور حاضر کا اور عزیزی
نے شرح جامع صغیر مین کہا ہے کہ شہید یعنے علیم اور خبردار ہے ظواہر اشیا کا
اور جن چیزون کا مشاہدہ ممکن ہے جیسے خبیر کے معنی یہ ہین کہ عالم باطن
اشیا کا اور اون چیزون کا جنکا احساس ممکن نہین اور بعضون نے کہا
شہید مین مبالغہ ہے بہ نسبت شاہد کے اور معنی یہ ہین کہ وہ تعالی
گواہی خلق پر قیامت کی دن اور صاحب تیسیر نے کہا ہے شہید وہ ہے
جس سے کوئی چیز کبھی غائب نہو جیسی کہتی ہین شاہد و شہید جیسے عالم و علیم
یعنے وہ حاضر ہے کہ دیکھتا ہے تمام چیزون کو اور مشاہدہ کرتا ہی اون کا

توچاہئے کہ قبلہ کیطرف نہ تہوکے اسلئے کہ پروردگار اوس کا اوسکے اور قبلہ
کے درمیان ہے ولیکن بائین طرف تہوکے یا اپنے قدم کے
نیچے روایت کی یہ شیخین نے اور نسائی وغیرہم نے اور لفظ حدیث
یہ ہین اذا صلی احدکم فلا یبصق قبل قبلتہ فان ربہ
بینہ وبین القبلۃ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ
اور روایت کی ہے بخاری نے ابن عمر سے اور اوسمین یہ ہے فان اللہ
سبحانہ قبل وجہہ اذا صلی یعنے اللہ سبحانہ اوسکے موہنہ
کے آگے ہوتا ہے جب وہ نماز پڑہتا ہے اور جواب اسکا یہ ہے
کہ اس حدیث مین اللہ کی رحمت مراد ہے جو مصلی اور قبلہ کے بیچ مین ہے
جیسا دوسری روایت مین خود آچکا ہے جو ترمذی نے روایت کی ہے
اوسمین یہ لفظ ہے فان الرحمۃ تواجہہ یعنے رحمت اوسکی
سامنے ہوتی ہے اور بعضون نے کہا ثواب اوسکا یا جہت اوسکی
جسکی طرف اوسنے موہنہ کرنیکا حکم کیا ہے اور جہمیہ اسکی قائل نہین کہ
وجود الٰہی خاص جانب قبلہ ہی مین ہے بلکہ وہ کہتے ہین کہ وہ تعالے
ہر جگہ ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالے مصلی کے آگے
بہی ہو اور پیچہے اور داہنے اور بائین اور قدم کے نیچے بہی پناہ اللہ صفات جب
کے اس سے اور حالانکہ حدیث صاف حکم فرماتی ہے کہ تہوکنا سوا
قبلہ کے اور جوانب مین روا ہے اور اس سے

مقصود اوسکا ... ہوا اور بعضوں نے کہا اسمین مضاف

محذوف ہے یعنے اسپر امر عظمت اسکی یا ثواب اسکا مراد ہی اور ابن عبد البر

نے کہا ہی مقصود اس کلام سے صرف ... تبدل کی ہے تمام ہوا کلام اونکا

غرض اس تاویل کے ساتھہ کیونکر درست ہوگا رد کرنا اوسپر جو کہتا ہی کہ اللہ

تعالی عرش پر ہے بذاتہ اور شاید اس کلام کا اون کے کوئی اور محمل صحیح ہے

جسپر ہم واقف نہین اور میرا گمان یہ ہی کہ یہ قول اونکا وفیہ الرد یعنی

اور اسمین رد ہے یہ معطوف ہے اوسکی اس قول پر کہ ان اللہ فی کل مکان کہ

اللہ ہر جگہ ہے غرض تقدیر عبارت یہ ہے کہ معتزلہ نے کہا ہی کہ اس مین رد ہی

اوسکا جو کہتے ہین کہ خدا عرش پر ہے بذاتہ غرض یہ قول معتزلہ کا ہی جو نقل کیا

ابن حجر نے اور نکار کیا معتزلہ نے کہ اللہ ہر مکان مین ہے اور اگر یہ مراد

نہ لین تو ابن حجر کے قول مین تناقض لازم آتا ہی اور وہ ایسی بزرگون کی

شان سے نہایت بعید ہے غرض اس عبارت سے جو بعض کوتاہ نظر تمسک

کرتے ہین ہمارے ہم عصروں مین سے اور عبارت مذکور مین خیانت بھی

کرتے ہین چنانچہ اوپر کی یہ عبارت کہ اسکو لیکر بعض معتزلہ لڑتے ہین یہ انہون

نے نقل ہی نہین کی اسلئے کہ اسکو انہون نے اپنے مذہب کے مخالف پایا اور کیون

نہ کرتے اسلئے کہ اون کا مذہب تو بعینہ یہی ہے کہ اللہ تعالی ہر مکان مین

ہو تو بھی اور ابن حجر اس مذہب کو رد کرتے ہین اور اگر اون کا مذہب انکار

ہوتا اوپر اوس شخص کے جو کہتا ہے کہ اللہ عرش پر ہی تو اس مذہب

اذا قام احدکم الی الصلوة فان الله تعالی قبل وجهه فلا يبصق قبل وجهه

ہو ہماری خصم کی اسلئے کہ اول اوسکا معارض ہے آخر کا اور جب تعارض ہوا تو اول و آخر دونو ساقط ہوگئے اور ہمارے دلیل اور ائمہ کا کلام ہے سو ابن حجر کے جو انہون نے اس حدیث کی تفسیر مین کہا ہے سو امام نووی نے کہا ہے شرح مسلم مین یعنے مراد اس سے وہ جہت ہے جسکو اوسنے عظمت دی اور کہا گیا ہے کہ مراد اوس سے اللہ کا قبلہ ہے اور کہا گیا ہے کہ ثواب اوسکا اور اسی کے مانند اور جو کچھہ ہو غرض اسطرف تہوکنا بیجا ہے کہ اس مین تحقیر ہے اوسکی جسکی طرف تہوکا جاوے اور اہانت ہے اور استخفاف اوسکا ہے اور کرمانی نے کہا کہ قبلہ اوسکا اوسکی مونہہ کے آگے ہے یا ثواب اوسکا یا وہ جہت جسکی تعظیم کا حکم اوسنے دیا ہے یا کعبہ اوسکا ہے عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ وہ تشبیہ کی باب سے ہے یعنی گویا کہ وہ تعالی مصلے کے اور قبلے کے بیچ مین ہے اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین کہا ہے کہ تقدیر اوسکی یہ ہے کہ مقصود اوسکا اوسکے اور قبلہ کے بیچ مین ہے اور شیخ عبد الحق نے لمعات مین اسی کے مثل کہا ہے اور سید علی نے مرقاۃ الصعود مین کہا ہے کہ تاویل یہ ہے کہ وہ قبلہ جسکی طرف متوجہ کرنے کا حکم کیا ہے وہ اوسکی مونہہ کے آگے ہے تو چاہئے کہ اوسکو تہوک وغیرہ سے پاک رکھے اور اس کلام مین اقتصار ہے اور حذف ہے اور اختصار ہے اور امثلہ اسکی کلام مین بہت ہین اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جو معیت اور قرب کے باب مین آئی ہین اور کیونکر تاویل ہوگی مگر

ترمذی رحمۃ اللہ جو مخرج حدیث ہین انھون نے خود اس کی تاویل کی

چنانچہ اپنے جامع مین فرمایا ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ

ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول کے اترنے کا اللہ تعالیٰ

کے علم وقدرت وحکومت پر اور علم اللہ کا اور قدرت اور حکومت اوسکی

ہر مکان مین ہے اور وہ عرش کے اوپر ہے جیسے بیان کیا اوس نے

اپنی ذات کا اپنی کتاب مین اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین کہا الھبط

علی اللہ یعنے اترے وہ اللہ کے علم پر اور اوسکی ملک پر جیسے تصریح

کی ہے اوسکی ترمذی نے اپنے آگے کے کلام مین تمام ہوا قول انکا

اور کہا صاحب مجمع البحار نے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اوپر واجب

ہونے تاویل کے اللہ کے اترنے مین اور اوپر تفویض کے استوا

علی العرش مین دینے ہوا مین تاویل واجب ہے اور استوا کی کیفیت

اللہ پاک کے سپرد ہے اور اسی مین سے ہے جو روایت کی ترمذی نے

اور بخاری اور مسلم اور ابو داود وغیرہم ابی موسی اشعری سے کہ انہون نے کہا کہ ہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک غزوہ مین پھر جب

لوٹے اور قریب پہونچے مدینہ کے تو لوگون نے اللہ اکبر کہنا شروع

کیا اور آوازین بلند کین تب فرمایا آپنے ان ربکم لیس باصم ولا غائب

ھو بینکم وبین رؤس رحالکم یعنے رب تمہارا کچھ بہرا نہین نہ غائب

کروا پنی جانون پر اور لپیٹ کرو اپنی آوازون کو اس لئے کہ آدمی آواز
جب ہی بلند کرتا ہے جب اوس کا مخاطب دور ہوتا ہے تاکہ اوس کو
سناوے اور تم تو اللہ کو پکارتے ہو اور وہ کچھ بہرا نہین نہ غائب ہے
بلکہ وہ سننے والا ہے قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے علم
اور احاطہ سے آور دوسری روایت مین جو قول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا آیا ہے وہ یہ ہے **والذی تدعونہ اقرب الی احدکم
من عنق راحلہ** اور اوس کے بھی معنے وہی ہین جو اوپر گذرے اور
حاصل یہ ہے کہ یہ مجاز ہے جیسے یہ قول اللہ تعالے کا **ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید** اور مراد یہ ہے کہ دعا تمہاری ضرور سنی جاتی
ہے اور حاصل مطلب یہ ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر
ہوا کرتی ہے پس معلوم ہوا کہ جب آپ نے ایک بار یون فرمایا کہ وہ اونٹ
کی گردن سے بھی قریب ہے اور پھر یون فرمایا کہ وہ غائب بھی نہین بلکہ
سمیع و بصیر ہے تو اس سے اوس کی ذات کا جو داس جگہہ مراد یہ نہین
ہوا اسوجہ سے کہ اگر یہ مقصود ہوتا تو یہ حصر کہ وہ داعی اور اوس کے کجاوہ
کے سر کے بیچ مین ہے صحیح نہ ہوتا جیسے کہ ہر عاقل پر ظاہر ہے آور اسی مین
سے ہے یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **ان قلب المومن
بین اصبعین من اصابع الرحمن تقلبها کیف یشاء** یعنے
مومن کا دل اللہ پاک کی دو انگلیون مین ہے جدہر چاہتا ہے پہیرتا ہے

اوسکا کان ہوجاتا ہون کہ مجھہ ہی سے پکڑتا ہے اور ہین اوسکا پیر ہوجاتا ہون کہ مجھہ ہی سے چلتا ہے آخر حدیث تک اور جواب اس کا یہ ہی کہ یہہ حدیث باتفاق اہل اسلام ماول ہے اور نہین تو تغایر اوٹہہ جاتا ہی واجب اور ممکن مین اور دونون مین اتحاد ثابت ہوتا ہے اور وہ محال ہے اور جب تاویل ہوچکی تو یہہ جہمیون کی حجت نہ رہے اور حدیث خود دال ہے تغایر واجب اور ممکن پر ورنہ عبد کہنا اوس کا صحیح نہ ہوتا اور تابعہ کا جتنا مضمون سب تفصیل وہ استعارہ ہے چنانچہ طیبی نے شرح مشکوۃ مین کہا ہے اور اون سے ملا علی قاری نے نقل کیا ہے مرقاۃ مین اور شیخ دہلوی نے لمعات مین کہ حضرت نے جو فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین اوس کا سمع ہوجاتا ہون مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالی اوس بندہ کی حواس اور آلات کو وسیلہ اپنی مرضیات کا بنا دیتا ہے سو وہ نہین سنتا مگر جو اللہ کو محبوب ہو یعنے قال اللہ وقال الرسول نہ اور قیل وقال اور جو اوس کو پسند ہو بس گویا کہ وہ اللہ ہی کے واسطے سے سنتا ہے آخر حدیث تک یہی مطلب ہے اور بعضون نے کہا کہ سلطان محبت اوس پر ایسا غالب ہوجاتا ہے کہ وہ نہین دیکھتا مگر جو اللہ کو محبوب ہے اور نہین سنتا مگر جو اللہ کو محبوب ہے اور اللہ اوس کا ناصر یعنے ... ہوجاتا ہے اور وکیل ہوجاتا ہے کہ اوس کے سمع و بصر کی اور ہاتھہ پیر کو بچاتا ہے ناپسند چیزون سے اور نہین سنتا ... یعنے اوس کے

دشمن پر اوس کی مدد کرتا ہون - یا تچیز یا مشتہ کو فاکہانی نے کہا ہے کہ
پہلے ان سے ابو ہریرہ نے بیان کیا - چند کنجیہ جو اسمین سو او ہم ہوتا ہے
وہ یہ ہے کہ یہان مضاف محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ مین اوسکی
سمع کا حافظ ہو جاتا ہون پھر وہ نہین سنتا مگر جو اوسکو سننا حلال
ہوتا ہے اور اوسکی بصر کا بھی ایسا ہی حافظ ہو جاتا ہون آخر تک اور فاکہانی
نے کہا ہے کہ ایک اور معنی ہو سکتے ہین کہ وہ اس سے بھی دقیق ہین
جو اس سے آگے گذر چکے ہین اور وہ یہ ہین کہ یہان سمعہ بمعنی
مسموعہ کے ہو اس لئے کہ مصدر بمعنی مفعول اکثر آتا ہے مثلاً عرب
کہتا ہے فلان املی یعنی امولی اور معنی یہ ہوے کہ نہین سنتا ہے
مگر ذکر میرا اور نہین لذت پاتا ہے مگر ساتھ تلاوت میری کتاب کے
اور نہین انس پکڑتا ہے مگر ساتھ مناجات میری کے اور نہین نظر
کرتا ہے مگر میرے عجائب ملکوت مین اور ہاتھ اپنا نہین بڑھاتا ہے
مگر جس مین میری رضا ہو اسی طرح پیر بھی اور مناوی نے شرح
جامع صغیر مین کہا ہے کہ اللہ تعالے سلطان محبت کو اوسپر ایسا غالب
کر دیتا ہے کہ وہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے اور نہ کچھ کام کرتا ہے مگر
وہی جسکو اللہ دوست رکھے اور یہ تسلط سلطان محبت کا اوسپر
اس لئے ہوتا ہے کہ ان جوارح کی حمایت اور بچاؤ ہو اللہ کی ناپسند
چیزون سے اور وہ کنایہ ہے اللہ کی مدد اور عنایت سے اور

من دنی منہ ذراعا تقربت منہ باعا ومن اتانی یمشی اتیتہ هرولۃ

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ امام بخاری اس حدیث کو کتاب الرد علی الجہمیہ مین لائے ہین اور علمائے سلف تاویل سے نہایت بھاگتے ہین

مین ہے اپنی ذات سے اور نہ عقل مین اوسکی حرکت اور سکون آتا ہے باعتبار
تحدید مسافت کی جسکا اندازہ بالشت اور ہاتھ اور مانند سے ہو سکے
تو اب تاویل اسکی ضرور ہوئی چنانچہ شیخ عبدالحق نے لمعات مین کہا ہے
کہ یہ کنایہ ہے اللہ کی رحمت سے جو اوسکی طرف سبقت کرتی ہی ور
بندون سے قریب ہوتی ہی اور کنایہ ہے اوسکی زیادت ثواب اور
کثرت عطا سے اور اوسکی فضل سے اون لوگون کی اطاعت پر اور
عزیزی نے شرح جامع صغیر مین کہا ہے کہ قرب اس جگہ بمعنی محبت اور ضلنت
ہے اور بسبیل تمثیل قرب کو ایک ایسی شئے قرار دیا ہے جو دراز ہو
اور مسافت رکہتی ہو اور عزیزی نے اس حدیث کی شرح مین کہا ہے
اقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد یعنے
سب سے زیادہ جو بندہ نزدیک ہوتا ہے اپنے پروردگار کی رحمت
سے تو سجدہ مین اور قرب آلہی سے اس جگہ قرب ذکر اور عمل صالح
کے ساتھ مراد ہے نہ قرب ذات اور مکان اسلئے کہ یہ صفات اجسام
سے ہے اور اللہ تعالے اس سے پاک ہے اور اللہ کا قرب بندے
سے یہ ہے کہ اوسکا انعام نزدیک ہو اور اوس پر افاضہ ہو اللہ کے
برّو احسان کا اور اوسکی عنایتون اور مواہب کا تبدیکی اوپر تمام
ہوا کلام عزیزی کا اور کہا امام ابو القاسم قشیری نے کہ نزدیکی
بندیکی اپنی رب سے پہلی تو ایمان سے حاصل ہوتی ہے پہر احسان

اور استعارہ یا اوس سے لوازم اوسکی مقصود ہین اور نہین تو ان چیزون
کا اطلاق اور ایسی ہی اور امور جو مانند اسکی ہون اون کا اطلاق اوس
پروردگار پر جائز نہین مگر بطریق مجاز اسلئے کہ یہ باتین اللہ تعالے کے
لئے محال ہین تمام ہوا قول اونکا اور امام نووی نے شرح مسلم مین کہا
ہے کہ معنے اوسکے یہ ہین کہ جو نزدیک ہوتا ہے مجھہ سے میری فرمانبرداری
سے مین نزدیک ہوتا ہون اوس سے اپنی رحمت سے اور توفیق
اعانت سے اور اگر اوسنے اطاعت زیادہ کی تو مین نے بہی اعانت
زیادہ کی پہر اگر وہ میری طرف چلتا اور ٹہلتا آتا ہے تو مین اوسکی طرف
دوڑتا آتا ہون یعنے اوسپر رحمت اوتارتا ہون اور پیشگی رحمت بہیجتا ہون
اور اوسکو بہت چلنے کی ضرورت نہین ہوتی کہ رحمت میری خود بخود
اوس تک پونہچ جاتی ہے اور مطلب یہ ہے کہ جزا اوسکی بڑہتی جاتی ہے
جتنا اوسکا تقرب بڑہتا جاتا ہے تمام ہوا قول نووی کا اونتیسواں

باب اون آثار مین جنکو جہمیہ اپنا تمسک ٹہیراتے ہین اوسی مین
سے ہے قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قد کان اللہ ولا
مکان فالان کما کان لم یتغیر عما کان یعنے
اللہ تہا اور مکان نہ تہا اور اب بہی ویسا ہی ہے جیسا تہا نہ اوس
سے متغیر ہوا اور جواب اسکا کئی طرح پر ہے اول یہ کہ قول حضرت
علی کا کوئی سی کتاب مین نہین ہے کتب حدیث مین سے جو اہل سنت

کلام اس اثر کے متعلق اس کے بعد کے باب مین آویگا اوس کے منتظر رہو اور اسی مین سے ہے جو روایت کی امام ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ مین امام جعفر صادق سے کہ آپ نے فرمایا مَنْ زعم انّ اللہ علی شیٔ او فی شیٔ او من شیٔ فقد اشرک لانہ لو کان علی شیٔ لکان محمولا ولو کان فی شیٔ لکان محصورا ولو کان من شیٔ لکان محدثا یعنی جس نے کہا کہ اللہ کسی چیز پر ہے یا کسی چیز مین ہے یا کسی چیز سے ہے وہ مشرک ہوا اس لئے کہ اگر کسی چیز پر ہو تو لدا ہوا ہوگا اور اگر کسی چیز مین ہو تو گھرا ہوا ہوگا اور اگر کسی چیز سے ہو تو محدث یعنے نو پیدا ہوگا اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس اثر کو کسی امام نے ائمہ اہل سنت سے اپنی کتابون مین روایت نہین کیا اور یہ شیعون کے مفتریات سے ہے کہ انہون نے حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق پر جھوٹ باندہ دیا اور اسی لئے اس رسالہ مین روی کا لفظ بصیغۂ مجہول کہا جو ضعف قول پر دلالت کرتا ہے اور صرف ذکر کر دینا قشیری کا اپنے رسالہ مین اس کی صحت کو کافی نہین ہو سکتا اس لئے کہ انھون نے نہ بسند صحیح نہ بسند قوی اسکو روایت کیا اور صرف بطور تعلیق لکھہ دیا یعنے بے سند کے اور معلقات قشیری وغیرہ اور متاخرین کے سب اعتبار سے ہین ائمہ حدیث کے نزدیک اور تعلیقات بخاری کے قبول مین جب اختلاف ہو رہا ہے تو اون کا کیا ذکر ہے۔ ہان البتہ ایک بات یہ ہے کہ اس کو محمد بن یعقوب

راوی شیعون کے سردارون مین سے ہے اور رافضیون کے افسرون مین سے۔ اور اہل سنت کے نزدیک اونکا کچھ اعتبار نہین اور اوس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ کلینی نے اوس کو اپنی کتاب مین بھی روایت کیا ہے

اللہ اون سب کا حامل اور حافظ اور تہامنے والا ہے اور قائم ہے

ہر چیز پر اور اوپر ہے ہر ایک چیز کے اور فوق ہے ہر چیز کے اور ہر چیز

پر ہے اور یہ نہیں کہا جاویگا کہ اللہ اٹھایا ہوا ہے یا وہ

اور کوئی لفظ ملاویگے کیونکہ اس مین لفظ اور

اور مروی ہے اونہی کے اسناد سے ابی عبد اللہ

اس قول الٰہی کی تفسیر مین ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم

الآیۃ کہ انہون نے کہا وہ تعالیٰ اکیلا ہے اور اکیلی ذات والا ہے

جدا ہے اپنی مخلوقات سے اور اسی کے ساتھ وصف کیا اوس نے

اپنی ذات کا اور وہ ہر چیز کو گہیرے ہوئے ہے علم سے اور احاطہ

کرکے اور قدرت سے نہیں پوشیدہ رہتی اوس سے کوئی چیز

ذرہ کے برابر بھی آسمانون مین اور نہ زمین مین اور نہ اوس سے

چہوٹی اور بڑی احاطہ کے ساتھ اور علم کے ساتھ نہ ذات

اس لئے کہ اماکن سب محدود ہین اور ان مین چار حدین پائی جاتی

ہین (یعنے شرقی غربی جنوبی شمالی) اور مروی ہے اون کے اسناد

سے احمد بن محمد بن خالد سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے

وہ احمد بن نضر وغیرہ سے وہ اون سے جنہون نے یہ ذکر کیا

ثابت سے انہون نے ایک شخص سے کہ نام لیا عمرو نے

ابو اسحاق سے انہون نے حارث اعور سے کہ انہون نے

کے نزدیک ہرگز اعتبار نہین اور اگر وہ مان بھی لیا جاوے تو مراد اوس کی یہی ہوگی کہ وہ تعالے کسی چیز کے اوپر ایسی طرح نہین ہے کہ محمول ہو جاوے جیسے اس دوسرے روایت میں بالتصریح گذر چکا اور وہ ہمارے مذہب کے منافی نہین اس لئے کہ ہم یہ نہین کہتے کہ وہ سبحانہ تعالے عرش کے اوپر محمول ہو کر ہے بلکہ ہم صاف کہہ چکے ہین کہ وہ عرش پر بلا کیف ہے اور اوسی کی قدرت حامل عرش وغیرہ ہے جیسے کہ ہم نے جابجا تصریح کی سو اسکو یاد کر رہو۔ اور اسی مین سے ہے جو ذکر کیا قشیری نے کہ کسی نے پوچھا ذوالنون مصری سے یہ قول اللہ تعالے کا الرحمن علی العرش استوی تو انہون نے فرمایا کہ ثابت کیا اوس نے اپنی ذات کو اور نفی کی مکان کی آخر قول تک اور اس کا جواب پہلا تو یہ ہے کہ اس کی صحیح سند لاؤ جیسے ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور دوسرا یہ کہ روایت کیا ہے ابو الشیخ نے کتاب العظمت مین اور عبد اللہ بن الامام احمد نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عمر بن بحر الاسدی سے کہ کہا انہون نے سنا مین نے ذو النون مصری سے کہ کہتے تھے کہ آسمان اوس تعالے کے نور سے روشن ہوگئی اور تاریکیان اوس کے مونہہ سے نورانی ہو گئین اور در پردہ ہے اوس کا جلال انکہون سے اور مناجات کر رہے ہین

کہا جو حصر کرے اللہ تعالے کو جہت فوق مین وہ کافر ہے اور جواب
پہلا تو یہ ہے کہ اس قول کا اثبات ضرور ہے ائمہ حدیث کی نقل سے
اور فقط صفوری کا نقل کرنا اس جگہہ کافی نہین ہو سکتا اس لیئے کہ صفوری
ایک شخص مجہول ہین کہ نہ اون کا مرتبہ معلوم ہے نہ مبلغ علم اور اُن کی
اس کتاب کا ذکر کشف الظنون مین آیا ہے مگر سن وفات اون کا مذکور
نہین اور نہ اون کا حال کچہہ بیان کیا ہے اور اس حال مین
فقط اون کی روایت پر کیونکر اعتماد ہو سکے اور وہ قول امام اعظم کے
کیونکر چہوڑ دیئے جاوین جو ائمہ حدیث نے اسانید صحیحہ سے اونسے
روایت کیئے ہین جن کو ہم نے پانچوین باب مین نقل کیا ہے بیہقی
کی روایت سے کہ امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ آسمان مین ہے
زمین مین نہین اور روایت ابی اسمعیل ہروی کی اون سے ایسی ہی
ہے اور دوسرے یہ ہے کہ مراد اس کلام سے اگر مان بھی لیا جاوے
تو یہ ہوگی کہ اللہ تعالے محصور نہین ہے کسی جہت مین اور اس مین
شک نہین کہ جہات سب کی سب محصور ہین عرش کے نیچے پہر جب
اللہ پاک عرش کے اوپر ہوا تو کسی جہت اور مکان مین کب محصور ہوا
اور حصر تو تمہارے مذہب مین پایا جاتا ہے یعنے جب تم کہتے ہو کہ وہ
معاذ اللہ عرش کے نیچے ہے اور داخل عالم ہے تو خواہ مخواہ
محدود بہی ہوا اور محصور بہی اور قرینہ بہی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہی

ادس کا یہ ہے کہ ابو الطیب صعلوکی ایک شخص ہین کہ اون کی قدر
ومنزلت معلوم ہے لیکن وہ متاخرین سے ہین کہ اون کے
زمانہ مین تنزیہ جہت ومکان کی (جو فلاسفہ کی پھیلائی ہوئی ہے)
نکل چکی تھی اور اگر مسلم بھی رکھی جاوے تو معلوم نہین کہ بیہقی
نے اوسکو کسی کتاب مین ذکر کیا ہے اور صرف نقل کرنا ابن حجر
کا کافی نہین ہے جب تک کہ اوسکا اول وآخر سند معلوم ہو اور اگر
یہ بھی مان لیا جاوے تو بھی بیہقی خود ہمارے موافق ہین مسئلہ استوا
مین اور باطل کہتے ہین اس کو کہ ذات الٰہی کو ہر مکان مین کہین بلکہ
قائل ہین کہ اوتعالے عرش کے اوپر ہے جیسے کہ ہمنے اونکا قول آگے
نقل کر دیا ہے اور اون کی کتاب الاسماء والصفات خود شاہد موجود
ہے اس پر کہ مذہب اونکا عین مذہب سلف ہے اس بارہ مین
اور اگر مان ہی لیا جاوے تو نفی جہت سے مراد فلسفی جہت کی نفی
ہے جیسے کہ ہم آگے بیان کر چکے ہین۔ اور اسی مین سے ہے جو
کہا امام اعظم رحمہ اللہ نے وصیت مین اور لقا اللہ تعالے کی اہل جنت کے
لئے بلا کیف اور بلا تشبیہ اور بلا جہت حق ہے اور جواب اسکا اول
تو یہ ہے کہ یہ وصیت امام کی ثابت نہین پس جب تک سند معتبر
اس کی نہ ملے تب تک قابل اعتماد نہین دوسری یہ کہ ابو مطیع
راوی اس کے وضاع ہین نزدیک تمہارے (یعنی نزدیک حنفیون کے)

عرش کے اوپر ہے اپنی ذات سے اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ
ائمہ دین محل کفر ہوں اور یہ صاحب اسلام اور یہ حرکت ان سے کچھ
بعید نہیں اسلئے کہ انہوں نے تکفیر کی ہے اشعریہ کی جو سادات اہل
سنت وجماعت سے ہیں اور باتفاق ائمہ سرداران دین ہیں سے
جس جگہ پر کہ انہوں نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ اہل سنت وجماعت
کہتے ہیں کہ اللہ تعالے ہمیشہ خالق تہا اور موصوف تہا ہمیشہ سے اس صفت
سے اور تمام صفات فعل سے اور اشعریہ اور کرامیہ کہتے ہیں کہ جب تک
مخلوق کو پیدا نہیں کیا تب تک خالق نہیں تہا اور یہ کفر ہے تمام ہوا
قول ابو شکور کا تمہید میں اور اللہ کی پناہ ہے اس خبط اور گمراہی سے
(غرض معلوم ہوا کہ یہ شخص زبان دراز یا وہ گو ہے اور ایسے شخص کے
قول کا کچھ اعتبار نہیں **بیسواں باب** اون شبہات عقلیہ کے باب
میں جن سے جہمیہ تمسک کیا کرتے ہیں اور اون کے مقلدین معرض کلام
میں پیش کرتے ہیں اور وہ دو قسم ہیں ایک وہ جو عقل اور نقل دونوں سے
مخلوط ہیں دوسرے وہ جو محض عقل سے تراشے ہوئے ہیں پس اول
ہم قسم اول کو بیان کرتے ہیں اور اوسی میں سے ہے یہ قول اللہ تعالے
کا (واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اور استدلال
اون کا یہ ہے کہ اگر اللہ تعالی عرش پر ہوتا تو ہر ایک سے قریب نہوتا بلکہ
فقط حاملان عرش سے قریب ہوتا اور اوروں سے دور ہوتا اور

مخصوص کے لئے یعنے جو زمین پر ہین اسلیے کہ اونہی لوگون نے
استبعاد کیا تہا اللہ تعالے کی سننے کا کہ وہ ہماری دعا سنتا ہے
یا نہین اور ہمارے اقوال و افعال کو باوجود اس بے حد بعد کے
جو اوسکی ذات کو ہم سے ہی جانتا ہے یا نہین اور کوئی عام ایسا نہین ہے
جس سے کچہ افراد خاص نکلی گئین ہون تیسرے یہ کہ مراد اس قرب
سے اس جگہ قرب علمی ہے جیسے کہ تصریح اوسکی اٹہوین باب مین
گذر چکی اور اقوال ائمہ مفسرین سے بخوبی یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے
اور اون کا اجماع اسپر بیان ہو چکا ہے تو اب کوئی اشکال باقی نہین رہا
اسلئے کہ حاملات عرش اور ساکنان ارض سب کے سب قرب علمی مین
برابر ہین اور اسیطرح معرفت اور سمع و بصر مین کہ کوئی چیز اوسکی علم سے
غائب نہین ہوتی اگرچہ ایک ذرہ ہو آسمان مین خواہ زمین مین اور یہ جو
فرمایا کہ جب پوچہین بندے میرے مجہہ کو یعنے میری صفتون اور میرے
قرب و بعد کے حال کو غرض اس مقام مین ذات سی سوال ہی نہین
اور اگر ذات سی سوال ہوتا تو جواب جو آیہ مین مذکور ہے وہ صحیح نہوتا
یعنے مین قریب ہون (یعنی اس جواب ہی سے معلوم ہوتا ہے
کہ سوال قرب و بعد سے تہا) اور یہ بہی معلوم ہوا کہ سوال حق تعالے
کے مکان سے نہ تہا اسلئے کہ مکان اول سے اونکو معلوم تہا اب
تو انہون نے کہا کہ آپ فرماتے ہین کہ ہمارے اور آسمان مین پانسو

٦٣٣

اور اونہون نے اپنے دعوی پر
کوئی دلیل نہین گذرانی بلکہ صرف
اپنے گمان پر اعتماد کر لیا اور کوئی
کلام نہ سنت کی نقل بہی نہ کی پس
عذر کر دو اور اوسی مین سے
یہ قول اللہ تعالے کا کل شئ
هالک الا وجهه اور مخالفین

اور جو صفت کہ اوس ذات میں جائز ہوتی ہے وہ واجب ہوتی (یعنے کبھی فنا نہیں ہوتی) پس واجب ہوا کہ وہ کسی مکان میں نہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ ہالک سے مراد یہ ہو کہ وہ عنقریب ہلاک ہوگا اور ہم قائل نہیں کہ عرش ہلاک ہوگا جسب محتاج تب ہلاک ہونے بلکہ معنی ہالک کے یہ ہین کہ جسکی ذات ہلاک سے مانع نہو اور جتنی اصلاً اور کیون نہ قبول کئے جاوین یہ معنی اسلئے کہ بہت سے اہل علم قائل ہین کہ جنت اور دوزخ اور عرش باقی رہیگا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکلھا دائم وظلھا اور فرماتا ہے ان ھذا لرزقنا ما لہ من نفاد اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی وصیت مین فرماتے ہین کہ بہشت اور دوزخ دونو مخلوق ہوچکی ہین (یعنے برخلاف زعم معتزلہ کے کہ وہ قائل ہین کہ ابھی نہین ہے) اور اونکو فنا نہین اور نہ اون لوگون کو اور ملا علی قاری نے اوسکی شرح مین کہا ہے کہ جہمیہ اس طرف گئے ہین کہ وہ دونو فنا ہوجاوینگی اور اون کے لوگ بھی فنا ہوجاوینگے اور یہ قول بلاشبہ باطل ہی اسلئے کہ مخالف کتاب وسنت ہی اور دوسرے یہ ہے کہ ہم عرش کو اللہ کا مکان نہین کہتے بطور معنی مشہور کے کہ وہ محتاج ہو عرش کا جیسے مجسمہ کہتے ہین تو اب استدلال فخرالدین کا سر ہی سے فاسد ہوگیا اور یہ مقدمہ بھی ہم تسلیم نہین کرتے جو انہون نے کہا کہ جو صفت پروردگار کو جائز ہوتی ہے وہ اوسکے حق مین واجب ہوتی ہے

باوجودیکہ وہ عرش پر ہے (اور فرش پر نہین) اوران دونو بات مین
(یعنے عرش پر ہونے مین اور وہان رہ کر ہمارے ساتھہ ہونے مین)
کچہ منافات نہین جیسا کہ مستدل نے سمجہا ہے اور اسکی تفصیل اوپر
اور گذر چکی اور اوسی مین سے ہے یہ قول اللہ تعالے کا لا تدرکہ
الابصار وھو یدرک الابصار اور مخالف کہتا ہے
کہ اگر وہ مکان مین ہوتا تو مکان اوسکو محیط ہو جاتا ۔ خواہ اوسکو دیکہتی
یا ندیکہتی اور مکان مین ہونیکا قول اور اسی طرح اوسکی ندیکہنی کی بات دونون
بالاتفاق اور بالاجماع باطل ہین اور اگر دیکہا جاوے اور کسی ایسی مکان
مین بہی ہو جو اوس تعالے کو محیط ہو گیا ہو تو انکہہ اوسکو پالیگی (یعنے
محیط ہو جاویگی) بخلاف اسکی جب مکان مین نہو تو اگر دیکہا بہی جاوے
تو بہی انکہہ نہین اوسکو پاویگی (یعنے محیط نہون گی) اسلئے کہ انکہہ اوسکو
محیط ہوتی ہے جو مکان مین ہو (غرض یہ کہ خداوند تعالی مکان مین
نہین ورنہ انکہین اوسکی محیط ہو جاتی) اب جواب سنو کہ دیدار اللہ سبحانہ
کا بلا کیف ہو گا کہ ہم اوسکی حقیقت نہین جانتے اور نہ کیفیت سے
واقف ہین غرض اوس سبحانہ کے عرش پر ہوتے ہوئے بہی اوسکا
دیدار ہو سکتا ہے بغیر اسکی کہ وہ کسی مکان مین گہر جاوے اور یہ لزوم
جو مخالف نے ثابت کیا ہے کہ اگر وہ مکان مین ہو تو مکان
اوسکو محیط ہو جاوے اسکو ہم نہین مانتے اسلیے کہ ہم مکان کے

سے جو امام ہین کوفیون کے پہر اگر مستدل اس حدیث کو جانتا ہے
اور رجان بوجہکر اسکو رد کرتا ہے اور اوسپر طعن و تعریض کرتا ہے تو اوسکے
اوپر بڑے خوف کا مقام ہے (یعنے کفر کا ڈر ہے) اور اگر اوسکو
نہین پہونچی پس وہ معذور ہے اپنے جہل کے سبب سے اور دوسرے
سے یہ استدلال تو باطل و فاسد ہے اسلئے کہ ہم نے کئی بار تصریح
کردی ہے کہ ہم استوا علی العرش سے وہ استوا مراد نہین لیتے
ہین جیسا ایک جسم کو دوسرے جسم پر ہوتا ہے پہر اب اس استدلال کا
کیا محل رہا اور یہ اعتراض تو اوسی پر آدیگا جو قائل ہو کہ وہ تعالی جسم ہے
اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ مجسمہ اسکو نمانین کہ احد مبالغہ ہے واحد کا
اور اگر اسکو مان بہی لین کہ یہ مبالغہ ہے تو اسی نمانین کہ وہ مرکب ہے
اجزا سے بلکہ یون کہین کہ وہ جسم بسیط ہے کہ اوسمین ایک جز دوسرے سے
منفصل نہین اور اوسی مین سے ہے یہ قول اللہ تعالے کا
ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیہ پہر اگر اللہ تعالے عالم
عرش کے اوپر ہوتا تو حاملان عرش اوسکے بہی حامل ہوتے اور اللہ تعالے
ضرور محمول ہوتا اور حامل بہی اور محفوظ ہوتا اور حافظ بہی اور جواب
اسکا یہ ہے کہ ہم یہ نہین کہتے ہین کہ وہ سبحانہ عرش کے اوپر حلول کرنے
والا ہے یا حال ہے یا متصل و مماس ہے تا کہ حمل لازم آوے بلکہ ہم
قائل ہین کہ وہ فوق العرش ہے اور مستوی ہے اوس طرح کہ

اور اس سے وجب ہوتا ہے کہ وہ مکان اور جہت سے ... والله الغنی پس حاملی اللہ تعالے ...

ومارب العالمین توآپنے فرمایا رب السموات والارض
ومابینهما ان کنتم موقنین اور دوسری بار آپنے فرمایا ربکم
ورب اٰبائکم الاولین اور تیسری بار مین فرمایا رب المشرق
والمغرب ومابینهما ان کنتم تعقلون اور تینون اٰیتون مین
اشارہ ہوا خلاقیت کا مگر فرعون نے کہا یاهامان ابن لی صرحا
لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع
الی الٰه موسی غرض اوسنے آسمان مین الٰه کو طلب کیا
پس ہمنے پہچان لیا کہ الٰه کا وصف خلاقیت ہے اور موصوف ہونا
اوسکا مکان اور جہت مین یہی دین تہا موسی علیہ السلام کا اور تمام
انبیا کا اور اوس تعالی کا آسمان مین ہونا یہ دین تہا فرعون کا
اور اوسکی ساتہہ کے کافرون کا اور اوسکے جواب مین ہم اول تو یہ
کہتے ہین کہ بپناہ اسد صاحب کی تمہاری اس جرات اور جسارت سے
کہ جسکی تم مرتکب ہوئی ہو اسد و رسول کی خدمت مین اسلئی کہ اسد صاحب
خود فرماتا ہے ءامنتم من فی السماء غرض وصف کیا اوسنے اپنی
ذات کا کہ آسمان پر ہے اور فرمایا اوسکی رسول نے حتی ینتهی
الی السماء التی فیها الله یعنی یہانتک کہ روح مومن کی چڑہائی
ہی اوس آسمان تک جسپر اسد ہے اور رسول صلی اسد علیہ وسلم نے
اوس لونڈی کے اسلام کو ثابت کیا (اور اوسی مومن کہا) جسنے صرف

جیسے اللہ نے خبر دی وانی لاظنہ کاذبا یعنے مین موسی کو جھوٹا جانتا ہون
اسباب مین کہ اللہ آسمان پر ہے اور یہ توجیہ کسی طرح نہین ہو سکتی کہ
اس تکذیب سے صرف وجود رب العالمین کی تکذیب مراد ہو اسلئے کہ
سیاق آیت کا اس توجیہ کے مناسب نہین اور وہ سیاق یہ ہے
یاھامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب
اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی اور اسکی
بعد یہ ہے وانی لاظنہ کاذبا اسلئے کہ یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ
محل بنانا اور اوس کا اونچا کرنا موسی علیہ السلام کے الزام دینے کو اور
اون کے جھوٹلانے کے لئے تھا اسلئے کہ وہ کہتے تھے کہ رب آسمان کے
اوپر ہے اور نہین تو یہ الزام لازم نہ آتا اور وہ حدیث جسکو ابو یعلی
موصلی نے روایت کیا ہے وہ تو صاف ہمارے قول پر دال
ہے اور مضمون اوسکا یہ ہے کہ ماشطہ بنت فرعون کی کہتی تھی
کہ میرا اور تیرا رب آسمان پر ہے اور فرعون نے اوسکو اسی بات پر
عذاب کیا اور موسی علیہ السلام کی ساری امت اس پر متفق ہے کہ اللہ
عرش پر ہے اور وہ موسی علیہ السلام کے اقوال سے زیادہ تر واقف
ہین بہ نسبت اس قائل جہمی کے جو اپنی ذات سے اور اپنے نبی کی
کی بات سے بھی واقف نہین چنانچہ توراۃ مین صاف مذکور ہے کہ
اللہ تعالے فرماتا ہے انا اللہ فوق عبادی وعرشی فوق

وجود میں حضرت موسی علیہ السلام سے مجادلہ کرتا تہا اور طالب حق
نہ تہا اور اسی وجہہ سے فرعون نے موسی علیہ السلام کو مجنون کہا
(کہ مین تو ماہیت اور حقیقت رب پوچہتا ہون اور یہ صفات بیان
کرتے ہین) اور اس آیتہ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ تعالی مکان
وجہت سے موصوف ومتصف نہین ہے اسلئے کہ موسی علیہ السلام
نے مثل اس قائل کے یہ نہین فرمایا کہ وہ تعالی نہ کسی مکان
مین ہے نہ کسی جہت مین اور یہ بہی نہین فرمایا کہ وہ آسمان مین
نہین یا عرش کے اوپر نہین اور موسی علیہ السلام یہ کیون فرماتے
اسلئے کہ فرعون نے یہ نہین پوچہا تہا کہ اللہ کس مکان مین یا کس جہت
مین ہے اور نہ یہ پوچہا تہا کہ وہ کہان ہے پہر اگر موسی علیہ السلام
یہ فرماتے کہ وہ آسمان پر یا عرش پر ہے تو بے سوال کے جواب
ہوتا اور بے فائدہ اور عبث ہوتا اور اپنی زمام کلام جو صفات کی
طرف پہیری تو اسی لئے کہ بیان ماہیت وحقیقت متعذر ہے
پس ضرورۃً اوسکو ترک کیا اور اوسکی کشف صفات اور بیان
سمات کیطرف میل کیا پس تمہارا یہ کہنا کہ اس آیتہ سے ہم نے
جان لیا کہ وہ تعالی متصف بمکان وجہت نہین ہے اسپر
افترا باندہنا اور طوفان کرنا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے
فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ

ان الذین یفترون علی اللہ ... متاع قلیل ثم الینا مرجعہم ثم نذیقہم العذاب الشدید بما ...

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش

۶۳۵

اور بعد اسکے عرش اس استوا سے مشرف ہوا مگر اس سے یہ کہان لازم
آتا ہے کہ پروردگار معاذ اللہ ٹھیرا ہا اور مضطرب تھا اللہ کی پناہ اس
خرافات سے اور یہ خرافات اسلئے لازم نہین آئے کہ وہ محتاج نہین اس استقرار
علی العرش کا اور جب محتاج نہوا تو قبل وجود عرش بھی اضطراب لازم نہوا
اور ٹھیرے ہی ہونے کا تو ذکر بھی اس جگہ محض بے محل ہے اسلئے کہ
اعوجاج اور کجی کا ذکر جب ہو سکتا تھا کہ ہم استقرار علی العرش کو
بمعنے اعتدال کے مراد لیتے اور اعتدال کا مرادف ہونا استقرار کے
اسکے تو ہم قائل نہین غرض جو امر تم نے ذکر کیا وہ لازم نہین آتا اور
جو لازم آتا ہے وہ محذور نہین اور نہ صفات اجسام سے ہے اور اون
مین سے ہے جو نقل کیا اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام سے کہ انہون نے
طعن کیا تارون اور سورج اور چاند کی ہیئت پر اور اونکو غائب ہونے
والا اور ڈوبنے والے کہا پس اگر اللہ پاک جسم ہوتا تو لازم تھا کہ وہ غائب
ہوتا اور ڈوبتا اور منتقل بھی ہوتا اضطراب اور کجی سے اور استوا استقرار
طرف رجوع ہوتا غرض جو جو طعن ابراہیم علیہ السلام نے کواکب وغیرہ
پر کئے تھے وہ سب اوسکی ذات مقدس مین پائی جاتی پھر کیونکر ممکن ہوتا
اقرار کرنا ہیئت پر اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دلیل ہماری اوپر لازم نہین
ہوتی بلکہ یہ مجسمہ پر آتی ہے جو معاذ اللہ اللہ پاک کو جسم ٹھیراتے
ہین اور ہم سے اور مجسمہ سے کیا تعلق ہے اور مجسمہ اسکا قول

ذکر کیا اللہ تعالے نے ثم استوی علی العرش سے قبل ہی کئی چیزون کو اور بعد ہی کئی چیزون کو اب سنو کہ جو قبل اسکے ذکر کیا وہ یہ ہے کہ رب تمہارا وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور آسمان و زمین کا

جب یہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتے ہین کہ اول آیت ہی دلالت کرتی ہے
وجود قدرت وعلم پر اور آخر آیت ہی اسی پر دال ہے اور جب یہ بات
ٹھیری تو اب **استوی علی العرش** سے ہی کمال قدرت وعلم
مراد لینا ضرور ہوا اسلئے کہ اگر یہ مراد نہ لین تو یہ کلام بیچ مین اپنے
ماقبل ومابعد سے اجنبی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالے کا مستقر ہونا
عرش پر یہ دلیل کمال قدرت وعلم کی نہین ہو سکتی اور نہ صفات مدح
وثنا سے ہو سکتی ہے اسلئے کہ وہ قادر ہے کہ تمام مچھرون اور
پسُّوؤن کو عرش پر بٹھادے بلکہ عرش سے ہی اوپر بٹھادے
پس ثابت ہوا کہ عرش پر بیٹھنا نہ اثبات صفات کی دلیل ہے نہ اثبات
ذات کی اور نہ صفات مدح وثنا سے ہے غرض یہ کہ اگر استوی علی العرش
کو جالس علی العرش کے معنون مین لیوین تو یہ کلام اپنے ماقبل اور
مابعد دونو سے اجنبے ہو جاتا ہے اور اس سے کلام مین رکاکت
آجاتی ہے پس ثابت ہوا کہ اس سے عرش پر بیٹھنا مراد نہین بلکہ مراد
اوس سے کمال قدرت اور تدبیر ملک وملکوت ہے اور جب یہ مراد
لین تو یہ کلام اپنے ماقبل ومابعد کے مناسب ہوگا اور یہی مطلوب ہے
اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ جتنا کچھ خرخشہ تم نے ذکر کیا سب مکڑی کے
جالے سے ہی بودا ہے اسلئے کہ استقرار اور جلوس عرش کے اوپر
تدبیر مملکت ہی کے لئے ہے بعد اسکے کہ اوسکے بنانے سے فراغت حاصل

اور جو چاہے سو کرسکتا ہے اور جو ارادہ کرتاہے وہی حکم کرتا ہی مگر یہ قول سوءِ ادب ہے
بہ نسبت عرش الٰہی عزوجل کی اسلئے کہ عرش عظیم الشان مقام خاص ہے اوس تعالےٰ
کی تجلی کا اور مہبط ہے اوسکی انوار کا اور ملائکہ کرام اور اولیائی عظام وہان
نہین پہنچ سکتے پہر پسّوون اور مچہرون کا ذکر تو کیا ہے (مگر اس قائل نے
جو یہ کہا شاید ایسی حالت مین کہا ہوگا جسوقت ظلمت شب مین اسکو پسو اور
مچہر کاٹ رہی ہون گے یا اسکی ناک مین کوئی مچہر یا آنکہہ مین کوئی پسو گہسگیا
ہوگا) حالانکہ یہ اوس تعالیٰ کی اونکے مخلوقات سے ہین اور نہایت کم درجہ
(جب تو اس منکر صفات کی ناک مین گہسے) اور ایسی باتین صاحبان تحصیل
سے بعید ہین جو مناظرہ سے احقاق حق اور ابطال باطل چاہتے ہین غرض
اسے قائل تو اون کے قطار سے مت نکل اور مجادلین کی صف مین شتر بے مہار
کی طرح مت داخل ہو جنکی غرض خرافات اور سفاہات کے سوا اور کچہہ نہین اور
اوسی مین سے ہے یہ بہی کہ آسمان عبارت ہے ہر بلند شے سے جو اوپر ہو
اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدلی کو سما فرمایا جہان فرمایا وینزل
علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ اور جب یہ بات ٹہیری
تو اب جس شے مین بلندی ہے وہ آسمان ہوا پہر اگر اللہ تعالیٰ کی ذات
عرش کے اوپر ہوتی تو لازم آتا کہ ساکنان عرش کی سما وہی فرات مقدس
ہوتی پس ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہوتا تو آسمان ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ مین کل آسمانون کا پیدا کرنے والا ہون اور یہ مضمون بہت سی

اور جواب اسکا یہ ہے کہ ہم یہ نہین کہتے کہ وہ آسمانون مین ہے بلکہ ہم کہتے ہین
کہ وہ آسمانون کے اوپر ہے عالم سے باہر (اور اس آیت سے اور اس تمہاری
تقریر سے تو خود تمہارا مذہب باطل ہوگیا کہ تم قائل ہو کہ جیسا اللہ عرش پر ہے
ویسا ہی فرش پر ہے تو لازم ہوا کہ وہ اپنا مملوک ہوجاوے غرض عجب ہے
تو ہمارے زمانہ کے جہمیان نافہم تابعان جہم کی مذہب و مشرب کو فاش
کرتی ہے) اور اوسی مین سے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا سورہ یونس مین
ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة
ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر غرض یہ آیت
دلالت کرتی ہے کہ استوے کے معنے یہ ہین کہ تدبیر مخلوقات کی اللہ کے
حسب منشا حاصل ہوئی اور اوسکی ارادہ کی موافق ظہور مین آئی غرض یدبر
الامر بجاے تفسیر ہے اس قول کے لئے استوی علی العرش
جیساکہ قفال سے منقول ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ قول قفال کا
اس مشکل کا قفل کہولنی کی قفل نہین ہے اور اوسکی لیے کلید حدیث ذکا
ہے جسمین کلام ائمہ سے جڑ لگی ہو اور جو کچہ انہون نے ذکر کیا ہی دعوی
بلادلیل ہے اور مقام استدلال مین ایسا دعوی مسموع نہین ہو سکتا
اور اوسی مین سے ہے کہ اگر وہ تعالیٰ عرش پر مستقر ہوتا تو اگر
عرش گر پڑتا تو وہ بہی گر پڑتا اور یہ بہی محال ہے پس اوسکا مستقر
ہونا عرش پر بہی محال ہے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ اس قول سے

اور وہ تعالیٰ اپنے غنا پر ویسا ہی باقی ہے جیسی تہا وہی غنای قدیم
ازلی اور استقرار علی العرش کا ظہور صفات ازلیہ ذاتیہ مین سے نہین وہ
تو صفات فعلیہ مین سے ہے جو قدیم نہین جیسے کہ خالق سموات وارض
صفت ہی اللہ پاک کی مگر ظہور اس صفت کا جب ہی ہوا جب آسمان و زمین
بنایا پس اس مین غور کرو کہ یہ مضمون دقیق ہے تا کہ تم ورطۂ وہم مین نہ پڑو
اور اوسی مین سے یہ بہی ہے کہ ظاہر آیت اس پر دال ہے کہ استوی
علی العرش بعد خلق سموات و ارض کے ہوا اسلئے کہ لفظ ثم کا
تراخی چاہتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک قبل خلق عرش
عرش سے غنی تہا پہر جب عرش کو پیدا کیا تو کیا اوسکی ذات غنا سے
بدلکر معاذ اللہ محتاج ہو گئی یہ تو ممنوع ہے تو ضرور ہوا کہ بعد خلق عرش
کے بہی ویسا ہی عرش سے بے پرواہ رہے جیسا پہلی تہا اور وجود ذاتی
ایسی ہو گی ممتنع ہے کہ وہ عرش پر مستقر ہوا اور جواب یہ ہے کہ وہ باقی
ہے اپنے غنا پر بعد خلق عرش کے بہی جیسے کہ کئی بار گذر چکا
اور اسصورت مین بہی استوا علی العرش کے ممتنع اور محال ہونے
کی دلیل ضرور ہے اور اس امتناع کا مجرد دعوے کافی نہین ہو سکتا
چنانچہ آگے بہی اسکی مثل مضمون گذر چکا ہے اور اوسی مین سے
ہے یہ کہ اللہ تعالے جیسا اب ہے ویسا ہی پہلی بہی تہا اور وہ تہا اور نہ
مکان نہ تہا جیسے حضرت علی سے منقول ہے پہر اب بہی ویسا ہی ہے

که روایت وہین تمام ہوگئی که سوال اوس سے بدعت ہے اور
اوسکے بعد جو ہے وہ کلام ہے صاحب مدارک کا نه حضرت علی کا
اور حاصل یہ ہے کہ کلام حضرت علی سے ثابت نہین اور ثبوت مدعی
کے ذمہ پر ہے اور اگر ثابت ہی ہو تو تمہاری اوپر اثبات انقلاب
اور تغیر کا اوسکے اوصاف ذاتیہ مین لازم ہوگا بسبب استوا علی العرش
کے جیسا کہ ہم استوا سے ہی مراد لیتے ہین اور بغیر اوسکے قیل وقال بیہودہ
مقال ہے اور اوسی مین سے ہے کہ عرش حادث ہے پہر عرش پیدا
کرنے کے قبل خداوند تعالی کہان تہا اور اگر تم مکان ثابت کروگے
تو مکان کا قدیم ماننا ضرور ہوگا اور تعدد قدما کا لازم اویگا اور وہ
باتفاق مسلمین باطل ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ قدم مکان کا
جب لازم آویگا کہ ہم خداوند تعالی کو مکان کا محتاج ٹہیراوین اور
اور اسکے تو ہم قائل نہین بلکہ اس قول سے الله کی پناہ مانگتے ہین
اور اوسی مین سے ہے یہ کہ اگر وہ اپنے عرش پر ہوتا اور عرش اوس
اب آسمانون پر ہے اور آسمان حادث ہین پہر عرش او مکان سے
پیشتر کہان تہا اور جواب اسکا یہ ہے کہ پانی پر تہا جیسی اوسنے خود خبر دی
اپنی کتاب مین وهو الذي خلق السموات والارض في
ستة ايام وكان عرشه على الماء پہر اگر تم کہو کہ پانی سے
پہلی کہان تہا تو جواب دینگے کہ ہم نہین جانتے وما اوتينا من العلم

اسلئے کہ سب شی حادث ہین تو جواب اسکا معارضہ کے طور پر یہ ہے کہ یہی اعتراض
تمہاری تسلیل پر جو تم نے کیا ہے وارد ہوتا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ صفات
باریتعالی دو قسم ہین ایک صفات ازلیہ ذاتیہ ہین جیسے حیات وعلم
وقدرت دوسری صفات فعلیہ جو کسی شے کی طرف مضاف ہین
اور اون کا وجود اور ظہور بغیر وجود مضاف الیہ کے نہین ہوتا اور
استوا قسم ثانی سے ہے پس اب اسمین کوئی اشکال نہین رہا
اور تشبیہ کیسی بات ہے جیسے اللہ پاک اپنی کتاب مین فرماتا ہے
خالق کل شئ پس خالق کل شئ ہونا یہ صفت ہے پروردگار تعالے
شانہ کی مگر اوس کا ظہور جب ہی ہوا کہ جب مخلوقات کو کتم عدم سے
ساحت وجود مین لایا اور سبب اسمین یہ ہے کہ صفات فعلیہ اضافیہ ہین کہ
اوسکی مفہوم مین نسبت الی الغیر معتبر ہے اور ارتباط اوسکا غیر سے
(اسی لیے ظہور اوسکا بغیر ظہور غیر کے محال ہے) بخلاف صفات ذاتیہ
کے پس اس صورت مین کوئی محذور لازم نہین آتا اور یہ جو مشہور بات
ہے کہ صفات الہی قدیم ہین اس سے قسم اول ہی مراد ہوتی ہے
نہ قسم ثانی غرض یہ اعتراض مخالف کو قلت فہم اور سوء تدبر سے
پیدا ہوا ہے اور جاننا چاہیے کہ جتنی دلائل مخالفون کے
ہم نے بیان ذکر کئے اور جتنا انھون نے اوسی دلائل سمعی قیاس
کر کہا ہے اونمین سے ایک بھی ایسی نہین ہے جس سے اللہ کے

جوان سب کے رد مین کافی وشافی ہو اور اوسکو ہم مقدمہ کتاب مین بہی
ذکر کر چکے ہین کہ شرائع اسلام عقل محض پر مبنی نہین ہین اور ثابت ہوئی
ہین وہ بذریعہ سمع کی اور خصوصاً صفات اللہ تعالے کے اور افعال
وغیرہ اوسکی کہ اوس مین تو عقل کو دخل ہی نہین غرض عقل جب نص
صریح سے جو اللہ و رسول سے ثابت ہو مخالف ہو تو اوسکا حکم
(یعنے عقل کا) نہ سنا جائیگا اور عقل اوس جگہ نیست و نابود کیجائیگی
گویا پیدا ہی نہین ہوئی اور اوسی پر یقین کیا جاوے گا جو اللہ و رسول
نے ذکر کیا اسلئے کہ یہی کمال ہے بندگی ایمان کا (اور مقتضی ہے
بندگیکا چاہی ایسی دو چار خران باربردار فلاسفہ نما نہین یا اس ایمان
کی قدر دس بیس شتران بے مہار نیچریہ نجانین) مگر بعض متاخرین نے
جن پر کلام و فلسفہ کا بخار چڑہ رہا ہے انہون نے یون ٹرماری ہے
کہ عقل ہی اصل ہے اور دلائل شرعیہ کو ظنی ٹھیرایا ہے اور احکام
عقل کو قطعی (معاذ اللہ من ذلک الخرافات) اسلئے ہمکو ضرور ہوا
کہ ہم اون دلائل کو خوب اوکھاڑین تا کہ مخالف و موافق کو کوئی شبہہ
باقی نرہے اوس ہماری مطلوب مین جسکی ہم درپے ہین —

اب سنو کہ دلائل عقلیہ کی ہے

جسکو مخالف پیش کرتے ہین کہ اگر اللہ پاک عرش پر ہوتا تو جہت اور
مکان مین ہوتا اور جسم ہونا باتفاق مسلمین باطل ہے جواب اسکا

جہیاں سے پاک پڑا ہے جو فرش خاک پر اون ذات پاک کو بتاتی ہین)
اور ہم تو اسکی قائل نہین اور اس تقریر سے تمکو بخوبی واضح ہو جاویگا کہ
ہمارے متاخرین علما نے جو نفی جہت و مکان کی کی ہے اون کی مراد
یہی ہے جو ہم نے بیان کی (یعنے مراد اون کی یہی ہے کہ ذات پاک
عالم مین نہین) اور جب اون کی یہ مراد ہوئی تو قول اون کا موید ہوا
اللہ کے عرش پر ہونے کا اور اثبات کیا انہون نے اس عقیدہ
کا اور دلیل اسپر یہ ہے کہ لفظ جہت و مکان کا فلاسفہ سے لیا گیا ہے
اور معنے اوسکے فلاسفہ کے نزدیک یہی ہین جو ہم نے بیان کئے ہین
باقی رہی جہت لغوی جو بمعنے جانب کے ہین اللہ تعالے اوس سے
منزہ نہین (بلکہ جہت لغوی اوسکے لئے ثابت ہے) اور ہم ملازمت
شرطیہ ثانیہ مین تسلیم نہین کرتے اس تقدیر پر حالانکہ اشارہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ مین عرفہ کے دن آسمان کی طرف
اور فرمایا یا اللہ گواہ رہ اور ثابت کیا ایمان اوس لونڈی کا جسنے
اشارہ کیا تہا آسمان پر اللہ تعالے کیطرف اور اسی پر دلالت کرتا ہے
کلام فخر الدین رازی کا جو رئیس المتکلمین ہین جو مندرج ہے اونکی
تفسیر مین جہان انہون نے کہا ہے کہ جب ثابت ہوگیا کہ اجسام عالم
متناہی ہین پس عالم جسمانی کے باہر نہ خلا ہی نہ ملا ہی نہ مکان ہے
نہ جہت ہے پس جب اللہ خارج عالم ہوا تو اوسکا مکان مین ہونا

متناہی ہوگی وہ عقل کے نزدیک کم وبیش ہوسکتی ہے اور علم
اس کم وبیش ہونے کا ضروری ہے پھر اگر باری تعالے
کسی جانب سے متناہی ہوتا تو ذات اوسکی زیادت ونقصان
کے قابل ہوتی اور جو چیز ایسی ہوگی اوسکا مقدار معین پر رہنا
کسی مخصص کے سبب سے ہوگا اور کسی اندازہ کرنے والے کے اندازی
کی وجہ سے اور جس مین یہ بات ہو وہ محدث ہے پس ثابت ہوا
کہ اگر وہ تعالے عرش پر ہوتا تو جانب عرش مین متناہی ہوتا اور
اگر متناہی ہوتا تو محدث ہوتا اور یہ محال ہے (اس لئے کہ پہلے
سے اوسے قدیم مان چکے ہین) پس عرش پر ہونا بھی اوسکا محال ہوا
اور جواب اسکا یہ ہے کہ ہم کہتے ہین کہ وہ تعالے عرش پر
بلا کیف ہے جیسا اوسکی ذات مقدس کو لایق ہے اور ہم یہ
نہین کہتے ہین کہ وہ مماس ہے عرش کے اور نہ یہ کہتے ہین
کہ وہ منفصل ہے اوس سے ساتھہ مسافت متناہیہ یا غیر متناہیہ
کے جیسے اہل الحاد نے زعم کیا ہے غرض یہ استدلال ہم پر وارد
نہین ہوتا اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو دعوی ضروری ہونیکا
اقامت برہان کی مقام مین خصم کب تسلیم کریگا پس حدوث اوسکا
ثابت نہین ہوتا تاکہ امتناع اوسکی عرش پر ہونے کا ثبوت کو
پہونچے غرض لازم غیر محال ہے اور محال غیر لازم ہے اور اوسی مین

کہ ذات الٰہی مرکب ہوا جزاؤ اور ابعاض سے اور یہہ محال ہے
دیہ ابطال ہوا قسم اول کا اب ابطال قسم ثانی سنو اور وہ یہہ ہے کہ
کہا جاوے کہ وہ تعالیٰ لا متناہی ہے ہر جہات سے پس ہم کہینگے
کہ جو چیز ایسی ہوگی وہ زیادت اور نقصان قبول کریگی بداہت عقل
کے رو سے اور جو ایسی ہوگی وہ ایک مقدار مخصوص پر بتخصیص
مخصص پائی جاوے گی اور جو ایسی ہوگی وہ محدث ہوگی اور اگر
یہ جائز بھی ہو کہ ایک شے محدود ہر جانب سے قدیم ہو اور ازلی
ہو اور فاعل عالم ہو تو پھر یہ کیوں عقل میں نہیں آتا کہ خالق عالم
شمس یا قمر یا کواکب ہوں کہ وہ بھی محدود ہیں اور یہ بالاتفاق
باطل ہے پس خداوند تعالیٰ کا جمیع جہات سے محدود ہونا
بھی باطل ہوا۔ رہی قسم ثالث اب اوسکا ابطال سنو اور وہ یہہ
ہے کہ متناہی ہو بعض جوانب سے اور غیر متناہی ہو باقی جوانب
سے سو یہہ بھی کئی وجہوں سے باطل ہے ایک وجہ یہ ہے کہ
جو جانب متناہی فرض کی ہے وہ غیر متناہی کے مغایر ہے اور
نہیں تو دو نقیضین ایک جگہہ صادق آتی ہیں (یعنے اجتماع
نقیضین لازم آتا ہے) اور یہ محال ہے۔ اور جب ایک دوسری
سے مغایر ہوئیں تو ترکیب ذات الٰہی میں اور وجود ابعاض کا
لازم آیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ جانب جس پر عقل حکم

وہ متناہی ہے یا غیر متناہی اور اعراض کرتے ہین ہم ان سب
خرافات سے بالکلیہ - اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم نہین تسلیم کرتے
اس امر کو کہ تناہی جمیع جہات سے مستلزم ہے قابلیت زیادت و
نقصان کو اور دعوے اسکی بداہت کا بھی غیر مسلم ہے - اور تیسرے
یہ کہ اگر یہ مسلم بھی ہو تو شمس و قمر و کواکب کو قدیم و ازلی اور فاعل العالم
ہونا جائز نہین اسلئے کہ اوسکے جواز کے واسطے مجرد تناہی کافی
نہین بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ وہ شے متناہی شمس و قمر سے ایسے
صفات مین ممتاز ہو جو اوس کے غیر مین نپائے جاتے ہون
چوتھے یہ کہ ہم قسم ثالث کو اختیار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
اوس کی ایک جانب کی متناہی ہونے سے اور اور جوانب کے غیر
متناہی ہونے سے اوسکا مرکب ہونا ابعاض و اجزا سے لازم نہین
آتا اس لئے کہ ممکن ہے کہ وہ ایک شے واحد ہو ممتد ایک جانب کو
الی غیر نہایتہ اور اوس کے بطلان پر کوئی برہان نہین قائم ہوئی
اور اگر قائم بھی ہوئی تو وہ دلیل غیر کافی ہے اور مقصود یہی ہے
پس وجہ اول باطل ہو گئی - اب باقی رہی وجہ ثانی پس اوسمین
ایک شق عدم مساوات کی چھوڑ دی گئی اور اوس کو معین نہین
کیا اور شق اول بھی نقض سے خالی نہین اس لئے کہ جائز ہو
کہ مساوات فی الماہیتہ کے ساتھ ایک وصف مخصص ہو اس امر

فاسد ہی اول یہ کہ عدم نفی محض ہے اور صرف عدم ہی اور جو چیز ایسی ہو ممکن نہین
کہ وہ اپنے غیر کا ظرف ٹھیری دوسرے یہ کہ جو چیز ایک جہت مین پائی جاوے
وہ جہت جس کی وجہ سے وہ جہت دوسری جہت سے ممتاز ہو گی پھر اگر یہ
جہت عدم محض ہے تو لازم آیا عدم محض کا مشارالیہ ہونا حس سے
اور یہ باطل ہے غرض ثابت ہوا کہ اگر پروردگار تعالی موجود ہو
کسی حیز اور جہت مین تو منجر ہوا ہی دو قسمون کیطرف اور یہ دونو
باطل ہین تو اوسکا حیز و جہت مین ہونا ہی باطل ہے اور اُسکی
جواب مین ہم کہتے ہین کہ ہم قائل نہین کہ اللہ تعالی کی ذات پاک
موجود ہو کسی حیز و جہت مین بلکہ ہم قائل ہین کہ وہ ماورا جہات
اور احیاز کی ہے اور جہان وہ ہے وہان نہ جہت ہے نہ حیز ہے
تو اب سرے سے تمہارا استدلال ہے ساقط ہو گیا اور ہماری
طرف متوجہ ہی نہوا اور دوسرے جواب مین ہم کہتے ہین کہ تداخل
بعدین کا محال نہین اوس شخص کے مذہب کے موافق جو کہتا ہی
کہ مکان وہ بعد موجود ہے جو ساری ہے تمام اجسام مین
اور ساری اجسام اوسی مین حال ہین اور جو دلائل اور تم نے
ذکر کئے وہ سب کے سب اپنے موضع مین منقوض ہین اور تیسرے
یہ ہے کہ تعارض کرتے ہین ہم حصول اجسام مین حیز اور جہت کے
اندر اسلئے کہ دلیل اول سے آخر تک اسی پر بنا کی گئی ہے اور عدول

ہونا لازم آوے اور اوسی مین سے ہے یہ کہ اگر ممتنع ہووے
وجود باریتعالیٰ کا بغیر اختصاص حیز وجہت کے تو ذات باریتعالیٰ
محتاج ہوجاوے اپنی تحقیق اور وجود مین غیر کیطرف اور اس
صورت مین وہ ممکن ہوجاویگی اور جب یہ محال ہوا تو قائل ہونا
کو واجب ہے حصول اوس کا حیز مین یہ بھی محال ہوا۔ اور جواب
اسکا یہ ہے کہ ہم امتناع کے قائل نہین اور نہ اوس کے محتاج
ہونے کے پس یہ دلیل ہم پر آہی نہین سکتی۔ اور اوسی
مین سے ہے کہ حیز اور جہت کی کچھہ معنی ہی نہین سوا فراغ
محض کے (یعنے خالی ہونا ایک جگہہ کا) اور خلا صرف کا اور
صریح عقل دلالت کرتی ہے کہ یہ مفہوم مفہوم واحد ہی کہ اسمین
ہرگز اختلاف نہین اور جب یہ امر ثابت ہوا تو احیاز جتنے ہین
سب کی سب مساوی ہوگئے ماہیت مین اور جب یہ ثابت
ہوا تو ہم کہتے ہین کہ اگر پروردگار تعالے شانہ مختص بحیز ہو تو لازم
آتا ہے کہ محدث ہو اور یہ محال ہے تو مختص حیز ہونا بھی محال ہوا اب
بیان اسکا کہ کیونکر یہ لازم آیا اس طور پر ہے کہ احیاز جب سب کے
سب مساوی ہوگئے پس اگر ذات الٰہی مختص ہو کسی حیز کے ساتھ
تو اختصاص اوسکا خواہ نخواہ کسی مخصص کے سبب سے ہوگا جس نے
اوسکو اس حیز کے ساتہہ خاص کیا اور جو فعل ہووے کسی فاعل

ہے کہ جب یہ کہنا جائز ہوا کہ ذات اللہ پاک کی مختص ہے ساتھ بعض
احیاز کے علی سبیل الوجوب تو پھر کیوں نہیں عقل میں آتا کہ کہا جاوے
کہ بعض اجسام مختص ہیں ساتھ بعض احیاز کے علی سبیل الوجوب
اور اس تقدیر پر یہ جسم نہ ہوگا مگر قابل حرکت اور لائق سکون پس
جاری ہوگی اس میں دلیل حدوث اجسام اور جو اس قول
کا قائل ہوگا اوسکو ممکن نہ ہوگا کہ سارے جسموں کے حدوث
پر دلیل قایم کرسکے بطریق حرکت اور سکون کے اور کرامیہ
ہمارے موافق ہیں اس امر میں کہ اسکو جائز کہنے میں کفر
لازم آتا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حیز جبکہ فراغ محض
اور خلا کی بحث ہوا تو اوسکی کچھ ماہیت ہی نہوئی تا کہ یہ کہنا صحیح ہو
کہ تمامی احیاز کی ماہیت مساوی ہے اور کیونکر ممکن ہوگی تعمیم
اوسکی احیاز کیطرف اور کیونکر یہ کہا جاوے گا کہ یہ بات
ترجیح بلا مرجح ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اختصاص
اللہ پاک کی مشیت سے ہے اور اوسکے ارادہ سے ہے
کہ اوس نے اپنی ذات کے واسطے عرش کو پسند کیا پس
ترجیح بلا مرجح لازم نہیں آتی اور یہ اختصاص اگرچہ بعد خلق
سموات و ارض کے ہو مگر اس سے ذات باری کا حدوث
لازم نہیں آتا اس لئے کہ یہ تعلق محض ہے اور ذات اوس کی

وہ اس سے بھی انکار کرتے ہین اور جو لوگ اوس کا جہت مین
ہونا ثابت کرتے ہین وہ بھی ایسے صغیر و حقیر ہونے کا انکار کرتے
ہین کہ وہ تعالے ایسا جزو صغیر ہو جس کے پھر اجزا نہ نکلین
پس ثابت ہوا کہ یہ باجماع عقلا باطل ہے اور اگر یہ جائز بھی ہو تو
پھر یہ کیون نہین عقل مین آتا کہ کہا جاوے کہ آگے عالم سوئی
یا ذرہ کے ہزار جزمین کا ایک جز ہے جو چیونٹی یا چھوئی کے دم
مین لگا ہوتا ہے اور معلوم ہوا کہ ہر قول اسمین کا مفضی ہے اون
چیزون کیطرف پس عقل صراح حکم کرتی ہے کہ پروردگار تعالی
شانہ اس سے منزہ اور پاک اور برتر و اعلی ہے۔ رہی قسم ثانی
اور وہ یہ کہ قسمت قبول کرتا ہے تو ہم کہتے ہین کہ جو چیز ایسی ہوگی
اوس کی ذات مرکب ہوگی اور ہر مرکب ممکن ہے اپنی ذات مین اور
جو ممکن ہے وہ محتاج ہے ایک موجد اور موثر کا اور یہ سب امور
اللہ پاک پر محال ہین۔ اور جواب اس کا یہ ہے کہ ہم نے تسلیم کیا
کہ وہ مشار الیہ ہے مگر یہ ہم نہین کہتے کہ مشار الیہ باشارہ حسیہ
ہے اس لیے کہ حس اوسکو اس عالم مین نہین پاتی اور اشارہ
مبنی ہے سمع پر جیسے کوئی شخص مکہ کیطرف اشارہ کرتا ہے اور اوسنے
نے مکہ کو نہین دیکہا مگر سنا ہے کہ مکہ اس جانب ہے اسیطرح
ہم نے سنا ہے اللہ سے اور اوس کے رسول سے کہ وہ آسمانون

اور جو منقسم ہے ممکن ہے اور جو ذات قایم بہ نفسہا مشار الیہا بحس ہے وہ ممکن ہے پھر جو ممکن بذاتہ نہوگی بلکہ واجب الذات ہوگی ممتنع ہوگا اوس کا مشار الیہ ہونا بحسب حس اب سنو کہ مقدمہ اولی یون ثابت ہے کہ جو ذات قایم بنفسہا مشار الیہا بحسب حس ہوگی اوسمین ضرور ہوگا کہ جانب یمین اوس کے مغایر ہو جانب یسار سے اور جو ایسی ہوگی وہ منقسم ہے اور مقدمہ ثانیہ کا اثبات یون ہے کہ جو منقسم ممکن ہے وہ محتاج ہے اپنے ہر جزو کا اور ہر جزو اوس کا اوس شے کا غیر ہے اب جو منقسم ہے اپنی غیر کا محتاج ہے اور جو غیر کا محتاج ہو وہ ممکن الذات ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے تو ہم صغری کو منع کرینگے اس لیے کہ یمین و یسار اللہ تعالے مین ایسا نہین ہے جیسے ہمارا یمین و یسار ہے اس لئے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ کلتا یدیہ یمین یعنے دونو ہاتھہ اوسکے یمین ہین - دوسری ہم نقض کرینگے جوہر فرد سے کہ وہ قایم بذاتہ ہے اور مشار الیہ بھی ہے بحسب حس مگر منقسم نہین تیسرے یہ کہ ہم کہینگے کہ یہ دلیل مبنی ہے اس کے تسلیم پر کہ اللہ تعالے جسم ہے اور ہم اسے تسلیم نہین کرتے بلکہ باطل کرتے ہین - اور اسی مین سے ہے کہ اگر ثابت ہو جاوے اوس تعالے کا ہونا حیز مین تو تین حال سے خالی نہ ہوگا یا عرش سے

باقی رہا وہ استوا جو لائق ہے اللہ کے جلال اور بزرگی کے اور خاص ہے اوس کی ذات مقدس کے پس اوس سے نہیں لازم آتا کوئی لازم ان لوازم باطلہ مین سے جسکی نفی ضرور ہو صانع اجسام سے اور یہ بات تو مثل کی سی ہوئی کہ اوسنے کہا صانع عالم یا جوہر ہوگا یا عرض اور یہہ دونون محال ہین اس لئے کہ عقل مین نہین آتا کہ کوئی موجود ہو مگر انھی دونوں میں سے ہوگا یا مثل اس قول کی ہے کہ جب وہ مستوی ہوگا عرش پر تو مثل اوس انسان کے ہوگا جو تخت پر یا فلک پر مستوی ہے اس لئے کہ جو استوا پایا جاتا ہے وہ ایسا ہی ہوتا ہے اس لئے کہ یہہ دونون مماثل ہین اور دونون باطل ہین اوس حقیقت سے جسکا وصف کیا ہے اللہ تعالے نے اپنے واسطے اور اول مین تو معنی حقیقی استوا کے تعطیل ہے اور دوسرے مین اثبات اوس استوا کا ہے جو خصائص مخلوقین مین سے ہے اور یہ اوس جمشی کے قول کے مثل ہوا جو کہتا ہے کہ اگر عالم کیلئے کوئی صانع ہو تو یا جوہر ہوگا یا عرض ہوگا اور قول افاضل ان سب مین وہ ہے جو امت متوسطہ یعنے امت محمدیہ کہتی ہے کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر مستوی ہے اوس استوا کے ساتھ جو اسکے جلال کے لائق ہے اور اوس کی ذات کے ساتھ خاص ہے پس جیسے کہ وہ موصوف اس بات سے کہ بکل شئے علیم ہے اور جیسے موصوف ہے علی کل شئی قدیر ہے اور موصوف ہے انہ سمیع البصیر ہے اور سوا ان کی اور صفتوں سے پس

کوئی جسم پیدا کردے یہ اگر دہر کوئی عالم پیدا کردے تو وہ اوس عالم کے نیچے ہو جاے اور یہ خصم کے نزدیک محال ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ ممکن ہے جہات ستہ میں اپنی ذات کے دوسرے اجسام پیدا کردے اور اس صورت میں ذات اوسکی اون عالمون کے بیچون بیچ مین ہو جاے اور اون کے درمیان گھر جاوے اور اون اجسام میں کبھی افتراق ہو کبھی اجتماع اور یہ سب اللہ پر محال ہین رہی دوسری قسم وہ یہ کہ غیر متناہی ہو بعض جہات سے اور یہ بھی محال ہے اس لئے کہ یہ بات برہان سے ثابت ہو چکی ہے کہ بے نہایت بعد کا وجود محال ہے اور اوسکے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اس تقدیر پر ممکن نہین کہ عالم کے متناہی ہونے پر دلیل قایم کرسکیں اسلئے کہ جو دلیل مذکور ہوگی تناہی ابعاد مین وہی ٹوٹ جاویگی ذات الہی سے اس لئے کہ وہ خصم کے نزدیک ایک ایسا ہی بعد ہے جسکی نہایت نہین اور اگرچہ خصم اس کے بولنے سے راضی نہین ہوتا مگر مطلب او معنی اوسکے یہی مین اور مباحث عقلیہ کی بنا انہی معانی پر ہوتی ہے نہ الفاظ پر۔ اور جواب اس کا یہ ہے کہ وہ تعالی موصوف نہین متناہی سے پس حصر ان دونو مین باطل ہے اسلئے کہ جائز ہے کہ اوسکو وصف نہ کرین متناہی سے نہ لا متناہی سے اور اگر یہ مان بھی لیا جاوے تو بر تقدیر اول لازم ہونا اوس کا کہ وہ ذات مقدس عالم کے نیچے ہو جاے ممنوع ہے اسلئے کہ علو اور فوقیت ہے اوسکو کوئی شے

اس طریق سے نہیں کہ جیسے ہمارا منع ہونا ہے تو نقص ہے دونوں قسم منع کی
آپس میں متفاوت ہیں کیف میں اور اوسکی مثال ایسی ہے جیسے
کوئی کہے کہ اللہ تعالی سنتا ہے یا نہیں سنتا ہے اور دونوں قسمیں
باطل ہیں قسم اول تو اس طرح کہ اگر سنتا ہے تو تمام حیوانات کی مساوی
ہوگیا جو سماع رکھتے ہیں اور اگر نہیں سنتا ہے تو یہہ نقصان ہے
اور نقصان اوسکی ذات میں محال ہے غرض جو تم اس کا جواب دوگے
وہی ہمارا جواب ہے تمہارے اوس استدلال کے مقابلہ میں۔
اور رازی میں تقریر یہ ہے کہ اگر حیز اور جہت میں ہوتا اوس کو حرکت
ممکن ہوتی یا محال اور دونوں قسمیں باطل ہیں۔ قسم اول تو اسطرح
کہ حرکت اور سکون دونوں حادث ہیں پھر اگر حرکت ممکن ہوتی
تو ذات اوسکی محل حوادث ہوجاتی اور قسم ثانی اسطرح کہ اگر حرکت
محال ہوتی تو مانند المرض لنگڑے لولے کے عاجز ہوتا اور یہہ نقص ہے
اور نقص اوسکی ذات میں محال ہے۔ اور جواب اسکا یہہ ہے
کہ اس دلیل میں حیز کے ذکر کی ضرورت ہی نہ تھی صرف اتنا ہی کہنا
کافی تھا کہ واجب حرکت کرتا ہے یا نہیں بصورت اولے محل
حوادث ہوا اور بصورت ثانیہ بیمار زمین لنگڑا لولا ہوا اور دوسری
طرح بھی اس مضمون کو ادا کرسکتے ہیں مثلاً کہیں کہ اوس تعالی
کے لئے حرکت اور سکون ممتنع ہے معنی اصطلاحی کی رو سے اور

ایک حیز معین کے ساتھ تو دو حال سے خالی نہین اگر کوئی انسان
اوس حیز کے کنارے تک پونہچے تو اوس مین داخل ہو سکے یا نہین
بصورت اولی وہ مثل ہوا کے ٹہیرا اور بصورت ثانی مثل سخت پتہر
کے ہوا۔ اور جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو اس استدلال مین
حیز کی تخصیص ضرور نہ تھی بلکہ اسکو یون کہہ سکتے تھے کہ واجب مین
کوئی شئے نفوذ کر سکتی ہے یا نہین بصورت اولی وہ مثل ہوا ہے
اور بصورت ثانی وہ مثل حجر ہے پہر اس کا جو تم جواب دوگے
وہی ہم تمہارے استدلال کا جواب دینگے پہر اگر کوئی کہے کہ اس صورت
مین اوس کا ہوا کے مانند ہونا لازم نہین آتا اس لئے کہ ہوا کو
حیز اور مکان ہوتا ہے بخلاف واجب تعالے کے پس جواب اسکا
یہ ہے کہ وہان بہی ہوا کے مانند نہین ہے دیکہئے عرش کے اوپر
اس لئے کہ ہوا کا جسم ہوتا ہے اور وہ جسم نہین بلکہ یہ اوس سے اولی
ہے اس لئے کہ حیز اور مکان کو ذاتیات شئے مین دخل نہین
بخلاف جسمیت کے (غرض یہ کہ جب ذات مین اوسکی جسمیت کو
دخل نہین جو ذاتیات شئے سے ہے تو حیز مکان کو کیا دخل ہوگا
جو ذاتیات سے خارج ہوتے ہین) دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن نہین
ہے اوس کا حجر ہونا اس لئے کہ حجر جسم ہے اور واجب تعالی
جسم نہین اور اوسی مین سے ہے یہ کہ عالم کرہ ہے اور جب وہ کرہ

باوجود اسکی دونونکا فوق ایک ہی ہوگا اوس معنی کی راہ سے جو ہم نے
ذکر کیا ہے اگرچہ فوق وتحت عرفی متفاوت ہوجاوی کہ اسکی تفاوت
سے کچہ نقصان نہین غرض کہ جب ہم نے فرض کیا کہ عالم کرہ ہی اور بطور
فلاسفہ کے ہم نی اسکو مان لیا اور توضیح اسکی یہہ ہے کہ زمین جب کرہ
ہوئی تو آسمان بھی کرہ ہوا اور آسمان اس صورت مین بھی بیشک فوق
ہے بہ نسبت تمام اشخاص کی جو زمین پر مین برابر ہے کہ وہ شخص نقطہ مشرق
پر فرض کیا جاوے اور دوسرا نقطہ مغرب پر یا ایک نقطہ جنوب مین جاوے اور دوسرا
نقطہ شمال پر اور عرش آسمانون کے اوپر ہے اسیطرح اور اللہ
عرش کے اوپر ہے اسیطرح غرض اس صورت مین وہ تمام
مخلوقات کے اوپر ہوا غرض مستدل مخالف نی اگر فوق وتحت عرفی
لیا ہے جو شرع مین وارد ہوا ہے تو ہم کرویت عالم کی تسلیم نہین
کرتے اس صورت مین اور اگر اوس نی کرویت عالم کا دعویٰ
کیا ہے اور اصول فلاسفہ اور ہیئت کی موافقت کی ہے تو فوق وتحت
بھی ہم اونہین فلاسفہ کے موافق مراد لیتے ہین اوسی اصطلاح
کے موافق جو فلاسفہ وغیرہ کی ہے اور یہان ہم ایک دائرہ بناتے
ہین کہ مطلب ہمارا خوب واضح ہوجاوے اور دائرہ کبیرہ آسمان
مین آسمان ہے اور صغیرہ زمین اور اوسکی وسط مین یعنی دائرہ صغیرہ
کے وسط مین ایک نقطہ فرض کر دیتے ہین کہ وہ مرکز عالم ہے

نہیں اسلئے کہ جائز ہے کہ اس کے سوا اور کوئی قسم ہو ان تحقیق ہو
اس لیے کہ ورا عرش نہ بعد ہے نہ مکان ہے جیسے آگے تفصیل وار گذرا
دیکھنے لگے وہ مکان مخلوق ہے اور عرش کے پرے کوئی مخلوق نہیں اور
اسی میں سے ہے یہہ کہ علوم عقلیہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ مکان
یا سطح باطن ہے جسم حاوی کا جو مماس ہو سطح ظاہر سے جسم محوی کے
اور یا بعد مجرد ہے اور فضای ممتد اور اسکے سوا مکان کی کوئی قسم
ثالث خیال میں نہیں آتی پھر اگر مکان بمعنی اول مراد ہو تو اجسام عالم
سب متناہی ہیں اور عالم کے باہر نہ خلا ہے نہ ملا ہے نہ مکان ہے
نہ جہت ہے پس ممتنع ہوا اللہ کا ہونا کسی ایسی مکان میں جو خارج
عالم ہو اور اگر مکان کے دوسرے معنی مراد لیں تو ہم کہیں
بعد کی طبیعت واحد ہے متشابہ ہے تمام ماہیت میں پھر اگر اللہ عالم حاصل
ہو کسی چیز میں تو تمامی احیاز میں اوسکا حصول ممکن ہوگا اور اس
صورت میں اوس پر حرکت اور سکون صحیح ہوگا اور جو چیز ایسی ہوگی
وہ محدث ہوگی - اور جواب اسکا یہ ہے کہ ہم نہیں کہتے کہ اللہ ہر مکان
میں ہے اس معنی سے بلکہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ وہ عرش کے اوپر ہے
اور اگر یہاں بھی لیا جاوے تو متشابہ ہونا بعد کا ممنوع ہے اور اگر وہ
بھی مان لیا جاوے تو ارادہ اللہ کا مرجح موجود ہے پس اس سے
مقدمہ اخیر ممنوع ہے یعنی ممکن الحصول ہونا اس کا ساری احیاز

یہ بھی کہ اللہ پاک کا عرش پر ہونا اسکو اہل سنّت نے کرامیہ کی طرف منسوب
کیا ہے اور مشبہ کی طرف اور یہ ظاہر ہے کہ وہ اہل سنت مین سے ہین
ہین پھر جو اون کے قول کا قائل ہوا وہ اہل سنّت سے خارج ہوا اور
مشبہ اور کرامیہ مین داخل ہوا۔ چنانچہ شہرستانی نے کہا ہے ملل و نحل
مین کہ تصریح کی ہے محمدؐ بن کرام نے جو سردار ہے کرامیہ کا کہ معبود اوسکا
عرش پر مستقر ہے اور وہ جہت فوق مین ہے اور یہ قول مذہب مشبہ
بھی عام ہے اور جواب اولٰیہ ہے کہ یہہ نسبت متاخرین سے اس لیئے
واقع ہوئی کہ وہ فلسفیات مین ڈوبے ہوئے ہین اور علوم عقلیہ مین منہمک
ہین اور بکمال اعراض اور غفلت رکھتے ہین اقوال سلف سے اور اقوال
اکابر امت سے پس اون کے قول کا اس بارہ مین اعتماد نہین۔ دوسرے
یہ کہ مذہب کرامیہ کا کچھہ اسی پر منحصر نہین جو تم نے ذکر کیا بلکہ کرامیہ اسکے
بھی قائل ہین کہ وہ تعالی جوہر ہے اور عرش سے لگا ہوا ہے اوس کے
صفحہ علیا سے اور اوسکو گھیرے ہوئے ہے یا بعض اجزاء عرش پر ہے جیسے کہ
شہرستانی نے اسی کتاب مین کہا ہے اسکے بعد کہ اطلاق کیا انہون
نے خداوند تعالی پر جوہر کا اور کہا ہے کہ وہ صفحہ علیا سے عرش کے
لگا ہوا ہے اور جائز رکھا ہے انہون نے انتقال اور بدل جانا اور
عرش سے اترنا اور ان مین سے بعضون نے کہا ہے کہ وہ بعض اجزاء عرش
پر ہے اور بعضون نے کہا عرش اوس سے بھرا ہوا ہے اور متاخرین

ہمارا ان سب خرافات سے بری ہے اس لیے کہ ہم کیفیت استوا مین کلام ہی نہین کرتے اور نہ اوسکو مثل استوار اجسام کے جانتے ہین کہ اوسمین مس و انفصال و امتلا اور تفاضل ہو وے اور ہم تو استوا مین صرف اتنا ہی کہتے ہین کہ جیسا اوسکی ذات مقدس کی لائق ہے اور اوسکی عظمت و جلال کے مناسب اور جیسی اوسکی ذات خلق کے مشابہ نہین ویسی ہی اوسکی صفات کی بھی خلق کے مشابہ نہین اور نیز یہ کہ جب ہم نے کتاب و سنت مین اور اقوال ائمہ سنت مین جو دین و شریعت کی امام ہین جیسے ابوحنیفہ اور ثوری اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور ابن مبارک وغیرہم رحمہم اللہ جنکا عدد گننا محال ہے تصریح پائی کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر ہے اور علم اوسکی ہر مکان مین ہے تو ہم پر اتباع ان کی واجب ہے بہرحال خواہ یہ مذہب کرامیہ کا ہو خواہ مشبہہ کا خواہ اور کسی کا اس لیے کہ حق بات قبول کرنا اوسکے لیے ہی جیسے امام شافعی نے کہا ہے (اللہ اون پر رحمت کرے) اِنْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّيْ رَافِضِيْ یعنے اگر حب آل محمد ہی کا نام رفض ہے تو جن و انس گواہ ہین کہ مین رافضی ہون اور اہل حق ایسے لقبون سے حق سے نہین پھرتے جو تمہین یہ کہ ہم معارضہ کرتے ہین اس تمہارے کا اس طور سے کہ جو تم کہتے ہو یہ مذہب بخاریہ اور سالمیہ کا ہے

بمعنے جانب کے یعنے جہت لغویہ جیسا اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن اور نگاہ کی آپ نے آسمان کیطرف نماز میں وحی کے انتظار کے لئے کہ اللہ پاک کیطرف سے اوترنے والی تھی اور یہ اطلاق کرنا ہمارا نصوص آیات واحادیث اور آثار کے سبب سے ہے جو ہم ابواب سابقہ میں ذکر کر آئے ہیں اور اس میں ہمکو پہلے اہل کلام کے ساتھہ منازعت نہیں ہے جیسے کہ شارح موقف نے کہا ہے اور اون میں سے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالی جہت میں ہے مگر ایسا نہیں جیسے کوئی جسم ہوتا ہے کسی جہت میں اور منازعت اس شخص کے طرف لفظی ہے نہ معنوی اور اطلاق لفظ کا موقوف ہے شرع میں وارد ہونے پر تمام ہوا قول اون کا اور لفظ جہت کا شرع میں وارد ہو چکا ہے جیسا کہ بیان کیا ہم نے اس کثرت سے کہ جس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتا واللہ اعلم وعلمہ احکم —

اکیسواں باب تحقیق میں جہت و مکان کے

تم نے جان لیا اوس سے جو ہم نے آگے ذکر کیا کہ سلف رحمہم اللہ صحابہ اور تابعین میں سے سب کے سب اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر ہے بلند تمام مخلوقات سے اور اون میں جہت و مکان کی تنزیہ کی بحث مطلق نہ تھی اور یہی حال رہا جب تک کہ ارباب تنزیہ اور اصحاب ضلال اور اہوا نہیں پیدا ہوئے اور جب اون

جیسے یہ کہ اوسنے نہ کسی کو جنا ہے نہ کسی سے جنا گیا ہے نہ اوسکا
کوئی ہم ذات ہے اور جو اسکی مانند ہے غرض ان پچھلے لوگون نے
یہانتک تنزیہ مین مبالغہ کیا کہ تعطیل محض تک پونہچا دیا اور اپنے
گمان سے سلف کو اور اون کے متبعین کو مشبہہ اور کرامیہ وغیرہ
کہدیا اور ہم کہتے ہین کہ جہت اور مکان اصطلاح فلاسفہ مین ایسے
معنے رکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ اللہ عرش پر بھی ہوا اور کسی جہت
و مکان مین نہو اسلئے کہ جہت اون کے اصطلاح مین منتہی اشارات
ہے اور مکان اون کے نزدیک سطح باطن ہے جسم حاوی کی جو
مماس ہو سطح ظاہر سے جسم محوی کے اور فلاسفہ نے کہا ہی کہ محدب
فلک اعظم کے پرے نہ جسم ہے نہ مکان ہے غرض وہ منتہی اشارات
ہے اور غایت ہے مکانون کی پہر جب اللہ تعالی عرش پر ہوا تو نہ
مکان مین ہوا نہ جہت مین (یعنے ایسی جگہ ہوا کہ جہان مکان و جہت فلسفی
نہین ہے اگرچہ لغوی ہون) اور مجھے یاد ہی کہ ایک ثقہ نے بیان
کیا کہ شیخ مقتول نے جو عظماء حکماء اشراقیہ سے ہین انہون نے اسکی
تصریح کی ہے مطارحات مین جہان اسکا ذکر کیا ہے اور خلاصہ اون
کی تحریر کا یہ ہے کہ جب ہم نے اقوال علما مین غور کیا تو بعض تو کہتے
ہین کہ اللہ ہر مکان مین ہے اور نہ اوسکو سمع ہے نہ بصر اور بعض
کہتے ہین کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور اوسکی ہاتھہ ہین اور موہنہ

طبری سے اور امام ابو القاسم لالکائی وغیرہم سے جو انکی کتابون مین ہین کہ کسی نے انمین سے یہ نہین کہا کہ اللہ تعالی ہر مکان مین نہین بلکہ وہ اپنے عرش پر مستوی ہے جیسا اپنی کتاب مین اوسنے خبر دی پہر اگر اون کی مراد نفی جہت و مکان سے یہی ہوتی تو مبالغہ سے اللہ کے عرش پر ہونے کے انکار پر نہ ہوتے بلکہ کبہی تصریح کرتے کہ وہ عرش کے اوپر ہی اور جہت علو مین ہے غرض جسکو ذرا بہی عقل ہوگی وہ بہی اس سے جان لیگا کہ انہون نے جو نفی جہت و مکان کی کی ہے تو اسی معنے سے ہے جو علوم فلسفیہ مین معتبر ہے نہ اوس جہت و مکان کی جو متعارف ہی تمام اہل لسان مین اور اوس جہت کی نفی وہ سلف کیونکر کرینگے جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمایا ہے اللہ تعالے کے واسطے اور جسکو خود اللہ پاک نے اپنی ذات کی لئے ثابت کیا ہی جیسے کہ نصوص کثیرہ مین مذکور ہے جنکو ہم ذکر کر چکے ہین اور جو تیسرے باب مین بیان کیا ہی اور سلف کی لوگ سب کے سب جہت کو ثابت کرتے تہے اور خلف کی لوگ علماء حدیث سی سب اسپر متفق تہے جیسے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور امام محمد بن موصلی اور شیخ ولی اللہ دہلوی وغیرہم کہ جنکا نام بہی یہان جمع کرنا مقصود نہین اور جب یہ امر ثابت ہو چکا تو اب اس قول کی علماء کی تاویل ضرور ہوئی کہ اللہ نہ کسی جہت مین ہے نہ کسی مکان مین بلکہ یہ جو ہم نے اسکا مطلب بیان کیا ہی (یعنے اوس سے وہی جہت و مکان مقصود ہے جو عالم کے اندر ہے) وہ تاویل نہیں اسلئے کہ علم کلام مین تصریح کی ہے

پیر کہتے ہین دوسرا اوس کے مقابل ہے اوسکو سر کہتے ہین اور فوق کا
نام اوسکے لئے حادث ہوا جو سر کیطرف ہے اور اسفل کا نام اوسکے لئے نکلا جو
پیر کی طرف ہے یہان تک کہ جو چیونٹی اوندہی جہت کے نیچے چل رہی ہے
اوسکے جہت فوق جہت تحت سے بدل جاتی ہے یعنے زمین کیطرف
ہو جاتی ہے اور اگرچہ ہمارے حق مین وہ فوق ہے اسی طرح انسان
کے دو ہاتھہ بنائے ایک دوسرے سے قوی اور قوی کے لئے
یمین کا نام نکلا جو یمن سے مشتق ہے اور بائین ہاتھہ کا شمال نام
ہوا جو اوسکے مقابل ہوا اور وہ جہت جو یمین کیطرف ہے اوس کا
یمین نام ہوا اور جو شمال کیطرف ہے اوسکا نام شمال نام ہوا اور دو
جانبین اوسکے اور ہین کہ ایک سے دیکھتا ہے اور اسی طرف چلتا ہے
اور اوسکا نام قدام ہوا اسلئے کہ آدمی اوسی سے تقدم کرتا ہے حرکت
کے وقت اور اوسکی جانب مقابل کا نام خلف ہوا غرض جہات انسان
کے پیدا ہونے سے پیدا ہوئے اور اگر یہ حضرت نہ پیدا ہوتے اس
شکل و صورت سے بلکہ گول مثل گیند یا بیل کی شکل کی ہوتے تو ان جہات کا
ہرگز وجود نہ ہوتا پھر وہ تعالے کیونکر ازل مین مختص بجہت ہوگا اور جہت
تو حادث ہے اور جب پہلے مختص نہ ہوا تو اوسکے بعد کیونکر ہوگا کہ
جہت تو خلق انسان سے ظاہر ہوئی ہے اور پاک ہے وہ اس سے کہ
فوق رکھتا ہو اس لئے کہ پاک ہے وہ سر ہو اور فوق ہی ہوتی ہے جو سر

اور وہ اکیلا ہے سب عالم کے تدبیر کرنے والا اور اوس کے بعد
انہون نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی استوا بھی ہے کہ اگر استقرار اور تمکن
کے معنون پر چھوڑ دیا جاوے تو ایک جسم کا متمکن اور مماس ہونا عرش سے
لازم آتا ہی ہے خواہ وہ عرش کے برابر ہو یا اوس سے بڑا یا چھوٹا اور
یہ سب امور اوسپر محال ہین اور جو چیز محال کیطرف مؤدی ہو وہ بھی
محال ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ جہات کے حدوث سے یہ لازم
نہین آتا کہ وہ تعالی اب بھی ہمارے اوپر نہو غایت درجہ یہ ہے کہ اتنی بات
ثابت ہوگی کہ جب مخلوقات نہ تھی تو وہ مخلوقات سے اوپر بھی نہ تھا اسلئے
کہ خود مخلوقات کا وجود نہ تھا اس لئے کہ مخلوقات کے اوپر ہونا تو مخلوقات کے وجود پر
موقوف ہے اور وجود مخلوق کا حادث ہے پس اسکا مخلوقات پر ہونا بھی حادث
ہے اور یہان اسطرح نقض نہین کر سکتے کہ صفات الٰہی تو قدیم ہین
(اور تم نے حادث کہی) اس لئے کہ صفات قدیمہ صفات ازلیہ ہین باقی
رہے صفات فعلیہ اور صفات اضافیہ نسبیہ جو غیر کیطرف منسوب
ہین جیسے استوا اور تکوین اور نزول اور فوقیت وغیرہ یہ سب
اشاعرہ کے نزدیک حادث ہین جیسے کہ ہم کئی بار اوپر بیان کر چکے
ہین اور امام غزالی بھی اشاعرہ مین سے ہین پھر ان کو اشاعرہ کے
اصول سے عدول کیونکر روا ہوگا اور یہ بعینہ ایسی بات ہے جیسے ہم
کہتے ہین کہ اللہ تعالے کا خالق عالم ہونا حادث ہے بعد خلق عالم کے

تو اس صورت مین کچھ نہ بگڑا نہین اور اگر تحت سے وہ جانب مراد ہے
جو فوق کے مقابل مین ہوتی ہے تو باطل ہے اسلئے کہ اللہ تعالی جب
تمام اشیا کے فوق ہو تو اشیا سب اوسکی تحت مین ہونگی اور تعجب
ہے حضرت امام سے کہ انہون نے خود اقرار کیا ہے اسی احیا مین
دوسری جگہہ کہ وہ سبحانہ تعالی عرش کے اوپر مستوی ہے اور عرش
کے اوپر ہے اور آسمانون کے اوپر ہے اور ہر چیز سے اوپر ہے
تحت الثری تک اور کیمیائے سعادت مین فرماتے ہین کہ اللہ
پاک کسی مکان مین نہین اور نہ کسی مکان پر ہے اور نہ وہ متمکن
ہے کسی مکان مین اور جو چیز ہے وہ عرش کے نیچے ہے اور عرش
اوسکی قدرت کے نیچے اور اوس کے حکم کا مسخر ہے اور وہ اپنے
عرش پر ہے نہ ایسا کہ جیسے جسم ہو جسم پر اور نہ ایسا کہ عرش اسکا
حامل ہو بلکہ عرش وغیرہ سب اوسکی قدرت کے محمول ہین تعالی
وتقدس اور اربعین مین بھی ایسا ہی فرمایا ہے اور حنبلی کے قول
پر رد نہین کیا جب اوس نے کہا کہ جہت فوق ثابت ہے اللہ جل
جلالہ کے واسطے اپنی کتاب مین جسکا نام التفرقہ بین الاسلام و
الزندقہ ہے اور یہان رد کرتے ہین اللہ تعالی کے جمیع
اشیا کے اوپر ہونے کو اور رد کرتے ہین جمیع اشیا کو اوسکی
تحت ہونیکو اور یہ دیکھی بغیر دلیل معتبر کے کرتے ہین اور یہ جو کہا

یہ بھی عضدالدین وغیرہ کا کلام ہے ۱۲

کیسیائی سعادت ہین کہ وہ فوق العرش ہے نہ اس طرح کہ جیسے ایک
جسم دوسرے جسم پر ہوتا ہے پس یہ اعتراض آپ ہی کے قول سے
ساقط ہوگیا اور انہی مین قاضی عضدالدین ہین اور شارح اونکے
سید جرجانی کہ دونون نے مواقف اور اوسکی شرح مین کہا ہی
کہ اللہ نہ جہت مین ہے نہ مکان مین اور ہم کو اس مطلب کے
اثبات مین کئی دلائل ہین پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ تعالیٰ مکان و
جہت مین ہوتا تو لازم آتا قدم مکان وجہت کا اور اوس پر ہم
دلیل بیان کر چکے ہین کہ سوا خداوند تعالیٰ کے کوئی قدیم نہین
اور اسپر متخاصمین سے دونو کا اتفاق ہے اور جواب اس کا
کئی طرح سے ہے اولاً اس ملازمت کے منع سے کہ قدم مکان وجہت
کا جب لازم آتا کہ اللہ تعالیٰ ازل مین مکان وجہت مین ہوتا
اور ازل مین ایسا نہ تھا بلکہ ازل مین صرف اللہ ہی تھا اور اسکے
ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور جہات تو خلق عالم کے بعد پیدا ہوئی
پس ظہور جہت کا متاخر ہوا اور حادث ہے جیسے ظہور صفت خلق
کا حادث ہے اور صفات نسبیہ اور اضافیہ کے حدوث مین کوئی
محذور لازم نہین آتا اس لئے کہ ظہور اونکا اون چیزون پر موقوف
ہے جنکی طرف وہ صفات منسوب ہین اور وجود اون چیزونکا
اس جگہ حادث ہے۔ اور دوسرے یہ ہے کہ جہت اور مکان عرش کے

اور لازم آنا احتیاج کا عدم التمکن کی سبتی سے جو تم نے کہا وہ

ممنوع ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ متمکن محتاج ہے اپنے مکان کا

اسطرح سے کہ اوس کا وجود بغیر مکان کے ہرگز نہین ہو سکتا اور مکان

بے پروا یعنی مستغنی ہے متمکن سے اس لئے کہ خالی ہونا مکان کا جائز ہے

پس لازم آتا ہے امکان واجب کا اور وجوب مکان کا (یعنی اگر ذات

باریتعالے مکان مین ہو) اور یہ دونون باطل ہین اور جواب

اسکا یہ ہے کہ دونو مقدمہ ممنوع ہین اس لئے کہ متمکن ممکن

محتاج ہے اپنے مکان کا اپنے ممکن ہونے کے سبب سے

اور تمکن اللہ پاک کا عبارت ہے ایک تعلق خاص سے

جو مکان کے ساتھہ ہے اور وہ تعلق ایسا ہے کہ اوسکی کنہ اور

حقیقت کوئی نہین جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے اور اس معنی سے جو

متمکن ہوگا اوسکے احتیاج مکان کیطرف لازم نہین بلکہ خود مکان

اوسکا محتاج ہوگا اس لئے کہ وہ مکان معلول ہے اور صاحب مکان

علت ہے سائر الکنہ کی اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اوسکے اس قول

کا فساد ظاہر ہوگیا کہ مکان مستغنی ہے متمکن سے مطلقاً بلکہ یون کہنا

چاہئے کہ مکان مستغنی ہے متمکن ممکن سے اور عرش کے اوپر

نہ مکان ہے نہ جہت ہے اور عرش کا مکان ٹھہرانا اللہ پاک کے

واسطے بمعنے احاطہ کے نہین ہے جیسے ہم نے آگے بیان کر دیا ہے

کہ اون سب لوگون نے اپنے کتب مین زعم کیا ہے کہ اللہ
پاک نہ کسی مکان مین ہے نہ کسی جہت مین پس اگر اون کی
مراد اس سے نفی جہت فلسفی ہے اور نفی مکان فلسفی تو ہمارے
مخالف ہی نہین (اسلئے کہ فلسفی جہت مکان عرش کے اوپر موجود
ہی نہین) اور اگر مقصود انکا نفی جہت علو ہے (لیلئے باعتبار
اوس فضا اور بعد کے جو بے نہایت عرش کے پرے بھی پایا جاتا ہے
اللہ پاک کے واسطے تو دعوے اونکا بے دلیل محض اور جو ادلہ عقلیہ
جو انھون نے بیان کئے ہین اون کے خصم کے نزدیک ریشہ
کے برابر بھی کچھ وقعت نہین اور وہ ہرگز اون نصوص کثیرہ
شرعیہ کے خلاف ہین جو مشعر علو الٰہی ہین قابل قبول نہین ہو سکتے
اور اونھی مین ہین شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کہ انھون نے
قول الجمیل مین فرمایا ہے کہ اوتعالے منزہ ہے جمیع سمات نقص و
زوال سے جیسے جہت اور الوان واشکال اور حضرت شاہ صاحب نے
اس جہت سے جہت فلسفیہ مراد لی ہے اور جہت علو کو اللہ تعالے
کے لئے ثابت فرمایا ہے اپنے رسالہ ذب عن ابن تیمیہ مین اور
فرمایا ہے کہ حق اس مقام مین یہی ہے کہ اللہ پاک نے اپنی ذات
مقدس کیلئے جہت فوق ثابت کی ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک
اور اون کے برابر والونکا اور ابی الحسن اشعری کا اور باقی اپنے

منقول نہین اور ان بزرگون کا سب کا مذہب وہی ہے جو ظاہر آیات اور احادیث سے پایا جاتا ہے کہ اللہ پاک اپنے عرش پر ہے اور جہت علو مین ہے اور آگے قول ہے لقائی کے بخوبی واضح ہو چکا ہے کہ نصوص کثیرہ اس کے مشعر ہین اور شرائع سابق سب اس پر متفق ہین اور کتب سماویہ سب اس پر ناطق ہین غرض یہ تنزیہ جہت و مکان کے بعد قرون صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے اور بعد ائمہ دین کے ظاہر ہوئی اور بدعت وہی امر نو پیدا اور حادث فی الدین ہے جو بعد قرن صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے اور ائمہ دین کے وغیرہم مین سے لوگ نکالین اور وہی امر حادث فی الدین ہے جو بعد قرون ثلثہ کے منتشر ہو برابر ہے کہ عمل مین ہو یا اعتقاد مین بلکہ بدعت اعتقادی اشد ہے بدعات عملیہ فرعیہ سے اگر کوئی کہے کہ اگر تنزیہ جہت سے بدعت ہے تو پھر تم لوگ اللہ تعالے کو تحت کی جہت سے کیون تنزیہ کرتے ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم جہت فوق اللہ پاک کے واسطے ثابت کرتے ہین جیسے اوس نے اپنی کتاب مین ثابت کی اور اوس کے نبی نے ثابت فرمائی اور جہت تحت سے اوسکو منزہ کہتے ہین اس لئے کہ شرع مین یہ وارد نہین ہوئی اور اسمائے الٰہی اور صفات اوس کے توقیفی ہین کہ اوس مین قیاس و رائے و تخییل

اوس تعلق کے معنی سے جو اوسکی ذات کے لئے لائق ہے اور
مین بمعنی حلول نہین ہے جیسے کوئی متمکن ہوتا ہے پھر مین نے کہا یہ جواب
تمکو مفید نہین اسلئے کہ اس تعلق سے صحیح ہو جاتی ہے عرش یا
کوہ کہو رون اور یا مخانوت مین ہے اور وہی محذور پھر لازم
آتا ہے دوبارہ جس سے تم بہاگے تھے سو پھر وہ حیران و مبہوت
ہو گیا اور کوئی انمین سے کہتا ہے کہ وہ کسی مکان مین نہین نہ کسی
جہت مین نہ عرش پر نہ فرش پر نہ اوپر نہ نیچے نہ داہنے نہ بائین
نہ آگے نہ پیچھے پھر مین نے اوس سے کہا کہ یہ صفت تو لاشئے
کی ہے (اور لاشئے معدوم ہے) اور اس سے تو تنزیہ اللہ کی
لازم ہے علی الخصوص اوسوقت کہ جب احادیث صحیحہ اور آثار سلیمہ کر
ثابت ہو چکا ہو کہ وہ عرش پر ہے اور اماموں کا اس پر اجماع ہو چکا ہو
پس وہ کچھہ جواب نہ دے سکا مگر اتنا کہ بعض جاہلون نے یہ کہا کہ وہ
شئے نہین پس اوسکو لاشئے کہنا جائز ہوا پس مین نے کہا کہ مفسرین
نے اجماع کیا ہے اس آیۃ مین (قل ای شئے اکبر شہادۃ قل اللہ)
کہ اللہ تعالی جل جلالہ شئے ہے اور تصریح کی ہے امام اعظم نے کہ وہ
تعالی شئے ہے مگر اور اشیاء کے مانند نہین اور بخاری کی روایت
مین وارد ہوا لفظ شخص کا اللہ تعالے کیواسطے اور متکلمین نے
اجماع کیا ہے اوسپر شئے کے اطلاق کرنے کا پھر اب تمہارا خیال

وہ یہ کہ تمہارے قول مین اجتماع نقیضین لازم آتا ہے اور وہ
کچہہ جواب نہ دے سکا جو قابل تسلیم ہوتا اور میدان مناظرہ سے بہاگا
اور کوئی اونمین سے کہتا ہے کہ اللہ پاک ہر موجود کی عین ہے اور
ہر موجود مین ایسا ساری ہو رہا ہے جیسے پانی اشجار و ثمار مین پہر
مین نے اوس سے کہا کہ اس تمہارے قول پر تو بہت سے
محالات لازم آتے ہین۔ اوّل حلول واجب کا ممکن مین ثانی
ہونا ممکن کا آلہ اور معبود وغیرہ اور یہ مذہب حلولیہ کا ہے اور وہ
اہل سنت سے خارج ہین اور اونکی تکفیر مین بڑے لمبے چوڑے
کتابین تصنیف ہوئی ہین پہر وہ صاحب کچہہ بہی جواب نہ دے سکے
اور مجادلہ پر آگئے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ عرش کے اوپر ہے جیسے
کتاب وسنت ناطق ہے ولیکن وہ ہمارے ساتہہ ہے ذات سے
پہر مین نے اوس سے کہا کہ یہ کس کتاب مین ہے دین کی کتابون
سے اور کون سے علماء معتبرین نے اسکو بیان فرمایا ہے کہ
معیت اوس سبحانہ تعالے کی باعتبار مقارنت ذاتیہ کے ہے اور
بلحاظ ملاصقت مکانیہ کے اور سلف وخلف نے تاویل کی ہے
معیّت کے ساتہہ علم کے اور بیان کی مین نے اوس سے وہ دلیلیں
جو ساتوین باب مین ہم نے ذکر کئے ہین تب اوس نے کوئی دلیل اپنے
دعوے پر نہین بیان کی اور مکابرہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مین

فلان مال میرے ساتھ ہے اور وہ منزلون دور ہوتا ہے
غرض وہ تعالے ہمارے ساتھ ہے حقیقتاً اور عرش کے اوپر
ہے حقیقتاً اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ زمین پر ہے
یا ہمارے سے لگا ہوا ہے یا ملا ہوا ہے ہمارے مکان سے
غرض وہ قادر نہوا اسپر کہ معیت کے ساتھہ ملاصقت مکانی کو ثابت
کرسکے اور اسمین حیران و پریشان ہوگیا اور کوئی انمین سے
کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ کی کتاب پر اور رسول کی سنت
پر پر ہم نہین جانتے کہ وہ تعالے عرش کے اوپر ہے یا کسی
مکان مین ہے تو مین نے اوس سے کہا کہ تم نے اپنے جہل کا
اقرار کیا اور اس اپنے جہل کو اپنے بہائی کے اوپر حجت نلاو
اور کیونکر حجت لاوسگے کہ تم تو معذور ہو پہر دوسرے کو اپنے
ساتہہ کیون معذور بناتے ہو علاوہ اسکے یہ تو کہو کہ تم الرحمن
علی العرش استوے) پڑہتے ہو اور اوسکے معنی بہی جانتے ہو کہ
ابو العالیہ نے اور مجاہد نے اور کلبی نے اور مقاتل وغیرہم نے
اور اور مفسرین نے علاء اور ارتفع کئے ہین اور تم اوس حدیث
کو بہی جانتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے عرش
پر ہے اور عرش اوسکا آسمانون کے اوپر ہے پہر ان سبکو
جانکر تم کیون نہین جانتے کہ اللہ کہان ہے اور کیون تم وہ

جو ایک سُنّی اور اصحاب جہم مین واقع ہوا اور اسمین سُنّی کے قول کو بہ لفظ
سُنّی اور جہمی کے جواب کو بہ لفظ جہمی ہم مُصدّر کرتے ہین اور اسکو
سنکر حق کی اطاعت کرو۔ سُنّی نے کہا اللہ پاک عالم سے خارج
ہے اپنی ذات سے اور کسی شے مین نہین مخلوقات مین سے
اور آسمانون کے پرے عرش کے اوپر ہے اور علم وقدرت
سمع وبصر اوس کا ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہی اور اوس کے
علم سے ایک ذرہ بہی پوشیدہ نہین نہ آسمانون مین نہ زمین
مین اور نہ اس سے چہوٹا اور نہ بڑا تمام ہوا یہ قول اور یہہ
اعتقاد سچا ہے مطابق ہے اوس کے جو عقیدہ تہا سلف
صالحین اور ائمہ راشدین کا۔ جہمی نے کہا اسپر دلیل کیا ہی
سُنّی نے کہا جگہہ جگہہ اللہ پاک نے فرمایا (ثم استوی علی العرش)
اور ایک جگہہ فرمایا ہے (الرحمن علی العرش استوی) جہمی بولا
آیہ مذکورہ متشابہات سے ہے اسکے معنی معلوم نہین جیسے
نور الانوار مین مذکور ہے یعنے اعتقاد یہ ہے کہ یہ حق ہے
اگرچہ ہم اوسکو نہ جانین۔ سُنّی نے کہا آیتین اور جو ان کے
مثل ہین متشابہات سے نہین نزدیک بعض سلف وخلف کے
نزدیک یا متشابہ ہے بعض کے نزدیک تو صرف اس نظر سے
کہ کیفیت اوسکی معلوم نہین نہ یہ کہ وہ معنی اور کیفیت دونون

مین مذکور ہے کہ آیت رویت کے کی متشابہ سے ہو۔ کہ وہ محکم ہے
وجوب رویت اللہ مین متشابہ ہے کیفیت کے حق مین۔ جہمی کہنے
کہا کہ آیات متشابہات مین دو مذہب ہین صحابہ کے زمانہ سے
اول تفویض الی اللہ. دوسرے تاویل خصوصًا استوا مین چنانچہ
امام مالک اور اوزاعی اور ثوری اور ابن علیہ اور لیث بن سعد
اور ابن مبارک وغیرہم نے سب نے کہا ہے کہ ایک صفت ہے
یعنی اوسکے اللہ کیطرف سونپو سنی نے کہا یہ کلام تمہارا
ایسا ہے کہ اول اوسکا آخر کے مناقض ہے اس لئے کہ جب
معنی اوسکے اون کے نزدیک مجہول تھے جیسا تم نے زعم
کیا ہے تو پھر انہون نے یہ کیونکر کہا کہ وہ صفت ہے اسلئے
کہ صفت کہنے سے تو معلوم ہوا کہ معنی معلوم ہین اور یہ جو تم نے
کہا کہ دو مذہب ہاتو رہین عصر صحابہ سے یہ باطل ہے اسلئے
کہ مذہب تاویل کا بعد عصر صحابہ و تابعین کے حادث ہوا ہے
جیسا کہ منقول ہوا ہے امام الحرمین سے اور ائمہ سلف سب کے
سب تاویل سے باز رہے ہین اور خیر جاری ہین۔ ہے کہ مذہب
سلف کا عدم تاویل ہے اور مذہب خلف کا تاویل پھر کیا
حال ہے تمہارا جو تم بھول گئے جو ابھی تم نے ذکر کیا تھا اور یہ
جو کہا تم نے کہ ائمہ نے کہا ہے کہ اس کے معنے تفویض کرو

اور اگر تم نے ظاہر سے معنی لغوی مراد لیا ہے تو قول تمہارا باطل
ہے جیسا کہ آگے ہم نے بیان کر دیا ہے کئی اقوال مین اہل سنت کے
جیسے خطابی اور حافظ ابن عبد البر اور امام ابو القاسم اور ابی یعلیٰ
اور ابن تیمیہ وغیرہم سے کہ ان سب نے کہا ہے کہ جو صفتین مشروع
وارد ہوئی ہین وہ سب اپنے ظاہر معنی پر جو معروف و مشہور ہین
بغیر کیفیت کے محمول ہین اور اوس کیفیت سے جو وہم مین آتا ہے پاک
ہین چنانچہ شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے کہ تقسیم کی ہے
بعضون نے اون کے اقوال کی اور یہہ قسم کیے ہین اس باب
مین دو قول تو اون کے ہین جو اونکو ظاہر پر جاری کرتے ہین
ایک تو وہ کہ اعتقاد کرتے ہین اونکو صفات مخلوقین کی جنس
سے اور وہ مشبہ ہین اور اون کے قول سے کئی رائین
نکلتی ہین اور دوسرے وہ کہ نفی کرتے ہین اون سے کیفیت
مخلوقین کی اس لئے کہ اللہ کی ذات کے مشابہ کوئی نہین ہے
اور نہ اوسکی صفات کے مشابہ کسی کی صفت ہے اسلئے کہ
صفات ہر موصوف کی اوسکی ذات کے مناسب ہوتے ہین
اور اوسکی حقیقت کے مناسب اور دو قول اور ہین اون لوگون
کے جو اونکو صفت جانکر ثابت کرتے ہین مگر اونکو ظاہر پر جاری
نہین کرتے اونمین سے ایک تو کہتے ہین کہ اون کی ہم تاویل

یہہ نہین کہہ سکتے کہ آسمان وزمین اب بنایا ہے ویسی ہی یہ بھی
نہین کہہ سکتے کہ اب بھی وہ عرش پر ہے سُنی یہ تو آپکا کلام ایسا ہے
کہ اس پر اطفال صغیر بھی ہنسینگے اور سُفہائے حقیر بھی چڑجائے کہ
عقلائے کبیر یا علمائے نحریر اس سے کہ مدلول آیت کا یہ ہے
کہ اللہ پاک نے ایک فصل کیا بعد آسمان و زمین پیدا کرنے کی
اور وہ استوا علی العرش ہے پھر جیسے کہ وقت خلق سے
اوسکو یہہ کہہ سکتے تھے کہ اوسنے خلق کیا ویسے ہی بعد خلق کے
اوسکو آسمان و زمین کا خالق کہتے ہین اور ہر چیز کا خالق اسیطرح ایسکو
کہہ سکتے ہین کہ وہ مستوی علی العرش ہے بعد اوس استوا کے جو
بعد خلق سموات وغیرہ کے اوس سے ظہور مین آیا اور جب استوا
علی العرش آپکے نزدیک بعد خلق سموات والارض کے ثابت
ہوچکا تو اب کونسی آیت و حدیث سے آپکو ثابت ہوا کہ وہ عرش
پرسے زایل ہوگیا اس کے بعد غرض اس کے لئے تو آپکو
کوئی دلیل ضرور چاہیے جو اس پر دلالت کرے اور اسکے
ساتھہ ہی یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے اور اسکے سوا اور حدیثین
بہت دلالت کرتی ہین کہ وہ اب بھی عرش پر ہے غرض یہ کلام
آپکا صرف مغالطہ ہے اور فقط سفسطہ جہمی - اور عرش جیسی

سُنّی نے کہا ہم شق اول کو اختیار کرتے ہین (یعنے معیت ذاتیہ کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ وہ فوقیت علی العرش کے مخالف نہین اس لئے کہ یہ مخالفت محض تمہارا وہم ہے بلا دلیل جیسے ہم نے بیان کیا کہ معیت ذاتی ملاصقت کی مقتضی نہین نہ اتصال کی یا شق ثانی کو اختیار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ عرش کے ساتھ ہے علم سے اور کسی چیز مین نہین ذات سے بس اب اس سے یہ لازم نہین آیا کہ وہ باطن اشیا کو نہ جانتا ہو جہمی نے کہا اگر استوا سلف کے آگے متشابہ نہوتا تو اوسپر بلا کیف کا لفظ نہ بولتے اور جب ثابت ہوا کہ انھون نے بلا کیف کہا تو اوسکو متشابہ مین شمار کیا سُنّی ائمہ سلف مین سے کسی سے یہ منقول نہین کہ انھون نے تصریح کی ہو کہ استوا متشابہ ہے اور جو اون سے متشابہ کی تفسیر مین ثابت ہوا ہے وہ یا تو خاص ہے اوائل سور کے ساتھ یا عام ہے جمیع صفات کو اور انھی مین سے ہے قول شیخ ولی اللہ کا کہ انھون نے فرمایا کہ استوا اور سمع و بصر مین کچھ فرق نہین اور اسکے مثل اور قول بہت آگے گذر چکے ہین اور اسمین شک نہین کہ معنی سمع و بصر کے تمہارے نزدیک بھی معلوم ہین پھر ایسا ہی استوا بھی ہے اور لفظ بلا کیف اسواسطے زیادہ کیا ہے کہ کیفیت اوسکی معلوم نہین جیسے کہ کیفیت سمع و بصر کی اور کلام اور باقی تمام صفتون کے

تصریح کی تھی کہ میرا رب آسمان مین ہے جیسے کہ ذہبی اور ابن قیم
اور اشعری وغیرہم نے صاف کہہ دیا ہے اور اقوال اون کے
آگے گذر چکے جہمی نے کہا اللہ تعالے سورۂ یونس مین فرماتا ہے
(ثم استوی علے العرش یدبر الامر ما من شفیع الا بعد اذنہ ذالکم اللہ
ربکم فاعبدوہ افلا تذکرون) اور جلالین مین کہا ہے کہ یہی ہے
تمہارا خالق مدبر اور یہہ نہین کہا کہ وہ مستوی علی العرش ہے اور
معالم التنزیل مین کہا ہے کہ جسنے یہ سب کام کئے ہین وہی تمہارا
رب ہے غرض اشارہ کیا افعال متعدیہ کیطرف اور استوا صفت
لازمی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ استوا اون کے نزدیک معلوم
نہ تھا اور اسی لیے اون لوگون نے (ذالکم) سے استوا کیطرف
اشارہ نہین کیا سُنّی صاحب جلالین کے ذالکم مین صفت استوا
کو ذکر نہ کرنے سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ وہ صفت نہین ہے اور
نہ یہ معلوم ہوا کہ وہ معنی کی رو سے مجہول ہے اسلیے کہ ذالک
کے اشارہ مین تفسیر جمیع صفات متقدمہ کی لازم نہین اور
اوسمین تو صرف اشارہ اجمالی کافی ہے علی الخصوص جبکہ اختصار
منظور ہو عبارت مین اور اگر استوا اون کے نزدیک مجہول
ہوتا تو اوس کا مفعول مطلق کیون لاتے حالانکہ انھون نے استوی
علی العرش کے بعد کہا ہے کہ (استواء یلیق بہ) باقی رہا قول

(ذالکم اللہ) یعنے موصوف ان صفت کے ساتھہ جو مقتضی ہین الوہیت اور ربوبیت کو اوسمین شک نہین کہ استوا بھی اون صفات مین سے ہے جو اس جگہہ مذکور ہوئے ہین پس اوسکی طرف بھی ضرور اشارہ ہوگا اور یہ ہی مطلوب ہے۔ جہمی نے کہا صحابہ سے (استوا علی العرش) کی تفسیر مین یہ مذکور نہین کہ استوا کی معنی علا اور ارتفع ہو اور جو ابن عباس اور ابو العالیہ اور اکثر سلف سے تفسیر استوا مین ارتفع مذکور ہے وہ استوی الی السماء کے ذیل مین ہے اور (استوی علی العرش) مین نہین پہر اس سے کیا مطلب سُنّی نے کہا اللہ کی پناہ تمہاری کذب و جہالت سے اب سنو کہ کذب تو تمہارا یہ ہے کہ ہم آگے بیان کر دیئے ہین بقول مجاہد و ابی عبیدہ و ابی العباس و اسحق بن راہویہ کہ اونہون نے (استوی علی العرش) مین ارتفع کہا ہے اور جہالت یہ ہے کہ جب ثابت ہو چکا کہ استوا ارتفاع الہی کے معنو نہین ہے تو اب کونسا محذور لازم آیا اگر اوسکو (استوی علی العرش) مین بھی مراد لیا بلکہ یہ اسکی سے ضرور ہوا کہ مکان اللہ کا ارفع و اعلی ہونا چاہیے جیسے اوس نے قسم کہائی ہے وار تفاع مکانی مین اور ارتفاع کے معنو نہین استوا کا ہونا بہت درست ہے جب صلہ اوسکا علے کے ساتھہ ہو بہ تصریح ائمہ لغت کے جیسے امام جوہری ہین اور

آتا اور بصیغۂ فعل کیون مذکور ہوتا جو موضوع ہے تجدد اور حدوث کے لئے جہمی جو کلبی اور مقاتل سے مروی ہے اور ابو عبیدہ سے کہ استوی کے معنی صَعَدَ ہے اور اسْتَقَرَّ تو اوس سے ظاہری معنی مراد نہین اور نہین تو کلبی یہ نہ کہتے کہ یہ ایسا راز پوشیدہ ہے جسکی تفسیر نہین کیجاتی سُنّی نے کہا یہ افترا تمہارا ہے کلبی کے اوپر اس لئے کہ کلبی نے یہ بات استوا مین نہین کہی ہے اور نہین تو خود اونکی تفسیر کے مخالف ہوجاتا کہ انہون نے خود اسکی تفسیر کی ہے یعنی استقر کے ساتھ۔ جہمی اور اسی لئے عدول کیا اہل سنت نے معنی ظاہر سے استوی کے اور جنہے اوس کے معنی ظاہر لئے وہ مجسمی ہوگیا اور مشبہی جیسے قسطلانی مین ہے کہ مجسمہ نے اسکے معنی استقر کہے ہین۔ سنی نے کہا کہ اتفاق ہے اہل سنت کا کہ استوی اپنی ظاہری معنی پر جاری کیا جاتا ہے یعنے ظاہر معنی لغوی پر جیسے اقوال اون کے اگے بیان کرے اور مجسمہ نے وہ ظاہر مراد لیا جو متعارف ہے خاص ہمارے حق مین اور ہمارے نزدیک استوا سے وہ معنی مراد نہین اور جو تم نے کہا یہ سب دعوی بلا دلیل ہے جہمی شیخ عبد العزیز نے تحفہ مین کہا ہے کہ عقیدہ تیرہوان یہ ہے کہ اللہ کا کوئی مکان نہین اور نہ اوسکے لئے کوئی جہت متصور ہے فوق و تحت وغیرہ

یعنی استوا کو وہ بھی لیتے ہین تم بھی لیتے ہو اگرچہ تم نے تشبیہ کی
تصریح نہین کی ہے سُنی نے کہا ہمارا اونکا قول کبھی برابر نہین اور
یہ فقط اُنکا قصور فہم ہے اس لیے کہ حبسیہ کہتے ہین کہ استوا اللہ پاک
کا اور قعود اُسکا اور اسی طرح سمع و بصر یہ سب ہمارے استوا اور
قعود اور سمع و بصر کے مانند ہے اور ہم تو ایسا نہین کہتے مگر
البتہ اصل صفات کو اون کے ظاہر پر جاری کرتے ہین جیسے
ہم نے اوپر ترمذی سے نقل کر دیا ہے کہ انھون نے فرمایا
کہ تشبیہ جب ہوتی جب ہم یہ کہتے کہ سمع اوس کا مانند دوسری سمع
کے ہے اور ید اوس کا مانند دوسرے ید کے ہے اور جب
ہم نے یون کہا کہ اللہ کا ہاتھ ہے اور مونھ ہے اور سمع ہے
اور بصر ہے تو یہ ہرگز تشبیہ نہین ہوتی اور شیخ ابن حجر نے بھی اسکی
تصریح کر دی ہے فتح الباری مین جیسے ابھی ہم نے اُن کی عبارت
نقل کر دی ہے جبھی بولا کہ سمع و بصر استوا کے مانند نہین ہے
اس لیے کہ استوا ایک صفت ایسی ہے کہ بندون کے ساتھ خاص
ہے بخلاف سمع و بصر کے سُنی نے کہا کہ شیخ ولی اللہ وغیرہ نے
تصریح کی ہے اور بھی اکابر محققین نے کہ سمع و بصر استوا
کے مانند ہی اور ہونا استوا کا مخصوص بندون کے ساتھ غیر
مسلم ہے اسلیے کہ نص مین خود وارد ہو چکا ہے کہ استوا اللہ

نفی کے لئے دلیل ضرور ہے اور جو تم نے یہ خیال کیا ہو کہ کبھی استقرار ہوتا ہے اور ارتفاع نہیں ہوتا یہ مسلم ہے مگر یہ فرق تم کو کچھہ فائدہ نہیں دیتا ہماری اس بحث مین جسمین ہم تم کلام کرتے ہین اس لئے کہ اس مین تو یہ امر ہے کہ اللہ تعالے اوترا آسمان و زمین پیدا کرنے کو اور جب فارغ ہوا تو پھر عرش کے اوپر مرتفع اور قرار پکڑا اور بیٹھا تو اب سب معانی صحیح ہو گئے جہمی بولا کہ تاویل اہل کلام کی یہ ہے کہ استوا کی معنی استیلا ہین اور اسکے ساتھہ وہ اقرار کرتے ہین کہ یہ صفات سمع ہے اور معتزلہ صرف تاویل تو کرتے ہین مگر اوسکے ساتھہ انکار کرتے ہین اوسکی صفت ہونیکا پس اس صورت مین یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ اہل کلام پیرو ہین معتزلہ کی تاویل مین سنی نے کہا یہ تم کو کہان سے معلوم ہوا کہ معتزلہ صفت ہونے کا انکار کرتے ہین بلکہ وہ استوا کو استیلا کے ساتھہ تاویل کرتے ہین اور سمیع و بصیر کو علم کے ساتھہ اور کہتے ہین کہ استوا صفت ہے اللہ تعالی کی ولیکن استیلا کی معنی مین ہے اور غلبہ کی پس یہ قول انکا اور جو متکلمین اسکی قائل ہین دونو کا قول برابر ہو گیا اور اسی لئے ائمہ ثقات نے تصریح کی ہے کہ معتزلہ نے کہا ہے کہ معنی اوسکے استیلا ہین چنانچہ اقوال اون کے اوپر گذر چکے ہین اور یہ کسی نے نہین کہا کہ معتزلہ اس کا بالکل انکار کرتے

صفات فعل سے ہے تو ضرور اس استوا کے کچھ معنی ہونگے اور
کوئی معنی استوا کی صحیح اور منقول نہیں جیسے علا اور ارتفع ہین تو اب جزم
اور یقین کرنا ضرور ہے کہ علا اور ارتفع دونون صفات فعل
ہین اسلئے کہ وہ دونون بعینہ استوا ہین اور یہ تو تمہارا قول
ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ انسان ناطق ہے مگر بشر ناطق
نہین اس لئے کہ اہل منطق نے بشر کو ناطق نہین کہا فقط ہر
انسان کو ناطق کہا ہے اور حاصل یہ ہے کہ کلمات تمہارے
اس مقام مین بہت ایسی ہی ہین اور ہم جو اون کی نقل سے عار رکھتے
ہین تو صرف عقلا کی شرم سے مگر تمہین تو مرد خدا شرم کچھ نہین گئی
جہمی نے کہا کہ صاحب کمالین نے اقوال بخاری اور ابو داود اور
ترمذی وغیرہم کے امامون مین سے نقل کئے تب معنی استوا کو اللہ تعالے
کے سپرد کرنے پر تصریح کی پس معلوم ہوا کہ ظاہر اوس کا مراد نہین ہے
سنی نے کہا کہ اول تو صاحب کمالین نے اپنی ذات سے تفویض
پر تصریح ہی نہین کی بلکہ اسکو امام الحرمین سے نقل کیا ہے تو آپ اون کے
قول کو تمام امامون کے قول پر فوقیت اور ترجیح نہین ہو سکتی جب کہ
تمام امامون نے تنصیص کر دی ہو کہ استوا اوس تعالی کا عرش کے
اوپر ہے اس آیت کی رو سے اور دوسری یہ کہ مراد تفویض معنی
سے معنی تکیف بکیفیت مخصوصہ ہین کہ جنکی کیفیت سوا خداوند تعالے

٦٩٣

سلف صالحین سے اور یہ دلیل ہے اسپر کہ معنی معلوم نہین ۔
سنی نے کہا کہ اولاً تو منصور علی ایک مرد مجہول ہے (بلکہ نام پر
ایسا گمان ہوتا ہے کہ شاید لکھنو کانپور کا کوئی رافضی ہو) کہ اوسکی
بات اعتماد کے لائق نہین نہ علما مین اوسکی کوئی وقعت ہے اور
یہ بھی معلوم نہین کہ وہ علوم شریعت سے بھی واقف ہے یا نہین
دوسری یہ کہ منصور علی کا یہ فرمانا کہ کرامیہ جہت علو ثابت کرتے ہین
بغیر استقرار کے یہ بھی فاسد ہے اسلئے کہ اہل سنت ثابت
کرتے ہین جہت علو کو بلا کیف بس اسکو کرامیہ کیطرف منسوب کرنا
کوئی معقول بات نہین اور تیسرے یہ کہ مذہب کرامیہ کا صرف اثبات
جہت فوق نہین بلکہ اوسپر وہ اور بھی واہیات زیادہ
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ جوہر ہے اور عرش سے لگا ہے اور
اونکا سردار محمد بن کرام نے یہ بھی کہا ہے کہ معبود اون کا مستقر
علی العرش ہے پہر منصور علی نے جو کہا کہ کرامیہ جہت علو ثابت
کرتے ہین بغیر استقرار کے یہ محض جھوٹ اور کذب اور فساد ہے
اون کی اصل کے موافق اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ محشی مذہب
کرامیہ کو خاک نہین سمجھا اور اوس کا ذہن اوس طرف نہین گیا
جو ہم نے اونکا مسلک بیان کیا ہے پہر اون کا قول تفویض کے
بارہ مین کیونکر مقبول ہو (بلکہ عطا سے تو یہ لقا سے تو یہ قول بھی

اسلئے کہ قول تمہارا مبنی ہے اسپر کہ کیف اور معنی ایک ہوجاوین اور ہم نے ان دونون کے مغائر ہونے کو اوپر ثابت کردیا ہے پس اوس گذری تحریر مین غور کرو اور اغوائی شیطانی سے بچو جہمی نے کہا کہ اگر معنی استوا کی معلوم ہوتی تو اس قول کو سیوطی اہل تفویض کے اقوال مین شمار نکرتے سنی شمار کرنا جلال الدین سیوطی کا اس قول کو اہل تفویض کے اقوال مین مبنی ہے اسی امر پر جو ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ مراد تفویض سے وہ معنی ہین جو کیف یہ کیفیت مخصوصہ ہین نہ اصل معنی لغوی اور نہین تو ان آیتون کو آیات صفات کہنا ہرگز صحیح نہ ہوتا اور اگر سیوطی کی مراد نفس معنی لغوی کی تفویض ہوتی اور لفظ کا معنی موضوع لہ سے خالی کردینا مراد ہوتا تو یہ قول اونکا نہایت فاسد اور بے معنی ہوتا اور بھی روایتون کے رو سے جو انہون نے سلف سے نقل کئے ہین اس لئے کہ کلام اون آئمہ کا صاف دال ہے اسپر کہ معنی معلوم ہین جیسے ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔ جہمی نے کہا کہ یہ فرمانا اللہ پاک کا أأمنتم من فی السماء آخر تک یہ مخالف ہے اللہ کے عرش پر ہونے کے اس لئے کہ ساتوین آسمان سے عرش تک بھی بڑا بعد ہے دیجہ جائیکہ اور کوئی آسمان مراد ہو) اور جو تم نے اوسکی تاویل مین روایت کہا (من فی السماء

پس اگر نقل قول کسی کتاب سے اسبات پر موقوف ہوتی کہ
وہ خود قائل کی جمع کی ہوئی ہو اور اوسی کی تصنیف ہو اور اوسی کے
ہاتھہ کی لکھی ہو تو قرآن وحدیث اور کلام ائمہ کا کوئی اعتبار و اعتماد
نہ رہتا اور ظاہر ہے کہ کوئی عاقل ایسی جرأت کی بات نہ کہیگا
اور جو کشف الظنون مین مذکور ہے اوس سے یہ نہین نکلتا کہ
جو کچھہ اس تفسیر مین ملا ہوا ہے وہ بے اعتماد اور بے اعتبار ہے
دوسرے یہ ہے کہ روایات ابن عباس سے اس باب مین بہت ہین کہ
ذکر کیا ہے ہم نے اون کو پانچوین باب مین اور تصریح کی ہے
انھون نے کہ اللہ پاک عرش کے اوپر ہے تیسرے یہ کہ ہم نے
اوپر روایت کیا ہے بہت سے محدثین سے جو امام ہین جیسے
بیہقی اور ابن فورک اور طبری اور ذہبی اور ابن تیمیہ وغیرہم
جنکی گنتی کرنا مشکل ہے کہ ان سب لوگون نے تصریح کی ہے
کہ مراد اس آیت سے علی العرش ہے اسطرح کہ فی کو بمعنی
علی کے لین اور عرش کو بھی سما بول سکتے ہین باالاتفاق پھر
یہ آیت کیونکر مخالف ہوگی اللہ کے عرش پر ہونے سے جیسے
تمکو بے دلیل کے وہم ہوگیا ہے جبھی حدیث (ان اللہ فوق
عرشہ) کی ضعیف ہے ابن بشار کے طریق سے جیسے
ابو داود کے کلام سے معلوم ہوتا ہے سنی یہ ابو داود نے

٦٩٦

اوسکی صحت کی تائید ہوتی تو ہم ضعیف کہنا صحیح نہ ہوا جہی نے
کہا کہ اس حدیث سے کہ جب اللہ تعالیٰ خلق کو پیدا کر چکا تو اوس نے
ایک کتاب لکھی جو اوسکے نزدیک ہے عرش کے اوپر آخر تک
اس سے اللہ کا عرش پر ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اپنی کتاب مین (اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ) تو اس سے اللہ تعالےٰ کا جنت مین ہونا
ثابت نہیں ہوتا سنی نے کہا اس حدیث کو بخاری نے اپنے
صحیح مین کتاب الرد علی الجہمیہ مین روایت کیا ہے اور امام
ذہبی نے کتاب العرش مین اون حدیثون کے ضمن مین
ذکر کیا ہے جو اثبات فوقیت آلہی کی لئے لائے ہین تو اس صورت
مین ضرور اس سے ثابت ہوا کہ اللہ پاک کا عرش پر ہونے کو
مفید ہے اس مین کسی طرح کا شک نہیں ہے اور آیت
کی معنی ترقی ہے اونے سے اعلیٰ کیطرف یعنی وہ لوگ جنت
مین ہین اور نہرون مین اور وہ ایک اور حال مین بھی ہین
جو اس سے اعلیٰ اور برتر ہے کہ وہ ملیک مقتدر کے پاس
مین صدق کی جگہہ مین اور اس سے اللہ پاک کا جنت مین ہونا یا اس
طرح کہ جنت کو گھیرے ہوئے ہو نہیں ثابت ہوتا بلکہ یہ ثابت
ہوتا ہے کہ وہ اون کے اوپر ہے جنت سے بلند اور اوسکے

ساتوین آسمان کے اوپر اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ
اللہ ساتون آسمان کے اوپر ہے اور نہین تو لازم آتا ہے
کہ من بیانیہ ہو بمعنے الذی کے اور لفظ اللہ اوسکی طرف مضاف
ہو حالانکہ اضافت علم کی منع ہے اور مضاف ومضاف الیہ
مین فصل بھی ہوا نہین بہتر مین (من) کے لفظ سے سواتین مقامون
کے اور وہ قبیح ہے (یعنے منفصل) اور دوسری ایک اور
بات بھی ہے کہ لازم آتا ہے اس سے کہ اللہ پاک فوق سبع
سموات کی جنس مین سے ہو اور وہ باطل ہے اور اس سے
بجواب معلوم ہوا کہ من متعلق ہے تنزو تبح سے یعنے (زوجنی
من فوق سبع سموات) اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اللہ پاک
آسمانون کے اوپر ہو جیسے اس آیت مین اللہ پاک خبر دیتا ہے
(وناديناه من جانب الطور الايمن) تو اس کا مطلب یہہ
نہین ہے کہ اللہ تعالی جانب ایمن مین طور کے تھا اور
آیت سے تو صرف اتنا ہی نکلا کہ آواز جانب ایمن سے آئی
غرض اس حدیث کا یہی مضمون ویسا ہی ہے جنھی نے
کہا کہ اول تو مدلول حدیث کا یہی ہے کہ اللہ پاک ساتون آسمان
کے اوپر ہے جیسے ذہبی نے کتاب العرش مین اسکو ذکر کیا ہے
اسی لئے کہ اثبات فوقیت الٰہی کرین عرش کے اوپر اور اس

تفسیر ابن عباس میں بھی کہا ہے (یخافون ربہم من فوقہم الذی فوقہم علی العرش) یعنے ڈرتے ہیں وہ اپنے رب سے اپنے اوپر یعنی جو اونکے اوپر ہے غرض جہمی نے جو اپنی نافہمی سے کہا ہے وہ باطل ہے - جہمی حدیث عبداللہ بن رواحہ کی جسمین یہ شعراون کا مذکور ہے (وفوق العرش رب العالمین) روایت مجہول السند ہے اور ابن رواحہ صحابی نہین ہین جہمی یہ روایت صحیح ہے ذکر کیا ہے اسکو امام ذہبی نے طبقات مین اور کتاب العرش مین کہا ہے کہ مروی ہوئی ہے یہ کئی سندون صحیح سے بطور ارسال کے عبداللہ بن رواحہ سے روایت کی ہے یہ ابوعمرو بن عبدالبر نے کتاب استیعاب مین اور ابن رواحہ صحابی مشہور ہین اور انہون نے یہ شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پڑہا اور آپ ہنسے ہین اور فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے تمہارا کذب اس سبب سے بخش دیا کہ تم نے اوس کی بزرگی بیان کی اور یہ قصہ گذر چکا ہے پانچوین باب مین سو دیکھو اس جہمی ذکر قتاز نافہمی کا کہ اونکے صحابی ہونے کا بھی انکار کیا جہٹ سے کر دیا اور باوجود اس کے مدعی ہے کہ وہ اسماء الرجال خوب جانتا ہے اور اونکے احوال سے خوب واقف ہے اور عجائب امور سے یہ کہ

کیا اسکو ابو الشیخ اصفہانی نے کتاب العرش میں [illegible]

اور ابن بطہ عکبری وغیرہ نے باسناد صحیح اور روایت ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ میں باسناد صحیح روایت کیا ہے [illegible]

اور اللہ کا عرش پر ہونا تمام مخلوق کے اوپر باطل ہے جیسے کہ
ابن ابی عاصم سے مروی ہے کہ کرسی عرش کے اوپر ہے
سنی بہت سی روایات میں وارد ہو چکا ہے کہ عرش کرسی
سے اوپر ہے اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ کرسی
وہی ہے جسے عرش کہتے ہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ
کرسی عرش کے آگے ہے تو اس صورت میں ابن ابی
عاصم کی اکیلی روایت سے استدلال صحیح نہیں ہو سکتا اور
اگر تسلیم بھی لیا جاوے کہ کرسی عرش کے اوپر ہے تو بھی
عرش کا اوپر ہونا باعتبار اکثر خلق کے صحیح ہے اسلئے کعب
کی روایت میں یہ انقطاع نہیں ہے کہ سارا عرش سارے
مخلوقات کے اوپر ہے اور اس صورت میں وہ لازم
نہیں آتا جو جاہل کی نافہمی نے حکم کیا ہے کہ اثر کعب کا باطل
ہے اور کیونکر باطل ہوگا باوجود وارد ہونے احادیث صحیحہ کے
اور آثار کثیرہ مسلمہ کے جو صحابہ اور تابعین سے جابجا مروی
ہوئے ہیں کہ عرش کرسی کے اوپر ہے اور ہم نے بعض حدیثوں کو
اس مضمون کے اوپر بیان کر دیا ہے اور اگر خوف تطویل
کا نہ ہوتا تو [illegible] بیان کرتے اور اثر کعب کا اگرچہ
خبر آحاد ہے مگر اس مضمون میں اکیلا وہی اثر نہیں بلکہ اسکی مؤید [illegible]

[illegible]

اور تاویل اسکی یہ ہے کہ جنت والے لوگ خیال کرینگے کہ پروردگار
اون کے اوپر جھکا اون کے اوپر سے اور وہ اپنی کرسی پر ہے
اور نفس الامر مین کچھ نہ ہوگا سُنّی اس تاویل سے لازم آتی ہے
نسبت کذب کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور لازم آتا ہے ابطال
نصوص شرعیہ کا پس ایسی تاویل مردود ہے اور اوسکے ماول
کا اعتبار نہین ۔ مترجم جنتیون کے اوپر خیال باطل کی تہمت
لگانا بیشک دوزخ والونکا کام ہے اس سے تو یہ بہتر ہے کہ
اس جہمی ہی کو دنیا مین مجنون مخبوط الحواس گرفتار وسواس بلکہ
شر الناس پورا خناس جانیئین تو بہتر ہے اس سے کہ تکذیب
نبی معصوم کے قائل ہون صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جہمی معنی اس
حدیث کے یہ ہین کہ ایک جسم نورانی اون جنت والون کے
اوپر ظاہر ہوگا کہ اوس کا نام ہم مثال مجسم للہ رکھتے ہین ۔ سُنّی
اللہ کی پناہ تمہارے اس خبیث اعتقاد سے اس لئے کہ اگر
ایسا ہی ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی مراد
کیا ہوتی (فاذا الرب قد اشرف علیہم) یعنے جب جنتی سر اوٹھاوینگے
تو دیکھینگے کہ پروردگار اونکا اون کے اوپر جھانک رہا ہے اور
تمہارے قول کے موجب لازم آیا کہ وہ مثال جسمانی رب ہوا اہل
جنت کا تو کئی رب ہونا ثابت ہوا اول تو وہ مثال جسمانی اور دوسرا

اثر ابن عباس کا کہ تفکر کرو ہر چیز میں اور نہ تفکر کرو اللہ کی ذات
مین کہ اوسکی کرسی تک ساتوین آسمان سے سات ہزار پردے نور
کے ہین اور وہ ذات اوسکے اوپر ہے یہ ضعیف ہے اور
سخاوی نے اوسکے اسانید کو ضعیف کہا ہے۔ میں کہتا ہوں اس اثر کو
بیہقی نے صفات مین ذکر کیا ہے اور ابو الشیخ اصفہانی نے اپنی
کتاب العظمۃ مین اور ان کے سوا اور علما نے بھی روایت
کیا ہے اور امام ذہبی نے کہا ہے کہ اسناد اوسکے حسن ہیں
اور سخاوی کا قول ضعف اثر پر دلالت نہین کرتا اس لیے کہ حدیث
کے طرق جب متعدد ہو جاوین اور اسانید اوسکے جب کئی
ہو جاوین تو وہ حسن ہو جاتی ہے اور اگرچہ بصورت انفراد
ایک ایک سند ضعیف ہی ہو اور اوسکے ساتھ ہی یہ بات
بھی ہے کہ قول ذہبی کا قول سخاوی سے اولیٰ بالقبول ہے
جیسی حدیث جاریہ کی جس مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اللہ کہاں ہے اور اوسنے جواب دیا ہے
کہ آسمان پر ہے اسکو صاحب کشف الغمہ نے اس لفظ سے
ذکر کیا ہے دسالہا من ربک۔ قالت اللہ اور اوس مین
این اللہ کا لفظ نہین ہے میں کہتا ہوں یہ کلام انکا نہایت
عجیب ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ آپ بالکل علم حدیث سے

یہ پوچھنا کہ اللہ کہاں ہے جائز ہے اور یہ جواب بھی صحیح ہے کہ
وہ آسمان پر ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
سوال کرنا اور آپکے اصحاب کا سوال کرنا ثابت ہوگیا تو اب
کون اوس سے منع کرسکتا ہے (سوا فرعون بے عون
مردود کے کون کہے) اور جو کوئی منع بھی کرے تو اوسکی
کون سنتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چھوڑ
کر غرض جو جہمی نے ذکر کیا وہ محض باطل ولاطائل ہے جہمی
حدیث حصین کی حجت نہیں اس لئے کہ اعتقاد کفار کا یہی تہا
کہ اللہ آسمان پر ہے اور حصین بھی اونہی میں تھے پہلے اور یہ
بھی ہے کہ کنیت حصین کی ابی عمران نہین ہے تو اب قول
اوسکا صحیح نہین ہے جو کہتا ہے کہ یہ حدیث مروی ہے حصین
ابی عمران سے سنی آگے اس کے تحقیق گذر چکی اور ثابت
ہوچکا کہ حصین والد ہے عمران کا سو قول اوس شخص کا جو کہتا ہے
کہ روایت ہے حصین ابی عمران سے مراد اوسکی یہہ کہ حصین
جو باپ ہے عمران کا غرض ابی عمران بدل واقع ہوا ہے
حصین سے پس قول اس قائل کا صحیح ہے اور اوسکی صحت میں کچھ
کلام نہین اور جو تم نے خیال کیا ہے محض باطل ولاطائل ہے اسلئے
کہ اللہ پاک کا آسمان میں ہونا اور عرش پر ہونا دونون ایک ہی

وارد ہوچکا ہے اور جو تمنے کہا ہے کہ ان تقدیر پر یہہ
تاویلات کثیرہ لازم آتی ہین کہ فی بمعنے علی ہے اور اُسکو
اللہ پاک کا مراد لینا اور علی السمار کو فوق السمار کے معنی
مین لینا اور فوق السمار سے فوق العرش مراد لینا غرض
یہہ سب تمہارے زعم باطل کی وجہ سے لازم آتی ہین
اور حقیقت مین ان تاویلون کی کچہہ احتیاج نہین اسلئے
کہ تاویل کے معنی تو پہیر دینا لفظ کا ہے ظاہر معنی سے
طرف غیر ظاہر معنون کے اور اسمین شک نہین کہ یہان
ظاہر آیت خود دال ہے کہ مراد اوس سے اللہ تعالی ہے
اسلئے کہ زمین کا خسف کرنا اور حاصب کا بہیجنا اور مانند اسکو
یہہ سوا اللہ پاک کے اور کسی سے نہین ہو سکتا اور فی
بمعنے علی کے کلام عرب مین مستعمل ہے اور سما کا لفظ
عرش کے اوپر حقیقۃً دال ہے باعتبار لغت کے اس لئے
کہ سما لغت مین موضوع ہے اوس چیز کیلیے جو تمہارے اوپر ہو
اجسام محیطہ سے اور علی السمار اور فوق السمار دونون ایک
ہین اسپر تصریح ائمہ کی دال ہے کہ کہین تو انہون نے فرمایا
ہے کہ وہ تعالے علی العرش ہے اور کہین کہا ہے کہ
فوق العرش ہے اور دونون عبارتین اون کے نزدیک

اللہ پاک کی عرش پر ہے کہ وہ بعبارت لغت کی سماء ہے اور علم اوسکا

ہر مکان مین ہے مراد یہ ہے کہ علم اوسکا ہر شے سے متعلق ہے

نہ یہ کہ صفت اسکی وہ اوسکی ذات سے جدا ہو گئی ہے (اور مثل قطرات

باران کے ابر سے زمین پر آن پڑی ہے) اور نہ یہ غرض ہے کہ وہ

علم دوسری جگہون مین بغیر ذات کے پایا جاتا ہے اسلئے کہ یہ تو

کوئی مجنون اور بچہ بھی نہ سمجھے گا پھر تمکو کیا ہوا ہے کہ اوہام سفہا اور

ظنون جہلاء کے ساتھہ تمسک کرتے ہو اور اقوال عقلا پر طعن کے

مرتکب ہوتے ہو **جہمی** امام احمد نے یہ بات نہین کہی اور یہ تو

امام مالک سے مروی ہوئی ہے اور عبارت طبقات کی ایک اول

ہے **سنی** یہ روایت احمد کی خود احمد نے نہین روایت کی

بلکہ یہ صرف اعتماد اور وثوق کے لئے کہا گیا کہ وہ قول احمد کا ہے

اسلئے کہ جب وہ اسکی تابع ہوئی تو یہ کہنا صحیح ہوا کہ یہی قول ہے

احمد کا اسباب مین اور احمد اسباب مین تابع ہین مالک کے اور تمام ائمہ

اون کے اس قول کے ساتھہ ہین اور اسکے ساتھہ ہی یہ بھی ہے کہ یہ قول

بالاستقلال بھی امام احمد سے مروی ہے چنانچہ روایت کیا ہے

اسکو خلال نے یوسف سے جیسا کہ اوپر گذرا **جہمی** اگر اللہ پاک عرش کے

اوپر ہوتا تو لازم آتا کہ فوق اوس اللہ کا ظرف ہوجاتا اور اللہ پاک مظروف

ہوجاتا اور یہ باطل ہے **سنی** اللہ کی پناہ آپ کی جہالت اور سفاہت

جیسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اور امام ابی زید مالکی اور شیخ ابو اسمعیل انصاری اور امام ابو نصر سنجری وغیرہم ہین غرض ان سب بزرگون نے تصریح کی ہے کہ وہ تعالی اپنی ذات سے عرش پر ہے اور کسی ایک نے بھی ائمہ سلف سے اسکا انکار نہین کیا ہے اور نہ کسی سے اسکی تاویل مذکور ہے نہ تحریف جیسے کہ ہم نے قریب دو سو اماموں کے قول ذکر کردیے ہین پانچوین باب مین تم اوسی یاد کرلو اور عاقل لبیب جب اوسمین تامل کرتا ہے تو بخوبی معلوم کرلیتا ہے کہ امر حق قابل اعتماد و اعتقاد یہی ہے اور جان لیتا ہے کہ تمام سلف کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ پاک اپنی ذات مقدس سے اپنے عرش پر ہے اور علم اوسکا اور قدرت اوسکی ہر شے سے متعلق ہے اور ہر چیز سے واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد واضح ہو کہ جب فقیر حقیر بتقصیر ترجمہ انتہا سے بعون رب قدیر فارغ ہوا چاہا کہ چند فوائد ضروری جو متبعان سنت کو مفید ہون اور طالبان صدق عقیدت کے موید اسکی خاتمہ مین زیادہ کردے جاوین کہ فرق ضالہ اور عقاید باطلہ کے فساد سے محفوظ رہنے کا ذریعہ برادران دین اور طالبان یقین کو

اور درجہ واحدیت سے اوتر کر مرتبہ کثرت مین آجاوی گویا اوس قادر
قوی کو یا ایک جوہر فرد کی جنس سے ٹہیرادیا ہے کہ نہ وہ محسوس
ہے نہ مرئی نہ ایک جانب وسکی دوسری جانب سے متمائز ہے
بلکہ اس طرح اوسکی تعدیم مین مبالغہ کیا ہے کہ جوہر فرد کا بہی وجود
ممکن ہے مگر اوسکا وجود بہی ممکن نہین اور جب ایسی پوچ لچر تعریف
پروردگار مقتدر کی اپنے ذہن مین انہون نے گہڑ رکہی تہے اور
اسپر سُنا کہ پروردگار فرماتا ہے والٰهکم الله واحد یا قل هو
الله احد یا وما من اله الا الله واحد تو وحی
مبارک کے ان الفاظ متبرکہ کو اپنے معانی مصطلحہ پر اوتار لیا اور
یہ خرافات پہیلائی کہ اگر اوسکو کلام ہو یا مشیت یا ارادہ یا سمع بصر
وعلم یا حیات وقدرت یا رحمت وغضب یا نزول ومجی یا صعود
ورفع تو وہ واحد نرہے بلکہ مرکب ہوجاوے اور اوسکی ذات
مین تالیف وترکیب لازم آوے غرض یہ کہ ابطال صفات کمال
اور نفی اوصاف جلال اور تعطیل مراتب لایزال کا نام توحید رکہا
اور اقبح اشیا یعنی انکار صفات کو احسن الاسماء یعنے توحید ومعرفت
وتفرید سے موسوم کیا گویا کفر کا نام شکر اور انکار کا نام ایمان ظنون
فاسدہ کا نام ایقان رکہا معاذ الله من ذٰلک لخرافات اور اثبات
صفات کمال کو جو عمدہ ذریعہ معرفت آلہی کا تہا اور عمدہ وسیلہ

الوہ اور تنقیص رسالت پناہی پر کمر باندہی اور جس نے اسی عقیدہ
فاسد اور ظن کاسد پر نشو و نما پایا اونہین خرافات باطلہ اور نزہات
عاطلہ دور از کار کو عین دین اور ثمرہ یقین سمجہا اور ہدایت انبیا
اور ارشادات اصفیا کے فیض سے یکقلم محروم و بے نصیب رہا
اور جب ارشادات شریعت اور نصوص ملت اور اقوال نبوت
کو اس اصل خبیث کے خلاف پایا تو معلم الملکوت نے اوسکے کان مین
پہونک دیا کہ اذا تعارض العقل والنقل قدم العقل
اور یہ خیال بتایا کہ اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل
غرض جن مسلمانون مین یا شاعرون مین یا صوفیون مین یہ خیالات
باطلہ گہس گئے ہین اکثر اون کے کلام مین تحقیر انبیا کی یا محدثین کی
یا کتاب و سنت کی پائی جاتی ہے اور اون نصوص پر تمسک کرنے
والون کو اور اون پر یقین رکہنے والون کو سفیہ و نادان جانتے ہین
اور ان کفریات کو اصل دین اور ثمرہ حسن یقین خیال کرتے ہین اور
نصوص شرعیہ کو آیات قرآنیہ ہون یا احادیث صحیحہ اپنے اسی عقائد
باطلہ پر اوتارتے ہین اور اسی خیالات فاسدہ کو اصل معرفت اور
لب ایمان اور خلاصۂ ایقان جانتے ہین نعوذ باللہ من ہذہ
الکفریات اب توحید جہمیہ کا حال سنیے کہ وہ بہی اسی توحید
فلاسفہ کا ایک شعبہ ہے اور اسی کی ایک شاخ ہے اور وہ عبارت

لوگون کو روکتا ہے کبھی آیات واحادیث صفات کی سننے اور پڑھنے
سے اوسکو غیظ وغضب آجاتا ہے آخرکار جب دیکھتا ہے کہ منشا ان
اثبات صفات کا انبیا واقع ہوئی ہین تو اون سے ایک بغض خفی
دل مین پیدا ہو جاتا ہے اور سلسلہ اسکا جب دیکھتا ہے کہ اکابر محدثین
کے ذریعہ سے اس امت مرحومہ مین پہیلا ہوا ہے تو اون سے دل
غباثت منزل شکار کار رہتا ہے اور کبھی موقع پاکر اون پر لعن طعن
کرنے لگتا ہے ہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچتی ہے کہ خسر الدنیا والآخرۃ
ذلک ہو الخسران المبین مین گرفتار ہو کر قعر جہنم مین جگہہ پکڑتا ہے اور
ہمیشہ ان مجامین جہمیہ کو تم دیکھو گے کہ اکابر محدثین پر مثل ابن تیمیہ
وابن قیم وبخاری ومسلم اور مثل امام مالک وراحمد بن حنبل ورامام
شافعی وامام ابوحنیفہ کے کہ ان پر زبان طعن وطوفان واکرتے ہین
اور ہمیشہ متبعان سنت اور مروجان شریعت وملت پر اطالت لسان
کیا کرتے ہین کسی سے سلام علیک ترک کردیتے ہین کسی سے مصافحہ
مکروہ جانتے ہین کسی کے وعظ ونصیحت سے روکتے ہین کسی کے تصانیف
وتوالیف کے دیکھنے سے منع کرتے ہین کسی کے مطاعن سابقہ
تلاش کرتے ہین کسی کے عیب جوئی اور غیبت سے اپنا نامہ اعمال
سیاہ کرتے ہین غرض یہ بغض وحسد اہل حق کا عجیب عجیب رنگ
سے ہر فرد بشر مین باختلاف طبایع انسانیہ اور قوت جسمانیہ و

کا جنجال دیکھو کہ اُن کے نزدیک وجود ایک ہی ہے اور وجود قدیم و
حادث و خالق و مخلوق و واجب و ممکن کچھ نہین بلکہ یہی وجود
واحد ہے جو اپنے ذات سے ظاہر ہے اور جسکو خلق مشبہہ کہتی ہین
وہ حق منزہ ہے اور جو ہماری نظر مین آتا ہے اور پس و پیش و یمین
و یسار و تحت و فوق دیکھا جاتا ہے یہ سب وہی ایک ذات ہے
اور اوسکے سوا کوئی موجود نہین وہی ایک ذات کہین عابد ہے کہین
معبود کہین ساجد ہے کہین مسجود صنم اور عابد صنم دونو وہی ہین
اور فرعون و موسیٰ دونو وہی ہین اور ابوجہل و مصطفیٰ دونو وہی ہین
اور دنیا مین کوئی مشرک نہین ہے بجز اون لوگون کے جو باتباع
انبیا خالق و مخلوق مین فرق سمجھتے ہین اور بتون کو غیر خدا جانتے
ہین اور عبد کو جدا اور خدا کو جدا جانتے ہین غرض ثمرہ اس توحید
کا یہ ہے کہ فرعون کو بلکہ ابلیس کو نہایت کامل الایمان جاننا
اور تمام عابدان صنم و وثن کو جو اتحاد اصنام و اوثان کی ساتھہ
سبحان دیان کے قایل ہون اون کو نہایت موحد اور پاک عقیدہ
اور اہل توحید اور تفرید قرار دینا اور تمام آیات و احادیث کو جو تفاوت
مابین المخلوق و الخالق کی مشعر و مخبر ہون اون کے خیالات باطلہ
اور عقاید فاسدہ سے تاویلات رکیکہ کرتے رہنا اور کافرون کے
لئے عذاب کے بدلے عذوبت اور عقوبت کی عوض عفو ثابت کرنا

شریعت دین و نکو مثل بہائم کی گرفتار دام جہالت اور سرشار بادہ غفلت خیال
کرنا اور حکام کی رضامندی کو گو کفر و معاصی کے ساتھ ہو رضای الٰہی سے
بہتر جاننا اور ارکان دین اور اوضاع مسلمین کے ساتھ تمسخر کرنا اور اکابر
ملت یعنی مفسرین و محدثین و ائمہ کرام وغیرہم کو جاہل و بے علم یقین کرنا
اور اپنی کو باوجود حماقت و سفاہت کے بانی ملت اور مہذب مذہب
اور مصلح امت سمجھنا فذلکہ کلام یہ ہے کہ پانچون قسمون کو اہل باطل
توحید نام کرتے ہین اور اہل اسلام کے طعن و لعن سے بچنے کے لئے
انہون نے اپنے کفریات کو توحید کے پردہ مین چہپایا ہے اور کہتے ہین
نحن الموحدون نحن المهذبون اور وہ توحید جو انبیا لائے
ہین اوسکو ترکیب و تشبیہ و تجسیم نام رکہتے ہین اور ان القاب کو اپنا سلاح
و سہام ٹہیراکر اہل اسلام اور جماعہ کرام اہل سنن سے مقابلہ و مقاتلہ اور
مجادلہ کرتے ہین حالانکہ بروایت صحیحہ جابر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حجۃ الوداع مین توحید کے ساتھہ اہلال فرمایا اور ارشاد کیا کہ لبیک
اللهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و
النعمة لک والملک لا شریک لک اور توحید انبیا
علیہم السلام کے متضمن اثبات کمال ہے کہ اونہی کے سبب سے وہ ذات
مقدس مستحق حمد ہے اور مشتمل ہے اثبات افعال کو جنکے سبب سے وہ
مستحق ہے منعم ہونیکا اور مثبت ہے قدرت و مشیت و ارادہ و تصرف

کر دیا غرض یہ حال ہے توحید ملاحدہ وفلاسفہ وجہمیہ وغیرہم کا **بیت**
تا چند رہ بوالہوسان غم تقلید ÷ رو دولت تحقیق ہدایت آور خویش باش
کیا خوب کہا ہے کسی غمخوار ملت نے **شعر** راہ کسان بکار نیاید بعاقبت ÷
زاہل حدیث جوئی صراط قویم را ÷ اب **توحید انبیای کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام** کا حال سنیے کہ جسے چھٹی قسم کہہ سکتے ہین اور وہ سراپا اثبات
صفات کمال ہے اوس ذات مقدس لایزال کے لئے اور فاعل ہونا
اوسکا اپنی مشیت وقدرت واختیار سے بغیر کسی قسر قاسر کے اور
ثابت کرنا اسکا کہ اوسکی افعال حقیقی ہین اور وہی اکیلا بلا شرکت غیرے
مستحق ہے عبادت اور خوف اور رجا اور توکل کا اور عباد کو ضرور ہے
کہ اوسی کی مشیت واختیار سے ہر خیر وشر کو جانین اور تفویض کرین
اپنے کاروبار دنیوی واخروی کو اوسی ذات پاک کیطرف کہ وہی متکفل
امور عباد ہے اور اوسیکی رحمت اور فضل قابل اعتماد اور لائق استناد ہے
اور وہی مستحق ہے کمال محبت اور مودت کا اور مستحق ہے غایت اطاعت
وعبادت کا اور اوسکے سوا کوئی ہمارا وکیل وشفیع نہین نکوئی واسطہ ہے
اوسکے اور خلق کے بیچ مین رفع حاجات اور دفع بلیات اور درء آفات
اور اجابت دعوات کی واسطے ہان اگر واسطہ ہے اوسکے اور خلق کے بیچ مین
تبلیغ رسالت اور ابلاغ اوامر ونواہی مین اور اخبار حشر ونشر عذاب
وثواب مین تاکہ عباد یا جمیعہم او بعضہم جنکی سعادت منظور ہو اوسکی محبوبات

مین آن کر حیران و پریشان ہو گئے اور جب دیکہا کہ کتب کلامیہ
مین یہ الفاظ مرقوم ہین بس سمجہے کہ یہی ہماری ہدایت کی نجوم
ہین اور یہ خیال نکیا بیت دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ؛ غرض انہون نے خیال کیا کہ یہ
الفاظ عند الاطلاق خدا وند تعالی کی تنزیہ سے نقائص جسمانیہ
سے کرتے ہین اور یہ غایت تمجید و تعظیم الہی ہے بس یہ
کیا تہا بہیڑیا دہسان کا براعن کا براد جیلا لعن جیل ان پر کرنا
شروع ہوئی اور ناقد بصیر اور مدرک خبیر خوب جانتا ہی کہ ان
الفاظ کے اندر کیا سم پر تاثیر قاتل صغیر و کبیر بہرا ہوا ہے اور
تکذیب رسل اور تعطیل و الحاد کا زہر ہلاہل ملا ہوا ہے
اب ون کی تفصیل بطور مشتی نمونہ از خروارے آپ کو سناتا ہون
اور ذائقہ اس شیرۂ پر شرارت و الحاد کا جو بصورت عسل مصفی
براہ جو فروشی و گندم نمائی معرض تحریر مین لائے ہین چکہاتا ہون
اب سنو کہ تنزیہ البعاض جو انہون نے ابحاث کلامیہ
مین درج کی ہے اوس سے غرض یہ ہے کہ نفی کرین وجہ
دیدین اور کف و اصبع اور شمال اور قدم اور ساق اور
حقو اور جنب کی اللہ پاک سے حالانکہ یہ سب اوسکی صفات
کمال ہین جیسے سمع و بصر اوسکی کمال ہین اور مقصود اس

ہاتھہ ایک آیا اور وہین انہون نے فرمایا کہ دو ہین اور ابن عمر اور ابن عباس
سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا پہلے جو اسد نے بنایا قلم تہا پہر اوسکو
اپنے داہنے ہاتھہ مین لیا اور دونو ہاتھہ اوسکے برکت والے ہین اور
اسیطرح مروی ہے اصدق الصادقین اعرف الخلق برب العالمین
سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا پروردگار
آسمانون کو ایک انگلی پر اوٹہاتا ہے اور زمین کو ایک انگلی پر اور
تمام ملک کو ایک انگلی پر غرض نفی ابعاض سے ان ملاعنہ کی
مراد یہ ہے کہ ان سب حدیث کی تکذیب کرین اور اپنی ذوات منحوسہ
مین معرفت الہیہ انبیاء کرام سے بڑہ کر ثابت کرین اور متبعان
حدیث کو سفیہ اور اپنی کو عارف باسد ٹہیرائین وما ہذا
الا ضلال مبین اب اغراض کا حال سنو کہ غرض مین
مخلوق کے پیدا کرنے سے اور اون کے اوپر ہدایت کا نور ڈالنے
سے اور گمراہی کی ظلمت پہیلانے سے اور اون کے معذب ومثاب
کرنے اور کارخانہ امر ونہی جاری کرنے سے اور ارسال رسل اور
انزال کتب سے کمال حکمت ہی اور یہی غایات محمودہ ہین جو اوامر ونواہی
سے مطلوب ہین اور انہون نے ان غایات محمودہ کا نام اغراض و
علل رکہا اور اوس سے پروردگار کی تنزیہ کی اور اس تنزیہ سے
تمام عالم مین اور ساری مخلوقات مین ابطال حکمتہای الہیہ لازم آیا

اوسکی صفات مخلوق کے مبائن ہین اور شارع نے ان صفات
ثابت کیا نہ یہ کہا کہ وہ اعراض ہین نہ یہ کہا کہ وہ جسم ہے پہر جوہر
عرض کہنا یا عرض لکہنا وغیرہ انہین صرف اثبات ان صفات کا
بلا کیف بلا تمثیل اور بلا تشبیہ اور بلا تحریف اور بلا تاویل ضرور ہے
حدود وجہات کی تنزیہ کا حال سنو کہ مراد ان کی اس
تنزیہ سے یہ ہے کہ نفی کرین اوسکی آسمان پر ہونیکی اور عرش
سے پرے ہونیکی اور نفی کرین اسکی کہ وہ مشار الیہ ہو اور نکلی
سے اوپر کی جہت مین جیسے کہ اعرف الخلق اور اعلم العباد
برب العرش والسموات اعنی سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ایک لاکہہ چوبیس ہزار صحابہ کے سامنی اونٹنی کے
اوپر خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ تم سے قیامت مین سوال ہوگا کہ مین نے
تمہے پیغام الٰہی پہونچایا یا نہین اور صحابہ نے جواب دیا کہ بیشک ہم گواہی
دینگی کہ آپ نے حق رسالت ادا کیا اور آپ نے تین بار آسمان کی طرف
اشارہ کیا اور فرمایا اللّٰھم اشھد اللّٰھم اشھد غرض
یہ کلمہ تین بار فرمایا اور پہر بار اوپر اشارہ کیا غرض ان مکذبان رسالت
نے اسکی تکذیب کی حدود وجہات کی تنزیہ کے پردہ مین اور نتیجہ
اسکا یہ ہوا کہ منکر ہوئے اسکی کہ اوس تعالیٰ شانہ کی طرف سے کوئی چیز
اوترے جیسے قرآن ہے یا کتب وصحائف انبیا ہین یا جبرئیل

۱۵ ۔ انکار کی تقریر
ہون کی کہ اگر ہم ان باتون کے قائل ہون تو اثبات حدود وجہات کا اوسکو لازم آتا ہے حالانکہ تمام شرایع مین ان صفات کا اثبات ہے اور ہماری شریعت مین صدہا آیات وحدیث ان سب چیزون کے

جہات کی ہمکو ضرورت ہی کیا ہے جس سے ہم اپنی ہماری شرع کی تکذیب کرین ہمکو تو غرض صرف اتنی ہے اور یہی راہ نجات ہے کہ خدا اور رسول نے جسکا اثبات کیا اوسکا اثبات کرین جسکی اونفی کی اوسکی نفی کرین غرض جو اثبات اور جو نفی کہ شارع سے منقول نہین اور اکابر سلف اور قرون مشہود بالخیر مین رائج نہین وہ بدعت ہے اور محدث ہے بنصوص قطعیہ شرعیہ متواترۃ المعنی سراپا ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا انجام نار ہے اب حلول حوادث کا بکھیڑا سنیے اوس سے ان ملاعین فلاسفہ نے اکثر صفات فعلیہ الٰہیہ کو باطل کردیا اور ہزارہا نصوص قطعیہ جو ان کے اثبات پر وال تھی سبکی تکذیب کا بیڑہ اوٹھایا اور حلول حوادث کی نفی سے انکار کیا اللہ تعالیٰ کے کلام کرنیکا اپنی قدرت و مشیت سے اور انکار کیا اوسکی ہر شب آسمان پر اوترنے کا اور انکار کیا اوسکی روز قیامت مین آنے کا اور اوسکی غصہ ہونے کا اور غضب کرنے کا اور راضی اور خوش ہونے کا اور ناراض ہونے کا اور رضا کی بعد غضب کرنیکا اور غضب کے بعد راضی ہو جانے کا اور انکار کیا اس سے کہ کوئی فعل اوسکی ذات کی ساتھہ قائم ہو اور انکار کیا کہ کوئی حکم تازہ ہو جو پہلے ندیا ہو یا کوئی فعل اوس سے صادر ہو جو پہلے نکیا ہو اور انکار کیا کہ ارادہ کرے کسی چیز کا جسکا پہلے سے ارادہ نہو یا ارادہ کو اپنے ترک کرے اور انکار کیا اوسکے کن فرمانے کسی چیز کے لئے حقیقۃً اور انکار کیا

اثبات اطائعین غرض ان سب کا انکار کیا اس لئے کہ سبب
حوادث ہین اور وہ حلول حوادث سے منزہ ہے اور یہ نہین
جانتے کہ یہ سب اوسکی مختار اور فاعل ہونے پر دال ہین اور
جب ان نصوص شرعیہ کا انکار کیا تو اب کوئی فعل اوسکا باقی
نرہا اور معطل محض ہوگیا اور جہمیہ کہتے ہین کہ ہم ایک قدیم واحد
کا اثبات کرتے ہین اور مثبتان سنت اثبات بہت قدما کا
کرتے ہین اور نصاری جو تین قدیم کے مثبت ہین اون کو کافر
کہتے ہین پہر جو مثبت سات قدیم یا زیادہ کا ہو اوسکا کیا کفر ہے اور یہ سراپا
تدلیس تلبیس ہے غرض مقام غور ہے کہ کیونکر ان اقوام باطلہ نے سامعین
کو دہوکا دیا چند قدما کا لفظ سنا کر اور اپنے تئین مثبت ایک قدیم کا
ٹہرا کر اور جہمیہ نے صفات اوسکی مسمای اسم مین داخل کردے
اور مثبتین صفات سے کہا کہ جیسے تم اثبات ایک اله کا کرتے ہو اور
پہر اوسکی ہر صفت کو جدا جانتے ہو تو اس مین تعدد قدما کا لازم
آتا ہے اور ہم ایسا نہین کرتے بلکہ ہم ایک خدا کے قائل ہین اور
کسی صفات کو اوسکی مسمائی اسم سے خارج نہین جانتے
حالانکہ مثبتان صفات کا قول ہے کہ وہ ایک خدا ہے اپنی جمیع اسما
اور صفات کی ساتہہ اور یہ مقولہ جہمیون کا بعینہ ویسا مقولہ ہے
جیسے مشرکین اور عبدہ اصنام اور مکذبان پیغمبران کرام علیہم الصلوۃ

کمال ہین وہ اسمائی الٰہی سے بہتر جو ... یہ آیت بخوبی دال ہے
توحید ذات اور کثرت نعوت وصفات پر اور اسی طرح ان ملاعنہ
فلاسفہ کا یہہ دہوکا ہے جو کہتی ہین کہ خاص ترین صفت خداوند
تعالی کی قدیم ہونا ہے اور جب اوسکی سوا اور صفات قدیمہ ثابت
کرین تو لازم اوے کہ کئی خدائی قدیم ہون حالانکہ سوا ایک خدا کی
کوئی قدیم نہین اور اون دغابازون مکارون جعلسازون سی جو اپنی
تقریرون سے اکثر عوام کالانعام بلکہ بعض ملایان انام کو دہوکا دیتے
ہین اور جادۂ مستقیم سنت اور صراط قدیم نبوت سے موڑ کر چاہ
ضلالت وغوایت مین ڈالکر انسان کو معطلہ بنا دیتے ہین یون کہنا چاہیے
کہ وہ تعدد قدما کہ عقل وشرع اور فطرت جنکی نفی کرتے ہی اور وہ
تعدد جسکا انبیا بالاتفاق بطلان کرتے ہین وہ کئی خداؤن کا
ہونا ہے ایک خدائی قدیم کے ساتھہ نہ یہہ کہ رب العالمین کہ اکیلا
اور زبردست ہے وہ حی وقیوم وسمیع وبصیر ومتکلم وقادر وقوی و
صاحب ارادہ ومشیت نہو اور آمر وناہی اور فوق العرش اور صاحب
اسمائی حسنی اور صفات علیا نہو اور ایک خداوند کا ان صفات
کاملہ سے موصوف ہونا اسکی عقل وشرع وفطرت کوئی مانع نہین
نہ اسکی مانع ہے کہ الہ واحد قدیم ان صفات مختصہ کو اپنی ذات واحد
مین رکھتا ہو گو وہ صفات کتنی ہی ہون مگر ذات تو ایک ہی ہے

۷۱۹

اور صاحب رضا و غضب اور صاحب انتقام و قہر ہو پس بلاشک
یہ معانی اوس تعالیٰ شانہٗ کے لئے ثابت ہین اور وہ ان صفات
علیا سے موصوف ہے اور خود پروردگار نے اپنے نفس نفیس کو
ان اسماء اور صفات اور نعوت سے موسوم و موصوف و منعوت
کیا ہے غرض ان صفات کی ہرگز نفی نہین ہو سکتی جیسے کہ اس
خیال سے ہم سب صحابہ نہین کر سکتے کہ روافض محبان صحابہ کو
ناصبی کہتے ہین اور نہ اس خوف سے نفی تقدیر کی کر سکتے ہین کہ
قدریہ ہمکو جبریہ کہینگے اسی طرح ان اسماء و صفات الٰہیہ کی نفی نہین
کر سکتے جنکا اثبات شارع نے کیا ہے کہ اعدا و حدیث ہمکو حشویہ
کہینگے اور اسی طرح علو باریتعالے کی خلق پر اور استوا کی عرش پر
اور اوسکی ارتفاع کی اور اوسکے نزول کی آسمان دنیا پر نفی نہین کر سکتے
اس خوف سے کہ منکران صفات اور معطلہ اور فرعونیہ اور مفسدان
دین برق کی طرح کڑک کر ہمکو مجسمہ یا مشبہہ ٹھیرائینگے اور اگر مراد
جسم سے یہ ہے کہ وہ مشار الیہ ہو اور اوسکی طرف اشارہ حسیہ
کر سکین تو سید العارفین سند الکاملین افضل المرسلین خاتم النبیین
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تو مجمع عام مین صحابہ کرام سے آسمان کی
طرف اشارہ کیا اور تین بار استشہاد کے لئے اوپر انگلی اوٹھائی
اور معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کا یہی عقیدہ تہا ورنہ کسی کو بھی اگر

سمیع و بصیر ہو سکے اور ہر صفت اوسکی ایک مفہوم جدا رکھتی ہے تو
کہ وہ سبحانہ تعالیٰ متصوف بصفات کمال ہے اور سمیع و بصیر و علیم و قدیر
و مشیت و ارادہ اور حیات رکھتا ہے اور ہر صفت کا مفہوم جدا
مفہوم کہ جہت سے وہ صفت دوسری صفت سے جدا ہے اور جو یہ
جمیع صفات کا مفہوم ایک ہی یا یہ سب صفتیں ایک ہیں وہ مجانین اور
مسلوب الحواس میں گنا جاویگا حالانکہ صادق مصدوق فارق
بین الخالق والمخلوق احمد مصطفےٰ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم
خود فرماتے ہیں اعوذ برضاک من سخطک وبعفوک
من عقوبتک واعوذ بک منک اور رضا میں پناہ
ڈھونڈھتے سخط سے بھاگتے ہیں اور عفو میں پناہ ڈھونڈھتے
ہیں اور عقوبت سے بھاگتے ہیں پھر رضا و سخط کیونکر ہونگی اور عفو
و عقوبت دونو متحد کیونکر ہونگے اور اگر مراد جسم سے یہ ہے کہ وہ
وجہ و یدین و سمع و بصر رکھتا ہو تو ہم خود ایمان لاتے ہیں اور
اقرار کرتے ہیں کہ وہ وجہ و یدین اور سمع و بصر اور حقو اور جنب
و ساق رکھتا ہے مگر بلا تشبیہ و بلا تکییف اسی طرح اور بھی جو صفات
کمال رکھتا ہے جسکا اطلاق اوسنے اپنی ذات مقدس پر کیا ہے
اور اگر جسم سے یہ مراد ہے کہ وہ فوق ہے اپنی خلق کے اور
مستوی ہے اپنی عرش پر تو یہ خود اوسنے خبر دی اور اوسکی رسولون
نے خبر دی ہے کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور عرش اوس کا

تو خواہ مخواہ جو آدمی شہد کی حقیقت سے واقف نہین ہے
وہ نفرت کریگا اور جو اوسکو چکہ چکا ہے اور اوسکی لذت
اوٹھا چکا ہے وہ اس تعریف و توصیف ہی کو غلط سمجھیگا
غرض خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان مکارون دغابازون
فلسفیون نے دیکھا کہ اگر یون خداوند کریم کے صفات
کی نفی کرینگے تو کوئی ہماری دام تزویر مین نہ آویگا اور اوس
معلم الملکوت شیخ زعفران نے جو ان کا اوستاد اول تہا
اوسنے یہ نسخہ اور گہات سکہائی کہ اثبات صفات کا نام
تشبیہ اور ترکیب و تجسیم رکہو اور اس تعبیر کا ذریعہ سے عوام کو
اثبات صفات سے نفرت دلاؤ اور اوس سچے معرفت الٰہی کو
جو بذریعہ انبیا علیہم السلام انکو پہنچی ہے اور مدار سعادت
اور قطب ہدایت اور مرکز ولایت ہے اوس سے دور ڈال دو
اور یہ بڑا فریب اعداے انبیاء کا پیروان انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہے اور بڑا
مکر ہے حق مقبول سے لوگون کے نفور کرنے کا اور گر
اوسکا یہی ہے کہ جو چیزین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ثابت ہوئی ہین اون کے لئے بڑی بڑی شالین دنیا اور بڑے
بڑے الفاظ سے اوسکی تعبیر کرنا اور اون کے لئے الفاظ اور
اسامی متنفرہ وضع کرنا کہ اون کے سننے سے گوش سامعین

خلق پر عالی ہونا اور مخلوقات سے بائن ہونا اور [illegible] ہونا اور عرش پر
مستوی ہونا مراد ہے اور یہہ مراد ہے کہ اوسکا اور کوئی چیز نہیں مگر وہ
سب تغیر ہونا سکے [illegible] یہہ مراد بلا تشبیہ [illegible] اگر
ترکیب ہو نفی سے یہہ مراد ہو کہ [illegible] ایک چیز کی دوسری [illegible]
تو ظاہر ہے کہ اوسکی [illegible] ہیں ایک دوسرے سے
ممیز اور ممتاز ہیں اور [illegible] علم جدا ہے اور قدرت جدا اور
ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم سے جدا ہے اور یہاں پر منکران
صفات [illegible] کہ ہم [illegible] لئے کسی صفت کو اوسکے لئے ثابت نہیں
کرتے کہ ترکیب لازم آیگی حالانکہ یہہ صریح تکذیب قرآن و حدیث ہے
اور صریح تعطیل رب العالمین اور یہہ تنزیہ نہیں ہے بلکہ کمال درجہ کی
تحقیر و تذلیل ہے پروردگار کی اور یہہ کار [illegible] ہے اوس عالی درجات
رافع سموات رب العرش والعلا خالق ارض و سما کا اب ترکیب کے
معانی سنو کہ ترکیب سے عند الاطلاق پانچ معنے مراد ہوتے ہیں ایک
ترکیب ذات کی وجود و ماہیت سے اوس شخص کے نزدیک جو وجود
ذات کو ماہیات ذات پر زائد کہتا ہے اور جب اس ترکیب کو نفی
کرتے ہیں تو وجود مطلق باقی رہتا ہے اور اوسکا وجود صرف ذہن میں
ہوتا ہے نہ اعیان میں دوسرے ترکیب ماہیت کی ذات و صفات
سے اور جب اس ترکیب کی نفی کرو تو ذات مجرد رہ جاتی ہے کہ

کہ وہ اللہ واحد واحد ہے نہ اوسکا کوئی شریک ہے نہ شبیہ اور لم یلد و لم
یولد ہے اور اسی بات کے گواہ ہیں وہ واحد ایسا نہیں کہ نہ اوسکا نام
ہو نہ صفات نہ وہ ہو نہ یہ نہ فوق خلق ہو نہ اوسکی طرف
کوئی چیز جا سکے نہ اوسکی طرف سے کوئی شے نازل ہو غرض عقلیں
ان باتوں پر گواہی نہیں دیتیں کہ وہ مرکب ہو نہ اثبات پر گواہی
دیتی ہیں کہ یہ صفات ہوں پھر صریح دعوی کرنا کہ فوق العرش ہونے
سے ترکیب و تشبیہ وغیرہ لازم آتی ہے غلط محض اور کذب
و بہتان صریح اور بہتان ہے اور افترا کی بات ہے بیچاری عقول پر اور فطرت
صحیحہ پر اور یہی تقریر ہے جہت میں کہ اگر اوس
وہ جہت وجودی مراد ہے کہ محیط ہو اوس تعالی کی اور حاوی
اور حاصر ہو اوس ذات پاک کی تو ہم کہتے ہیں بے شک
وہ اس سے بلند و اکبر و منزہ و عالی ہے مگر اوسکی عرش پر ہونے
سے یہ جہت لازم نہیں آتی اور اگر مراد جہت ہو وہ امر ہے
جو موجب مباینت خالق و مخلوق ہے اور سبب اوسکی علو کا
خلق پر اور اوسکی استوا کا عرش اعلی پر پس نفی اوسکی اس معنی سے
باطل ہے اور یہ اصطلاح اون منکروں صفات نے اس لئے مقرر کی
ہے کہ وسیلہ ہو اوس صفت پاک کے انکار کا جسپر عقل و نقل
و فطرت بہمہ وجوہ دال ہیں اور اسی لئے انہوں نے ما فوق عالم

ولا تحلہ الحوادث ولا یحیط بہ الجہات ولا ینفعل فی حقیقتہ ... ولیس بجسم

بندون کے توبہ کے وقت اور اوسکی ندا کی موسے علیہ السلام کو
کوہ طور پر آنے کے وقت اور اوسکی پکارینکی آدم وحوا کو شجرۂ ممنوعہ
سے کہانیکی وقت اور اوسکی پکارینکی قیامت کے دن اپنے بندون کو
اور اوسکی محبت کی اوس کافر سے جو ایمان لایا اور پہلے اوس سے
وہ حق تعالی کا مبغوض تہا اور بعد ایمان کے محبوب ہوا اور اوسکی
ربوبیت کی جو ہر روز تازہ بتازہ بندون پر باران صفت برستی ہے
اور کل یوم ہو فی شان سے وہی مراد ہے نفی کی اور ان سب
صفات کا نام حوادث رکہا اور کہا ولا تحلہ الحوادث
کہ حوادث اوس مین حلول نہین کرتے غرض اس تنزیہ فلاسفہ ملاعنہ
کی حقیقت اور اسکا مآل یہ ہوا کہ وہ تعالے معاذ اللہ منزہ ہے
وجود سے اور ماہیت سے اور خالی ہے ربوبیت اور پرورش
سے اور خالی ہے ملک سے اور حکومت سے اور افعال لما یرید نہین
بلکہ حیات اور قیومیت تک بہی نہین رکہتا پہر مقام غور ہے کہ یہ تنزیہ
کیا خاک ہوئی اور اگر وہ خالق عالم معاذ اللہ ایسا ہی ہو تو خلق عالم
پر کیونکر قادر ہوا غرض غور کرو کہ معطلہ اور نافیان صفات نے اپنے اس
قول مین تمام صفات کاملہ الہیہ کو کیسا باطل کر دیا اور اوسکو معطل
محض ٹہیرا دیا چنانچہ کہا لیس بجسم ولا جوہر ولا مرکب ولا
یقوم بہ الاعراض ولا یوصف بالابعاض ولا یفعل

اور کفر و ضلال در او صاف کمال کے ابطال مین جا پڑے اور متشابہات
صفات کی تضلیل و تجہیل کرنے لگی اور اعداء اللہ کے ساتھہ جو معاملہ
کرنا تہا وہ ان متبعان رسالت کی ساتھہ پیش کیا اور خلاصۂ مقام
یہ ہے کہ اثبات صانع کی لئے اور حدوث عالم کے واسطی لوگ
کئی راہین چلتی ہین اور سب سے بہتر اور عمدہ اور پسندیدہ اور
سہل الوصول الی المقصود اور قریب تر راہ یہ ہے کہ انبیا کی
تصدیق کرین اون کے معجزات سی جو لوگ اون کے زمانہ مین
حاضر ہین وہ تو دیکھکر اور جو لوگ اون کے بعد ہین وہ اخبار
مشہورہ متواترہ سے اور جب نبوت ثابت ہو گئی تو جسطرف
نبی نے بلایا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اوسی کی راہ اختیار کرین
اور ہر تقریر و تعلیم مین اوسیکو سچا جانین اور اوسکی ارشادات کی
دل و جان سے تصدیق کرین اور یہہ بات نہایت سہل و آسان
وکافی ہے اس سے کہ ہر امر پر صفات وغیرہ سے دلایل
عقلی قائم کرین اور اون کے معانی مین غور کرین اور تعلق اون
اون کے مدلولات سے دریافت کرتے پہرین اور یہی طریقہ
اقوی ہے اور احسن ہے اور اسی لئے اللہ پاک نی انکو آیات
بینات فرمایا اور یہی اعظم اولہ ہین صانع کے وجود پر اور اوسکی افعال
وصفات پر اور یہی طریقہ ہے قرآن کا کہ اوسی سے ہدایت کی ہے

اور سعید ازلی کو یہی قرآن کیلا بڑی آیت ہے اور بڑی دلیل ہے
اور کافی و شافی ہے اور ہادی و وافی ہے اس معرفت الٰہی کے
لیے جیسا کتاب امم سلف کا مقولہ ہے اور یہ آفتاب آیت
اور ماہتاب ارشاد ہے اور دستگیر عباد ہے اور منتہی للاعتقاد والا
ہی کہ اوسکی تعبیرون مین اجمال نہین اور دلالتون مین اشکال نہین
غرض کون سی دلیل ہمکو اوس سے بہتر ملیگی جو اوسنی خود اپنی کتاب
مین ارشاد فرمائی ہے جیسے فرمایا افی اللہ شک
فاطر السموات والارض کیا اسمین شک ہے جو پیدا
کرنے والا ہے آسمان و زمین کا کیف تکفرون باللہ
وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم
الیہ ترجعون یعنے کیونکر منکر ہوتے ہو تم اوسکے
اور تم پہلے مردہ تھے (یعنے پشت پدر اور رحم مادر مین کہ حیات
مطلق نرکہتے تھے) پھر تمکو زندہ کرتا ہے پھر مارتا ہے پھر زندہ
کریگا پھر اوسکی طرف جاؤگے دیکھو کس خوبی سے اثبات کیا حیوۃ
ثانی کو حیوۃ اولی پر اور موت ثانی کو موت اولی پر اور اس سے
بہتر طریقہ اثبات معاد کا ہرگز ہاتھہ نہ آویگا اسلیے وہ جو اس دلیل
جو مقیس علیہ ہین وہ ہر مخاطب مکلف پر گذر چکی ہین بخلاف طرق
دلایل متکلمین کے کہ ہرگز افادہ یقین کا نہین کر سکتے اور نہ اوسکے

کیا ہی سمیع و بصیر کو ویسے ہی ثابت کیا ہی نزول و استوا کو غرض نفس
اثبات صفات تشبیہ نہین اور نفی صفات ثابتہ تنزیہ نہین اور مذہب
سلف کا متوسط ہی دو مذہبون مین اور سراپا ہدایت ہے دو ضلالتون
مین کہ ایک جانب اوسکی تشبیہ ہے دوسری جانب تعطیل اور سنت ان
دو کے بیچ مین ہے اور جیسے اسلام تمامی ادیان مین متوسط ہی ویسے ہی مذہب
اہل سنت تمامی مذاہب اسلام مین متوسط ہی اور اصل اس باب مین یہ ہے
کہ جو ثابت ہوا قرآن و حدیث مین اوسکی تصدیق واجب ہے جیسے علو پروردگار
کا اور استوا اوسکا عرش پر اور جو الفاظ محدثہ نفی و اثبات مین ایسی ہین
کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ مین وارد نہین ہوئی اون سے احتراز
لازم ہے طالب حق کو مثلاً یہ کہنا کہ وہ متحیز ہے یا نہین اور جوہر ہے
یا نہین اور عرض ہے یا نہین کہ اس کے نہ نفی وارد ہوئی ہے نہ اثبات
اور کہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صحابہ و تابعین سے نہ ائمہ
مسلمین سے ایک حرف بھی ان کے اثبات مین مروی ہے نہ نفی مین
غرض ایسی الفاظ اثباتاً یا نفیاً جناب الہی مین بولنا اسی قبیل سی ہے
جسکو اللہ پاک الحاد فی الاسماء فرماتا ہے اور بندون کو اوس سے
روکتا ہے اور اسیطرح نہین وارد ہوا کہ وہ جسیم ہے نہ یہ وارد ہوا ہے
کہ وہ جسم نہین غرض یہ الفاظ نہ منصوص کتاب و سنت مین نہ مروی
از ائمہ سنت اور جو لوگ ان الفاظ کو بولتے ہین کبھی معنی صحیح مراد لیتے ہین

اور حافظ جو پڑہتا ہے یہ سب کلام الٰہی ہے نہ کلام قاری
اور فرمایا یریدون ان یبدلوا کلام اللہ اور وہ جو
محفوظ ہے سینون مین وہ بہی کلام الٰہی ہے اسلیے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد کرتے رہو قرآن کو کہ وہ
زیادہ بہاگنے والا ہے صدور رجال سے اوس اونٹ سی جسکا
ایک پانو بندہا ہوا اور وہی مکتوب ہے مصاحف مین چنانچہ ابن عمر
سے مروی ہے کہ انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ سفر نکرو قرآن لیکر دشمنون کے ملک مین
الحدیث اور عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ انہون نے
فرمایا مین نہین دوست رکہتا کہ مجہہ پر کوئی دن ایسا آوی کہ مین
کلام اللہ مین نظر نکرون یعنی مصحف دیکہہ کر تلاوت نکرون
اور سلف کا اجماع ہے اسپر کہ وہ غیر مخلوق ہے چنانچہ حضرت
علی نے فرمایا کہ قرآن مخلوق نہین ہے بلکہ وہ اللہ کا کلام ہے
اوسی سے شروع ہوا ہے اور اوسی کیطرف لوٹ جاویگا اور
ابن مسعود اور ابن عباس اور عمرو بن دینار اور سفیان بن عیینہ
سے بہی ایسا ہی مروی ہے اور اللہ نے اسی قرآن سی کلام
کیا ہے حقیقۃً اور اوسی کا بولا ہوا ہے نہ یہہ کہ اوسکی غیر کا کلام
ہوا اور یہ کہنا روا نہین کہ یہہ اللہ کے کلام کی حکایت ہے یا اوس سے

جو منہ اوسکے نکلا ہے یعنے قرآن سے اور اعتقاد کرتے
ہین کہ حروف مکتوبہ اور اصوات مسموعہ ہین کلام اللہ ہین جیسے
فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ پہر جو قائل ہوا حروف کے
کلام اللہ ہونے کا وہ دین سے نکل گیا اور جماعت مسلمین سے
باہر ہو گیا اور جسنے انکار کیا اسکا کہ وہ حرف ہین اوسنے بیہودہ کہا
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک حرف کلام اللہ
کا پڑہے اوسکو بہی دس نیکیان ہین روایت کی یہ ترمذی نے
اور صحیح کہا اور ام سلمہ نے کہا کہ قراءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حرف حرف تہی مفسر روایت کی یہ ابو داؤد نے اور
نسائی اور ترمذی نے اور طلحہ بن مصرف نے کہا کہا ایک شخص نے
معاذ بن جبل کے آگے قرآن پڑہا اور ایک واو چہوڑ دیا تو آپ نے
فرمایا تو نے ایسا ایک حرف چہوڑ دیا جو کوہ احد سے بڑا ہے
اور اعتقاد کرتے ہین کہ اللہ کے کلام مین آواز ہے چنانچہ
عبد اللہ بن انس سے مرفوعاً مروی ہے حدیث حشر مین کہ
اللہ سبحانہ پکاریگا ایسی آواز سے کہ دور و نزدیک سب
سنینگے روایت کی یہ احمد نے اور ایک جماعت نے اور ابن مسعود سے
مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ وحی فرماتا ہے
تو آسمان کے فرشتون کو ایک آواز سنائی دیتی ہے جیسے زنجیر

۷۲۹

پیدا کرنے والا خلاق ہے علیم ہے مدبر ہے جمیع کائنات کا
سننے والا ہے جمیع مسموعات کا نہ اوسکا کوئی شبیہ ہی نہ مثیل
نہ ضد ہے نہ ند نہ شریک ہی اوسکا کوئی وجوب وجود مین نہ استحقاق
عبادت نہ پیدا کرنے نہ حکم کرنے مین نہ تدبیر نہ مریض کی شفا
دینے مین نہ کسی کے رزق دینے مین نہ کسی مشکل کو دور کرنے
مین نہ کسی مین وہ حلول کرتا ہے نہ اوسمین کوئی شے حلول
کرتی ہے اور نہ اپنی غیر سے متحد نہ اوسکا غیر اوس سے متحد ہوتا
ہے اور نہ اوسکی ذات مین حدوث ہی نہ اوسکی صفات مین مگر
صرف تعلق صفات مین حدوث ہی باعتبار اون چیزون کی جن سے
وہ صفات متعلق ہوئی ہین بری ہے تجدد سے اور جہل اور کذب
سے اور وہ اپنے عرش پر ہے جیسا کہ بیان کیا اوسنے اپنی ذات کا
اور وصف کیا اوسکی رسول نے اور وہ کسی کا محتاج نہین نہ اپنی
ذات مین نہ صفات مین اور نہ اوسپر کوئی حاکم ہے اور نہ کسی کی
حکومت ہی سوا اوسکی اور اوسپر کوئی چیز واجب نہین کسی غیر کے
واجب کرنے سے اور وہ وعدہ خلافی نہین کرتا اور ساری کام
اوسکی حکمت سی بھرے ہوئے ہین اور کوئی چیز اوسکی قبیح نہین اور اوسکی
فعل کو جور و ظلم نہین کہہ سکتے اور عقل سے حسن و قبح اشیا کا دریافت
نہین ہو سکتا اور اوسکی نام سب اچھی ہین اور اوسکا قول بالا

اور فاسق سے بالکل ایمان کا نام سلب نہین ہوتا اور نہ ہمیشہ
دوزخ مین رہیگا جیسی معتزلہ کا قول ہے اور کبھی مطلق ایمان کے
نام مین داخل نہین ہوتا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
زنا نہین کرتا زانی درانحالیکہ وہ مومن ہو اور مراد اس سے یہ ہے
کہ اوسوقت وہ مومن کامل نہین بلکہ ناقص الایمان یا ایمان کے
روسے مومن ہے اور کبیرہ کے روسے فاسق غرض فاسق کو مطلق
مومن کا لقب دیا ہی نہین جاتا اور مطلق سلب بھی نہین کیا جاتا
اور نہ گواہی دیتے ہین کسی اہل قبلہ پر کہ وہ ناری ہے بسبب اپنے
گناہ کے یا بسبب کسی کبیرہ کے اور نہ نکالتے ہین کسی کو دائرہ
اسلام سے کسی عمل کے وجہہ سے مگر جبکہ کسی حدیث مین ایا ہو
پس اوسکی تصدیق کرتے ہین اور جیسا مروی ہے ویسا ہے
جانتے ہین جیسے ترک صلوۃ اور شرب خمر وغیرہ مین وارد ہوا
یا کوئی بدعت ایسی نکالی کہ صاحب اوسکا کفر اور خروج از اسلام
کے طرف منسوب ہو تو اوسمین اتباع حدیث کرے اور اوتنا ہی
کہ جتنا حدیث مین ایا اور اوس سے اگے بڑہے اور اعتقاد کرتے اور ایمان
لاتے ہین قدر پر کہ قدر خیر و شر اور قلیل و کثیر اور صغیر و کبیر کی اللہ پاک کی طرف
سے ہے کوئی چیز اوسکی تقدیر سے خالی نہین اور کوئی شے
دنیا مین ایسی نہین جو اوسکی تدبیر اور قضا سے صادر نہوئی ہو

ولکن حق القول منی لاملان جہنم من الجنۃ والناس اجمعین

ولو شئنا لاتینا کل نفس ھداھا

ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس

جنون اور آدمیون سب سے جہنم کو بہرونگا اور فرمایا اوسنے انا کل شی خلقناہ بقدر) یعنے ہم نے ہر چیز تقدیر کیموافق پیدا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ عمل کرو ہر ایک جسکے لیے پیدا ہوا ہے وہی اوس سے بن پڑیگا اور اوس نے تعالی نے بندون کو پیدا کیا اور اون کے افعال بہی پیدا کئے اور اون کے رزق مقدر کئے اور اون کے عمرون کا اندازہ کیا جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اپنی رحمت سے اور جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اپنی حکمت سے اور فرمایا ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب اور اللہ تعالے کے تقدیر اور اوسکی قضا کو کوئی حجت نہین لا سکتا جب اوسنے رسول بہیجے اور اللہ ہی کی حجت ہم پر پوری ہے کہ اوسنے کتابین اوتاردین اور پیغمبرون کو بہیجا اور ہمین اوسکی آگے کوئی حجت نہین ہے اور اللہ نے نہین کیا کوئی امر کوئی نہی مگر طاقت رکہنے والے کو جو کرنے کا مختار تہا اور کسیکو گناہ پر مجبور نہین کیا اور نہ ترک پر چنانچہ فرمایا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور فرمایا فاتقوا اللہ ما استطعتم اور فرمایا الیوم تجزی کل نفس بما کسبت غرض معلوم ہوا کہ بندہ کمائی کرتا ہے اور نیکی پر جزا اور بدی پر سزا پاتا ہے اور اگرچہ وہ اللہ ہی کی

وہ ہر ورمات پر اور کوئی مخلوق نہیں آسمان و زمین میں جو اوسکا پیدا
کیا ہوا نہو اور اوسکی سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں نہ پالنے والا ہے
اور باوجود اسکی اپنے اطاعت اور اپنے نبی کی اطاعت کا حکم
کیا ہے اور اپنی اور اپنے نبی کی نافرمانی سے منع فرمایا ہے
اور وہ سبحانہ متقیون اور محسنون اور عادلون کو دوست اور
اون لوگون سے راضی ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے
اور نیک عمل وہی ہے جو نبی نے تعلیم فرمائے اور کافرون
کو دوست نہیں رکھتا اور نہ فاسقون سے راضی ہوتا ہے
اور نہ بیحیائی کا حکم کرتا ہے اور نہ اپنے بندون کا کفر پسند
کرتا ہے اور نہ فساد اور بندے اپنے کامون کے فاعل
ہین حقیقۃً اور وہ سبحانہ اون کے افعال کا پیدا کرنے والا
ہے اور بندہ وہی مومن و کافر و نیک و فاجر و مصلی و صائم
ہوتا ہے اور بندون کو اپنے فعلون کی قدرت ہی اور اون
کا ارادہ بھی ہے اور اللہ اون کے قدرت اور ارادہ کا خالق ہے
اور قدریہ کے اس درجہ کا انکار عامہ قدریہ کرتے ہین جنکو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس امت فرمایا اور بعضی اسمین
غلو کرتے ہین یہانتک کہ بندہ کی قدرت و اختیار سلب کر لیتے
ہین اور افعال الٰہی سے اور احکام سے حکمتین اور مصالح

پیدا کیا ہے اور اسی طرح جانتا ہے طاعت کو اہل طاعت
کی اور اسی لئے اونکو پیدا کیا ہے اور جس سے وہ بچ گئے
وہ اونکو کبہی نہ پہونچ سکتا تہا اور جو پہونچا وہ اوس سے بچ
نہیں سکتے تھے اور جسنے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالے نے اپنے
بندوں سے اطاعت اور فرمانبرداری چاہی اور بندوں نے
اوسکی نافرمانی کی اور مرتکب ہوئے اور معصیت ہوئی اور اپنی
مشیت کے موافق کیا تو اوسنے یہ دعوے کیا کہ مشیت بندوں
کی خدا کی مشیت پر غالب ہوئی اور یہ صریح افترا اور کذب ہے اللہ پر
اور اوس سے بڑہکر جہوٹ کون ہوگا اور جسنے خیال کیا کہ زنا
اللہ پاک کی تقدیر سے نہیں ہے تو اوس سے کہو کہ بہلا دیکہو یہ عورت
جو زنا سے حاملہ ہے اور لڑکا جنا ہی آیا اللہ پاک نے اسکا پیدا
کرنا چاہا تہا یا نہیں اور پہلے سے اوسکو یہ معلوم تہا یا نہیں اگر اوسنے
کہا نہیں تو دعوے کیا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا خالق ہے
اور یہ کہلا ہوا شرک ہے اور جسنے کہا کہ چوری اور شراب پینا اور
حرام کہانا اللہ پاک کی تقدیر سے نہیں اوسنے دعوی کیا کہ یہ
آدمی قادر ہے کہ دوسرے کا رزق کہالے اور یہ صاف مجوس کا
قول ہے بلکہ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ اوسنے وہی رزق کہایا جو
اللہ نے اوسکے لئے مقدر کیا تہا اور اوسی طرح کہایا جسطرح اوسنے

کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہوئی روایت کی یہ مسلم نے اور اسکی
سوا اور بہت سے خصائص اور فضائل آپ کے ہین مین کہتا ہون
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت مین تین طرح شفاعت
کرینگے اول تو شفاعت اولی ہے اہل موقف سب آدم علیہ السلام
اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے پاس
پہر کر آپ کے پاس آئینگے اور اس شفاعت سے حساب وکتاب
کا شروع ہوجاوے گا اور نامہ اعمال اوڑنے لگینگے اور دوسرے
اہل جنت کے لئے شفاعت کرینگے کہ وہ جنت مین داخل ہون
اور یہ دو تو شفاعتین آپ کے ساتہہ خاص ہین کہ اوسمین کوئی
شریک نہین اور تیسرے شفاعت اون لوگون کی ہوگی
جو مستحق نار ہوچکے ہین اور آپ کے شفاعت سے اللہ تعالے اونکو
دوزخ مین نہ ڈالیگا اور یہ شفاعت ایسی ہے کہ اسمین آپ کے ساتہہ
تمام مومنین اور صدیقین اور شہدا اور صالحین اور ملائکہ مقربین
سب شریک ہون گے اور شفاعت نکرینگے مگر اوسی کے
جس سے پروردگار راضی ہوا اور وہ اوس کے خوف سے
کانپتے ہون گے جیسے فرمایا پروردگار نے ولا یشفعون
الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون
اور کافرون کو نہ شفاعت ہوگی نہ نفع دیگی اور ایک قوم دوزخ

پہر کوہ شفاعت بغیر حکم کیونکر حل سکتا ہے اور تمام اہل شفاعت اسی حکم
مین داخل ہین اور اگر بغیر حکم آلہی ہو تو شفاعت کاہی کو ہوئی بلکہ حمایت ہوئی
اور حمایت اللہ کی بارگاہ مین کوئی نہین کرسکتا اور **عتقاد** رکہتے ہین
اہل سنت و جماعت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ اون کی
خیر و صلاح اور تقوی کا اور عدول جانتے ہین اون کو اور صاف رکہتے
ہین سینہ اپنا اون سے جیسا فرمایا اللہ صاحب نے **ولا تجعل فی قلوبنا**
غلا للذین آمنوا ربنا انک غفور الرحیم اور فرمایا اوسکے
رسول نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ مت برا کہو میرے اصحاب کو کہ قسم ہے
اوس پروردگار کی کہ میری جان اوسکے ہاتہہ مین ہے کہ اگر تم مین سے
کوئی کوہ احد کے برابر سونا خرچ کرے تو اون کے ایک سیر یا آدہ سیر کے
برابر بہی نہوگا اور قبول کرتے ہین اون کی فضیلتون کو جو کتاب اللہ اور
سنت مین وارد ہوئی ہین اور جن پر اتفاق ہے اون کے مراتب اور
فضائل مین سے اور اون مین سے جن لوگون نے صلح حدیبیہ سے پہلے
قبل اموال خرچ کئے ہین اونکو فضل جانتے ہین اون لوگون سے جنہون نے
اوسکے بعد خرچ کیا اور اوسکے بعد لڑے اور مہاجرین کو مرتبہ مین انصار پر
مقدم جانتے ہین اور **عتقاد** رکہتے ہین کہ اہل بدر اور وہ تین سو
دس یہ کئی اصحاب ہین اون کے لئے اللہ صاحب نے فرمایا **اعملوا**
ما شئتم فقد غفرت لکم کہ جو تمہارا جی چاہے عمل کرو

سکے سنت کو اور اوسی کو کھیلون سے تھاما ہوا اور فرمایا کہ خلافت
میرے بعد تیس برس تک ہوگی اور اہل سنت محبت رکھتے
اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یاد رکھتے ہین اون کے لیے وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ نے
فرمایا کہ مین تمکو یاد دلاتا ہون اپنی اہل بیت کی لئے دو بار فرمایا اور
حضرت عباس سے فرمایا جب بیمار ہوئے کہ بعض قریش اون سے
کشادہ پیشانی سے نہین ملتے اور قسم ہے اوس پروردگار کی کہ
میری جان جسکی ہاتھ مین ہے کہ وہ مومن نہون گے جبتک تمکو
دوست نہ رکھینگے اللہ کے واسطے اور میرے قرابت کی سبب سے
اور تعظیم و توقیر کرتے ہین کہ سب بیبیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مومنون کی مان ہے جیسے قرآن مین صاف ارشاد ہوا ہے
اور زیادہ تر انکی بیبیان دنیا و آخرت مین خصوصا خدیجہ الکبری کہ وہ
مان ہین اکثر اولاد نبی کی رضی اللہ عنہا اور سب سے پہلی ایمان لائی ہین
آپ پر عورتون مین سے اور بڑی مدد کی ہے آپکے امر نبوت
اور اشاعت ملت مین اور بہت بڑا درجہ رکھتی ہین کہ پروردگار خود انکو
سلام بھیجا تھا جبریل علیہ السلام کے زبانی اور صدیقہ بنت الصدیق
جناب مستطاب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہین کہ اللہ تعالی نے اونکی
براءت ساتون آسمان کے اوپر سے اوتاری اور محبوبہ ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا اور آخرت مین وفات پائی نبی صلی اللہ

اور ہر ایک کو ان مین ثواب ہے اور با وجود اسکی ہر صحابہ کو کبائر و صغائر سے
معصوم ہی نہین جانتے اور جانتے ہین کہ اون سے گناہ ہونا ممکن ہے مگر
سوابق ایمانیہ اور فضائل احسانیہ اون سے موجب مغفرت ہین اور اون
سے وہ خطائین معاف ہو سکتی ہین جو اوروں سے معاف نہو
اسلئے کہ حسنات کفارہ سیئات ہو جاتے ہین اور وہ سب عدول
ہین اسلئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون
میرا قرن ہے اور جو جو فضائل اور برکات اور کرامات اللہ پاک
نے اونکو عنایت فرمائے اون سے یقین ہو گیا کہ وہ خیر خلق اللہ
ہین انبیا کے بعد اور اعتقاد رکھتے ہین کہ ایک گروہ اہل توحید
کا دوزخ سے نکلیگا جیسا متعدد روایتون مین وارد ہوا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اصول اہل سنت سی ہے
تصدیق کرامات اولیا کی اور جو اون سے خلاف عادت امور ظاہر
ہوتے ہین اور انواع علوم اور مکاشفات وغیرہ جیسے سلاف امت
اور ائمہ ملت سی مروی ہے اور اوسی مین سے کیفیات اصحاب کہف
کے اور حالات حضرت صدیقہ مریم علیہا السلام کے اور خوارق
اصحاب کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی اور وہ سب ظل ہین معجزات
انبیا کا اور کشف و کرامات احکام شریعت مین حجت نہین خاصۃً جو کتاب
و سنت کے خلاف ہو اور اصحاب ولایت و کرامت احاد مسلمین

دعاؤون کا قبول کرنے والا فریادون کا سننے والا مصیبتون
کا دفع کرنے والا بلاؤن کا ٹالنے والا ... واجب ہوی
محبت اوسکی اور دعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے خدا
تیری محبت مجھی اپنی جان سے بھی زیادہ ہووے اور اپنے اہل و مال
سے بھی اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ اور اجتناب
کرتے ہین اور دور رہتے ہین وہ اس سے کہ نذر کرین وہ اللہ
کے سوا کسی مخلوق کی یا دعا کرین کسی مخلوق سے یا استغاثہ کرین
کسی سے سوا باری تعالی کے یا مشاہد و قبور و ضرایح مجہول کو سجدہ
کرین یا طواف کرین یا اور اقسام کے عبادات اون کے لئے بجا لا
دور بھاگتے ہین وہ اس سے اور وارد ہوی ہے نہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر غیر خدا کی اور لعنت کی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کو جو قبور انبیا و صالحین کو
مساجد ٹھیرایا اور اوسمین نماز پڑھی اور سجدہ وغیرہ اجزائے نماز کی
سے پھر کیا حال ہوگا اون کا جنھون نے قبرون کو وثن بنایا اور
ضار و نافع سمجھا اور فرمایا آپ نے کہ شدید ہوا غضب اللہ کا ان لوگون پر
جنھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مساجد بنایا اور فرمایا آپ نے
مشرکین کی عادت تھی کہ جب اون مین کوئی نیک مرجاتا تھا تو اوسکی
قبرون پہ تصویرین بناتے تھے اور عمارت کھڑی کرتے تھے اور وہ

اور جس نے کہا کہ اسرا بیت المقدس تک اور شب میں تھا اور اوپر کے

اور شب میں اوسنے غلط کہا اور جسنے کہا کہ ... خواب میں تھا اور جسنے

آپکا اوپر نہین گیا اوس نے بھی غلط کہا اور حدیث معراج کی ... جماعت

کثیرہ صحابہ سے مروی ہے اور بہت آثار صحیحہ اوس میں وارد ہیں

اختلاف ہے صحابہ کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے

پروردگار کو یا نہین اور ہر طرف ایک جماعت صحابہ اور تابعین کی

گئی ہے اور امام احمد کے نزدیک ترجیح اسیکو ہے کہ دیکھا ہے

آپنے عزوجل کو اور **اعتقاد** رکھتے ہیں کہ موت حق ہے اور

ملک الموت علیہ السلام موسی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور آپنے

اونکو طمانچہ مارا اور اون کی آنکھہ پہوٹ گئی جیسے کہ صحیح بخاری میں

رسول صادق و مصدق سے مروی ہے اور واجب جانتے ہیں

ایمان لانیکو تمام اخبار نبی پر خواہ وہ ہماری عقل مین آوے یا نہ آوے

اور تصدیق کرتے ہین فتنہ قبر اور عذاب آخرۃ اور نعمای جنت کے

اور حشر و نشر و میزان و پل صراط اور حساب و کتاب و رفیق مقام

کی یوم قیام میں اور جو تفاصیل ان امور کے احادیث صحیحہ میں

وارد ہوئی سب کی تصدیق کرتے ہین اور تصدیق کرتے ہین حوض

کی جو موجود ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور پانی اوسکا دودہ سے

زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور کوزے اوسکے آسمان

اگرچہ ہم اوسکی حقیقت اور کیفیت کو نسمجھین اور عتقا[د]
کہ اللہ تعالی کے فرشتے ہین کہ موکل ہین کتابت اعمال پر
اور حفاظت کرتے ہین بندون کی اوسکی حکم سے اور
ہین خیرات وحسنات کی اور الہام کرتے خیر اور رشد
عباد مین اور نافرمانی نہین کرتے رب العباد کی اور ا
مین سے ہین شیاطین کہ اون کا اثری بندون کے
شر سے اور تصرف کرتے ہین اون مین اور جاری ہو
مین جیسے خون جاری ہوتا ہے اور اعتقاد رکہتے
کبیرہ مسلمان دوزخ مین ہمیشہ نرہے گا اور عفو کبیرہ کا
اور عفو اوسکا بہی ممکن ہے جو بغیر توبہ کے مسلمان
عذاب ممکن ہے اور بعثت انبیا کی اور مکلف ہونا بن
امر ونواہی کے ساتہہ حق ہے اور انبیا معصوم ہین کـ
اصرار علی الکبائر سے اور اللہ اون کا عاصم ہے اور دعو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہے جمیع انس وجن کو جیسے
نے لیکون للعالمین نذیرا اور امر معروف
منکر واجب ہے بشرطیکہ مودی فتنہ کی طرف نہو اور اوسکی قد
اور خلافت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریش مین
دو آدمی بہی باقی رہین اور کسی کو اون سے نزاع نہین

صدق و یقین غالب ہے اور کسی بدعت سے معروف نہین تھے

طعن ہوا ہی کذب کا اور نہین قبول کرتے کسی کے وجوہ

مروی ہے عدی بن حاتم سے کہ انہون نے کہا دیکھا مین نے رسول [illegible]

علیہ وسلم کو کہ سورہ براءت مین پڑہتے تھے اتخذوا احبارهم

ورهبانهم اربابا من دون الله کہ [illegible]

اپنے مولویون اور درویشون کی عبادت نہین [illegible]

کسی چیز کو حلال کہدیتے تھے اور جب حرام [illegible]

اوسکو حرام جان لیتے اور اس آیت سے معلوم [illegible]

تحریم اشیاء کا منصب ہوا اللہ اور رسول کے اور [illegible]

ہمیشہ کہا گئے ہین وہ اہل بدع سے اور ہر محدث [illegible]

کو برا جانتے ہین اور بہترین ہدی ہدی رسول [illegible]

وسلم ہے اور آپ نے خبر دی کہ میری امت تہتر [illegible]

اور وہ سب دوزخی ہین مگر ایک فرقہ اور وہ وہی [illegible]

ہون اور میرے اصحاب کہ انہی مین صدیق ہین

ہین اور تمام ائمہ ہدے ہین کہ اون کے

ہین اور فضائل مذکور اور یہ عقاید ہین اون کے

کتاب سنت سے اور یہی عقیدہ ہے اس فقیر حقیر کا

ہے میری تمام برادران دین اور تمام اقارب [illegible]